OSMANIA UNIVERSITY
جامعہ عثمانیہ

سلسلۂ مطبوعات جامعۂ عثمانیہ

تاریخ طبری

جلد اول

حصّہ چہارم

(عہد خلافت راشدہ)

تصنیف

ابی جعفر محمد بن جریر الطبری

ترجمہ

مولوی سید محمد ابراہیم صاحب ایم۔ اے

سابق رکن شعبۂ تالیف و ترجمہ جامعہ عثمانیہ

سنہ ۱۳۵۹ھ م سنہ ۱۳۵۰ف م سنہ ۱۹۴۱ع

دار الطبع جامعۂ عثمانیہ سرکار عالی حیدرآباد دکن

فہرست مضامین

تاریخ طبری جلد اوّل حصۂ چہارم

(عہد خلافت راشدہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تاریخ طبری

جلد اول حصۂ چہارم

عہد خلافت راشدہ

واقعۂ سقیفہ

امارت کے متعلق مہاجرین اور انصار کا اختلاف

عبداللہ بن عبدالرحمان بن ابی عمرۃ الانصاری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم کی وفات کے بعد انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہوے اور سب نے کہا کہ آپ کے بعد ہمیں سعد بن عبادہ کو امیر بنا لینا چاہئے سعد بیمار تھے انصار ان کو باہر لے آئے۔ جب سب جمع ہو گئے، سعد نے اپنے بیٹے یا کسی بھتیجے سے کہا کہ علالت کی وجہ سے مجھ میں اتنی طاقت نہیں کہ میں سب کو اپنی تقریر سنا سکوں لہذا جو میں کہوں تم اسے بخوبی یاد کر کے دوسروں کو سنا دینا۔ چنانچہ سعد جو کہتے تھے اُسے وہ شخص یاد کر لیتا تھا اور پھر بلند آواز میں تمام حاضرین کو سنا دیتا تھا۔

سعد نے حمد و ثنا کے بعد کہا اے گروہ انصار دین میں تم کو وہ اولیت

حاصل ہے اور اسلام میں تم کو وہ فضیلت حاصل ہے جو عرب کے کسی دوسرے قبیلے کو حاصل نہیں۔ محمد صلعم کئی سال تک اپنی قوم کو اللہ رحمان کی عبادت کی دعوت دیتے رہے اور بتوں اور اللہ کے شرکا کی عبادت سے روکتے رہے مگر سوائے معدودے چند آدمیوں کے اُن کی قوم اُن پر ایمان نہیں لائی جو ایمان لائے وہ اسقدر کم تھے کہ وہ ان مظالم کے مقابلے میں جو ان کی قوم نے اُن پر کر رکھے تھے اپنی مدافعت بھی نہیں کر سکتے تھے، لہذا جب اللہ نے چاہا کہ وہ تم کو شرافت عزت اور سعادت کی نعمت سے مخصوص کرے اُس نے اپنے اور اپنے رسول پر ایمان لانے کی نعمت سے تم کو بہرہ ور کر دیا۔ تاکہ تم اُن کی۔ اُن کے صحابہ کی مدافعت کرو اور ان کے اور اُن کے دین کے اعزاز کے لیے اس کے دشمنوں سے جہاد کرو چنانچہ تم نے اپنے طرز عمل سے ایسا ہی ثابت کیا کہ اُن کے دشمن کے مقابلے میں نہایت سخت ثابت ہوئے اور اس کے لیے دوسروں کے مقابلے میں دو بھر ہو گئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام عربوں نے اللہ کے حکم کے سامنے خوشی سے یا با دل ناخواستہ گردنیں جھکا دیں اور دور و دراز کے لوگوں نے سر اطاعت خم کر دیا۔ اللہ عزوجل نے اپنے رسول کے لیے تمھارے ذریعے زمین کو زیر نگیں کر دیا اور تمھاری تلواروں سے عرب نے اُن کے سامنے سر اطاعت خم کر دیا۔ اللہ نے اپنے رسول کو اپنے پاس بُلا لیا اس حال میں کہ وہ تم سے بہت ہی خوش اور راضی تھے، لہذا اب سب کے مقابلے میں تم کو یہ حکومت اپنے قبضے میں کر لینا چاہیے کیونکہ یہ صرف تمھارا حق ہے کسی اور کا نہیں۔

سعد کی اس تقریر پر تمام حاضرین نے اظہار پسندیدگی کیا اور کہا کہ تمھاری رائے بالکل درست ہے اور ہم اس سے تجاوز نہیں کریں گے ہم تم کو امیر بناتے ہیں کیونکہ تم ہمارے مسلمہ سردار ہو اور تمام نیک مسلمانوں کی نگاہ میں مقبول ہو۔

اِس تجویز پر بحث ہونے لگی کہ آیا یہ کامیاب ہوگی یا اس کی مخالفت کی جائیگی، بعضوں نے کہا اچھا اگر مہاجرین اس سے اختلاف کریں اور یہ کہیں کہ ہم مہاجر ہیں رسول اللہ صلعم کے ابتدائی صحابہ ہیں، ہم اُن کے قبیلے والے ہیں اور رشتہ دار ہیں اب اُن کے بعد تم کو اس امارت کے متعلق ہم سے تنازع کرنے کا کیا حق ہے، ایک جماعت نے کہا اس وقت ہم یہ تجویز پیش کریں گے کہ ہم میں سے ایک امیر ہو اور ایک

امیر تم میں سے ہو اور اس سے کم پر ہم کسی بات کے لیے راضی نہ ہوں گے' اس تجویز کو سُنکر سعدؓ نے کہا کہ یہ تجویز کمزوری کی پہلی دلیل ہے' عمرؓ کو اس جلسے کی اطلاع ہوئی وہ رسول اللہ صلعم کے مکان آئے اور ابوبکر کو جو اندر تھے بلوایا۔ علیؓ اس وقت رسول اللہ صلعم کے جنازے کی تیاری میں مصروف تھے عمرؓ نے ابوبکر سے کہلا کر بھیجا کہ میرے پاس باہر آئے انھوں نے جواب دیا کہ میں اس وقت مصروف ہوں' عمرؓ نے پھر کہلا کر بھیجا کہ ایک خاص بات پیش آگئی ہے اُس کے لیے تمھاری موجودگی نہایت ضروری ہے' ابوبکر باہر آئے عمر نے اُن سے کہا کیا تم کو معلوم نہیں کہ انصار بنی ساعدہ کے سقیفہ میں جمع ہو کر سعد بن عبادہ کو امیر بنانا چاہتے ہیں اور سب سے کم ضرر رساں جو تجویز ان کے کسی شخص نے پیش کی ہے وہ یہ ہے کہ انصار میں سے ایک امیر ہو اور مہاجرین میں سے ایک امیر ہو'

دونوں شتاب روی سے انصار کے پاس چلے راستے میں ابوعبیدہ مِل گئے وہ بھی ساتھ ہو گئے' آگے بڑھے' عاصم بن عدی اور عویم بن ساعدہ ملے انھوں نے اُن سے کہا کہ واپس جاؤ تم اپنے ارادے میں کامیاب نہیں ہو سکتے مگر ان لوگوں نے نہ مانا اور انصار کے مجمع میں پہنچے۔

عمر سے مروی ہے کہ ہم انصار کے پاس پہنچے اثنائے راہ میں اس موقع کے لیے میں نے اپنے دل میں ایک تقریر کا مضمون سوچا تھا کہ انصار کے سامنے اُسے بیان کروں گا وہاں پہنچتے ہی میں نے چاہا کہ تقریر کروں مگر ابوبکر نے مجھ سے کہا ذرا صبر کرو پہلے میں کہہ لوں اس کے بعد جو تمھارا جی چاہے بیان کرنا۔ مگر جو تقریر ابوبکر نے کی وہ ایسی تھی کہ جو کچھ میں کہنا چاہتا تھا وہ اور اس سے بھی زیادہ اس میں ابوبکر نے کہدیا۔

عبداللہ بن عبدالرحمان سے مروی ہے کہ ابوبکر نے حمد وثنا کے بعد کہا "اللہ نے اپنی مخلوقات کے پاس محمدؐ کو اپنا رسول اور اپنی امت کا نگراں مقرر کر کے مبعوث فرمایا تاکہ صرف اسی کی پرستش ہو اس کی وحدانیت تسلیم ہو حالانکہ اس سے پہلے وہ اللہ کے سوا مختلف معبودوں کی عبادت کرتے تھے اور مدعی تھے کہ یہ معبود اللہ کے یہاں اُن کے سفارش کرنے والے اور نفع پہنچانے والے ہیں حالانکہ وہ

۱۸۴۰

پتھر سے تراشے یا لکڑی سے بنائے جاتے تھے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے و یعبدون من دون اللہ ما لا یضرھم و لا ینفعھم و یقولون ھؤلاء شفعاؤنا عند اللہ و قالوا ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفیٰ۔ (اور وہ اللہ کے سوا ایسوں کی پرستش کرتے ہیں جو نہ ان کو نفع پہنچاتے ہیں اور نہ نقصان اور وہ کہتے ہیں کہ یہ ہمارے معبود اللہ کے یہاں ہمارے شفیع ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ہم تو ان کی صرف اس لئے پوجا کرتے ہیں کہ یہ اللہ تک رسائی کے لیے ہمارا ذریعہ ہیں) رسول اللہ صلعم کا یہ پیام عربوں کو ناگوار ہوا اور وہ اپنے آبائی دین کے ترک کرنے پر آمادہ نہ ہوئے، اللہ نے آپ کی تصدیق کے لیے مہاجرین اولین کو مخصوص فرمایا وہ آپ پر ایمان لائے انھوں نے آپ کے ساتھ ہر حال میں رہنے کے لیے شرکت کی اور باوجود اپنی قوم کی ایذا رسانی اور تکذیب کے انھوں نے رسول اللہ صلعم کا ساتھ دیا حالانکہ تمام لوگ ان کے مخالف تھے اور ان پر ظلم کرتے تھے مگر وہ باوجود تمام لوگوں کے ظلم اور ان کے خلاف جتھابندی کے اپنی قلت تعداد سے کبھی متاثر اور خائف نہیں ہوئے، اس طرح وہ پہلے ہیں جنھوں نے اس زمین میں اللہ کی عبادت کی اور اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے وہ رسول اللہ صلعم کے ولی اور خاندان والے ہیں اور ان کے بعد اس منصب امارت کے اور سب کے مقابلے میں وہی زیادہ مستحق ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ ان کے اس حق میں سوائے ظالم کے اور کوئی اُن سے تنازع نہیں کرے گا، اب رہے تم انصار کوئی شخص دین میں تمھاری فضیلت اور ابتدائی شرکت اور خدمت کا منکر نہ ہوگا اللہ نے اپنے دین اور اپنے رسول کی حمایت کے لیے تم کو اختیار کیا اور اسی لیے وہ تمھارے پاس ہجرت کر کے آئے، اس وقت بھی ان کی اکثر ازواج اور اصحاب تمھارے یہاں رہتے ہیں بے شک پہلے مہاجرین کے بعد تمھارے مقابلے میں ہماری نظر میں کسی اور کی منزلت نہیں ہے لہذا مناسب ہوگا کہ امیر ہم ہوں اور تم وزیر، ہر معاملے میں تم سے مشورہ لیا جائے گا اور بغیر تمھارے اتفاق رائے کے ہم کوئی کام نہیں کریں گے'

اس کے جواب میں حباب بن المنذر رضہ کہا کہ اے گروہ انصار تم اس معاملے میں کسی کی بات نہ سنو خود عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لے لو تمام لوگ تمھارے زیر سایہ ہیں کسی کو تمھاری مخالفت کی جرأت نہ ہوگی، اور کوئی شخص

تمھاری رائے سے سرتابی نہیں کرے گا، تم عزت والے، دولت والے، طاقت اور شوکت والے تجربہ کار دلیر اور بہادر ہو، لوگوں کی نظریں تمھاری طرف اٹھی ہوئی ہیں تم اس باب میں اب اختلاف نہ کرو ورنہ معاملہ خراب ہو جائے گا اور بات بگڑ جائے گی، تم نے سنا ہم نے جو تجویز پیش کی تھی کہ ایک امیر ہمارا ہو اور ایک امیر تمھارا ہو اسے بھی انھوں نے نہیں مانا۔

عمر نے کہا یہ ناممکن ہے دو تلواریں ایک نیام میں جمع نہیں ہو سکتیں بخدا عرب ہرگز اس بات کو نہیں مانیں گے کہ تم اُن پر حکومت کرو جبکہ اُن کے نبی تمھارے علاوہ دوسرے قبیلے کے ہوں۔ ہاں البتہ عربوں کو اس قبیلے کی حکومت تسلیم کرنے میں تامل نہ ہوگا جس میں نبوت تھی اور اسی میں سے اُن کے امیر ہونے چاہئیں اور اس شکل میں اگر عربوں میں سے کوئی اس کی امارت ماننے سے انکار کرے گا تو اس کے مقابلے میں ہمارے پاس کھلی ہوئی دلیل اور کھلا ہوا حق ہوگا، محمد کی حکومت اور امارت میں کون ہم سے تنازع کر سکتا ہے، اسے سب ہی نے تسلیم کیا، اُن کے بعد اب ہم اُن کے ولی اور خاندان والے اس کے مستحق ہیں، صرف جو گمراہ ہوگا، گنہگار ہوگا یا ورطہ ہلاکت میں گرفتار ہوگا وہی اس تجویز کی مخالفت کرے گا۔ اور کوئی نہیں کر سکتا،

حباب بن المنذر نے کہا اے گروہ انصار، تم اس معاملے کا خود تصفیہ کر لو اور ہرگز اس شخص کی اور اس کے ہمراہیوں کی بات نہ مانو یہ تمھارا حصہ بھی ہضم کرنا چاہتے ہیں اور اگر یہ لوگ ہماری تجویز نہ مانیں تو ان سب کو اپنے ان علاقوں سے خارج البلد کر دو اور تمام امور کی باگ ان کے علی الرغم اپنے ہاتھ میں لے لو کیونکہ بخدا اس امارت کے سب سے زیادہ تم ہی مستحق اور اہل ہو، تمھاری تلواروں نے ان تمام لوگوں کو اس دین کا مطیع بنایا ہے جو کبھی مطیع ہونے والے نہ تھے میں اس تمام کارروائی کے تصفیے کی ذمہ داری اپنے سر لیتا ہوں کیونکہ میں اس کا پورا تجربہ رکھتا ہوں اور اس کا اہل ہوں، بخدا اگر تم چاہو تو میں ابھی کاٹ چھانٹ کر اس کا فیصلہ کر دیتا ہوں، عمرؓ نے کہا اگر ایسا کرو گے اللہ تم کو ہلاک کر دے گا۔ حباب نے کہا بلکہ تم مارے جاؤ گے، ابو عبیدہ نے کہا اے گروہ انصار تم وہ ہو جنھوں نے سب سے پہلے دین کی حمایت اور نصرت کی ہے اب یہ نہ ہونا چاہئے کہ سب سے اول تم ہی اس میں تغیر اور تبدل کرو اور اسلام کی بات بگاڑو، بشیر بن سعد ابو النعمان بن بشیر نے کہا اے گروہ انصار مشرکین سے جہاد اور

دین اسلام کی ابتدا میں خدمت کی جو سعادت ہمیں حاصل ہوئی اس سے ہمارا مقصد صرف اپنے پروردگار کی رضامندی اور اپنے نبی کی اطاعت تھی ہم اس سے دنیاوی فائدہ اٹھانا نہیں چاہتے تھے، تو اللہ کا ہم پر ہر طرح کا فضل اور احسان ہے۔ سن لو بے شک محمد صلعم قریش تھے لہٰذا ان کی قوم اس امارت کی زیادہ مستحق اور اہل ہے اور میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اُن سے اس معاملے میں کبھی تنازع نہیں کروں گا، اللہ سے ڈرو، ان کی مخالفت نہ کرو اور نہ اس معاملے میں ان سے تنازع کرو۔

ابوبکر نے کہا یہ عمر اور ابوعبیدہ موجود ہیں ان میں سے جسے چاہو امیر بنالو مگر ان دونوں نے کہا کہ تمھاری موجودگی میں ہم ہرگز اس منصب کو قبول نہیں کریں گے کیونکہ تم مہاجرین میں سب سے بزرگ ہو غار میں رسول اللہ صلعم کے رفیق رہے ہو اور نماز کی امامت کے لیے رسول اللہ صلعم کے جانشین بن چکے ہو اور نماز ہمارے دین کا سب سے بڑا رکن ہے۔ اس لیے تمھارے ہوتے ہوئے کس کو یہ بات زیبا ہے کہ وہ اس کے لیے تقدیم کرے اور امارت قبول کرے۔ تم اپنا ہاتھ بیعت کے لیے لاؤ، چنانچہ جب عمر اور ابوعبیدہ ان کے ہاتھ پر بیعت کرنے چلے بشیر بن سعد نے ان سے سبقت کی اور سب سے پہلے انھوں نے ابوبکر کی بیعت کی، حباب بن المنذر نے للکارا اے بشیر بن سعد تم نے اپنی جماعت کی مخالفت میں یہ حرکت کیوں کی کیا تم کو اپنے عزیز سعد کی امارت پر حسد ہوا، بشیر نے کہا بخدا ہرگز یہ بات نہیں ہے بلکہ میں نے اس بات کو گوارا نہیں کیا کہ میں ان لوگوں سے اس معاملے میں تنازع کروں جن کا اللہ نے اُن کو ہر طرح سے مستحق بنایا ہے۔

جب قبیلۂ اوس نے دیکھا کہ بشیر بن سعد نے ابوبکر کی بیعت کرلی اور وہ قریش کے اس معاملے میں حامی ہیں اور خزرج سعد بن عبادہ کو امیر بنانا چاہتے ہیں انھوں نے ایک دوسرے سے کہا جن میں اسید بن حضیر اُن کے ایک نقیب بھی تھے کہ اگر ایک مرتبہ کے لیے بھی خزرج کو امارت مل گئی تو اس وجہ سے وہ ہمیشہ کے لیے تم سے مرتبے میں بڑھ جائیں گے اور پھر کبھی وہ حکومت میں تم کو کوئی حصہ نہ دیں گے لہٰذا ہمارے لیے بہتر یہ ہے کہ ہم سب ابوبکر کی بیعت کرلیں چنانچہ ان سب نے کھڑے ہوکر ابوبکر کی بیعت کرلی اس سے سعد بن عبادہ اور خزرج کے تمام منصوبے جو حکومت

حاصل کرنے کے تھے خاک میں مل گئے اور ان کے حوصلے پست ہو گئے۔
ابوبکر بن محمد الخزاعی سے مروی ہے کہ اس کے بعد تمام بنی اسلم جماعت کے ساتھ کہ ان کی کثرت کیوجہ سے راستے پُر ہو گئے، وہاں آئے اور انھوں نے ابوبکر کی بیعت کی، عمر کہا کرتے تھے کہ جب میں نے اسلم کو آتا ہوا دیکھا مجھے کامیابی کا یقین ہوا۔
سابقہ روایت کے سلسلے سے عبداللہ بن عبدالرحمان سے مروی ہے کہ اب ہر طرف سے لوگ آکر ابوبکر کی بیعت کرنے لگے قریب تھا کہ وہ سعد کو روند ڈالتے اسپر سعد کے کسی آدمی نے کہا کہ سعد کو بچاؤ ان کو نہ روندو، عمر نے کہا اللہ اسے ہلاک کرے اس کو قتل کردو اور خود ان کے سراہنے آکر کھڑے ہو گئے اور کہا میں چاہتا ہوں کہ تم کو روند کر ہلاک کردوں، سعد نے عمر کی داڑھی پکڑ لی، عمر نے کہا چھوڑ و اگر اس کا ایک بال بھی بیکا ہوا تو تمھارے منہ میں ایک دانت نہ رہے گا ابوبکر نے کہا عمر خاموش رہو اس موقع پر نرمی برتنا زیادہ سودمند ہے۔ عمر نے سعد کا پیچھا چھوڑ دیا۔ سعد نے کہا کہ اگر مجھ میں اٹھنے کی بھی طاقت ہوتی تو میں تمام مدینے کی گلی کوچوں کو اپنے حامیوں سے بھر دیتا کہ تمھارے اور تمھارے ساتھیوں کے ہوش و حواس جاتے رہتے اور بخدا اس وقت میں تم کو ایسی قوم کے حوالے کر دیتا جو میری بات نہیں مانتے بلکہ میں انکی اتباع کرتا، اچھا اب مجھے یہاں سے اٹھا لے چلو۔ ان کے آدمیوں نے ان کو اٹھا کر اُن کے گھر میں پہنچا دیا۔ چند روز ان سے تعارض نہیں کیا گیا اس کے بعد اُن سے کہلا کر بھیجا گیا کہ چونکہ تمام لوگوں نے اور خود تمھاری قوم نے بھی بیعت کرلی ہے تم بھی آکر بیعت کرو، سعد نے کہا یہ نہیں ہوسکتا تاوقتیکہ میں تمھارے مقابلے میں اپنا ترکش خالی نہ کردوں، اپنے نیزے کو تمھارے خون سے رنگین نہ کرلوں اور اپنی تلوار سے جسپر میرا بس چلے وار نہ کروں اور اپنے خاندان اور قوم کے ان افراد کے ساتھ جو میرا ساتھ دیں تم سے لڑ نہ لوں ہرگز بیعت نہیں کروں گا، خدا کی قسم ہے اگر انسانوں کے ساتھ جن بھی تمھارے ساتھ ہو جائیں تب بھی جبتک کہ میں اپنے معاملے کو اپنے رب کے سامنے پیش نہ کرلوں بیعت نہیں کروں گا۔

ابوبکر کو اس کی اطلاع ہوئی عمر نے ان سے کہا بغیر بیعت لئے ان کو چھوڑنا نہیں چاہئے۔ مگر بشیر بن سعد نے کہا چونکہ ان کو اپنے انکار پر اصرار ہے اس لئے جب تک کہ وہ قتل نہ ہو جائیں گے ہرگز تمہاری بیعت نہیں کریں گے اور تاوقتیکہ ان کی اولاد ان کے خاندان والے اور ان کے قبیلے کے کچھ لوگ بھی ان کے ساتھ کام نہ آجائیں۔ وہ تنہا مقتول نہ ہونگے اس لیے مناسب ہے کہ ان کو چھوڑ دو، وہ تنہا ہیں ان کے چھوڑ دینے سے تم کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ ابوبکر وغیرہ نے ان کا پیچھا چھوڑ دیا اور بشیر بن سعد کی رائے کو قبول کرلیا۔ اور چونکہ بیعت کے معاملے میں ان کا طرز عمل معلوم ہو چکا تھا اس لیے ان کی اس رائے کو خلوص پر مبنی سمجھا۔ اس کے بعد سے سعد نہ ابوبکر کی امامت میں نماز پڑھتے تھے اور نہ جماعت میں شریک ہوتے، حج میں بھی مناسک کو ان کے ساتھ ادا نہ کرتے۔ ابوبکر کے انتقال تک ان کی یہی روش رہی۔

ضحاک بن خلیفہ سے مروی ہے کہ امارت کے انتخاب کے موقع پر حباب بن المنذر نے کھڑے ہو کر تلوار نکال لی اور کہا کہ میں ابھی اس کا تصفیہ کر دیتا ہوں، میں شیر ہوں اور شیر کی کھوہ میں ہوں اور شیر کا بیٹا ہوں، عمرؓ نے اس پر حملہ کیا اس کے ہاتھ پر وار کیا، تلوار گر پڑی، عمر نے اسے اٹھالیا اور پھر سعد پر جھپٹے اور لوگ بھی سعد پر جھپٹے اب سب نے باری باری آکر بیعت کی سعد نے بھی بیعت کی، اس وقت عہد جاہلیت کا سا منظر پیش آیا اور تو تو میں میں ہونے لگی ابوبکر اس سے دور رہے، جس وقت سعد پر لوگ چڑھ گئے کسی نے کہا کہ تم لوگوں نے سعد کو مار ڈالا، عمر نے کہا اللہ اسے ہلاک کرے وہ منافق ہے، عمر کی تلوار کے سامنے ایک پتھر آگیا اور ان کی ضرب سے وہ قطع ہو گیا۔

جابر سے مروی ہے کہ اس روز سعد بن عبادہ نے ابوبکر سے کہا اے گروہ مہاجرین تم نے میری امارت پر حسد کیا اور تم نے اور میری قوم نے مجھے بیعت پر مجبور کر دیا، مہاجرین نے جواب دیا کہ اگر ہم نے تم کو جماعت سے علیحدگی پر مجبور کیا ہوتا اور اس کے بعد تم خود جماعت میں شامل ہو جاتے تو اس وقت تم کو اس شکایت کا موقع تھا مگر اب تو ہم نے تم کو جماعت میں شریک رہنے پر مجبور کیا ہے اس میں تم کو کیا وجہ شکایت ہو سکتی ہے اس سے مفر نہیں اور اگر تم نے اطاعت اور جماعت سے علیحدگی اختیار کی تو ہم

ہم تم کو قتل کر دیں گے۔
عاصم بن عدی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم کی وفات کے دوسرے روز ابوبکرؓ نے منادی کرا دی کہ اُسامہ کی مہم پایۂ تکمیل کو پہنچے اور ان کی فوج کے جس قدر افراد مدینہ میں ہوں وہ سب جُرف میں اُن کے پڑاؤ کو پہنچ جائیں، نیز انھوں نے تمام مسلمانوں کے سامنے تقریر کی اس میں حمد و ثنا کے بعد کہا اے لوگو۔ میں بھی تمھارا جیسا ایک مسلمان ہوں، میں نہیں جانتا کہ آیا تم مجھ سے ایسی باتوں کی توقع رکھتے ہو جسے رسول اللہ صلعم آسانی سے پورا کرتے تھے۔ یاد رہے کہ اللہ نے محمدؐ کو تمام اہل عالم کے لیے انتخاب کیا تھا، اسی لیے اس نے اُن کو آفات سے محفوظ رکھا، میں صرف پیرو ہوں ہادی نہیں اگر میں راہِ راست پر گام زن رہوں تم میری اتباع کرنا اگر بھٹک جاؤں مجھے سیدھا کر دینا۔ رسول اللہ صلعم کی وفات ہوگئی اس امت میں کوئی ایسا نہیں ہے جس کا ذرا سا بھی حق اُن کے ذمے باقی ہو سن لو کہ میرا شیطان مجھے اغوا کرتا ہے ایسی صورت میں اگر میں اس کے اغوا میں آجاؤں تم مجھ سے علیحدہ ہو جانا اس وقت میرا تم پر کوئی حق نہ رہے گا، تم ہر وقت موت کے سایے میں چلتے پھرتے ہو مگر اس کا وقت تم کو معلوم نہیں، بہتر یہ ہے کہ یہ زندگی معینہ نیک کاموں میں بسر ہو مگر یہ بات توفیق الٰہی کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی، لہٰذا تم کو کوشش یہ کرنا چاہیے کہ قبل اس کے کہ موت عمل کے مواقع ختم کر دے تم نیک اعمال کر لو، بعض قوموں نے اپنی زندگی میں کچھ نہیں کیا اور وہ دوسروں کو عمل صالح کا موقع دے گئیں تم اُن جیسے نہ ہو جانا عمل صالح کے لیے پوری کوشش کرو، موت سے ڈرو، اور نجات کے طالب بنو، موت تمھارے پیچھے پڑی ہوئی ہے اور معلوم نہیں کہ وہ اچانک کب آجائے اُس سے ڈرتے رہو، اپنے بزرگوں۔ اولاد اور بھائیوں کی موت سے عبرت حاصل کرو، زندوں کی حرص مت کرو بلکہ مرنے والوں سے عبرت حاصل کرو،
اپنی ایک اور تقریر میں ابوبکرؓ نے حمد و ثنا کے بعد کہا، اللہ صرف ان اعمال کو قبول کرتا ہے جو صرف اس کے لیے کیے جائیں لہٰذا تم صرف اللہ کے لیے عمل کرو اور سمجھ لو کہ جو کام تم محض اللہ کے لیے کرو گے وہ اس کی حقیقی طاعت ہوگی، وہ حقیقی کامیابی کی طرف قدم ہوگا اور وہ اصلی متاع ہوگی جو اس دنیائے فانی میں تم

آخرت باقی کے لیے مہیا کروگے جو تمھاری ضرورت کے وقت کام آئے گی' اے اللہ کے بندو تم میں سے جو مر گئے ہیں اُن سے عبرت حاصل کرو اور جو تم سے پہلے تھے اُن پر غور کرو کہ وہ کل کہاں تھے اور آج کہاں ہیں۔ کہاں ہیں وہ جابر فرمانروا اور کہاں ہیں وہ سُورما جن کی شجاعت اور فتحمندی کی داستانیں مشہور ہیں جن سے عالم میں ایک تہلکہ پڑ گیا تھا۔ آج وہ خاک ہو چکے اور ان کے متعلق صرف باتیں ہی باتیں رہ گئیں۔ اور ظاہر ہے کہ بُروں کی بُرائیاں ہی مذکور ہیں' وہ بادشاہ کہاں گئے جنھوں نے زمین کو جوتا اور آباد کیا وہ چل بسے اور آج کوئی اُن کا نام تک نہیں لیتا گویا کہ وہ کبھی تھے ہی نہیں اللہ نے اُن کی بداعمالیوں کی سزا میں اُن کو برباد کر دیا اور ان کی تمام لذتیں ختم ہو گئیں' وہ چل بسے اُن کی بُرائیاں باقی رہ گئیں اور ان کی دنیا دوسروں کے قبضے میں چلی گئی ہم ان کے جانشیں ہوئے اگر ہم نے ان کی حالت سے عبرت حاصل کی تو ہم نجات پا جائیں گے اور اگر ہم ان کی کامیاب دنیاوی زندگی سے دھوکے میں آ گئے' ہماری بھی وہی درگت ہو گی جو اُن کی ہوئی۔ وہ مہ جبین آج کہاں ہیں جو اپنی جوانی پر اتراتے تھے وہ سب خاک میں ملکر خاک ہو چکے اور صرف اُن کی بداعمالیوں کی حسرت اُن کی دامنگیر رہ گئی ہے' وہ لوگ کہاں گئے جنھوں نے شہر بسائے اور ان کے گرد فصیلیں بنائیں اور دنیا کے عجائبات اُن شہروں میں جمع کئے وہ ان سب کو اپنے بعد والوں کے لیے چھوڑ مرے آج اُن کے محل برباد ہیں اور وہ قبر کی تاریکی میں بے نام و نشان پڑے سڑ رہے ہیں' خود تمھاری اولاد اور تمھارے دوست اور اعزہ کہاں ہیں جن کو موت آ گئی اور اب اُن کو اپنے اعمال کی جزا بد ہی کرنا پڑی ہو گی۔ سن لو اللہ کا کوئی شریک نہیں ہے وہ اپنی مخلوقات کے ساتھ بلاسبب کے بھلائی کرتا ہے اور بغیر اس کی اطاعت اور حکم کی اتباع کے کوئی ضرر اس کی مخلوق سے دور نہیں ہوتا۔ اور سمجھ لو کہ تم مقروض غلام ہو' اور بغیر اس کی اطاعت کے تم آزادی حاصل نہیں کر سکتے' کوئی بھلائی' بھلائی نہیں جس کا نتیجہ دوزخ ہو اور کوئی برائی برائی نہیں جس کا نتیجہ جنت ہو'

۱۸۴۸ ہشام بن عروہ اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ جب ابوبکر کی بیعت ہو گئی اور خود انصار نے بھی اختلاف کے بعد اُن کی بیعت کر لی ابوبکر نے کہا کہ اُسامہ کی

مہم پوری ہونا چاہیئے، اس وقت حالت یہ ہوگئی تھی کہ تمام عرب کے قبائل یا تو سب کے سب مرتد ہو چکے تھے یا ان میں سے کچھ لوگ مرتد ہو چکے تھے۔ بہر حال کوئی پورا قبیلہ مسلمان نہیں رہا تھا، ہر طرف نفاق پھوٹ پڑا تھا اور اب یہود اور نصاریٰ بھی للچائی ہوئی نظروں سے مسلمانوں کو دیکھ رہے تھے اور خود مسلمانوں کی حالت نبی صلعم کی وفات اپنی قلت اور دشمن کی کثرت کی وجہ سے اُن بھیڑ بکریوں کی سی ہوگئی تھی جو موسم سرما کی برساتی رات میں حیران ہوگئی ہوں۔ صحابہؓ نے ابوبکر سے کہا کہ لے دیکھے صرف یہی مسلمان ہیں جو آپ کے سامنے ہیں عربوں کے ارتداد کی جو حالت ہے وہ آپ پر روشن ہے اس لیے اب یہ مناسب نہیں ہے کہ آپ مسلمانوں کی اس جماعت کو اپنے سے علیٰحدہ کریں۔ ابوبکر نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر میرے پاس ایک شخص بھی نہ رہے اور مجھے یہ اندیشہ ہو کہ درندے مجھے اٹھالے جائیں گے تب بھی میں اسامہ کی مہم کو اس کے کام پر روانہ کروں گا جیسا کہ رسول اللہ صلعم نے حکم دیا ہے اور اگر تمام بستیوں میں میرے سوا اور کوئی نہ رہے تو صرف میں تنہا آپ کے ارشاد کی تعمیل کروں گا

علیؓ اور ابن عباس سے مروی ہے کہ ابوبکر نے مدینے کے گرد کے اُن قبائل کو جو صلح حدیبیہ کے موقع پر اجازت لیکر اپنے گھروں کو چلے گئے تھے جمع کیا وہ برآمد ہوئے اور اہل مدینہ اُسامہ کی مہم میں روانہ ہوئے ابوبکر نے ان قبائل میں سے جن کو گھروں کو جانے کی اجازت ملی تھی اور جن کی تعداد بہت تھوڑی تھی خود اپنے قبائل کی چوکیداری پر متعین کردیا۔

حسن بن ابی الحسن بصری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے اپنی وفات سے پہلے اہل مدینہ اور حوالی مدینہ سے ایک مہم مقرر کی اس میں عمر بن الخطاب بھی تھے اور اُسامہ بن زید کو اس فوج کا امیر مقرر کیا یہ مہم پوری طرح خندق کو پار نہیں کرچکی تھی کہ رسول اللہ صلعم کی وفات ہوگئی، اسامہ سب کے ساتھ ٹھہر گئے اور انھوں نے عمر سے کہا کہ تم جاؤ اور خلیفۂ رسول سے میری واپسی کی اجازت لیکر آؤ کیونکہ تمام اکابر اور بہادر مسلمان میرے ساتھ ہیں اور مجھے رسول اللہ صلعم کے خلیفہ اور آپ کے اور تمام مسلمانوں کے متعلقین کی جانوں کا اندیشہ ہے کہ کہیں مشرک اچانک سب کو

قتل نہ کر دیں۔ اس مہم کے انصاریوں نے عمر سے کہا کہ اگر خلیفہ رسول اللہ واپسی کی اجازت نہ دیں اور جانے پر اصرار کریں تو تم اُن سے ہماری طرف سے کہنا کہ وہ ہمارا امیر ایسے شخص کو مقرر کریں جو عمر میں اسامہ سے زیادہ ہو'
اُسامہ کے حکم سے عمرؓ مدینہ آئے اور ابوبکر سے آکر اپنے آنے کی غرض بیان کی اور اُسامہ کی درخواست سُنائی۔ ابوبکر نے کہا کہ اگر کتے اور بھیڑیئے تنہائی کی وجہ سے مجھے کھالیں تب بھی میں رسول اللہ صلعم کے حکم کو رد نہیں کروں گا۔ عمر نے کہا اور انصار نے آپ سے یہ درخواست کی ہے کہ آپ اُن کا امیر کسی اور ایسے شخص کو مقرر کریں جو عمر میں اُسامہ سے بڑا ہو۔ یہ سُن کر تو ابوبکر جو بیٹھے ہوئے تھے غصے سے اُچھل پڑے اور بڑھکر انھوں نے عمر کی داڑھی پکڑ کر کہا اے ابن الخطاب اللہ تیری ماں کا بُرا کرے کہ تم مرجاتے بھلا جس شخص کو رسول اللہ صلعم نے اس منصب پر فائز کیا ہے تم مجھ سے کہتے ہو کہ میں اُسے علٰحدہ کردوں۔
عمر بے نیل مرام اپنی فوج میں آئے انھوں نے پوچھا کیا کر آئے عمر نے کہا اللہ تمھاری ماؤں کو تمھارا سوگوار بنائے آگے بڑھو' خلیفۂ رسول اللہ صلعم کے یہاں تمھاری درخواست مقبول نہیں ہوئی۔ اس کے بعد خود ابوبکر مدینہ سے اس مہم کے پڑاؤ میں آئے اور انھوں نے اسے روانہ کیا اور خود پیادہ اس کی مشایعت کی اُسامہ اونٹ پر سوار تھے اور عبدالرحمان بن عوف ابوبکر کے گھوڑے کو آگے سے لگام پکڑے لا رہے تھے' اُسامہ نے کہا یا خلیفۂ رسول اللہ یا تو آپ بھی سوار ہو جائیں ورنہ میں اتر جاتا ہوں ابوبکر نے کہا یہ دونوں باتیں نہیں ہوسکتیں نہ تم اتر سکتے ہو اور نہ میں سوار ہوں گا میں اس وقت اس لیے پیدل چل رہا ہوں تاکہ اللہ کی راہ میں کچھ دیر تک پیدل چلکر اپنے قدم خاک آلود کرلوں کیونکہ مجاہد کے ہر قدم کے عوض میں سات سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں سات سو درجے بڑھائے جاتے ہیں اور اس کی سات سو خطائیں معاف کی جاتی ہیں چلتے چلتے جب وہ ٹھیرے انھوں نے اُسامہ سے کہا بہتر ہو تاکہ عُمر کو تم میرے پاس چھوڑ جاتے اُسامہ نے کہا بہتر ہے اُن کو لے جایئے' پھر ابوبکر نے ساری فوج سے کہا ذرا ٹھہر جاؤ تاکہ میں دس باتوں کی تم کو نصیحت کردوں ان کو اچھی طرح یاد رکھو' خیانت نہ کرنا۔ نفاق نہ برتنا۔ بدعہدی نہ کرنا۔ مُثلہ نہ کرنا۔

(اعضائے جسم کو قطع نہ کرنا) کبھی چھوٹے بچے کو بیر مرد کو اور عورت کو قتل نہ کرنا، کسی کھجور کے درخت کو نہ کاٹنا اور نہ جلانا اور کسی ثمر دار درخت کو قطع نہ کرنا سوائے کھانے کی ضرورت کے بیکار کسی بکری گائے اور اونٹ کو ذبح نہ کرنا، تم کو ایسے لوگ بھی ملیں گے جو ترک دنیا کر کے خانقاہوں میں بیٹھ گئے ہیں ان سے کوئی تعارض نہ کرنا۔ بعض لوگ تمھارے لیے کھانوں کے خوان لائیں گے اگر تم اس میں سے کچھ کھانا چاہو تو اللہ کا نام لیکر کھانا ایسے لوگوں سے تمھارا مواجہہ ہوگا جن کے سر کی چند یا صاف ہوگی اور اس کے گرد بالوں کی پٹیاں جمی ہوں گی ایسے لوگوں کی خبر تلوار سے لینا اچھا اب اللہ کا نام لے کر جاؤ اللہ تمھاری نیزے کی ضرب اور طاعون سے حفاظت کرے۔

عروہ اپنے باپ سے مروی ہے کہ اس موقع پر ابوبکر جرف تک آئے اور انھوں نے اسامہ اور ان کی مہم کے ساتھ کھانا کھایا اور پھر اسامہ سے کہا کہ عمر کو میرے پاس چھوڑ دو، اسامہ نے ابوبکر کی یہ خواہش مان لی، ابوبکر نے اسامہ سے کہا کہ اپنی اس مہم میں تم نبی صلعم کی ہدایات کی پوری تعمیل کرنا سب سے پہلے قضاعہ کے علاقے سے شروع کرنا۔ پھر آبل جانا رسول اللہ صلعم کے احکام کی تعمیل میں ذرا سی کوتاہی نہ کرنا مگر اسی کے ساتھ آپ کی وفات کی وجہ سے جو تاخیر ہوگئی اس کی وجہ سے عجلت نہ کرنا۔

اسامہ تیزی سے سفر کر کے ذی المروہ اور وادی آئے اور یہاں سے انھوں نے رسول اللہ صلعم کے احکام کے مطابق قبائل قضاعہ کی طرف اپنے رسالے دوڑائے اور آبل پر چھاپہ مارا اس کارروائی میں اسامہ کو کوئی جانی نقصان نہیں اٹھانا پڑا ان کو غنیمت ملی، اس کارروائی میں سوائے اس وقت کے جو قیام اور واپسی میں صرف ہوا چالیس دن صرف ہوئے، مذکورۂ بالا واقعے کے متعلق عطاء الخراسانی سے بھی اسی کے مثل بیان منقول ہوا ہے۔

جھوٹے مدعی عنسی کا باقی واقعہ

جب باذام اور تمام یمن اسلام لے آیا رسول اللہ صلعم نے پورے یمن کی

امارت پر باذام کو فائز کر دیا اور یمن کی تمام رعایا کا اُن کو حاکم مقرر کر دیا۔ آپ کی تمام زندگی میں باذام اس خدمت پر قائم رہے، نہ آپ نے ان کو علیحدہ کیا نہ اُن کے اقتدار میں کچھ کمی کی اور نہ کسی اور کو ان کا شریک بنایا۔ باذام کا انتقال ہوگیا اس کے بعد رسول اللہ صلعم نے اُن کے فرائض کو کئی شخصوں میں تقسیم کر دیا۔

بعید بن مجزبن لوذان الانصاری السلمی سے جو خود اُن اصحاب میں تھے جن کو رسول اللہ صلعم نے باذام کی وفات کے بعد حجۃ الوداع سے فارغ ہو کر سنہ ۱۰ھ ہجری میں یمن کے عاملوں کے ساتھ یمن بھیجا تھا مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے باذام کے بعد اُن کی امارت کو شہر بن باذام، عامر بن شہر الہمدانی عبداللہ بن قیس ابو موسیٰ الاشعری۔ خالد بن سعید بن العاص۔ طاہر بن ابی ہالہ۔ یعلیٰ بن اُمیّہ اور عمرو بن حزم کے درمیان تقسیم کر دیا تھا۔ آپ نے حضرموت پر زیاد بن لبید البیاضی کو عامل مقرر کیا قبائل سکاسک سکون اور معاویہ بن کندہ پر عکاشہ بن ثور بن اصغر الغوثی کو عامل مقرر کیا، اور معاذ بن جبل کو یمن اور حضرموت دونوں کا معلم مقرر فرمایا۔

قرص اللیثی سے مروی ہے کہ حجۃ الاسلام سے فارغ ہوکر رسول اللہ صلعم مدینہ روانہ ہوئے آپ نے یمن کی امارت کا انتظام فرمایا اور اسے کئی اشخاص میں تقسیم کر دیا اور ہر شخص کو یمن کے خاص خاص رقبوں کا عامل نامزد کر دیا۔ اسی طرح آپ نے حضرموت کی امارت کا انتظام فرمایا اور اس پر تین صاحبوں کو علیحدہ علیحدہ اسمات پر مقرر کیا، عمرو بن حزم کو نجران کا والی مقرر کیا خالد بن سعید بن العاص کو نجران۔ رمع اور زبید کے مابین علاقے کا والی مقرر کیا، عامر بن شہر کو ہمدان کا والی مقرر کیا، خاص صنعاء پر ابن باذام کو والی مقرر کیا، طاہر بن ابی ہالہ کو عک اور اشعریین کا مارب پر ابو موسیٰ الاشعری کو اور جند پر یعلیٰ بن اُمیہ کو والی مقرر کیا، معاذ ان یمن اور حضرموت کے ان تمام علاقوں کے معلم تھے لہذا وہ ان سب مقامات کا دورہ کرتے رہتے تھے، اسی طرح حضرموت پر آپ نے مختلف عامل مقرر کئے سکاسک اور سکون پر عکاشہ بن ثور کو عامل مقرر کیا اور بنی معاویہ بن کندہ پر عبداللہ یا مہاجر کو عامل مقرر کیا مگر اُس وقت یہ اپنی علالت کی وجہ سے نہ جا سکے اور پھر ابو بکر نے ان کو اس خدمت پر

بھیجا۔ حضرموت پر رسول اللہ صلعم نے زیاد بن لبید البیاضی کو عامل مقرر کیا، یہ زیاد مہاجر کا کام بھی کرتے تھے، رسول اللہ صلعم کی وفات ہو گئی اس وقت یہی لوگ آپ کے یمن اور حضرموت کے عامل تھے سوائے ان کے جو اسود کے مقابلے میں شہید ہو گئے یا خود مر گئے۔ جیسے باذام کہ ان کی موت کیوجہ سے رسول اللہ صلعم نے ان کے کام کو کئی اصحاب میں تقسیم کر دیا یا جب سے باذام کے بیٹے شہر کہ جن کو اسود نے یورش کر کے شہید کر دیا۔ یہی روایت دوسرے سلسلے سے بھی مروی ہے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ سب سے پہلے عنسی کے مقابلے میں عامر بن شہر الہمدانی نے اپنی سمت سے فوج کے ساتھ پیشقدمی کی پھر فیروز اور داذویہ نے اپنی سمتوں سے پیشقدمی کی اس کے بعد ہی اُن تمام اُمرائے جن کو رسول اللہ صلعم نے اس کے لئے لکھا تھا آپ کے حکم کی تعمیل میں اسود کے مقابلے کی تیاری کی۔

۸۵۴ عبید بن صخر سے مروی ہے کہ ہم جُند میں تھے ہم نے وہاں کے باشندوں کا نہایت معقول انتظام کر لیا تھا اور اس کے لیے اُن سے معاہدے لکھوا لئے تھے استے میں اسود کا خط ہمارے پاس آیا جس میں لکھا تھا کہ اے لوگو جو ہمارے ملک میں گھس آئے ہو اس علاقے کو جس پر تم نے قبضہ کر لیا ہے ہمارے حوالے کر دو اور جو کچھ تم نے جمع کیا ہے وہ ہمیں دے جاؤ کیونکہ ہم اس کے حقدار ہیں اور تم کو کوئی حق نہیں ہے" ہم نے اس کے پیامبر سے پوچھا کہ تم کہاں سے آرہے ہو اس نے کہا کہف خبان سے اس کے بعد اسود نے نجران کا رُخ کیا اور اپنے خروج کے دس روز کے بعد اُس نے اس پر جا کر قبضہ کر لیا، مذحج کے عوام اُس کے ساتھ ہو گئے ہم اب اپنی حالت پر غور کر رہے تھے اور اپنی جماعت کو جمع کر رہے تھے کہ ہمیں اطلاع ملی کہ اسود شعوب میں آگیا ہے۔ شہر بن باذام اس کے مقابلے پر نکل چکے تھے یہ اسود کے خروج سے بیس راتوں کے بعد کا واقعہ ہے ہم ان دونوں کے مقابلے کے نتیجے کے منتظر تھے کہ دیکھیں کسے شکست ہوتی ہے کہ ہمیں خبر ملی کہ اسود نے شہر کو قتل کر ڈالا اور ابناء کو شکست ہوئی اور اس نے اپنے خروج سے پچیس راتوں کے بعد صنعاء پر قبضہ کر لیا، معاذ نے راہ فرار اختیار کی وہ ابو موسیٰ کے پاس جو مارب میں تھے آئے اور دونوں یمن چھوڑ کر حضرموت میں داخل ہو گئے معاذ قبیلۂ سکون میں ٹھیر گئے

اور ابوموسیٰ سکاسک کے پاس اُس علاقے میں جو مغور اور مغازہ جو اُن کے اور مارب کے درمیان تھے متصل تھا فروکش ہوئے، عمر اور خالد کے علاوہ اور بقیہ تمام امرائے یمن طاہر کے پاس چلے آئے البتہ وہ دونوں مدینہ پلٹ گئے۔ طاہر اُس وقت صنعاء کے گرد عک کے علاقے کے وسط میں مقیم تھے، اس وقت تک حضرموت کے صحرا صہید سے لیکر طائف کے علاقے سے عدن کی جانب بحرین تک علاقہ اسود کے قبضے میں آچکا تھا، تمام یمن اس کے ساتھ ہوگیا تھا البتہ قبائل عک، تہامہ میں اس کے مخالف تھے اس کی کیفیت ایک بھڑکتی ہوئی آگ کی سی تھی کہ جدھر اُس نے رُخ کیا سب کو جلا دیا، شہر سے مقابلے کے وقت اس کے ساتھ شتر سواروں کے علاوہ سات سو شہ سوار تھے اس کے سرداران فوج میں قیس بن عبد یغوث المرادی، معاویہ بن قیس الجنبی، یزید بن محرم، یزید بن حصین الحارثی اور یزید بن افکل الازدی نامی سردار تھے، اس کی حکومت قائم ہوگئی اور اس کی شوکت بہت بڑھ گئی، سواحل یمن سے حاز عثر، شرجہ، حرده، غلافقہ، عدن اور جند پر اس کا قبضہ ہوگیا تھا، ممالک یمن صنعاء سے لیکر طائف کی جانب اخسیہ اور علیب تک کا علاقہ اس کے قبضے میں تھا، مسلمانوں نے اس سے رحم کی درخواست کر کے امان حاصل کی اور مرتدین نے اس سے کفر اور اسلام سے رجعت کے وعدے پر معاملہ کر لیا، مذحج میں اس کا نائب عمرو بن معدی کرب تھا، اسی طرح اس نے اپنے امور سلطنت کو کئی آدمیوں کے تفویض کیا تھا، چنانچہ اس کی فوج کا سپہ سالار قیس بن عبد یغوث تھا اور ابناء کی سرداری فیروز اور دازویہ کے سپرد تھی مگر جب اسود کی حکومت اچھی طرح جم گئی اُس نے قیس، فیروز اور دازویہ کی اہانت کی اور وہ اس طرح کہ اُس نے شہر کی بیوی سے جو فیروز کے چچا کی بیٹی تھی شادی کر لی۔ ہم اسی پریشانی میں حضرموت میں مقیم تھے اور ہمیں یہ بھی اندیشہ تھا کہ اسود یا خود ہم پر پیشقدمی کرے گا یا ہمارے مقابلے پر فوج بھیجے گا یا خود حضرموت میں کوئی شخص اسود کی طرح نبوت کا دعوٰی کرنے کے لیے خروج کردے گا ہم پریشان اور حیران سرگرداں تھے معاذ نے بنی بکرہ کی جو سکون کا ایک خاندان ہے رملہ نام ایک عورت سے نکاح کیا تھا بنی زنجیل اس عورت کے ننھیالی تھے اس کمربندی رشتے کیوجہ سے ان لوگوں نے ہم پر شفقت کی اور ہمیں اپنے

اپنے یہاں ٹھہرایا۔ معاذ اس عورت کے شیفتہ تھے یہاں تک کہ بعض مرتبہ اللہ سے دعا مانگتے تھے کہ خداوندا تو قیامت کے دن مجھے قبیلہ سکون کے ساتھ اٹھانا اور کبھی اُن کے لیے دعائے مغفرت کرتے تھے، اسی اثنا میں نبی صلعم کے مُراسلے ہمیں ملے جن میں ہمیں حکم دیا گیا تھا کہ فلاں فلاں اشخاص کو ہم اسود کے مقابلے کے لیے حیلہ و تدبیر سے کام نکالنے کے لیے آمادہ کریں اور ہر شخص کو جس سے ذرا سی بھلائی کی توقع تھی رسول اللہ صلعم کا یہ پیام پہنچادیں۔ معاذ فوراً اس حکم کی تعمیل کے لیے اُٹھ کھڑے ہوئے اور اُنھوں نے اس کام کو اس خوبی سے انجام دیا کہ اب ہمیں پھر اپنی قوت کا احساس اور کامیابی کا یقین ہوا۔

جشیش بن الدیلمی سے مروی ہے کہ وبر بن یُحَنّس رسول اللہ صلعم کا خط لے کر ہمارے پاس آئے اس خط میں آپ نے ہمیں حکم دیا تھا کہ ہم اپنے دین پر قائم رہیں اور لڑائی یا حیلے سے اسود کے خلاف جنگی کارروائی کریں نیز ہم آپ کے پیام کو ان لوگوں کو بھی پہنچائیں جو اس وقت اسلام پر راسخ ہوں اور دین کی حمایت کے لیے آمادہ ہم نے حسبِ عمل کیا مگر تجربے سے معلوم ہوا کہ اسود کے خلاف کامیاب ہونا بہت دشوار ہے مگر اسی زمانے میں ہمیں خبر ملی کہ اسود اپنے سپہ سالار قیس بن عبد یغوث سے مشتبہ ہوگیا ہے ہم نے خیال کیا کہ اس صورت میں اب قیس کو خود اپنی جان کا خوف ہوگا لہٰذا اگر ہم اُسے دعوت دیں تو وہ فوراً منظور کرلے گا ہم نے اسے دعوت دی پوری کیفیت سنائی اور رسول اللہ صلعم کا پیام اُسے پہونچایا وہ اس بات سے اس قدر خوش ہوا کہ گویا اس کے دل کی بات تھی جو آسمان سے نازل ہوئی وہ اسود کے برتاؤ سے بہت ہی ملول اور کبیدہ خاطر تھا اس نے فوراً ہماری بات منظور کرلی۔ وبر بن یحنس بھی ہمارے پاس آگئے، ہم نے اور لوگوں سے مراسلت کی اور دعوت دی، شیطان نے اس کارروائی کی بھنک اسود کو پہنچائی اس نے قیس کو طلب کرکے کہا سنتے ہو یہ فرشتہ کیا کہہ رہا ہے، قیس نے پوچھا وہ کیا اسود نے کہا یہ کہتا ہے کہ تو نے قیس کی عزت کی اس کا درجہ بڑھایا اور جب اس نے تمھارے مزاج میں پورا درخور حاصل کرلیا اور تمھاری طرح سے وہ معزز اور متمکن ہوگیا وہ تمھارے دشمن سے جا ملا، تمھاری حکومت کے درپے اور

بدعہدی پر کمربستہ ہوگیا، اے اسود تم فوراً اس کا سر قلم کرکے اس کا لباس اُتار لو ورنہ وہ خود تمھارا سر قلم کرکے تمھارا لباس اتارے گا۔

قیس نے اس کے جواب میں قسم کھا کر کہا یہ شیطان بالکل دروغ بیانی کر رہا ہے میرے دل میں آپ کی اسقدر عظمت اور وقعت ہے کہ میں آپ کے متعلق اپنے دل سے بھی کوئی بات نہیں کرتا۔ اسود نے کہا تم بھی کس قدر بُرے ہو کہ فرشتے کو جھٹلاتے ہو بے شک فرشتے نے جو بات مجھ سے کہی وہ سچ ہے مگر اب مجھے معلوم ہوا کہ تم اپنے کیے پر نادم اور تائب ہو کیونکہ تمھاری سازش کا راز آشکارا ہوگیا۔

قیس وہاں سے نکل کر ہمارے پاس آیا اور اس نے کہا اے جشنیش، اے فیروز اے داذویہ اسود نے یہ بات کہی اور میں نے اس کا یہ جواب دیا اب بتاؤ کیا کریں ہم نے کہا ہم کو بہت زیادہ محتاط رہنا چاہئے اور کوئی بات زبان سے نہ نکالنا چاہئے۔ ہم اسی خوف و ہراس کی حالت میں تھے کہ اسود نے ہمیں طلب کیا اور کہا کیا میں نے تم لوگوں کو تمھاری قوم پر شرف نہیں دیا اور اب مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ تم لوگ میرے خلاف سازش کر رہے ہو، ہم نے کہا اس مرتبہ آپ ہمیں معاف کردیں، اسود نے کہا اچھا اب دوبارہ کوئی شکایت مجھ تک نہ آنے پائے ورنہ میں معاف نہیں کروں گا، اس طرح ہماری جان بچی حالانکہ ہم ہلاکت کے قریب پہونچ چکے تھے مگر اب بھی وہ ہماری اور قیس کی طرف سے مشتبہ تھا اور خود ہم اس کی طرف سے خائف تھے اتنے میں ہمیں معلوم ہوا کہ عامر بن شہر، ذی زود، ذی مُرّان۔ ذی الکلاع اور ذی ظلیم اسود کے مقابلے پر برآمد ہوے ہیں، انھوں نے ہم سے مراسلت کی اور مدد کا وعدہ کیا ہم نے ان کو اس کا جواب لکھا اور خواہش کی کہ تاوقتیکہ ہم آخری تصفیہ کرکے اطلاع نہ دیں وہ اپنی اپنی جگہ سے جنبش نہ کریں کیونکہ رسول اللہ صلعم کے خط کے موصول ہونے کی وجہ سے اب ان کو اسود کے خلاف کارروائی کرنا ضروری ہوگیا تھا،

اسی طرح رسول اللہ صلعم نے نجران کے تمام باشندوں کو جن میں عرب اور غیر عرب سب ہی تھے اسود کے معاملے کے متعلق لکھا، وہ اس کے ساتھ شریک نہ ہوے اپنے دین پر قائم رہے اور ایک جگہ سب اکٹھا ہو گئے،

اس کا اسود پر بڑا اثر ہوا اور اسے اپنی موت نظر آنے لگی، مجھے ایک بات سوجھی، میں اس کی بیوی آزاد کے پاس گیا میں نے اس سے کہا اے بہن تم جانتی ہو کہ اس شخص کی وجہ سے تمہاری قوم کو کیا مصیبت اٹھانا پڑی ہے، اس نے تمہارے شوہر کو قتل کر دیا، تمہاری قوم والوں کو قتل و غارت کیا، جو باقی بچے ان کی اہانت کی اور تمہاری عورتوں کی رسوائی کی کہو اس کے خلاف ہمارا ساتھ دے سکتی ہو، اس نے کہا ہاں کس بات میں، میں نے کہا اس کے اخراج میں، آزاد نے کہا یا اس کے قتل میں، میں نے کہا اچھا قتل میں ہی۔ اس نے کہا ہاں میں اس کے لیے آمادہ ہوں بخدا اللہ کی تمام مخلوق میں سب سے زیادہ میں اسے برا سمجھتی ہوں۔ یہ نہ اللہ کے کسی حق کی حرمت کرتا ہے اور نہ کسی اللہ کی حرام کردہ شے سے اجتناب جب تمہارا ارادہ ہو مجھے اطلاع دو میں اس معاملہ کی تکمیل کی تدبیر کروں گی۔

اوس سے مل کر میں باہر آیا فیروز اور دازویہ میرے منتظر تھے اتنے میں قیس بھی آگیا ہم اس کے لیے اُٹھنا چاہتے تھے اور وہ ابھی ہمارے پاس آکر بیٹھنے بھی نہ پایا تھا کہ کسی خدمتگار نے اوس سے کہا کہ بادشاہ بلاتے ہیں وہ سید معاذ حج اور ہمدان کے دس آدمیوں کے ساتھ اسود کے پاس چلا گیا اس جماعت کی وجہ سے اسود اس وقت اسے قتل نہ کر سکا۔ اسود نے قیس سے کہا اے عیملہ بن کعب بن غوث یا کہا اے عبہلہ بن کعب بن غوث کیا اپنے ان ساتھیوں کی وجہ سے تم مجھ سے بچ سکتے ہو، تمہاری بدعہدی کے متعلق جو کچھ میں نے کہا تھا وہ بالکل سچ تھا اور تم نے جو جواب دیا وہ محض جھوٹ تھا، فرشتہ مجھ سے کہہ رہا ہے قیس کے ہاتھ کاٹ دو ورنہ دیکھو وہ اسطرح تمہارا سر کاٹ ڈالے گا قیس نے کہا میرے لیے یہ بات ہرگز جائز نہیں ہے کہ میں آپ کو جو اللہ کے رسول ہیں قتل کروں، آپ جو چاہیں میرے متعلق حکم دیں، آپ کو میرے متعلق جو شبہ ہو گیا ہے اس سے مجھے سخت بے اطمینانی ہے اس سے تو اس معاملے کا تصفیہ بہتر ہے اگر آپ مجھے قتل کر دیں تو موت کے ذریعے اس خوف سے نجات حاصل ہو جائے گی اور ایک وقت کی موت روزانہ کی موتوں سے جس میں میں مبتلا ہوں بہتر ہے۔

قیس کی اس تقریر سے اسود کو اس پر رحم آگیا اور اس نے کہا جاؤ، قیس

ہمارے پاس آیا اپنی سرگزشت سنائی اور رازداری کی نصیحت کی اور کہا کہ اب اپنے منصوبے پر عمل کرو اس کے بعد اسود بہت سے لوگوں کے ساتھ ہمارے سامنے برآمد ہوا ہم سب اس کی تعظیم کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے، آستانے پر سو گائے بیل اور اونٹ ذبح کے لیے موجود تھے اوس نے ان کے سامنے ایک لکیر کھینچ دی اور ان جانوروں کو اس لکیر کے پار کھڑا کر دیا اور خود وہ اس لکیر کے اس پار کھڑا ہوا اور پھر بغیر اس کے کہ ان جانوروں کو کوئی قابو میں رکھتا یا ان کے ہاتھ پاؤں باندھے جاتے اس نے ایک سرے سے ان سب کو ذبح کر دیا کہ کسی نے اپنی جگہ سے جنبش نہیں کی البتہ جب وہ ذبح کر چکا اس نے ان کا پیچھا چھوڑا اور اب وہ ہاتھ پاؤں مار کر ٹھنڈے ہوئے اس سے زیادہ ہولناک منظر میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا اور نہ ایسا متوحش دن مجھ پر گذرا تھا، اس کے بعد اسود نے چھرا سنبھال کر فیروز سے کہا کہو جو اطلاع مجھے تمہارے متعلق ملی ہے وہ سچ ہے میں چاہتا ہوں کہ تم کو بھی ذبح کر کے ان جانوروں کے ساتھ کر دوں فیروز نے کہا جناب والا آپ نے ہمارے یہاں شادی کی اور ابناء میں ہماری عزت افزائی کی، اگر ہم آپ کو نبی نہ مانتے تو کیوں آپ کا ساتھ دیتے اور اب تو ہماری دین و دنیا دونوں آپ کے ساتھ وابستہ ہیں ایسی حالت میں بھلا ہم کیونکر آپ کے خلاف کوئی سازش کر سکتے ہیں، ہمارے متعلق اس قسم کی چغلیوں کو آپ ہرگز قبول نہ کریں ہم حسب سابق بدستور آپ کے دعا گو اور جاں نثار ہیں اسود نے کہا اچھا ان جانوروں کو یہاں کے تمام لوگوں میں تقسیم کر دو، چونکہ تم سب سے واقف ہو اس لیے یہ کام تم کرو۔

تمام اہل صنعاء میرے پاس جمع ہو گئے میں نے قبیلوں میں اونٹ اور خاندانوں میں بیل تقسیم کئے اور بڑی برادریوں والوں کو کئی کئی جانور دیے اس طرح ہر سمت محلے کے لوگوں نے اپنا حصہ پا لیا اور قبل اس کے کہ وہ شخص جس کو مذبوحہ جانور دیے گئے تھے اپنے مکان پہونچے وہ جانور اس کے مکان پہونچا دیا گیا، اس اثنا میں اسود اپنے ایک پاؤں پر کھڑا ہوا تھا اور فیروز کو لوگ بھگاتے ہوئے اس کے پاس لا رہے تھے۔ اسود نے فیروز کو سنانے کے لیے جسے اس نے سن بھی لیا کہا کہ کل صبح میں اسے اور اس کی جماعت کو قتل کر دوں گا کل اسے میرے پاس پیش کیا جائے اب جو اس نے مڑ کر

دیکھا تو فیروز اس کے بالکل قریب آچکا تھا اسود نے کہا چپ رہو اور پھر جو کچھ فیروز نے اس کے خلاف کیا تھا اس سے اسود نے فیروز کو اطلاع دی اور کہا کہ تم نے خوب کیا پھر اندر جاتے ہوئے فیروز کے گھوڑے پر ضرب لگائی اور وہ اندر چلا گیا فیروز نے باہر آکر ہم سے سارا واقعہ بیان کیا، ہم نے قیس کو بلا بھیجا وہ آگیا اب ہماری اس تمام جماعت کی یہ رائے ہوئی کہ میں پھر اس کی بیوی کے پاس جاؤں اپنے منصوبے سے اسے آگاہ کروں تاکہ پھر جو اس کا خیال ہو وہ ہمیں بتائے، میں اس عورت کے پاس آیا میں نے پوچھا کہو کیا کہتی ہو، اس نے کہا کہ اسود بہت ہی چوکنا ہے اس نے اپنی حفاظت کا پورا انتظام کر رکھا ہے، محل کا کوئی حصہ ایسا نہیں ہے جہاں پہرہ نہ ہو البتہ صرف یہ گھر ایسا ہے کہ اس کی پشت شارع عام کے فلاں مقام پر ہوتی ہے لہٰذا جب رات ہو تم اس گھر کی دیوار میں نقب لگا کر اندر آجاؤ کیونکہ یہاں پہرے دار نہ ہونگے اور اس کے قتل کرنے میں کوئی مزاحمت نہ ہوگی، چراغ اور اسلحہ پہلے سے یہاں موجود رہیں گے۔

میں اس عورت کے پاس سے نکلا اسود سے جو اپنی کسی مکان سے نکل رہا تھا میری مڈبھیڑ ہوگئی اس نے ڈانٹ کر مجھ سے پوچھا کہ تم یہاں کیسے آئے نیز اس نے میرے سر پر تھپیڑ مارا چونکہ وہ نہایت قوی بازو تھا اس کی ضرب سے میں گر پڑا گر اسی وقت اس کی عورت نے چیخ ماری جس سے گھبرا کر اس نے میرا پیچھا چھوڑا ورنہ وہ مجھے ختم کر دیتا۔ اس کی بیوی نے کہا کہ یہ شخص میرا چچیرا بھائی ہے۔ مجھ سے ملنے آیا تھا تم نے اس کے ساتھ اس بدسلوکی کو کر کے میری توہین اور دل آزاری کی۔ اسود نے کہا اچھا خاموش رہو تمہاری خاطر میں نے اسے معاف کیا اس طرح اس کی بیوی نے مجھے اس کے پنجے سے چھڑایا۔ میں اپنے دوستوں کے پاس آیا۔ میں نے کہا بس بھاگ کر جان بچاؤ۔ یہ واقعہ ہوا ہے، ہم ابھی اسی ادھیڑ بن میں پریشان تھے کہ اس کی بیوی کا آدمی میرے پاس آیا اور اس نے کہا کہ ہرگز نہ جانا اور اس کا پیچھا نہ چھوڑو، تمہارے چلے آنے کے بعد میں نے تاوقتیکہ اسود سے اطمینان حاصل نہیں کر لیا اس کا پیچھا نہیں چھوڑا اب وہ بالکل مطمئن ہوگیا ہے لہٰذا اپنا کام کرو، ہم نے فیروز سے کہا کہ اب تم اس کی عورت کے پاس جاؤ اور اسے اچھی طرح اس کام کے لیے پکا کر لو میں تو اب اسود کی ممانعت

کے بعد دوبارہ محل میں جا نہیں سکتا، فیروز اس کام کے لیے آگئے وہ مجھ سے کہیں زیادہ سمجھدار بھی تھے، اسود کی بیوی نے اُن کو اس کے قتل کی راہ بتائی انھوں نے کہا اگر باہر سے پختہ دیواروں میں ہم کیسے نقب زنی کر سکتے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ پہلے اندر سے نقب کے مقام کو دیوار کھود کر تیار کر لیں تاکہ پھر آسانی سے باہر سے نقب کی جا سکے، چنانچہ وہ دونوں حجرے کے اندر گئے اور وہاں انھوں نے دیوار کو اندر سے کھودا اور پھر اس کوٹھری کو بند کر آئے اب فیروز اس کی بیوی کے پاس محض ایک ملنے والے کی حیثیت سے بیٹھ گئے اتنے میں اسود وہاں آگیا اس نے اپنی بیوی کو اہانت آمیز پیرایے میں غیرت دلائی کہ تم ایک غیر محرم کے ساتھ بیٹھی ہوئی ہو اس نے کہا کہ یہ اپنی قرابت اور دودھ میں شرکت کی وجہ سے میرے محرم ہیں اسود نے فیروز کو ڈانٹا کہ نکل جا انھوں نے ہم سے آکر ساری سرگذشت بیان کی، رات ہوئی ہم نے اپنی تجویز پر عمل کیا اس کے لیے ہم نے اپنے تمام متبعین کو پہلے سے تیار کر لیا تھا اگر ہم نے اس معاملے کے متعلق ہمدانیوں اور حمیریوں سے بھی مراسلت کا انتظار نہیں کیا اور اس کے گھر میں رات کو باہر سے نقب لگائی اور اندر پہونچے وہاں ڈھکن کے نیچے چراغ روشن تھا فیروز چونکہ ہم سب میں زیادہ بہادر اور قوی تھے ہم نے اُن کو آگے رکھا اور خود ان کے پیچھے ہوئے اور کہا کہ اب جو تمھاری سمجھ میں آئے ویسا کرو، وہ آگے چلے، اسود شہ نشین میں تھا اب ہم اس کے اور پہرے والوں کے درمیان ہو گئے، جب فیروز اس شہ نشین کے دروازے پر آئے انھوں نے سنا کہ اسود بہت زوروں سے بک رہا ہے اور بڑبڑا رہا ہے اور اور اس کی بیوی وہاں بیٹھی ہوئی ہے، فیروز جب دروازے پر جاکر کھڑے ہوئے شیطان نے اسود کو جگا دیا اور اس کی زبان سے شیطان بولنے لگا وہ بیٹھے بیٹھے بڑبڑاتے لگا اور یہ بھی کہا کہ فیروز تم یہاں کیسے؟ اس اندیشے سے کہ اگر وہ پلٹ گئے تو وہ خود بھی مارے جائیں گے اور وہ عورت بھی ماری جائے گی وہ خود فوراً اس سے گتھ گئے وہ اونٹ کا سا دراز قامت تھا فیروز نے اس کا سر پکڑ کر اسے قتل کر دیا اس کی گردن کو کچل دیا اور پھر اپنا گھٹنا اس کی پشت پر رکھ کر اسے بھی اس طرح کچلا کہ وہ تڑپ نہ سکے اس سے فارغ ہو کر وہ باہر آنے کے لیے اُٹھے اس کی بیوی نے چونکہ وہ اب تک اسی خیال میں تھی کہ فیروز نے اسود کو قتل نہیں کیا ہے ان کا دامن

پکڑ لیا اور کہا کہ مجھے کہاں چھوڑے جاتے ہو، فیروز نے کہا میں جاتا ہوں تاکہ اپنے رفیقوں کو اس کے قتل کی اطلاع دیدوں، فیروز ہمارے پاس آئے ہم بھی ان کے ساتھ اندر گئے، ہم اس کا سر اُتارنے لگے مگر شیطان نے اُسے حرکت دیدی اور وہ اس طرح تڑپا کہ کوئی اسے قابو میں نہ رکھ سکا، میں نے کہا کہ سب اس کے سینے پر بیٹھ جاؤ دو شخص اس کے سینے پر بیٹھ گئے اس کی بیوی نے اس کے سر کے بال پکڑ لیے، اس کے حلقوم سے خرخراہٹ کی آواز آئی میں نے اس کے موہنہ پر توبڑا چڑھادیا اور چھری سے اس کا گلا کاٹ ڈالا اس کے حلقوم سے ایسی شدید خرخراہٹ کی آواز آئی جیسے کہ کسی زبردست بیل کو ذبح کرنے کے بعد اس کے حلقوم سے آتی ہے میں نے ایسے زور کی خرخراہٹ کبھی اس سے پہلے نہ سنی تھی۔ اس آواز پر وہ سپاہی جو شہ نشین کے گرد پہرے پر متعین تھے دوڑ کر آئے مگر اس کی بیوی نے ان کو یہ کہہ کر خاموش کر دیا کہ نبی صاحب پر اس وقت وحی آرہی ہے یہ اسی کی آواز ہے، اسو دٹھنڈا ہو گیا، ساری رات ہم نے وہیں جاگ کر اور باتیں کرتے ہوئے گزار دی اور اب یہ سوچنے لگے کہ یہاں ہمارے (فیروز، دازویہ اور قیس) کے سوا چوتھا آدمی نہیں ہے کس طرح اپنے آدمیوں کو اس واقعہ کی اطلاع دی جائے طے پایا کہ پہلے ہم اپنا وہ شعار بلند کریں جو ہمارے اوران کے درمیان طے پاچکا ہے اور نماز صبح کی اذاں دیں۔

اِس قرارداد کے مطابق طلوع صبح کے ساتھ دازویہ نے شعار مبہو د بلند آواز میں پکارا جس کو سُن کر مسلمان اور کافر سب ہی پریشان ہو گئے، محل میں جسقدر پہرے دار تھے ان سب نے جمع ہو کر ہم کو گھیر لیا، اب میں نے صبح کی اذاں دی، مسلمانوں کے شہ سوار محل کے پہرے داروں کے مقابلے پر آپہونچے میں نے اُن سے بلند آواز میں کہا میں اعلان کرتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں اور عبھلہ کذاب تھا، پھر میں نے اس کا سر سب کے سامنے ڈالدیا۔ وبر نے نماز جماعت پڑھائی دشمن نے صنعاء پر غارتگری کی میں نے اعلان کر دیا ہے کہ اے اہل صنعاء جو اجنبی تمھارے پاس آئے اُسے اپنے پاس روک لو یا دشمن کا جو شخص پہلے سے کسی کے یہاں ہو وہ اُسے اپنے پاس روک لے جانے نہ دے تمام باشندوں نے ہمارے اِس اعلان کی بجا آوری کی اسی طرح

ہم نے تمام راہگیروں میں بھی اعلان کر دیا تھا کہ جس پر قابو پاؤ اسے پکڑ لو، دشمن نے غارتگری کی وہ بہت سے بچوں کو اٹھالے گئے اور بہت سے مال ومتاع کو لوٹ لے گئے اور شہر کی فصیل سے باہر نکل آئے، باہر آکر انھوں نے اپنا جائزہ لیا تو معلوم ہوا کہ ان کے ستر شتہ سوار اور شتر سوار غائب ہیں، اہل شہر ان لوگوں کو گرفتار کر کے ہمارے حوالے کر چکے تھے، ہمارے اپنے سات سو بال بچے غائب تھے۔ قیدیوں کے تبادلے کے متعلق باہمی مراسلت سے یہ طے پایا کہ ہمارے جو لوگ ان کے پاس قید ہیں وہ انھیں رہا کر دیں اور ان کے جو ہمارے پاس قید ہیں ہم ان کو رہا کر دیں اس تبادلے کی کارروائی کے بعد وہ ہمارے مقابلے میں کسی قسم کا فائدہ اٹھائے بغیر بے نیل مرام اپنی راہ چلے گئے اور پھر صنعاء اور نجران کے درمیان آوارہ گردی اور لوٹ مار کرنے لگے صنعاء اور جند بلا کسی خرخشے کے ہمارے قبضے میں آگئے اللہ نے اسلام اور مسلمانوں کی عزت رکھ لی اب خود ہم میں امارت کے متعلق رقابت پیدا ہوئی اور ہر شخص نے امارت کی خواہش کی اس اثنا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقرر کردہ عمال اپنے اپنے مستقروں کو آنے لگے، آخر کار ہم سب نے معاذ بن جبل پر اتفاق رائے کیا اب وہی امامت کرنے لگے، ہم نے اس فتح کی اطلاع رسول اللہ صلعم کو لکھ بھیجی آپ اس وقت زندہ تھے یہ خبر تو آپ کو اس شب ہی میں مل چکی تھی جس کی صبح کو آپ کی وفات ہوئی البتہ ہمارے فرستادے آپ کی وفات کے دوسرے دن مدینے پہونچے اور ابوبکرؓ نے ہمیں جواب دیا۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ جس شب میں اسود مارا گیا اسی وقت اس کے قتل کی اطلاع رسول اللہ صلعم کو بذریعہ وحی مل گئی آپ نے صبح کو ہم سب کو بشارت دی کہ کل رات اسود قتل کر دیا گیا اسے ایک مبارک آدمی نے جو ایک مبارک خاندان کا فرد ہے قتل کیا ہے، ہم نے پوچھا وہ کون ہے آپ نے فرمایا وہ فیروز، فیروز کامیاب ہوئے"

فیروز سے مروی ہے کہ ہم نے اسود کو قتل کر دیا اور اب پھر حکومت ہمارے ہاتھ میں آگئی صرف یہ اور ہوا کہ ہم نے معاذ کو بلالیا اس پر سب نے اتفاق کیا اور وہ صنعاء میں سب مسلمانوں کو نماز پڑھانے لگے صرف تین دن انھوں نے نماز پڑھائی ہوگی

ہم اب بالکل مطمئن تھے کہ سب شورشوں کو ہم نے مٹا دیا ہے البتہ ہمارے دشمنوں کی جو ایک جماعت ہمارے اور نجران کے درمیانی علاقے میں آوارہ گردی کر رہی تھی اس کے انتظام کی ایک فکر رہ گئی تھی کہ اتنے میں ہمیں رسول اللہ صلعم کی وفات کی اطلاع ملی اور اس واقعے نے بالکل انقلاب ہی کر دیا اور اب ہر طرف فتنہ و فساد برپا ہو گیا۔

فیروز سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے وبر بن یحنس الازدی کو اپنے قاصد کی حیثیت سے اہل یمن کے پاس بھیجا تھا وہ داذویہ الفارسی کے پاس فروکش تھے، اسود ایک کاہن تھا شیطان اس کے ساتھ تھا اور اس کا ایک تابع بھی تھا۔ اس نے یمن میں خروج کیا، اس کے فرمانروا پر حملہ کر کے ان کو قتل کر دیا۔ ان کی بیوی سے شادی کر لی اور پورے یمن پر قابض ہو گیا، باذام اس سے پہلے انتقال کر چکے تھے اُن کے بیٹے ان کے جانشین تھے اسود نے ان کو قتل کر کے ان کی بیوی سے شادی کر لی میں داذویہ اور قیس بن مکشوح المرادی رسول اللہ صلعم کے قاصد وبر بن یحنس کے پاس جمع ہوئے تاکہ اسود کے قتل کے لیے مشورہ کریں' اسود نے تمام لوگوں کو جمع ہونے کا حکم دیا وہ صنعاء کے میدان میں جمع ہوئے اس کے بعد وہ اپنے محل سے برآمد ہو کر سب کے وسط میں آکر کھڑا ہوا، اس کے ساتھ شاہی بھالا تھا اب اس نے شاہی گھوڑا طلب کر کے اُسے بھالے سے زخمی کر کے چھوڑ دیا وہ گھوڑا اسی حالت میں کہ خون اس کے جسم سے بہ رہا تھا تمام شہر میں بھاگتا پھرا اسی طرح اس نے جان دے دی اسود میدان کے بیچ میں آکر کھڑا ہوا اس نے ذبح کرنے کے لیے جانور طلب کیے اور ان کو ایک خط کے اُدھر کھڑا کروایا، اگرچہ ان جانوروں کی گردنیں اور سر اس خط پر تھے مگر کوئی اس سے آگے نہ بڑھا۔ اسود اپنا بھالا لے کر ان کے ذبح کے لیے بڑھا اس نے سب کو کھڑے کھڑے ذبح کر دیا اور وہ جانور خط کی اس سمت میں جدھر وہ کھڑے تھے گر پڑے اسی طرح اس نے سب جانوروں کو ذبح کر دیا اور پھر بھالا ہاتھ میں لیے ہوئے وہ زمین پر سرنگوں ہو گیا سر اٹھا کر اس نے کہا کہ یہ فرشتہ (یعنے اس کا تابع شیطان) کہہ رہا ہے کہ ابن المکشوح مخالفوں میں سے ہے اے اسود تم اس کا سر تن سے جدا کر دو' دوسری مرتبہ وہ پھر زمین پر سرنگوں ہوا اور پھر سر اٹھا کر اس نے کہا کہ فرشتہ

کہہ رہا ہے کہ ابن الدیلمی تمہارا مخالف ہے۔ اے اسود تم اس کا داہنا ہاتھ اور داہنا پاؤں کاٹ ڈالو جب میں نے اس کی زبان سے یہ بات سنی مجھے اندیشہ ہوا کہ اب میری جان کی خیر نہیں یہ مجھے بھی ان جانوروں کی طرح اپنے بھالے سے ذبح کر ڈالے گا اس اندیشے سے اب میں اور لوگوں کے پیچھے چھپنے لگا تاکہ وہ مجھے نہ دیکھ پائے اسی طرح الٹے پاؤں میں وہاں سے نکل آیا خوف کی وجہ سے میرے قدم ڈگمگا رہے تھے، گھر کے قریب پہونچا تھا کہ اسود کے ایک آدمی نے پیچھے سے آکر میری گردن پر مکا مارا اور کہا کہ چلو بادشاہ بلاتے ہیں تو لومڑی کی طرح چھپتا پھرتا ہے واپس چلو۔ اس واقعے سے تو میں سمجھ گیا کہ مارا جاؤں گا۔

اس زمانے میں ہماری یہ حالت تھی کہ ہم سب بلا استثنا ہر وقت خنجر اپنے پاس رکھتے تھے میں نے چپکے سے اپنے موزے میں ہاتھ ڈالکر اپنا خنجر نکال لیا اور یہ ارادہ کر کے کہ اسود کے پاس پہونچتے ہی خود میں اُس پر جارحانہ حملہ کر کے اس کا اور اس کے ساتھیوں کا کام تمام کر دوں گا، میں آگے بڑھا، جب میں اس کے قریب آیا اس نے میرے چہرے کے طور بُرے دیکھے وہ تاڑ گیا کہ میں شر پر آمادہ ہوں اسود نے مجھ سے کہا کہ اپنی جگہ ٹھہر جاؤ میں ٹھہر گیا، اُس نے کہا کہ تم یہاں کے سب سے بڑے آدمی ہو اور یہاں کے اشراف سے سب سے زیادہ باخبر ہو لہٰذا تم ان مذبوحہ جانوروں کو اہل صنعا میں تقسیم کر دو، میں اس کام میں مصروف ہو گیا اور اب اسود اونٹ پر سوار ہو کر وہاں سے رخصت ہو گیا، میں اُن جانوروں کا گوشت اہل صنعا میں تقسیم کر رہا تھا کہ اسود کا وہ فرستادہ جس نے میری گردن پر ضرب لگائی تھی میرے پاس آیا اور اس نے کہا کہ اس میں سے مجھے بھی دیجئے میں نے کہا کہ ایک ٹکڑا نہیں مل سکتا تو نے ہی میری گردن میں مکا مارا تھا۔ اس جواب پر وہ ناراض ہو کر چلا گیا اور اسود سے جا کر میری شکایت کی، گوشت تقسیم کر کے میں خود اسود کے پاس آیا قریب پہونچا تھا کہ میں نے اس شخص کو سنا کہ وہ اسود سے میری شکایت کر رہا ہے اسود نے اُس سے کہا ذرا ٹھیرو میں اسے بھی ذبح کئے دیتا ہوں۔ میں نے اسود سے کہا کہ آپ کے ارشاد کے بموجب میں نے تمام گوشت لوگوں میں تقسیم کر دیا ہے، اُس نے کہا اچھا۔ وہ اپنی راہ چل دیا اور میں اپنے گھر چلا آیا۔ ہم نے بادشاہ کی بیوی کو اطلاع دی کہ ہم اسے قتل

کرنا چاہتے ہیں کیا کریں اس نے جواب میں خود مجھے طلب کیا، میں اس کے پاس گیا۔ اس نے پہلے سے قصر کے دروازے پر اپنی چھوکری متعین کر رکھی تھی تاکہ وہ مجھے اندر لے جائے میں اندر گیا اور پھر میں اور ملکہ ایک دوسرے حجرے کے اندر گئے اور اس میں ہم نے نقب کھودی اس سے فارغ ہو کر ہم پھر بڑے دالان میں آ گئے اور اس حجرے کے دروازے پر پردہ لٹکوا دیا۔ میں نے ملکہ سے کہا کہ بس آج رات میں اس کا خاتمہ کر دوں گا اس نے کہا ضرور آیئے۔ اتنے میں اچانک طور پر اسود اس گھر میں آ پہونچا، مجھے دیکھ کر اسے سخت غیرت آئی اور غصہ آ گیا اس نے میری گردن کو دبوچ کر دھکے دینا شروع کئے۔ میں کسی نہ کسی طرح اس سے اپنا بچاؤ کرتا ہوا قصر سے باہر آیا۔ اپنے دوستوں سے ملا ان سے سارا ماجرا بیان کیا اور اب مجھے یقین آ گیا کہ بات بگڑ گئی اب کچھ نہیں ہو سکتا مگر اسی اثنا میں ملکہ کا آدمی میرے پاس آیا اور اس نے ملکہ کا یہ پیام پہونچایا کہ اسود کی اس حرکت کی وجہ سے تم ہرگز بد دل ہو کر اپنے ارادے کو نہ چھوڑ بیٹھنا، تمھارے جانے کے بعد میں نے اسود سے خوب بحث کی اور اسے قائل کر دیا۔ میں نے اس سے کہا کہ تم تو شرافت کے مدعی ہو، اس نے کہا ہاں، میں نے کہا تو پھر میرا بھائی میرے سلام اور اپنی نیازمندی کے اظہار کے لئے میرے پاس آیا تھا اور تم نے اس کے معاوضے میں اس کے ساتھ یہ سلوک کیا کہ اس کی گردن میں ہاتھ دے کر ذلت سے قصر سے نکال دیا۔ میں نے اس معاملے میں اس کی ایسی خبر لی کہ آخر وہ خود شرمندہ ہو کر اپنی بے ہودگی پر نادم ہوا اور اس نے کہا کیا واقعی وہ تمھارے بھائی تھے، میں نے کہا جی ہاں اس نے کہا مجھے قطعی معلوم نہ تھا لہذا اب آج رات تم سب اپنے ارادے کی تکمیل کے لئے ضرور آؤ۔

اس پیام سے ہم مطمئن ہوئے اور ہمارے کام کے پورا ہونے کی راہ نکل آئی۔ رات ہوئی۔ میں، داذویہ اور قیس قصر میں اپنی تیار کردہ نقب سے داخل ہوئے میں نے قیس سے کہا کہ تم عرب کے مشہور دلاور ہو اندر جاؤ اور اسود کو قتل کر دو، قیس نے کہا میری یہ کیفیت ہے کہ ایسے خطرناک مواقع میں کانپنے لگتا ہوں اس لئے مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں اس پر وار کروں اور وہ کارگر نہ ہو، بہتر یہ ہے کہ فیروز تم جاؤ تم ہم میں سب سے کم عمر اور زیادہ قوی بازو بھی ہو، میں نے تلوار اپنے

آدمیوں کے پاس رکھی اور اندر گیا تاکہ پہلے معلوم ہو جائے کہ اس کا سر کہاں ہے۔
وہاں چراغ روشن تھا، وہ مسند پر سو رہا تھا اور اس کا تمام جسم لحاف سے
اس طرح ڈھکا ہوا تھا کہ معلوم ہی نہیں ہوتا تھا کہ سر کہاں ہے اور پاؤں کہاں ہیں اس کی
بیوی پاس بیٹھی ہوئی تھی، اس سے پہلے یہ اسے انار کھلا رہی تھی اسی حالت میں
وہ سو گیا تھا، میں نے اشارے سے اس کا سر دریافت کیا اس نے اشارے
ہی سے مجھے بتا دیا۔ میں بڑھکر اس کے سرہانے جا پہنچا اور اس کے سر کو
غور سے دیکھنے لگا، مجھے معلوم نہیں کہ آیا میں نے اس کا سر دیکھا یا نہیں مگر
اب میری نظر اس کی دونوں آنکھوں پر پڑی جن کو اس نے کھول لیا تھا
اور اس نے مجھے دیکھ لیا۔ میں نے دل میں کہا کہ اگر تم تلوار لینے کے لئے
پلٹے تو یہ موقع نکل جائے گا اور پھر وہ سنبھل کر ہتیار لے گا اور ان سے
اپنی مدافعت کرے گا، معلوم ہوتا ہے کہ اس کے شیطان نے میری اسے
اطلاع دے دی ہے اور اسے بیدار کر دیا ہے، اس کے بعد شیطان اس کی
زبان سے مجھ سے بولنے لگا، اسود دیکھتا جاتا تھا اور بڑبڑا رہا تھا کہ
میں نے جھپٹ کر ایک ہاتھ سے اس کا سر پکڑا اور دوسرے سے اس کی
داڑھی پکڑی اور پھر گردن مروڑ کر اسے توڑ ڈالا، اب میں اپنے ساتھیوں
کے پاس آنے لگا، اس کی بیوی نے میرا دامن پکڑ لیا اور کہا کہ میں تمھاری
مخلص بہن ہوں مجھے کہاں چھوڑ چلے میں نے کہا پریشان نہ ہو میں نے
اس کا کام تمام کر کے ہمیشہ کے لیے اس کی جانب سے تم کو مطمئن کر دیا ہے
اب میں اپنے دوستوں سے آکر ملا ان سے ساری سرگذشت بیان کی
انھوں نے کہا پھر جاؤ اور اس کا سر کاٹ کر ہمارے پاس لے آؤ، میں
پھر اسود کی خوابگاہ میں آیا وہ بڑبڑایا میں نے اس کے منھ پر لگام
لگا دی اور سر کاٹ لیا۔ اور اسے اپنے دوستوں کے پاس لے آیا
اب ہم وہاں سے نکل کر اپنے گھر آئے، وبر بن یحنس الازدی ہمارے پاس
مقیم تھے، ہم صنعاء کے قلعوں میں جو سب سے بلند قلعہ تھا اس پر چڑھ گئے
وبر بن یحنس نے اذان دی پھر ہم سب نے اعلان کیا کہ اللہ عزوجل نے

جھوٹے مدعی اسود کو ہلاک کر دیا، سب لوگ ہمارے پاس آئے ہم نے اس کا سر ان کے سامنے ڈال دیا۔ جب اسود کے ساتھیوں نے یہ رنگ دیکھا وہ اپنے گھوڑوں پر زین رکھ کر بھاگنے کے لیے آمادہ ہوئے اور شرارتاً یہ کیا کہ یہ لوگ جن شرفا کے یہاں مقیم تھے بھاگتے وقت انھیں کے بچوں کو اٹھائے گئے، میں نے رات کی تاریکی میں دیکھا کہ وہ لوگ بچوں کو اپنے سامنے بٹھا کر بھاگے جا رہے ہیں میں نے فوراً اپنے بھائی سے جو مجھ سے نیچے شاہراہ میں اور لوگوں کے ساتھ تھے کہا دیکھو ان میں سے جس جس پر قابو پاؤ فوراً روک لو جانے نہ دو کیونکہ یہ ہمارے بچوں کو اُٹھا کرلے جا رہے ہیں، میری اس نصیحت پر عمل ہوا اور ہم نے ان کے ستر آدمی روک لیے اور وہ ہمارے صرف تیس لڑکوں کو لے جا سکے، شہر سے دور پہونچ کر جب انھوں نے اپنا جائزہ لیا تو ستر آدمی کم پائے، وہ پھر ہمارے پاس آئے اور کہا کہ ہمارے آدمی چھوڑ دیجیے ہم نے کہا تم ہمارے بچوں کو چھوڑ دو چنانچہ انھوں نے ہمارے بچے واپس بھیج دیے اور ہم نے اُنکے ساتھی اُنکے حوالے کر دیے"۔ اسی اثنا، میں رسول اللہ صلعم نے صحابہ کو بشارت دی کہ اللہ نے اسود الکذاب العنسی کو ہلاک کر دیا اسے تمھارے ایک سچے دیندار بھائی نے قتل کیا ہے۔ اسود کے قتل کے بعد اب ہم پھر امن و امان میں زندگی بسر کرنے لگے اور اسلام کو غلبہ ہوا اور وہی حالت عود کر آئی جو اسود کے یمن میں آنے سے پہلے تھی، تمام امیر ایمان لائے انھوں نے رجعت کی، اور تمام لوگوں نے اپنی غلطی کا اعتراف کیا کیونکہ ان کو اسلام لائے بہت تھوڑا زمانہ گذرا تھا۔

ابن صخر سے مروی ہے کہ اسود کے خروج سے اس کے قتل تک تین ماہ کی مدت گزری۔ ضحاک بن فیروز سے مروی ہے کہ کہف خُبّان میں اس کے خروج سے قتل ہونے تک چار ماہ گذرے تھے پہلے اُس نے اپنی تحریک کو پوشیدہ رکھا بعد میں اسے ظاہر کیا۔

ابوبکرؓ نے ربیع الاول کے آخری حصہ میں اُسامہ کی مہم روانہ کی اور اسی زمانے میں ان کو اسود کے قتل کی اطلاع ملی، اُسامہ کے جانے کے بعد یہ پہلی فتح کی بشارت تھی جو ابوبکرؓ کو مدینہ میں ملی۔

واقدی کہتے ہیں کہ اس ۱۱ھ ہجری کے نصف محرم میں نخع کا وفد زرارہ بن عمرو کی سیادت میں رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ یہ آخری وفد تھا جسے آپ نے باریاب فرمایا ہے۔

اس سال ۳ رمضان منگل کی رات میں فاطمہؓ کا تقریباً انتیس سال کی عمر میں انتقال ہوا۔ یہ روایت ابان بن صالح کی ہے' ابوجعفر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم کی وفات کے تین ماہ بعد فاطمہؓ کا انتقال ہوا۔ عروہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم کی وفات کے چھ ماہ بعد فاطمہؓ کا انتقال ہوا واقدی کہتے ہیں کہ یہ آخری بیان ہم سب کے نزدیک صحیح ہے۔

علیؓ اور اسماء بنت عمیس نے ان کو غسل دیا' عمرہ بنت عبدالرحمان سے مروی ہے کہ عباسؓ بن عبدالمطلب نے فاطمہؓ کی نماز جنازہ پڑھائی' ابومعشر سے مروی ہے کہ عباسؓ۔ علیؓ اور فضلؓ بن العباس ان کی قبر میں اترے تھے۔

اس سال عبداللہ بن ابی بکرؓ بن ابی قحافہ کا انتقال ہوا۔ طائف کی لڑائی میں رسول اللہ صلعم کے ہمراہ ابومحجن کا چلایا ہوا ایک تیر ان کے لگا تھا پہلے تو زخم بھر گیا تھا' مگر پھر وہ ہرا ہوگیا اور اسی سے انھوں نے شوال میں وفات پائی۔

اسی سال اہل فارس نے یزدجرد کو اپنا بادشاہ تسلیم کیا۔

اسی سال ابوبکرؓ کا خارجہ بن حصن الفزاری سے مقابلہ ہوا۔

علی بن محمد سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم کی وفات کے بعد اُسامہ کی مہم کو رسول اللہ صلعم کی ہدایت کے بموجب شام کے اس علاقے کو جہاں اُسامہ کے باپ زید بن حارثہ شہید ہوئے تھے روانہ کرکے ابوبکرؓ مدینہ میں مقیم رہے اس کے علاوہ اور کوئی کام انھوں نے نہیں کیا' اس کے بعد ہی عربوں کے وفد دین اسلام سے مرتد ہوکر ابوبکرؓ کے پاس آئے یہ وہ لوگ تھے جو نماز کے قائل اور زکواۃ کے منکر تھے مگر ابوبکرؓ نے ان کی بات نہیں مانی اور ان کو رد کردیا۔ اس کے بعد اسامہ بن زید بن حارثہ کی واپسی تک جو مدینہ سے ان کی روانگی کے چالیس دن بعد عمل میں آئی ابوبکرؓ خاموش رہے اُسامہ کی واپسی کے متعلق یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ وہ ستر دن کے بعد مدینے آئے' بہرحال اُن کی واپسی کے بعد ابوبکرؓ نے ان کو یا جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے سنان الضمری کو مدینے پر اپنا

نائب مقرر کیا اور خود وہاں سے برآمد ہوئے، اور جمادی الاولیٰ یا جمادی الآخر میں مدینے سے چلکر ذی القصہ میں فروکش ہوئے۔

اس سے قبل نوفل بن معاویہ الدیلی کو رسول اللہ صلعم نے صدقات کی تحصیل کے لیے بھیجا تھا، شربہ میں خارجہ بن حصن نے زبردستی اس مال کو نوفل سے چھین کر اُسے بنی فزارہ کو واپس کر دیا۔ نوفل، اُسامہ کے مہم پر جانے سے قبل مدینے میں ابوبکرؓ کے پاس آ گئے تھے رسول اللہ صلعم کی وفات کے بعد مرتدین سے پہلی لڑائی عنسی سے یمن میں ہوئی اس کے بعد یہ لڑائی خارجہ بن حصن اور منظور بن زبان بن سیار سے غطفان میں ابوبکرؓ کی ہوئی اس موقع پر پہلے مسلمانوں کو پسپائی ہوئی ابوبکرؓ ایک گھنے جنگل میں گھسکر چھپ گئے مگر پھر اللہ نے مشرکوں کو شکست دی۔

مجالد بن سعید سے مروی ہے کہ اُسامہ کے مدینے سے روانہ ہو جانے کے بعد تمام عرب کافر اور سرکش ہو گئے، قریش اور ثقیف کے علاوہ کوئی قبیلہ ایسا نہ تھا کہ وہ کل یا اس کے کچھ لوگ مرتد نہ ہو گئے ہوں۔

عروہ اپنے باپ کی روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم کی وفات اور اُسامہ کی روانگی کے بعد تمام عرب عام اور خاص مرتد ہو گئے، مسیلمہ اور طلیحہ نے نبوت کا دعویٰ کیا اُن کی جماعت اور طاقت بہت بڑھ گئی طے اور اسد طلیحہ کے ساتھ ہو گئے اسی طرح اشجع اور غطفان کے بعض خاندانوں کے خاص لوگوں کے علاوہ تمام غطفان مرتد ہو گیا اور انھوں نے طلیحہ کی بیعت کر لی، ہوازن متردد تھے انھوں نے بھی زکوٰۃ کی ادائی سے انکار کر دیا البتہ ثقیف اور ان کے توابع اسلام پر قائم رہے اور ان کی اقتدا میں جدیلہ اور اعجاز بھی عام طور پر اسلام پر قائم رہے البتہ بنی سلیم کے خواص مرتد ہو گئے اور یہی حال تمام قبائل عرب کا تھا۔ یمن، یمامہ، اور بنی اسد کے علاقوں سے رسول اللہ صلعم کے فرستادے اور اُن اشخاص کے نمایندے جن کو رسول اللہ صلعم نے اسود، مسیلمہ، اور طلیحہ کی مدافعت اور مقاومت کا حکم بھیجا تھا ابوبکرؓ کے پاس مدینہ میں واقعات اور خطوط کے ساتھ آئے یہ سب خط انھوں نے ابوبکرؓ کو دیدیے اور زبانی تمام حالات بیان کیے، ابوبکرؓ نے کہا ابھی ٹھیرو اور دیکھو کہ تمھارے امرا اور دوسرے عمائد کے قاصد ان خبروں سے بھی زیادہ پریشان کن حالات کی اطلاع لے کر یہاں

آتے ہوں گے اور واقعہ بھی یہ ہوا کہ تھوڑی ہی مدت میں بلا استثناء رسول اللہ صلعم کے مقرر کردہ تمام اُمرا نے اپنے اپنے مستقر سے یہ اطلاع دی کہ ہر جگہ فتنۂ ارتداد برپا ہو گیا ہے کوئی قبیلہ ایسا نہیں جو کہ کل یا اس کے کچھ لوگ مرتد ہو کر باغی نہ ہو گئے ہوں اور مسلمانوں پر ہر طرح کی مصیبت اور پریشانی چھائی ہوئی ہے'

ابوبکرؓ نے انھیں ذرائع سے ان سب کا مقابلہ شروع کیا جو رسول اللہ صلعم استعمال کر چکے تھے کہ مراسلت شروع کی جو قاصد اب آئے تھے ان کو تو ابوبکرؓ نے اپنے حکم سے واپس بھیجدیا مگر ان کے عقب میں اپنے دوسرے قاصد اس غرض کے لیے روانہ کیے اور اب منتظر رہے کہ اُسامہ واپس آئیں تو پھر خود ان باغیوں کی سرکوبی کے لیے روانہ ہوں۔ مگر اُسامہ کی واپسی سے پہلے ہی عبس اور ذُبیان نے ابوبکرؓ سے لڑائی شروع کر دی۔

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے وفات پائی اس وقت کلب اور قضاعہ پر بنی عبداللہ کے امرئ القیس بن ابجر الکلبی آپ کے عامل تھے' قین پر عمرو بن الحکم تھے اور سعد ہذیم پر معاویہ بن خلاق الوائلی عامل تھے' (سری کہتے ہیں کہ وائلی نہیں وابلی تھے) ودیعۃ الکلبی اپنے قبیلۂ کلب کے متبعین کے ساتھ مرتد ہو گیا امرؤ القیس اپنے دین اسلام پر قائم رہے اسی طرح زمیل بن قطبۃ القینی۔ اپنے قبیلہ بنی قین کے متبعین کے ساتھ مرتد ہو گیا اور عمرو اپنے دین پر قائم رہے' معاویہ سعد ہذیم سے کے اپنے متبعین کے ساتھ مرتد ہو گیا' ابوبکرؓ نے امرؤ القیس بن خلاق کو جو سکینہ بنت حسین کے نانا تھے لکھا کہ تم اس کا انتظام کرو وہ ودیعہ کے پاس گئے نیز ابوبکرؓ نے عمرو کو لکھا وہ زمیل اور معاویۃ العذری کے انتظام کے لیے کھڑے ہوئے۔

اُسامہ نے قضاعہ کے علاقے کے وسط میں پہنچکر اپنے رسالے ان میں پھیلا دیے اور حکم دیا کہ جو لوگ اسلام پر قائم ہوں اُن کو مرتدین کے مقابلے کے لیے آمادہ کر کے برآمد کریں مگر تمام قضاعہ اپنے گھروں کو چھوڑ کر بھاگ گئے اور پھر دومہ میں منتقل ہو کر ودیعہ کے پاس جمع ہو گئے' اُسامہ کے سوار ان کے پاس بے نیل مرام چلے آئے اُسامہ اپنی فوج کے ساتھ بڑھے اور انھوں نے حمقتین پر غارتگری کر کے جذام کے بنی الضبیب میں اور لخم کے بنی خلیل میں اور ان کے توابع میں کشت و خون کیا اُن کے اونٹوں پر قبضہ کر لیا اور پھر مال غنیمت کو لے کر صحیح و سالم اپنے مقام پر چلے آئے

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم کی وفات کے بعد خاص لوگوں کے علاوہ تمام قبائل اسد غطفان اور طے طلیحہ کے ساتھ ہوگئے، بنی اسد سمیرا میں جمع ہوئے، بنی فزارہ اور ان کے قریب کے غطفان طیبہ کے جنوب میں جمع ہوئے بنی طے اپنے علاقوں کی سرحد پر جمع ہوئے، ثعلبہ بن سعد اور ان کے قریب والے قبائل مرہ اور عبس ربذہ کے مقام ابرق میں جمع ہوئے، بنی کنانہ کے کچھ لوگ بھی ان سے آملے تھے مگر وہ علاقے ان کے بار کے متحمل نہ ہو سکے اس لیے ان کی دو جماعتیں ہوگئیں، ایک ابرق میں مقیم رہی اور دوسری ذی القصہ چلی گئی، طلیحہ نے حبال کو ان کی مدد کے لیے بھیج دیا اس طرح حبال کی جماعت داری بھی اہل ذی القصہ کے جن میں ان کے ہم وطن بنی اسد اور اس موقع پر ان کی حمایت کے لیے آنے والے قبائل لیث دیل اور مدلج پر مشتمل تھی ذمے ہوگئی۔ ابرق جو بنی مرہ سے تھے عوف بن فلان بن سنان ان کا سردار تھا اور حارث بن فلان بنی سبیع والا ثعلبہ اور عبس کا سردار تھا، ان قبائل نے اپنے وفد مدینے بھیجے تھے یہ مدینے آکر عمائد مدینہ کے یہاں فروکش ہوئے عباسؓ کے علاوہ اور سب نے ان کو اپنے یہاں مہمان بنالیا اور ان کو ابوبکرؓ کی خدمت میں لیکر آئے اس شرط کے ساتھ کہ وہ نماز تو پڑھتے رہیں مگر زکوٰۃ نہ دیں۔ اللہ نے ابوبکرؓ کو حق پر راسخ کردیا انھوں نے کہا کہ اگر یہ زکوٰۃ کی اونٹ باندھنے کی رسی بھی نہ دیں گے تو میں ان سے جہاد کروں گا، اس وقت (زکوٰۃ کے جانوروں کی رسیاں بھی زکوٰۃ ادا کرنے والوں پر عائد تھیں) ابوبکرؓ نے ان کی بات نہ مانی، مدینے کے قریب والے مرتدین کا وفد ان کے پاس واپس آگیا اور انھوں نے اپنے قبائل سے کہا کہ اس وقت مدینے میں بہت کم آدمی ہیں حملہ کرنے کا اچھا موقع ہے۔ ابوبکرؓ بھی غافل نہ تھے انھوں نے اس وفد کے اخراج کے بعد مدینے کے تمام ناکوں پر باقاعدہ پہرے متعین کردیے علیؓ، زبیرؓ، طلحہ اور عبداللہ بن مسعود اس کام پر مقرر کیے گئے، اس کے علاوہ ابوبکرؓ نے تمام اہل مدینہ کو حکم دیا کہ وہ مسجد میں جمع ہوں اور پھر ان سے کہا کہ تمام ملک کافر ہوگیا ہے اور وہ تمھاری قلت تعداد کو دیکھ گئے ہیں وہ ضرور دن یا رات میں تم پر حملہ آور ہوں گے، دشمن کی سب سے قریب جماعت یہاں سے صرف ایک ڈاک کی منزل پر ہے، وہ چاہتے تھے کہ ہم ان کی شرائط قبول کرکے ان سے سمجھوتہ کرلیں مگر ہم نے ان کی بات نہ مانی اور ان کی شرائط مسترد کردیے لہذا اب مقابلے کے لیے بالکل تیار ہو جاؤ۔

ابوبکرؓ کی اس تقریر کے بعد صرف تین راتیں گذری تھیں کہ مرتدین نے رات ہوتے ہی مدینہ پر دھاوا کر دیا اپنے ساتھیوں میں سے ایک جماعت کو وہ ذی حسیٰ میں چھوڑ آئے تاکہ وہ بوقت ضرورت کمک کا کام دیں یہ غارتگر رات کے وقت مدینے کے ناکوں پر پہنچے وہاں پہلے سے فوج متعین تھی ان کے عقب میں کچھ اور لوگ تھے جو بلندی پر چڑھے ہوئے تھے پہرے داروں نے ان لوگوں کو دشمن کی یورش سے آگاہ کیا اور ابوبکرؓ کو دشمن کی پیشقدمی کی اطلاع دینے کے لیے آدمی دوڑائے، ابوبکرؓ نے جواب میں یہ ہدایت کی کہ سب اپنی اپنی جگہ جمے رہیں جس پر تمام فوج نے عمل کیا، اس کے ساتھ ہی خود ابوبکرؓ اُن تمام مسلمانوں کو لے کر جو مسجد میں تھے اونٹوں پر سوار ہو کر مدافعت کے لیے چلے دشمن نے پسپائی اختیار کی مسلمانوں نے انھیں اونٹوں پر ان کا تعاقب کیا اور بڑھتے ہوئے ذی حسیٰ پہنچے وہاں مرتدین کی جماعت جو بوقت ضرورت کمک کے لیے وہاں ٹھہر گئی تھی چمڑے کے کپوں میں ہوا بھر کر اور اُن میں رسیاں باندھ کر مسلمانوں کے مقابلے کے لیے نکلی اور انھوں نے ان کپوں کو اپنے پیروں سے ضرب لگا کر اونٹوں کے سامنے فٹبال کی طرح لڑھکا دیا اور چونکہ اونٹ اس سے سب سے زیادہ بدکتا ہے اس لیے مسلمانوں کے تمام اونٹ ان کپوں سے اس طرح بدک کر فرار ہوئے کہ وہ مسلمانوں سے جو اُن پر سوار تھے کسی طرح بھی سنبھل نہ سکے اور مدینے سے پہلے انھوں نے دم نہیں لیا۔ مسلمان اس طرح بغیر کسی طرح جانی یا مالی نقصان اُٹھائے بے نیل مرام مدینے چلے آئے، حطیہ بن اوس کے بھائی خطیل بن اوس اور عبداللہ اللیثی نے جو اپنے قبیلے بنی عبد مناۃ کے ساتھ جو بنی ذبیان سے تھے مرتد تھا اس واقعے کے متعلق چند شعر بھی کہے۔

مسلمانوں کی اس پسپائی سے دشمنوں کو یہ گمان ہوا کہ مسلمان کمزور ہیں اُن میں مقابلے کی طاقت نہیں، اس خام خیالی میں انھوں نے اپنے اُن ساتھیوں کو جو ذی القصّہ میں فروکش تھے اس واقعے کی اطلاع دی وہ اس خبر پر بھروسہ کر کے اس جماعت کے پاس آگئے مگر اُن کو یہ معلوم نہ تھا کہ اللہ نے اُن کے متعلق کچھ اور ہی فیصلہ کیا ہے جس کو وہ بہر حال نافذ کر کے چھوڑتا ہے، رات بھر ابوبکرؓ اپنی فوج کی تیاری میں مصروف رہے اور سب کو تیار کر کے رات کے پچھلے پہر پوری فوجی ترتیب کے ساتھ مدینے سے دشمن پر غارتگری کرنے چلے وہ خود پیادہ تھے، نعمان بن مقرن ان کے میمنے پر عبداللہ بن مقرن میسرے پر

اور سوید بن مقرن ساقۂ فوج میں جن کے ساتھ شتر سوار بھی تھے متعین تھے، ابھی صبح نمودار نہیں ہوئی تھی کہ مسلمان اور مرتدین ایک ہی میدان میں روبرو آ گئے، یہ تمام پیشقدمی اس قدر خاموشی اور احتیاط سے وقوع پذیر ہوئی کہ مرتدین کو مسلمانوں کی کوئی آہٹ اور بھنک بھی نہ مل سکی کہ مسلمانوں نے اُن کو تلوار کے گھاٹ اُتارنا شروع کر دیا، صرف رات کے پچھلے پہر میں لڑائی ہوئی آفتاب کی کرن نے ابھی سطح اُفق کو اپنے جلوہ سے منور نہیں کیا تھا کہ مرتدین نے شکست کھا کر راہِ فرار اختیار کی مسلمانوں نے اُن کے تمام جانوروں پر قبضہ کر لیا اس واقعے میں حبال بُری طرح مارے گئے، ابوبکرؓ نے ان کا تعاقب کیا اور ذی القصہ پہنچکر فروکش ہوئے، فتنۂ ارتداد کے بعد یہ پہلی فتح تھی جو اللہ نے مسلمانوں کو دی، ابوبکرؓ نے نعمان بن مقرن کو کچھ لوگوں کے ساتھ وہیں متعین کر دیا اور خود مدینے چلے آئے، اس شکست سے مشرکین ذلیل ہو گئے اور اب انھوں نے ظلم پر کمر باندھی بنی ذبیان اور بنی عبس نے اپنے یہاں کے مسلمانوں پر اچانک حملہ کر کے اُن کو نہایت بے دردی سے طرح طرح کے عذاب دیکر شہید کر ڈالا ان کی تقلید میں دوسرے قبائل نے بھی مسلمانوں کے ساتھ یہی کیا۔ البتہ ابوبکرؓ کی اس فتح سے مسلمانوں کی عزت قائم ہوئی ان کے حوصلے بلند ہو گئے۔ ان مظالم کی اطلاع پر ابوبکرؓ نے قسم کھا کر عہد کیا کہ جن جن قبائل نے مسلمانوں پر یہ مظالم کئے ہیں وہ ان سب کو اسی بے دردی سے قتل کریں گے جیسا کہ انھوں نے مسلمانوں کے ساتھ کیا ہے اور جسقدر مسلمان قتل کئے گئے ان سے زیادہ وہ ان کے انتقام میں مشرکوں کو قتل کریں گے۔

اس کے بعد اس سلسلے میں کوئی مزید کارروائی نہیں کی گئی البتہ جب ہر قبیلے میں مسلمان زیادہ خلوص اور استقامت سے اپنے دین پر جم گئے اور اس کے برخلاف ہر قبیلے میں مشرک اپنے کام سے انحراف کرنے لگے اور مدینے میں صفوان۔ زبرقان اور عدی کی جمعیتیں مسلمانوں کی حمایت کے لیے رات میں آئیں۔ پہلے صفوان آئے، پھر زبرقان اور پھر عدی آئے، صفوان ابتدائی رات میں مدینے آئے، زبرقان وسط شب میں اور عدی آخر شب میں مدینے پہنچے، صفوان کے آنے کی بشارت سعد بن ابی وقاص نے دی، زبرقان کی بشارت عبدالرحمان بن عوف نے اور عدی کی بشارت عبداللہ بن مسعود نے دی ایک روایت یہ ہے کہ عدی کی بشارت ابوقتادہ نے دی تھی جب یہ سردار مدینے میں نمودار ہوئے تو ہر جمعیت کے نمودار ہونے کے موقع پر لوگوں نے کہا کہ یہ دشمن معلوم ہوتے ہیں مگر ابوبکرؓ نے

ہر موقع پر یہ کہا کہ نہیں یہ دوست ہیں حمایت کے لیے آئے ہیں نقصان کے لیے نہیں۔ چنانچہ جب باقاعدہ طور پر یہ معلوم ہوا کہ یہ جمعیتیں حمایت اسلام کے لیے آئی ہیں مسلمانوں نے ابوبکرؓ سے کہا کہ آپ بڑے مبارک آدمی ہیں آپ ہمیشہ سے بشارت دیتے چلے آئے ہیں یہ وہ وقت تھا کہ جبکہ اُسامہ کی مہم کو روانہ ہوئے ساٹھ دن پورے ہوئے تھے اس کے کچھ ہی دن کے بعد خود اُسامہ دو ماہ کچھ یوم باہر گزار کر اپنی مہم سے مدینے چلے آئے، اُن کے آنے کے بعد ابوبکرؓ نے اُن کو مدینے میں اپنا نائب مقرر کیا اور اُن سے اور ان کی فوج سے کہا کہ سردست تم بھی آرام کر لو اور اپنی سواری کے جانوروں کو بھی دم لینے دو، اب خود ابوبکرؓ مدینے سے ان لوگوں کے ساتھ جو اُسامہ کی مہم میں گئے تھے اور ان لوگوں کے ساتھ جو مدینے کے ناکوں پر متعین تھے اسامہ کی مہم والی سواریوں پر سوار ہو کر ذی القصّہ روانہ ہوئے مگر مسلمانوں نے ان کو اس ارادے سے روکا اور کہا کہ اے خلیفۂ رسول اللہ ہم آپ سے خدا کا واسطہ دے کر درخواست کرتے ہیں کہ آپ خود اس مہم پر نہ جائیں کیونکہ خدانخواستہ اگر آپ کام آگئے تو سارا انتظام درہم برہم ہو جائے گا اس سے آپ کا مدینے میں قیام کرنا دشمن کے حق میں زیادہ مضر ہے آپ کسی اور کو اس کام کے لیے بھیج دیں تاکہ اگر وہ کام آجائے آپ دوسرے کو اُس کی جگہ مقرر کر سکیں۔ ابوبکرؓ نے کہا کہ میں اس بات کو ہرگز نہیں مانتا میں خود اپنی ذات سے اس فتنے کے انسداد میں تمھاری شرکت کروں گا۔

ابوبکرؓ سب انتظام کر کے ذی حسیٰ اور ذی القصّہ چلے نعمان۔ عبداللہ اور سوید اپنی اپنی جگہ تھے اسی ترتیب کے ساتھ ابوبکر نے ابرق میں اہل الربذہ کو جا لیا، شدید جنگ ہوئی اللہ نے حارث اور عوف کو شکست دی اور حطیہ زندہ گرفتار کر لیا گیا، اس واقعے سے عبس اور بنی بکر فرار ہو گئے، ابوبکرؓ نے چند روز ابرق میں قیام کیا۔

اس سے قبل بنی ذبیان نے اس علاقے پر اپنا تصرف کر لیا تھا۔ حرام نے بنی ذبیان سے کہا کہ تم اس تمام علاقے پر قبضہ کر لو کیونکہ اللہ نے یہ ہمیں غنیمت میں دیا ہے انھوں نے اس پر قبضہ کر کے وہاں کے قدیم وہیں والوں کو خارج البلد کر دیا تھا۔ اب اس وقت جب مرتدین مغلوب ہوئے اور ان کا فتنہ خود اُن کے لیے تباہ کن ثابت ہوا اور امن و امان ہوا بنو ثعلبہ اس علاقے کے قدیم متوطن پھر توطن کے لیے وہاں آئے مگر اُن کو قابضوں نے اس ارادے میں کامیاب نہ ہونے دیا وہ ابوبکرؓ کے پاس مدینے آئے اور پوچھا کہ ہم کو کیوں

اپنی زمینوں میں آباد ہونے سے روکا گیا ابو بکرؓ نے کہا تم جھوٹے ہو اس علاقے پر تمھاری ملکیت باقی نہیں رہی یہ علاقہ اب صرف میری ملک اور زیر تصرف ہے ابو بکرؓ نے ان کی درخواست نہیں مانی اور بنی ثعلبہ کے برخلاف انھوں نے ابرق کو مسلمانوں کے گھوڑوں کی چراگاہ بنادیا اس کے بعد پھر اس تمام علاقے کو اسی جنگ کی وجہ سے جو منکرین زکوٰۃ اور مسلمانوں میں ہوئی ابو بکرؓ نے زکوٰۃ کے جانوروں کی چراگاہ بنادیا اور اس طرح ان چراگاہوں کو اوروں کے لیے محصور اور ممنوع قرار دیا۔

اس جنگ میں شکست کھاکر بنی عبس اور بنی ذبیان طلیحہ سے جو سمیرا سے چلکر اُس وقت بزاخہ پہنچکر فروکش تھا جاملے۔

عبدالرحمان بن شعب بن مالک سے مروی ہے کہ اسامہ کی واپسی کے بعد ابو بکرؓ نے پر اُن کو اپنا نائب مقرر کر کے مرتدین کے مقابلے کے لئے چلے زبذہ آئے یہاں بنی عبس۔ ذبیان اور بنی عبد مناۃ بن کنانہ کی ایک جماعت سے اُن کا ابرق پر مقابلہ ہوا۔ جنگ ہوئی اللہ نے مرتدین کو ہزیمت کامل دی وہ بھاگ گئے ابو بکرؓ مدینے چلے آئے اس اثنا میں اُسامہ کی فوج بھی آرام کر کے تازہ دم ہوگئی اور مدینے کے گردو جوار کے اور لوگ بھی آگئے ابو بکرؓ ذی القصّہ روانہ ہوئے اور وہاں سب کے ساتھ فروکش ہوگئے یہ مقام مدینے سے ڈاک کی ایک منزل مسافت پر نجد کی سمت واقع تھا، یہاں انھوں نے اپنی فوج کو گیارہ دستوں میں تقسیم کیا گیارہ نشان باندھے ہر دستہ ایک امیر کی قیادت میں دیا اور سب کو حکم دیا کہ جہاں جہاں سے گذریں وہاں کے طاقتور مسلمانوں کو اپنے ساتھ لیں اور بعض کو وہیں اپنے اپنے علاقوں کی حفاظت کے لیے مقرر کر کے چھوڑ دیں۔

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ جب اُسامہ اور اُن کی فوج نے اپنی سواریوں کو آرام دے لیا وہ تازہ دم ہوگئیں اور اسی زمانے میں اسقدر صدقات مدینے میں موصول ہوئے جو مسلمانوں کی ضرورت سے بچ گئے ابو بکرؓ نے مہاتی فوجیں تیار کیں اور گیارہ جمعیتیں مقرر کر کے ان کو گیارہ امیروں کی قیادت میں گیارہ نشانوں کے ساتھ مرتدین کے مقابلے کے لیے روانہ کیا، ایک نشان خالد بن الولید کے تفویض ہوا اور اُن کو حکم دیا گیا کہ وہ پہلے طلیحہ بن خویلد کے مقابلے پر جائیں اس سے فارغ ہو کر بطاح میں مالک بن نویرہ سے لڑیں اگر اس وقت تک وہ ان کے مقابلے پر جمار ہے، ایک نشان عکرمہ بن ابی جہل کو دیا گیا اور ان کو

مسیلمہ کے مقابلے کا حکم دیا گیا، ایک نشان مہاجر بن ابی اُمیہ کے تفویض ہوا اور ان کو حکم دیا گیا کہ وہ عنسی کی فوجوں کا مقابلہ کریں نیز قیس بن مکشوح اور اُن دوسرے اہل یمن کے مقابلے میں جو ابناء سے برسرِ پیکار تھے ابناء کی امداد کریں اور اس سے فارغ ہو کر کندہ کے مقابلے کے لیے حضر موت چلے جائیں، ایک نشان سعید بن العاص کو دیا گیا جو اسی زمانے میں یمن سے اپنی خدمت چھوڑ کر آئے تھے اور ان کو حمقتین بھیجا جو شام کی سرحد پر ہے۔ ایک نشان عمرو بن العاص کو دیا اور ان کو قضاعہ و دیعہ اور حارث کی جمعیتوں کے مقابلے پر جانے کا حکم دیا۔ ایک نشان حذیفہ بن محصن الغلفانی کو دیا اور ان کو اہل دبا کے مقابلے پر بھیجا۔ ایک نشان عرفجہ بن ہرثمہ کو دیا اور ان کو مہرہ جانے کا حکم دیا اور ہدایت کی کہ یہ دونوں مہرہ میں ایک جا جمع ہو جائیں مگر جو جو علاقے ان کے سپرد کیے گئے ہیں اُن میں وہ ایک دوسرے پر امیر رہیں گے۔ ابوبکرؓ نے شرحبیل بن حسنہ کو عکرمہ بن ابی جہل کے پیچھے روانہ کیا اور حکم دیا کہ یمامہ سے فارغ ہو کر تم قضاعہ کے مقابلے پر جانا اور مرتدین سے جنگ کے موقع پر تم ہی اپنے رسالے کے آزاد امیر رہو گے ایک نشان طریفہ بن حاجز کو دیا اور ان کو حکم دیا کہ وہ بنی سُلیم اور ان کے ساتھی ہوازن کا مقابلہ کریں۔ ایک نشان سوید بن مقرن کو دیا اور ان کو حکم دیا کہ وہ یمن کے علاقہ تہامہ کو جائیں، ایک نشان علاء الحضرمی کو دے کر اُن کو بحرین جانے کا حکم دیا۔ یہ اُمرا ذی القصہ سے اپنی اپنی سمت روانہ ہو گئے، ہر سردار کی فوج اُس سے جا ملی۔ ابوبکرؓ نے تمام مرتدین کے نام ایک پیام بھی خط کی صورت میں بھیجا۔ عبدالرحمان بن کعب بن مالک سے جن کو ابوبکرؓ نے اس خط کی تحریر میں تحذم کے ساتھ شریک کیا تھا مروی ہے کہ تمام مرتدین کے نام ایک ہی خط تھا جو ابوبکرؓ نے لکھا تھا وہ حسب ذیل ہے۔

"بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ یہ خط ابوبکرؓ خلیفۂ رسول اللہ کی جانب سے اُن تمام عام اور خاص لوگوں کے نام ہے جن کو یہ موصول ہو چا ہے وہ اسلام پر قائم ہوں یا اس سے مرتد ہو گئے ہوں، سلامتی ہو اُن پر جنھوں نے راہ راست کی اتباع کی اور ہدایت کے بعد ضلالت اور گمراہی اختیار نہیں کی، میں تمھارے سامنے اس معبود حقیقی کی جس کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں ہے تعریف کرتا ہوں اور اعلان کرتا ہوں کہ اللہ واحد لاشریک ہے اور محمدؐ اُس کے بندے اور رسول ہیں اللہ کا جو پیام وہ ہمارے لیے لائے ہم اس کا اقرار کرتے ہیں اور جو اس سے انکار کرے ہم اسے کافر سمجھتے ہیں اس سے جہاد کریں گے اللہ تعالیٰ نے محمدؐ کو

واقعی اپنی جانب سے اپنی مخلوق کے لیے بشارت دینے والا اور ڈرانے والا اور اللہ کی جانب اس کے حکم سے دعوت دینے والا اور ایک شمع روشن بناکر مبعوث فرمایا۔ تاکہ وہ جو زندہ ہوں ان کو اللہ کا خوف دلائیں اور اس طرح منکرین کے برخلاف بات پکی ہو جائے۔ جس نے ان کی بات مانی اللہ نے اسے راہِ راست بتادی اور جس نے اُن سے انکار کیا رسول اللہ نے اللہ کے حکم سے اُسے اچھی طرح سزا دی یہاں تک کہ وہ خوشی سے یا بادل ناخواستہ اسلام لے آیا، پھر اللہ نے اپنے رسول کو اپنے پاس بلا لیا مگر وہ اللہ کے حکم کو پوری طرح نافذ کر چکے تھے اور اس کی امت کے ساتھ مخلصانہ خیر خواہی کر چکے تھے، اللہ نے ان کی موت کی صاف اطلاع خود رسول اللہ کو اور تمام مسلمانوں کو اپنی کتاب میں جسے اُس نے نازل فرمایا ہے پہلے سے دیدی تھی اسی کے متعلق وہ فرماتا ہے اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُم مَّیِّتُوْنَ (بے شک تم مرنے والے ہو اور وہ سب بھی مرنے والے ہیں) پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِکَ الْخُلْدَ اَفَاِنْ مِّتَّ فَھُمُ الْخَالِدُوْنَ (ہم نے تم سے پہلے کسی انسان کو بقائے دوام نہیں دی تو کیا اگر تم مر گئے تو وہ ہمیشہ جیتے رہیں گے؟) پھر اللہ تعالیٰ مسلمانوں سے فرماتا ہے۔ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰۤی اَعْقَابِکُمْ وَمَنْ یَّنْقَلِبْ عَلٰی عَقِبَیْہِ فَلَنْ یَّضُرَّ اللہَ شَیْئًا وَسَیَجْزِی اللہُ الشّٰکِرِیْنَ (محمد بھی ایک رسول ہیں ان سے پہلے بہت سے رسول گذر چکے ہیں کیا اگر وہ مر جائیں یا مارے جائیں تم اپنے پچھلے پیروں پلٹ جاؤ گے اور جو ایسا کرے گا وہ اللہ کو ہرگز کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتا اور اللہ ضرور اپنے شکر گزار بندوں کو جزائے خیر دے گا) اس لیے جو لوگ محمدؐ کی عبادت کرتے تھے اُن کو آگاہ ہو جانا چاہیے کہ محمدؐ مر گئے اور جو اللہ وحدہٗ لاشریک کی عبادت کرتے تھے ان کو اطمینان رکھنا چاہیے کہ اللہ ان کا نگران ہے وہ زندۂ جاوید ہے نہ اُسے موت ہے نہ اُسے اونگ اور نیند آتی ہے وہ اپنی بات کا محافظ ہے اپنے دشمن سے پورا پورا انتقام لینے والا ہے، میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ تم اللہ سے ڈرتے رہو اور اس طرح اپنا حصّہ اور نصیبہ اس سے حاصل کر سکو اور تمہارے نبی جو اللہ کا پیام تمہارے پاس لائے ہیں اس سے بہرہ ور ہو سکو اور اللہ کی ہدایت پر گام زن رہو اللہ کے دین پر مضبوطی سے قائم رہو جسے اللہ ہدایت نہ دے وہ گمراہ ہے اور جسے اللہ معاف نہ کرے وہ سخت مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے، جس کی اعانت اللہ نہ کرے وہ

ذلیل اور ناکام رہتا ہے، جس کی ہدایت اللہ نے کی وہ واقعی راہِ راست پر گامزن ہوا اور جسے اللہ نے گمراہ کر دیا وہ بالکل گمراہ ہوا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَنْ يَهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ وَلِيًّا مُرْشِدًا۔ (جسے اللہ نے ہدایت دی وہ واقعی کامیاب ہوا اور جسے اللہ نے گمراہ کر دیا تو اس کے بعد پھر ہرگز اُسے کوئی صحیح اور خیر خواہ رہبر نہیں مل سکتا) اور جب تک کوئی اس دینِ الٰہی کا اقرار نہ کرے نہ دنیا میں اس کا کوئی عمل مقبول ہوگا اور نہ آخرت میں کوئی بدلہ یا معاوضہ قبول کیا جائے گا، مجھے معلوم ہوا ہے کہ بہت سے لوگ اسلام لانے اور اس پر عمل پیرا ہونے کے بعد اس سے مُرتد ہو گئے ہیں ان کو یہ جسارت اس لیے ہوئی کہ انھوں نے اللہ کے متعلق غلط اندازہ قائم کیا ہے اور اس کے طریقۂ کار سے وہ واقف نہیں اور انھوں نے شیطان کے اغوا کو قبول کیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا۔ (اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو انھوں نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے جو جن تھا اس لیے اس نے اپنے رب کے حکم سے سرتابی کی تو اب کیا تم اُسے اور اُس کی جماعت کو میرے سوا اپنا مالک بناتے ہو حالانکہ وہ تمھارے دشمن ہیں راہِ راست سے ہٹنے والوں کو یہ بہت بُرا معاوضہ ملا) اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ۔ (بے شک شیطان تمھارا دشمن ہے تم بھی اُسے اپنا دشمن ہی سمجھو۔ اس کی جماعت تم کو اس لیے اغوا کرتی ہے کہ تم دوزخ میں جاؤ)

میں نے فلاں شخص کو مہاجرین انصار اور پہلے تابعین کی جمعیت کے ساتھ تمھارے پاس بھیجا ہے اور ان کو حکم دیا ہے کہ تاوقتیکہ وہ اللہ کا پیام تم تک نہ پہنچا دیں نہ کسی سے جنگ کریں اور نہ کسی کو قتل کریں لہٰذا جو اس دعوت کو قبول کر کے اُس کا اقرار کر لے اپنے موجودہ طرزِ عمل سے باز آ جائے اور عملِ صالح کرنے لگے اس کے اقرار اور عمل کو قبول کر کے اس پر بقا اور قیام کے لیے اس شخص کی اعانت کی جائے اور جو اس پیام کو رد کر دے اس کے متعلق میں نے حکم دیا ہے کہ محض اس انکار کی وجہ سے اس سے جنگ کی جائے اور پھر جس پر قابو چلے اس کے ساتھ ذرا بھی رحم نہ کیا جائے اُن کو جلا دیا جائے

اور بُری طرح قتل کر دیا جائے اُن کے اہل وعیال کو لونڈی غلام بنا لیا جائے اسلام کے سوا کسی بات کو ان سے قبول نہ کیا جائے جو اسلام کی اتباع کرے وہ اس کے لیے بہتر ہے جو اس سے انکار کرے اسے سمجھ لینا چاہیے کہ وہ اللہ سے بھاگ کر کہیں جا نہیں سکتا میں نے اپنے پیامبر کو ہدایت کی ہے کہ وہ اس خط کو ہر مجمع میں پڑھ کر سُنا دیں اور ہمارا اشعار اذان ہے لہٰذا جب مسلمان اذان دیں مُرتدین بھی اذان دیں خاموشی اختیار کی جائے اور اگر وہ اذان نہ دیں فوراً ان کی خبر لی جائے اور اذان دینے کے بعد بھی اُن سے دریافت کیا جائے کہ وہ کس مسلک پر ہیں اگر وہ اسلام سے انکار کریں فوراً اُن سے جنگ شروع کر دی جائے اور اگر وہ اسلام کا اقرار کر لیں اُن کے بیان کو قبول کر کے اُن پر اسلام کی خدمت عائد کی جائے۔"

فوجوں سے پہلے پیامبر ابوبکرؓ کے اس خط کو لے کر اپنی اپنی سمت روانہ ہوئے ان کے بعد اُمرائے عساکر ابوبکرؓ کے حسب ذیل فرمان کے ساتھ اپنی اپنی سمتوں کو چلے۔

"یہ فرمان ابوبکر خلیفۂ رسول اللہ کی طرف سے فلاں شخص کے لیے لکھا گیا ہے جب انھوں نے اُسے مسلمانوں کی فوج کے ساتھ مرتدین سے لڑنے کے لیے روانہ کیا، ہم نے ان امرا کو اس شرط پر یہ منصب دیا ہے کہ وہ دل میں اور علانیہ جہاں تک ہو سکے گا اللہ کے معاملے میں اللہ سے ڈرتے رہیں گے اور مرتدین کے مقابلے میں خلوص نیت کے ساتھ پوری سعی کریں گے اور اُن سے اللہ کے لیے لڑیں گے ہاں مگر اس سے پہلے وہ ان کو اپنی اصلاح کا موقع دیں گے اور اسلام کی دعوت دیں گے تاکہ اگر وہ اُسے قبول کر لیں ان سے کوئی تعارض نہ کیا جائے اور اگر انکار کریں تو فوراً اُن پر یورش کر دی جائے یہاں تک کہ وہ پھر اسلام لے آئیں تب ان کو ان کے حقوق اور فرائض بتائے جائیں جو اُن پر واجب الادا ہو وہ وصول کیا جائے اور جس کے وہ مستحق ہوں وہ ان کو دیا جائے، اس معاملے میں ان کو ہرگز مہلت نہ دی جائے اور جب تک یہ اغراض حاصل نہ ہو جائیں مسلمانوں کو جہاد سے واپس نہ لایا جائے جو شخص اللہ عزوجل کی بات کو تسلیم کر کے اس کا اقرار کر لے اس کے ایمان کو قبول کر کے نیک کے ساتھ دین پر قیام کے لیے اس کی مدد کی جائے ان لوگوں سے بھی جہاد کیا جائے جو ایک طرف اللہ کے پیام کا اقرار کرتے ہیں اور پھر اللہ کے حکم سے انکار کرتے ہیں البتہ اگر وہ ہماری دعوت کو قبول کر لیں تو اُن سے کوئی تعارض نہ کیا جائے ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ آخرت میں اُن سے حساب لے لے گا

اگر انھوں نے نفاق سے کام لیا ہوگا البتہ جو علانیہ طور پر اللہ کی دعوت کو رد کر دے اُسے جہاں اور جس طرح ہو سکے ذلت سے قتل کر دیا جائے اور اسلام لانے کے سوا کوئی دوسری شرط اس کی قبول نہ کی جائے جو اسلام کا اقرار کرے اُسے مسلمان سمجھا جائے اور اسی طرح سلوک کیا جائے اور جو اسلام لانے سے انکار کرے اُس سے جنگ کی جائے اگر اللہ فتح دے تو مرتدین کو تلوار اور آگ سے بُری طرح ہلاک کر دیا جائے اور جو مال غنیمت دستیاب ہو اس میں سے پانچواں حصہ علٰحدہ کر کے باقی کو شرکائے جہاد میں تقسیم کر دیا جائے اور پانچواں حصہ ہمیں بھیجدیا جائے امیر کو لازم ہے کہ وہ اپنے ہمراہیوں کو جلد بازی اور فساد سے روکے اور ان میں کسی غیر آدمی کو تاوقتیکہ اس کی صلاحیت کا پورا علم نہ ہو جائے شامل نہ ہونے دے کیونکہ مبادا وہ دشمن کا جاسوس ہو اور اس طرح بے خبری میں مسلمانوں پر کوئی حملہ ہو جائے، سفر اور قیام میں مسلمانوں کے ساتھ نرمی اور میانہ روی اختیار کرے ان کی خبر گیری کرتا رہے اور ایسا نہ ہو کہ ایک جماعت کو دوسری سے پہلے دشمن کے مقابلے پر لڑا دے اور مسلمانوں کے ساتھ برتاؤ اور گفتار میں ہمیشہ خوش خلقی اور ملائم لہجہ اختیار کرے"۔

طلیحہ و غطفان کے بقیہ واقعات

قاسم بن محمد۔ بدر بن الخلیل اور ہشام بن عروہ سے مذکور ہے کہ جب عبس، ذبیان اور اُن کے توابع بزاخہ میں جمع ہو گئے طلیحہ نے بنی جدیلہ اور غوث کو کہلا کر بھیجا کہ تم فوراً میرے پاس آجاؤ، ان قبائل کے کچھ لوگ تو فوراً ہی اس کے پاس پہنچ گئے اور دوسرے اپنی قوم والوں کو انھوں نے ہدایت کی کہ وہ بھی آن سے آملیں اور وہ بھی طلیحہ کے پاس آگئے۔

قبل اس کے کہ ابوبکرؓ خالد بن الولید کو ذی القصہ سے روانہ کریں انھوں نے عدی سے کہا کہ تم فوراً اپنی قوم کے پاس جاؤ ایسا نہ ہو کہ اس ہنگامے میں وہ برباد ہو جائیں عدی اپنی قوم کے پاس آئے اور ذروہ اور غارب میں انھوں نے اُن کو روک لیا، ان کے بعد ہی خالد روانہ ہوئے ابوبکر نے اُن کو حکم دیا تھا کہ پہلے وہ اکناف بر طے سے شروع کریں اور پھر بزاخہ کا رُخ کریں اور وہاں سے آخر میں بُطاح جائیں اور جب وہ دشمن سے فارغ ہو جائیں تو تاوقتیکہ اُن کو

جدید احکام موصول نہ ہوں وہ اور قصد نہ کریں۔ ابوبکرؓ نے یہ بھی ظاہر کیا کہ وہ خیبر جاتے ہیں اور پھر وہاں سے مڑکر وہ خالد سے سلمیٰ کے اکناف پر آملیں گے، خالد روانہ ہوئے بزاخہ سے انھوں نے کنائی کاٹ کر اجا کا رُخ کیا اور یہ ظاہر کیا کہ اب تو وہ خیبر جا رہے ہیں پھر وہاں سے اُن کے مقابلے پر پلٹیں گے اس خیال سے طے اپنی جگہ بیٹھے رہے طلیحہ کے پاس نہیں گئے، عدی بھی طے کے پاس آئے اور اُن کو اسلام کی دعوت دی۔ انھوں نے کہا کہ ہم ابوالفصیل کی ہرگز کبھی بیعت نہیں کریں گے، عدی نے کہا کہ تمھارے مقابلے پر ایسی فوج آرہی ہے کہ تمھارے گھر بار کو لوٹ کر برباد کردے گی اور اس وقت تم ابوبکرؓ کو ابوالفحل الاکبر کی کنیت سے یاد کروگے، میری بات نہیں مانتے تو تم جانو اس شخص سے نبٹ لو، طے نے کہا اچھا تم اس حملہ آور فوج سے جاکر ملو اور اُسے ہم پر یورش کرنے سے روکو تاکہ اس اثنا میں ہم اپنے اُن ہم قوم لوگوں کو جو بزاخہ میں ہیں بلالیں اور یہ بات اس لیے ضروری ہے کہ ہمیں اندیشہ ہے کہ اگر اب جبکہ ہمارے لوگ اُن کے ہاتھ میں ہیں ہم طلیحہ کی مخالفت کا اعلان کردیں تو وہ یا تو ان سب کو قتل کردے گا اور یا اُن کو یرغمال کی حیثیت سے قید رکھے گا۔

۱۸۸۷ عدی خالد کے پاس آئے جو اب سنح آچکے تھے، عدی نے خالد سے کہا کہ مہربانی فرماکر آپ مجھے تین دن کی مہلت دیں اور میری قوم کے خلاف کوئی کارروائی شروع نہ کریں پانسو جنگجو تمھارے ساتھ ہوجائیں گے جن کے ساتھ تم دشمن کا مقابلہ کرنا اور یہ بات اس سے بہتر ہے کہ تم ابھی اُن کو واصل جہنم کردو اور اس کے لیے اُن سے مصروف پیکار ہوجاؤ، خالد نے اُن کی تجویز مان لی عدی اپنی قوم کے پاس آئے اس سے پہلے وہ بزاخہ سے اپنی قوم والوں کو واپس بلانے کے لیے اپنے آدمی بھیج چکے تھے چنانچہ اب وہ دکھانے کے لیے بطور کمک اپنی قوم کے پاس آگئے۔ اگر یہ ترکیب نہ کی جاتی تو اُن کی واپسی نہ ہوسکتی اور مرتدین ان کو واپس نہ جانے دیتے اُن کو مسلمان بناکر عدی نے خالد سے آکر اُن کے اسلام لے آنے کی اطلاع دی اب خالد نے یہاں سے جدیلہ کے مقابلے کے خیال سے اَلنسر کی طرف کوچ کیا، عدی نے اُن سے کہا کہ طے کی مثال ایک پرند کی ہے جدیلہ طے کے دو بازوؤں میں سے بمنزلہ ایک بازو کے ہیں آپ مجھے چند روز کی مہلت دیں شاید اللہ ان کو بھی راہ راست پر لے آئے جس طرح اس نے غوث کو

گمراہی سے نکال لیا خالد نے ان کی بات مانی عدی جدیلہ کے پاس آئے اور جب تک انھوں نے عدی کی بیعت نہیں کی عدی نے اُن کا پیچھا نہ چھوڑا، ان کے اسلام لے آنے کی بشارت عدی نے خالد کو آکر دی اور اس قبیلے کے ایک ہزار شتر سوار جان دینے کے لیے مسلمانوں کے پاس آگئے۔ اس طرح عدی سے زیادہ بابرکت اور موجب سعادت شخص بنی طے میں کوئی دوسرا پیدا نہیں ہوا۔

اس سلسلے میں ہشام بن الکلبی کہتے ہیں کہ جب اُسامہ اور ان کی تمام فوج مدینے واپس آگئی ابوبکرؓ نے مرتدین کے خلاف بیش از پیش سعی شروع کی وہ سب کے ساتھ مدینے سے چلکر ذی القصّہ جو نجد کی سمت مدینے سے ایک منزل ڈاک کی مسافت پر ہے، آئے، یہاں انھوں نے اپنی فوجوں کو مرتب کیا اور پھر خالد بن الولید کو سب کا سپہ سالار مقرر کر کے روانہ کیا ثابت بن قیس کو انصار کا امیر مقرر کر کے خالد کے ماتحت کیا اور خالد کو حکم دیا کہ وہ طلیحہ اور عُیینہ بن حصن کے مقابلے پر جائیں جو بنی اسد کے ایک چشمۂ آب بزاخہ پر فروکش تھے اس موقع پر ابوبکرؓ نے یہ چال بھی چلی کہ ظاہر کیا کہ خود میں بھی اپنی تمام فوج کے ساتھ بہت جلد خیبر ہوتا ہوا تم سے آملوں گا حالانکہ تقریباً تمام فوج وہ خالد کے ہمراہ کر چکے تھے مگر اس بات کو انھوں نے اس لیے ظاہر کیا تاکہ دشمن کو یہ خبر پہنچے اور وہ مرعوب رہے۔ اس انتظام کے بعد ابوبکر مدینے چلے آئے، خالد اپنی راہ چلدیے جب دشمن قریب رہگیا انھوں نے عُکاشہ بن محصن اور بنی العجلان کے ثابت بن اقرم انصار کے حلیف کو دشمن کی خبر گیری کے لیے روانہ کیا، جب یہ دشمن کے قریب پہنچے طلیحہ اور اس کا بھائی سلمہ دیکھنے کے لیے اور دریافت حال کے لیے برآمد ہوئے، سلمہ نے تو آتے ہی ثابت کو شہید کر ڈالا اور طلیحہ نے جب دیکھا کہ اس کا بھائی اپنے مقابل سے فارغ ہو چکا ہے اُس نے اسے اپنے مقابل کے مقابلے میں مدد کے لیے پکارا کہ آؤ میری مدد کرو ورنہ یہ شخص مجھے کھا جائے گا چنانچہ اب ان دونوں نے عُکاشہ کو شہید کر ڈالا اور اپنی فرودگاہ کو پلٹ گئے اب خالد اپنی فوج کے ساتھ اُس مقام پر آئے جہاں ثابت مقتول پڑے تھے کسی کو اُن کو خبر نہ تھی کہ اچانک کسی اونٹ کا پاؤں اُن کے جسم پر پڑ گیا اُن کو مقتول دیکھ کر مسلمان مرعوب ہو گئے اب پھر جو غور سے دیکھا کہ عُکاشہ بن محصن بھی مقتول پڑے ہوئے ملے اس سے وہ اور بھی مرعوب ہوئے اور کہنے لگے کہ مسلمانوں کے دو بڑے سردار

اور بہسادر امیر مارے گئے اس رنگ کو دیکھکر اُس وقت خالد طے کے پاس پلٹ آئے،
ہشام کہتے ہیں کہ خود عدی بن حاتم سے مروی ہے کہ میں نے خالد بن الولید سے کہلا کر بھیجا کہ تم میرے پاس آکر چند روز قیام کر و میں طے کے تمام قبائل کے پاس آدمی بھیجتا ہوں اور جسقدر مسلمان اس وقت تمہارے ساتھ ہیں اُن سے کہیں زیادہ فوج تمہارے پاس جمع کئے دیتا ہوں اور پھر میں خود تمہارے دشمن کے مقابلے میں تمہارے ساتھ چلوں گا۔

ایک انصاری سے مروی ہے کہ ثابت اور عکاشہ کے شہید ہونے کے بعد جب خالد نے دیکھا کہ اُن کی فوج والوں پر اس واقعے کا بہت بُرا اثر پڑا ہے انھوں نے کہا اگر تم چاہو تو میں تم کو عرب کے ایک ایسے بڑے قبیلے کے پاس لیے چلتا ہوں جن کی تعداد اور شوکت بہت زیادہ ہے اور جن کا ایک شخص بھی مُرتد نہیں ہوا ہے مسلمانوں نے خالد سے پوچھا اس سے آپ کی مُراد کونسا قبیلہ ہے اگر ایسا ہے تو اس سے بہتر اور کیا بات ہوسکتی ہے، خالد نے کہا طے، مسلمانوں نے کہا بے شک آپ صحیح فرماتے ہیں اور آپ کی رائے مناسب ہے چنانچہ خالد سب مسلمانوں کو لیکر طے میں فروکش ہو گئے۔

مروی ہے کہ خالد سلمٰی کے قصبۂ اُرک میں فروکش ہوے تھے مگر دوسری روایت یہ ہے کہ وہ آجائیں فروکش ہوئے یہاں سے اُنھوں نے طلیحہ کے مقابلے کے لیے اپنی فوج کو مرتب کیا اور بُزاخہ پر دونوں کا مقابلہ ہوا۔ اس اثنا میں تمام بنی عامر اپنے اُمرا اور عوام کے ساتھ اس جھگڑے سے علٰحدہ مگر قریب ہی اس انتظار میں بیٹھے تھے کہ دیکھیں کس کو شکست ہوتی ہے تب کسی فریق کی شرکت کا فیصلہ کریں۔

سعد بن مجاہد نے اپنی قوم کے شیوخ سے یہ بات سنی کہ ہم نے خالد سے کہا ہم قیس سے نبٹ لیتے ہیں بنی اسد ہمارے حلیف ہیں اُن کے مقابلے سے ہم کو معاف کر دیا جائے۔ خالد نے کہا کہ قیس بھی کچھ طاقتور نہیں ہیں لہذا دونوں قبیلوں میں سے جس کے مقابلے پر جانا چاہو بڑھو، اس پر عدی نے کہا کہ اگر اسلام کو میری قوم میں سے میرے قریب ترسے قریب تر خاندان نے چھوڑا ہوتا تو میں اُن سے جہاد کرتا، محض اس وجہ سے کہ بنی اسد ہمارے حلیف ہیں ہم اُن سے نہ لڑائیں میں اس کے لیے تیار نہیں ہوں خالد نے کہا دونوں فریقوں سے جہاد کرنا جہاد فی سبیل اللہ ہے لہذا اس معاملے میں تم اپنے ساتھیوں کی مخالفت

نہ کرو کسی ایک کے مقابلے پر جاؤ بہتر یہ ہے کہ اس فریق کے مقابلے پر جاؤ جس سے لڑنے کے لیے وہ زیادہ بے تاب ہیں'

عبدالسّلام بن سوید سے مروی ہے کہ خالد کے آنے سے پہلے بنی اسد اور بنی فزارہ کے رسالے طلیحہ کے مقابلے میں آتے اور محض مواجہے ہونے کے بعد بغیر لڑے واپس جاتے اور کہتے کہ ہم ہرگز کبھی ابوالفصیل (ابوبکرؓ) کی بیعت نہیں کریں گے اس کے جواب میں طلیحہ کے سوار کہتے کہ ہم اعلان کرتے ہیں کہ ابوبکرؓ تمھاری اس طرح خبر لیں گے کہ پھر تم اُن کو ابوالفحل الاکبر کہو گے'

اب لڑائی شروع ہوئی، عُیینہ نے بنی فزارہ کے سات سو افراد کے ساتھ طلیحہ کی جماعت میں خوب ہی داد مردانگی دی اس وقت طلیحہ اپنے اونی خیمے کے صحن میں چادر اوڑھے نبی بنا ہوا بیٹھا تھا اور باہر میدان میں نہایت خونریز جنگ ہو رہی تھی، جب عُیینہ کو لڑائی میں تکلیف اُٹھانا پڑی اور اس کا شدید نقصان ہوا وہ میدان کارزار سے پلٹ کر طلیحہ کے پاس آیا اور اس نے پوچھا کیا جبرئیل تمھارے پاس آئے، اس نے کہا اب تک نہیں آئے عیینہ معرکے میں آکر پھر لڑائی میں مصروف ہو گیا اور جب اس کو دوبارہ جنگ کی شدت نے پریشان کر دیا وہ پھر طلیحہ کے پاس آیا اور پوچھا کہو اب بھی جبرئیل نہیں آئے اُس نے کہا نہیں عُیینہ نے کہا اب کب آئیں گے ہمارا تو کام تمام ہوا۔ مگر وہ پھر میدان جنگ میں پلٹ کر لڑنے لگا اور اب جب پھر اسے ناکامی ہوئی وہ طلیحہ کے پاس آیا اور پوچھا اب بھی جبرئیل آئے اس نے کہا ہاں عُیینہ نے پوچھا انھوں نے کیا بات بتائی طلیحہ نے کہا انھوں نے مجھ سے کہا ہے کہ یہ لڑائی تمھارے لیے اسی طرح چکی کا پاٹ ثابت ہو گی جیسے عُیینہ کے لیے اور یہ ایک ایسا واقعہ ہو گا جو کبھی فراموش نہیں کیا جا سکے گا، عُیینہ نے اپنے دل میں کہا واقعی معلوم ہوتا ہے کہ یہ جنگ ایک ناقابل فراموشی سانحہ ثابت ہو گی اے بنی فزارہ ایسا ہی معلوم ہوتا ہے اب یہاں سے بھاگو، بخدا طلیحہ کذاب ہے تمام بنی فزارہ اپنے امیر کے حکم پر لڑائی سے کنارہ کش ہو گئے اُن کے جاتے ہی رنگ بدل گیا تمام مرتدین بھاگے طلیحہ کے پاس آئے اور پوچھنے لگے کیا حکم ہے اس سے پہلے ہی اس نے اپنے اور اپنی بیوی نوار کے لیے دو گھوڑے سفر کے لیے ساز و سامان سے درست تیار رکھے تھے جب اس کی مفرور فوج نے اسے آکر گھیرا اور پوچھا کہ اب کیا حکم ہوتا ہے وہ لپک کر اپنے

گھوڑے پر سوار ہوا دوسرے پر اُس نے اپنی بیوی کو سوار کیا اور اسے لیکر بھاگا اپنے ساتھیوں سے بھی اُس نے کہا کہ جو میری طرح بھاگ کر جان بچا سکتا ہو وہ بھاگ جائے طلیحہ نے حوشیہ کی راہ اختیار کی اور وہاں سے شام چلا گیا اُس کی جماعت بالکل پراگندہ ہو گئی بہت سے مارے گئے بنی عامر اپنے خاص و عام افراد کے ساتھ یہاں سے قریب بیٹھے ہوئے جنگ کے نتیجے کا انتظار کر رہے تھے اور ان قبائل سلیم اور ہوازن کا بھی یہی حال تھا کہ اللہ نے بنی فزارہ اور طلیحہ کو بری طرح شکست دی اور برباد کر دیا تو یہ دوسرے قبائل خود آئے اور کہنے لگے کہ جس دین کو ہم نے چھوڑا تھا ہم پھر اس میں داخل ہوتے ہیں ہم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں اور اپنے مال اور جان کے متعلق اللہ اور اس کے رسول کے فیصلے کو تسلیم کرتے ہیں"

ابو جعفر کہتے ہیں کہ عُیینہ، غطفان اور بنی سطے میں سے جو لوگ مُرتد ہوئے ان کے ارتداد کا واقعہ عمارہ بن فلان الاسدی کی روایت سے جو ہم تک منقول ہوا ہے یہ ہے کہ طلیحہ نے رسول اللہ کی زندگی ہی میں مرتد ہو کر نبوت کا دعویٰ کیا تھا آپ نے ضرار بن الازور کو اس فتنے کے استیصال کے لیے ہدایات کے ساتھ اپنے بنی اسد کے عاملوں کے پاس روانہ فرمایا تھا اور اُن کو حکم دیا تھا کہ وہ ہر مرتد کے مقابلے پر باقاعدہ کارروائی کریں اس میں مسامحت نہ کریں انھوں نے طلیحہ کو پریشان اور خوف زدہ کر دیا، مسلمان واردات میں فروکش ہوئے اور مشرک سمیرا میں فروکش ہوئے، مسلمانوں کی جمیعت میں روز بروز اضافہ ہوتا رہا، برخلاف اس کے مشرک گھٹنے لگے یہاں تک کہ ضرار نے خود طلیحہ پر پیشقدمی کی اور قریب تھا کہ وہ طلیحہ کو زندہ گرفتار کر لیتے مگر ایک وار کی وجہ سے جو انھوں نے کسی تیز آلے سے اُس پر کیا اور اس کا کوئی اثر اس پر نہ ہوا اس میں کامیابی نہ ہو سکی - یہ بات تمام مسلمانوں میں مشہور ہو گئی کہ کسی ہتیار کا طلیحہ پر اثر نہیں ہوتا - اسی اثناء میں مسلمانوں کو رسول اللہ صلعم کی وفات کی اطلاع ملی، اس وار کے متعلق جو ضرار نے طلیحہ پر کیا تھا بعض لوگوں نے کہا کہ اس پر کسی ہتیار کا اثر نہیں ہوتا اس بات کا یہ نتیجہ ہوا کہ اسی دن کی شام نہ ہونے پائی تھی کہ بہت سے لوگ مسلمانوں کا ساتھ چھوڑ کر طلیحہ سے جا ملے - اس کی بات خوب بن آئی اور دُور دُور اس کی شہرت پھیل گئی - ذو الخمار بن عوف الجذامی ہمارے سامنے آکر فروکش ہوا ثمامہ بن اَوس بن لام الطائی نے اس سے کہلا کر بھیجا کہ میرے ساتھ جدیلہ کے پانسو جوانمرد ہیں اگر تم کو کوئی ضرورت پیش آجائے تو ہم ریگستان کے قریب قردودہ اور انسر میں مقیم ہیں تم ہم کو

بلالیںنا، اسی طرح مہلل بن زید نے اس سے کہلا کر بھیجا کہ میرے ساتھ غوث کی ایک زبردست جماعت موجود ہے اگر تم کو کوئی تکلیف پیش آئے تو ہم فیذ کے قریب اکناف میں فروکش ہیں تم ہم کو بلالیناطئے ذی الخمار بن عوف کی طرف اس لیے جھک پڑے کہ عہد جاہلیت میں اسد، غطفان اور طئے کے درمیان ایک معاہدۂ دوستی تھا رسول اللہ کی بعثت سے کچھ قبل غطفان اور اسد نے طئے کے خلاف ایک سمجھوتہ کر کے اُن کے قبائل غوث اور جدیلہ کو ان کے دیس سے نکال باہر کیا، یہ بات عوف کو ناگوار گذری اس نے غطفان سے اپنے تعلقات منقطع کر لیے کہ غوث اور جدیلہ جلا وطن ہو گئے مگر عوف نے اُن دونوں سے نامہ و پیام کر کے اُن سے دوبارہ معاہدہ کر لیا اور اب وہ ان کی مدد کے لیے کھڑا ہو گیا اس کی مدد سے یہ قبیلے پھر اپنے گھروں کو واپس آ کر بس گئے مگر یہ بات غطفان کو بہت شاق ہوئی، رسول اللہ کی وفات کے بعد عُیینہ بن حصن نے غطفان کے سامنے تقریر کی اور اُن سے کہا کہ جب سے ہمارے اور بنی اسد کے تعلقات منقطع ہوئے ہیں میں نے غطفان کی حدود نہیں دیکھیں میں تو اب پھر اُن سے اس معاہدے کی تجدید کرنا چاہتا ہوں جو نہایت قدیم زمانے سے ہمارے اور اُن کے درمیان قائم تھا اور طلیحہ کا ساتھ دینا چاہتا ہوں اگر ہم اپنے حلیفوں میں سے کسی نبی کی اتباع کر لیں تو یہ بات اس سے بہتر ہے کہ ہم قریش کے نبی کی اتباع کریں اس کے علاوہ محمدؐ کا انتقال ہو چکا ہے اور طلیحہ زندہ ہے،

غطفان نے اس کی رائے سے اتفاق کیا اس نے طلیحہ کی اتباع کر لی ان سب نے بھی اس کی اتباع کی، جب تمام غطفان طلیحہ کے ساتھ ہو گیا، ضرار، قضاعی، سنان اور دوسرے وہ لوگ جو بنی اسد میں فتنۂ ارتداد کے ابتداء میں رسول اللہؐ کے حکم سے کام کر رہے تھے وہاں سے بھاگے جتنے ان کے ساتھی تھے وہ منتشر ہو گئے، پھر انھوں نے ابو بکرؓ سے آ کر سارا واقعہ سنایا اور ان کو باخبر رہنے اور حفاظت کے لیے تدابیر اختیار کرنے کا مشورہ دیا، اس سلسلے میں ضرار بن الازور سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم کے علاوہ شاید ہی کسی شخص کو جنگ کی ایسی پریشان کن حالت سے مقابلہ کرنا پڑا ہو جیسا کہ ابو بکرؓ کو ہوا مگر اس کے باوجود ان کے استقلال میں ذرا کمی نہ تھی چنانچہ جب ہم نے اُن کو تمام واقعات سنائے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا یہ سب واقعات ان کے موافق پیش آئے ہیں بنی اسد، غطفان۔ ہوازن اور طئے کے وفد ابو بکر کے پاس آئے، قضاعہ کے

وفد سے اُسامہ بن زید کی ملاقات ہوگئی اُسامہ اُن کو بھی ابو بکرؓ کے پاس لے آئے یہ سب وفد مدینے میں جمع ہوئے رسول اللہؐ کی وفات کے دسویں دن یہ تمام وفد مدینے آئے اور مسلمانوں کے عمائد کے یہاں مہمان ہوئے انھوں نے یہ شرط کی کہ ہم نماز پڑھنے کے لیے تیار ہیں بشرطیکہ زکوٰۃ معاف کر دی جائے، جن لوگوں کے پاس یہ وفد فروکش تھے وہ سب اُن کی اِس شرط کو ماننے پر آمادہ ہو گئے تھے اور قریب تھا کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں، عباسؓ کے سوا مسلمان عمائد میں کوئی اور ایسا نہ تھا جس کے یہاں کوئی وفد مقیم نہ ہوتا ہو، اپنی اپنی جگہ اس بات کو طے کر کے یہ سب ابو بکرؓ کے پاس آئے اور اس سمجھوتے کی اطلاع دی مگر ابو بکرؓ نے ان کی شرط کو نہ مانا اُسے مسترد کر دیا اور کہا کہ میں وہی زکوٰۃ برابر وصول کروں گا جو رسول اللہؐ وصول کرتے تھے، اسے اُن لوگوں نے نہ مانا ابو بکرؓ نے ان کو بے نیل مرام واپس کر دیا اور ایکدن اور رات کی ان کو مہلت دی وہ بہت تیزی سے اپنے قبائل کو روانہ ہو گئے،

عمرو بن شعیب سے مروی ہے کہ حجۃ الوداع سے واپسی میں رسول اللہؐ نے عمرو بن العاص کو جیفر کے پاس بھیجا تھا، رسول اللہؐ کی وفات ہوگئی، عمرو اس وقت عمان میں تھے یہ مدینے آرہے تھے جب بحرین آئے انھوں نے منذر بن ساوی کو زندگی کے آخر وقت میں پایا، منذر نے عمرو سے کہا مجھے اپنے ال کے متعلق مشورہ دو کہ میں اسے کس کام میں خرچ کروں جس سے مجھے نفع ہو ضرر نہ ہو عمرو نے کہا اسے وقف کر دو تاکہ تمھارے بعد یہ صدقۂ جاریہ رہے منذر نے اُن کے مشورے پر عمل کیا، عمرو وہاں سے روانہ ہو کر بنی تمیم میں آئے یہاں سے چلکر بنی عامر کے علاقے میں آئے اور قرۃ بن ہبیرہ کے پاس فروکش ہوئے، قرّہ کی یہ حالت تھی کہ وہ مذبذب تھا کہ کس کا ساتھ دے، خاص خاص اشخاص کے علاوہ تمام بنی عامر اسی شش و پنج میں تھے، یہاں سے چلکر عمرو مدینے آئے قریش نے اُن کو گھیر لیا اور واقعات دریافت کیے انھوں نے بیان کیا کہ دبا سے لیکر مدینے تک فوجیں چھاؤنی ڈالے پڑی ہیں، یہ سنکر قریش متفرق ہو گئے، اور مشورے کے لیے مختلف حلقوں میں تقسیم ہو گئے۔ عمر بن الخطاب عمرو بن العاص سے ملنے آرہے تھے کہ اُن کو کچھ لوگ نظر پڑے جو عمرو بن العاص کے بیان کردہ واقعات پر تبادلۂ خیال کر رہے تھے اس حلقے میں عثمانؓ علیؓ طلحہؓ، زبیرؓ، عبدالرحمان اور سعد تھے جب اُن کے قریب آئے

وہ خاموش ہو گئے، عمرؓ نے پوچھا کیا گفتگو تھی انھوں نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا
عمرؓ نے کہا جو بات تم لوگوں نے مجھ سے چھپانا چاہی وہ مجھے معلوم ہے، طلحہ بگڑے
اور کہنے لگے اے ابن الخطاب اب تم ہم کو غیب کی باتیں بتاتے ہو، عمرؓ نے کہا کہ غیب کا
کا علم تو صرف اللہ کو ہے مگر میرا خیال ہے کہ آپ حضرات یہی کہتے ہوں گے کہ ہمیں
عربوں سے قریش کے لیے سخت اندیشہ ہے اب عمرؓ نے قسم دیکر ان سب سے پوچھا
کیا یہ بات نہ تھی انھوں نے اس کا اقرار کیا اور کہا کہ آپ سچ کہتے ہیں عمرؓ نے کہا
آپ لوگوں کو اس حالت سے قطعی خوف زدہ ہونے کی ضرورت نہیں بلکہ مجھے تو عربوں
کے لیے آپ کی جانب سے اس سے زیادہ اندیشہ ہے جتنا کہ آپ کو ان کی جانب سے
ہے۔ بخدا اگر قریش کے قبائل کسی تنگ و تاریک غار میں جائیں تو تمام عرب اُن کی
متابعت میں وہاں چلے جائیں گے، اللہ سے اُن کے معاملے میں ڈرو اور اس قدر سوئے ظن
ان سے نہ رکھو۔ یہ کہہ کر عمرؓ، عمرو بن العاص سے ملنے چلے گئے اور اُن سے مل کر ابوبکرؓ
کے پاس چلے آئے۔

عروہ اپنے باپ کی روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ کی وفات کے بعد
جب عمرو بن العاص عمان سے مدینے آنے لگے وہ قرۃ بن ہبیرہ بن سلمہ بن قشیر کے پاس مہمان
ٹھہرے بنی عامر کے تمام خاندانوں کا ایک زبردست لشکر اس کے گرد فروکش تھا قرۃ نے
عمرو کے لیے جانور ذبح کیے اور اُن کی خوب خاطر مدارات کی جب وہ سفر کے لیے تیار ہوئے
قرۃ نے ان سے خلوت میں گفتگو کی اور کہا کہ عرب اس بات کو کبھی بھی گوارا نہیں کریں گے
کہ وہ اپنی آمدنی میں سے تم کو لگان دیں البتہ اگر تم مطالبۂ رقم سے ان کو معاف کر دو
تو وہ تمھاری بات سنیں گے اور اُسے مانیں گے اگر تم اس کے لیے آمادہ نہیں ہو تو میں نہیں سمجھتا
کہ وہ تمھاری اتباع اور حمایت کریں عمرو نے اس سے کہا قرۃ کیا تم کافر ہو چکے ہو چونکہ تمام
بنی عامر اس کے گرد موجود تھے اس نے یہ مناسب نہ سمجھا کہ ان کی متابعت کی وجہ سے اپنے
دلی منشا کو ظاہر کر دے کیونکہ وہ سب کے سب اس کی اتباع میں کافر ہو جائیں گے اور
اس طرح وہ بہت بڑے شر کا باعث بن جائے گا۔ اس لیے بات کو ٹالنے کے لیے
اُس نے کہا اور یہ بتانے کے لیے کہ وہ اسلام پر قائم ہے اُس نے کہا اچھا ہم آپ کا
مطالبۂ لگان دیدیں گے، اس کے لیے ایک وقت مقرر کیا جائے جب ہم سب جمع ہو کر اس کا

تصفیہ کریں' عمرو نے کہا تم عربوں سے ہم کو ڈراتے ہو اور اسی لیے تم مجلس منعقد کرنا چاہتے ہو اس خیال کو اپنے دل سے نکال دو بخدا اس موقع پر ہم ایک زبردست رسالے سے تم پر یورش کریں گے' یہ کہہ کر عمرو بن العاص مسلمانوں اور ابوبکرؓ کے پاس چلے آئے اور اُن سے تمام واقعات بیان کیے۔

خالد نے بنی عامر کے معاملے کا تصفیہ کر کے جب اُن سے بیعت لے لی انھوں نے عیینہ بن حصن اور قرہ بن ہبیرہ کو قید کر کے ابوبکرؓ کے پاس بھیجدیا' یہ ابوبکرؓ کے سامنے آئے قرہ نے کہا اے خلیفۂ رسول اللہ میں مسلمان ہوں عمرو بن العاص میرے اسلام کے شاہد ہیں وہ جب میرے پاس اثنائے سفر میں آئے میں نے اُن کو اپنا مہمان بنایا ان کی تعظیم و تکریم کی اور ان کی حفاظت کی۔ ابوبکرؓ نے عمرو بن العاص کو بُلا کر اس کی تصدیق چاہی عمرو نے تمام واقعہ بیان کیا اور جو کچھ قرہ نے کہا تھا وہ کہا بیان کرتے کرتے جب وہ زکوۃ کے متعلق اس کی گفتگو کو بیان کرنے لگے قرہ نے کہا اب بس کیجئے آگے بیان نہ کیجئے آپ پر اللہ کی رحمت ہو' عمرو نے کہا یہ نہیں ہو سکتا میں پوری بات ابوبکرؓ سے بیان کروں گا چنانچہ انھوں نے تمام گفتگو بیان کردی ابوبکرؓ نے اسے معاف کر کے اس کی جان بخشی کر دی۔

عیینہ بن حصن اس حالت میں کہ اس کے دونوں ہاتھ رسی سے اس کی گردن پر بندھے تھے مدینے آیا' مدینے کے لڑکے کھجور کی شاخوں سے اُسے کونچتے تھے اور کہتے تھے اے اللہ کے دشمن ایمان لانے کے بعد تو کافر ہو گیا اس نے جواب دیا کہ میں آج تک اللہ پر ایمان ہی نہیں لایا تھا۔ ابوبکرؓ نے اُسے بھی معاف کر کے اس کی جان بخشی کر دی۔

مسلمانوں نے بنی اسد کے ایک شخص کو گرفتار کر کے عمر بن خالد کے سامنے پیش کیا' یہ طلیحہ کے حالات اور نبوت کے واقعات سے باخبر تھا خالد نے اس سے کہا کہ اس کی اور اس کی وحی کی کیفیت بیان کرو چنانچہ اس نے یہ الہام سنایا۔ والحمام والیمام ۔ والصرد الصوام' قد ضمن قبلکم ھوام ۔لیبلغن ملکنا العراق والشام۔

ابو یعقوب سعید بن عبید سے مروی ہے کہ جب اہل الغمر براخہ میں جمع ہوئے طلیحہ نے سب کے روبرو کھڑے ہو کر تقریر کی اور کہا کہ میں حکم دیتا ہوں کہ تم ایک چکی تیار کرو جس میں پیا رسیاں بندھی ہوں اللہ اس سے جسے چاہے گا مارے گا اور جسے چاہے اس پر لاڈالے گا' اس کے بعد اس نے اپنی فوجوں کو مرتب کیا اور کہا کہ بنی نصر بن تعین کے دو شتہ سوار دو سیاہ گھوڑوں پر روانہ کرو وہ ایک جاسوس کو پکڑ کر تمھارے پاس لائیں گے' اس کے پیروؤں نے بنی قعین کے دو شتہ سوار اس کام کے لیے بھیجدیے اور پھر خود وہ اور سلمہ دیکھ بھال کے لیے برآمد ہوئے'

ایک انصاری سے جو بزاخہ کے واقعے میں شریک تھے مروی ہے کہ اس واقعے میں خالدؓ کو کسی ایک شخص کے بیوی بچے بھی ہدست نہ ہو سکے کیونکہ بنی اسد کے تمام اہل وعیال محفوظ مقامات میں رکھے گئے تھے' اس کے متعلق ابویعقوب سے مروی ہے کہ بنی اسد کے بیوی بچے مثقب اور فلج کے درمیان محفوظ تھے اور قیس کے اہل وعیال فلج اور واسط کے درمیان محفوظ تھے' خالد کے بڑھتے ہی انھوں نے شکست کھائی اور اپنے بیوی بچوں کی ہلاکت کے خوف سے سب اسلام لے آئے اور خالد سے اُن کے لیے امان کی درخواست کی اور اُن کو تعاقب کرنے سے باز رکھا۔

طلیحہ میدان جنگ سے بھاگ کر نقع میں بنی کلب کے پاس فروکش ہوگیا اور اسلام لے آیا۔ یہ ابوبکرؓ کی وفات تک وہیں مقیم رہا اس کے اسلام لانے کی وجہ یہ ہوئی کہ جب اسے اطلاع ملی کہ تمام اسد' غطفان اور عامر مسلمان ہو چکے ہیں وہ بھی مسلمان ہوگیا۔ ابوبکرؓ کی امارت ہی میں وہ عمرہ کرنے کے روانہ ہوا' مدینے کے قریب سے گذرا ابوبکرؓ سے کہا گیا کہ طلیحہ موجود ہے انھوں نے کہا کہ اب میں اس کے ساتھ کیا کروں جانے دو اللہ نے اُسے اسلام کی ہدایت دیدی' طلیحہ نے مکے آکر عمرہ ادا کیا اور پھر حضرت عمرؓ کے خلیفہ ہونے کے بعد ان کی بیعت کرنے آیا۔ عمرؓ نے اس سے کہا تم عکاشہ اور ثابت کے قاتل ہو بخدا میں کبھی تم کو پسند نہیں کرسکتا' طلیحہ نے کہا امیرالمومنین آپ اُن دو شخصوں کا کیا غم کرتے ہیں جن کو اللہ نے میرے ہاتھوں شہادت کی کرامت عطا فرمائی اور مجھے اُن کے ہاتھوں ذلیل نہیں کیا عمرؓ نے اس سے بیعت لے لی اور کہا اے مکار اب بھی کچھ کہانت کی قوت باقی ہے اُس نے کہا اب میں بوڑھا ہوگیا اب کچھ دم نہیں رہا' ان کے پاس سے وہ اپنی قوم کی قیام گاہ کو آیا اور پھر وہاں عراق جانے تک مقیم رہا۔

ہوازن سلیم اور عامر کا ارتداد

سہل اور عبداللہ سے مروی ہے کہ بنی عامر مذبذب تھے کہ اس فتنۂ ارتداد میں کیا روش اختیار کریں اور وہ منتظر تھے کہ اسد اور غطفان کیا کرتے ہیں جب ان کو چاروں طرف سے گھیر لیا گیا اس وقت بنی عامر اپنے عوام اور خواص کے ساتھ علیحدہ فروکش ہوکر یہ تماشہ دیکھ رہے تھے' قرۃ بن ہبیرہ بنی کعب اور ان کے متعلقین کے ساتھ اور علقمہ بن علاثہ بنی کلاب اور اُن کے متعلقین کے ساتھ مورچہ زن تھے' علقمہ کا واقعہ یہ ہوا کہ یہ رسول اللہ کی حیات ہی میں اسلام

لاکر مرتد ہو گیا اور طائف کے فتح ہو جانے کے بعد شام چلا گیا تھا رسول اللہ کی وفات کے بعد وہ بہت تیزی سے عرب واپس آیا اور بنی کعب میں اس نے مقابلے کے لیے چھاؤنی قائم کی گراب تک وہ مذبذب تھا کہ کیا کرے' اس کی اطلاع ابو بکرؓ کو ہوئی انھوں نے ایک مہاتی جمعیت قعقاع بن عمرو کی امارت میں اس کے مقابلے پر روانہ کی اور قعقاع سے کہا کہ تم جاکر علقمہ بن علاثہ پر اچانک حملہ کر دو تم اس کو زندہ گرفتار کر کے میرے پاس لانا یا قتل کر دینا' تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ اگر کپڑا پھٹ جائے تو اس کی اصلاح یہ ہے کہ اسے اچھی طرح سی دیا جائے لہٰذا اس مہم کو کامیاب بنانے میں جو تم سے ہو سکے وہ کرنا۔

قعقاع اپنی مہم کے ساتھ چلے اور انھوں نے علقمہ پر جو ایک چشمۂ آب پر مقیم تھا اچانک حملہ کر دیا علقمہ کے احتیاط کی یہ حالت تھی کہ وہ ہر وقت ایک پاؤں پر کھڑا رہتا تھا اس لیے حملہ ہوتے ہی وہ اپنے گھوڑے کی طرف لپکا' حملہ آور بھی اس کے پیچھے دوڑے گر وہ ان کے ہاتھ نہ آسکا اس کے اہل و عیال نے اطاعت قبول کر لی' اس کی بیوی' بیٹیاں دوسری عورتیں اور وہ مرد جو وہیں رہ گئے تھے بالکل بدل گئے اور انھوں نے قعقاع سے اسلام کی وجہ سے اپنے آپ کو بچا لیا' قعقاع ان کو ابو بکرؓ کے پاس لے آئے اس کے بیٹے اور بیوی نے کہا کہ ہم نے علقمہ کو نہیں بلایا ہم تو اپنے وطن میں مقیم تھے ہم نے اسے کوئی اطلاع نہیں بھیجی اس نے جو کچھ کیا اس کے ذمہ دار ہم کسی طرح نہیں ہیں' ابو بکرؓ نے ان کو چھوڑ دیا۔ پھر خود علقمہ بھی اسلام لے آیا اور ابو بکرؓ نے اس کے اسلام کو تسلیم کر لیا۔

ابن سیرین سے بھی اسی مفہوم کا بیان نقل ہوا ہے۔

اہل بزاخہ کی ہزیمت کے بعد بنی عامر نے کہا کہ ہم پھر اس دین میں داخل ہو جاتے ہیں جس کو ہم نے ترک کر دیا تھا خالدؓ نے ان سے بھی انھیں شرائط پر جو انھوں نے اہل بزاخہ سے جس میں اسد' غطفان اور طے شامل تھے بیعت لی تھی بیعت لے لی اور ان سب نے اسلام قبول کرنے کی شرط پر اطاعت قبول کر لی خالدؓ نے' اسد' غطفان' ہوازن' سلیم اور طے سب پر یہ شرط لازم کی کہ وہ ان تمام لوگوں کو جنھوں نے ارتداد کے زمانے میں اپنے یہاں کے مسلمانوں کو جلایا تھا ان کے جسم کو ٹکڑے ٹکڑے کیا تھا اور مظالم کئے تھے ان کے حوالے کر دیں اس معاملے میں انھوں نے کسی عذر کو نہیں مانا' ان قبائل نے اپنے ان تمام لوگوں کو خالد کے حوالے کر دیا۔ خالد نے ان قبائل کے اسلام کو قبول کر کے ان کو چھوڑ دیا البتہ

انھوں نے قرہ بن ہبیرہ اور اس کے چند ساتھیوں کو قید کرلیا۔ اور جن لوگوں نے مسلمانوں پر مظالم کیے تھے ان کے اعضا قطع کرا دیے ان کو جلایا سنگسار کیا اور بعض کو پہاڑوں پر سے گرا دیا، اور بعض کو کنوؤں میں ڈال کر تیروں سے چھلنی کر دیا۔ قرۃ اور دوسرے قیدیوں کو خالد نے ابوبکر کے پاس روانہ کیا اور ان کو لکھا کہ بنی عامر اسلام سے روگردانی اور انتظار کے بعد پھر اسلام میں داخل ہو گئے ہیں جن قبائل سے میری جنگ ہوئی یا جن سے بغیر جنگ کے مصالحت ہوئی میں نے ان سب پر یہ شرط لازم کی کہ وہ ان تمام لوگوں کو جنھوں نے ارتداد کے زمانے میں مسلمانوں پر طرح طرح کے مظالم کیے تھے تاوقتیکہ میرے حوالے نہ کردیں میں اُن سے مصالحت نہیں کروں گا، انھوں نے میری شرط مان لی اور ایسے تمام مجرموں کو میرے حوالے کر دیا میں نے ان کو طرح طرح کے عذاب دیکر قتل کرڈالا۔ البتہ قرۃ اور اس کے ساتھیوں کو آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں"۔

نافع سے مروی ہے کہ ابوبکر نے اس خط کے جواب میں خالد کو لکھا جو کچھ تم نے کیا اور جو کامیابی تم کو حاصل ہوئی اللہ تم کو اس کی جزائے خیر دے تم اپنے ہر کام میں اللہ سے ڈرتے رہو فان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون (اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو اُس سے ڈرتے اور نیکی کرتے ہیں) تم اللہ کے اس کام میں پوری جد و جہد کرو تساہل نہ کرنا اور جب کسی ایسے شخص پر جس نے مسلمانوں کو قتل کیا ہو تمھارا قابو چل جائے اُسے تم بے دریغ قتل کر کے دوسروں کے لیے باعث عبرت بنانا، اور جس شخص نے اللہ کی مخالفت کی ہو اور تم اس کو قتل کر دینے میں اسلام کی بھلائی سمجھتے ہو بے دریغ اُسے قتل کر دینا۔

خالد ایک ماہ بزاخہ میں فروکش رہے اور اس قسم کے لوگوں کی تلاش میں ہر طرف چھاپے مار کر ان کو گرفتار کرتے رہے، ان میں سے بعض کو انھوں نے جلا دیا بعض کو ہاتھ پاؤں باندھ کر کنوؤں میں ڈالدیا بعض کو سنگسار کر دیا اور بعض کو پہاڑوں پر سے گرا کر مار ڈالا قرۃ اور اس کے ساتھی گرفتار کر کے لائے گئے مگر ان کے ساتھ وہ سلوک نہیں کیا گیا جو عُیینہ اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ کیا گیا کیونکہ اُن کی حالت اُن سے مختلف تھی اور نہ انھوں نے وہ حرکتیں کی تھیں جو عُیینہ نے کی تھیں۔

سھل اور ابو یعقوب سے مروی ہے کہ غطفان کے شکست خوردہ اور مفرور لوگ ظفر آگئے، یہاں اُم زمل سلمٰی۔ مالک بن حذیفہ بن بدر کی بیٹی جو اپنی ماں اُم قرفہ بنت ربیعہ بن فلان بن بدر کے

بالکل مشابہ تھی رہا کرتی تھی، ام قرفہ مالک بن حذیفہ کی بیوی تھی اور اس کے بطن سے مالک کی اولاد قرفہ، حکمہ، جراشہ، زمل، حصین، شریک، عبد، زفر، معاویہ، حملہ، قیس اور لایا پیدا ہوئی ان میں سے حکمہ کو رسول اللہ نے اس روز جبکہ عیینہ بن حصن نے مدینے کے مویشیوں پر غارتگری کی قتل کر دیا۔ ابو قتادہ نے حکمہ کو قتل کیا۔ غرضکہ یہ تمام مفرور سلمیٰ کے پاس جو عزت میں اپنی ماں جیسی تھی جمع ہو گئے اس کے پاس ام قرفہ کا اونٹ بھی تھا، یہ سب لوگ اس کے یہاں فروکش ہوئے اس نے ان لوگوں کو ان کی شکست پر غیرت دلائی اور جنگ کا حکم دیا اور پھر خود بھی قبائل میں گھوم گھوم کر ان کو خالد کے مقابلے کے لیے اکسایا اس طرح ایک بڑی جماعت اس کے پاس جمع ہو گئی اور اب وہ پھر جنگ کے لیے دلیر ہوئے، ہر جانب سے بچھڑے بھٹکے اس کے پاس آ گئے، اس سے قبل ام قرفہ کی زندگی میں یہ قید ہو کر عائشہؓ کو ملی تھی انھوں نے اسے آزاد کر دیا تھا یہ ان کے پاس عرصہ تک رہی پھر اپنی قوم میں چلی آئی ایک مرتبہ رسول اللہؐ عائشہؓ کے پاس آئے اور فرمانے لگے کہ تم میں سے ایک حوب کے کتوں کو بھونکائے گی، سلمیٰ نے مرتد ہونے کے بعد رسول اللہؐ کی اس بات کو پورا کیا اور اپنے مقتولین کا بدلہ لینے کے لیے آمادہ ہوئی اس کے لیے لوگوں کو جمع کرنے کے لیے اس نے ظفر سے حوب تک کے علاقے میں بار بار چکر لگائے اور ان قبائل غطفان، ہوازن سلیم۔ اسد اور طے کے وہ تمام لوگ جو جنگ سے مفرور ہو کر بے یار و مددگار مصیبت کے دن بسر کر رہے تھے اس کے پاس ایک اور کوشش کے لیے جمع ہو گئے، خالد کو اس کی اطلاع ہوئی وہ اس وقت مجرموں کی گرفتاری، زکواۃ کی تحصیل، دعوت اسلام اور لوگوں کی تسکین میں منہمک تھے، اس عورت کے مقابلے پر بڑھے اب تک اس کی شوکت اور طاقت بہت بڑھ چکی تھی اور اس کا مقابلہ اب آسان کام نہیں رہا تھا، خالد اس کے اور اس کی جمعیتوں کے مقابل جنگ کے لیے فروکش ہو گئے، نہایت شدید اور خونریز جنگ ہوئی وہ جنگ کے وقت اپنی ماں کی شان کی طرح اس کے اونٹ پر سوار اپنی فوج کو لڑا رہی تھی اس روز خاص کے جو بنی غنم کا ایک خاندان تھا اور ہاربہ اور غنم کے خاندان کے خاندان صاف ہو گئے کاہل کے کئی آدمی کام آئے یہ ہی بہت زیادہ جانبازی سے جنگ میں لڑے تھے آخر کار خالد کے شہسواروں نے اس اونٹ پر یورش کر کے اسے ذبح اور سلمیٰ کو قتل کر ڈالا، اس کے اونٹ کے گرد تقریباً

سو آدمی مارے گئے، دشمن کو کامل شکست ہوئی خالد نے ابوبکر کو اس فتح کی بشارت بھیجی جو مدینے میں قرۃ کے آنے کے بیس راتوں کے بعد موصول ہوئی۔

سہل اور ابویعقوب سے مروی ہے کہ جوا اور ناعر کا قصہ یہ ہوا کہ فجاءہ ایاس بن عبد یالیل ایک دن ابوبکر کے پاس آیا اور اُن سے درخواست کی کہ آپ اسلحہ سے میری مدد کریں اور پھر مرتدین کی جس جماعت کے مقابلے پر چاہیں بھیجدیں۔ ابوبکر نے اُسے اسلحہ دیے اور ہدایت کردی مگر اس نے ان کے حکم سے سرتابی کی اور مسلمانوں کے خلاف ہوگیا۔ اپنے مقام سے برآمد ہوکر جوا آیا یہاں سے اس نے بنی الشرید کے نجبہ بن ابی المیثاء کو مسلمانوں پر غارتگری کے لیے بھیجا سلیم، عامر اور ہوازن کے ہر مسلمان پر غارتگری کرنے لگا، ابوبکر کو اس کی اطلاع ہوئی۔ انھوں نے طریفہ بن حاجز کو حکم دیا کہ تم تیار ہوکر اس کے مقابلے پر جاؤ نیز انھوں نے عبداللہ بن قیس الجاسی کو طریفہ کی مدد کے لیے روانہ کیا، یہ دونوں نجبہ کے مقابلے کے لیے چلے اور تلاش کرکے اس کے قریب پہنچے اس نے ان دونوں سے کنائی کاٹنا شروع کی اور بچنا چاہا مگر انھوں نے جوا پر اُسے لڑنے کے لیے مجبور ہی کردیا جنگ ہوئی نجبہ مارا گیا، فجاءہ بھاگا مگر طریفہ نے لپک کر اُسے زندہ گرفتار کرلیا اور ابوبکر کے پاس بھیجدیا۔ جب وہ ابوبکر کے پاس پہنچا انھوں نے اس کے لیے مدینے کی عیدگاہ میں آگ کا بہت بڑا الاؤ روشن کیا اور ہاتھ پاؤں باندھکر اس میں زندہ جھونک دیا۔

فجاءۃ کے متعلق عبداللہ بن ابی بکر سے جو روایت منقول ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ بنی سلیم کا ایک شخص فجاءۃ ایاس بن عبداللہ بن عبد یالیل بن عمیرہ بن خفاف ابوبکر کے پاس آیا اور اُس نے کہا کہ میں مسلمان ہوں میں مرتدوں سے جہاد کرنا چاہتا ہوں آپ سواری اور اسلحہ سے میری مدد کیجیے ابوبکر نے اس کی درخواست مان لی اُسے سواری اور اسلحہ دیئے یہ وہاں سے چل کر اب منصلات میں پہنچا وہاں جو مسلم یا مرتد اس کے سامنے آیا اس نے اس سے مال وصول کرنا شروع کیا جس نے انکار کیا اُسے اس نے قتل کردیا۔ اس کے ہمراہ بنی الشرید کا نجبہ بن ابی المیثاء بھی تھا ابوبکر کو اس کی اطلاع ہوئی انھوں نے طریفہ بن حاجز کو لکھا کہ دشمن خدا فجاءۃ مجھے آکر یہ دھوکہ دیا کہ اپنے تئیں مسلمان ظاہر کرکے مجھ سے درخواست کی کہ مرتدین سے جہاد کے لیے اس کی مدد کروں میں نے اُسے سواری دی اور اسلحہ دیئے اب مجھے یقینی طور پر معلوم ہوا ہے کہ یہ اللہ کا دشمن

مسلمانوں اور مرتدین سے مال وصول کر رہا ہے اور جو اس کی مخالفت کرتا ہے اسے قتل کر دیتا ہے لہٰذا تم اپنے پاس کے مسلمانوں کو ساتھ لے کر جاؤ اور اسے قتل کر دو یا زندہ گرفتار کر کے میرے پاس بھیجدو' طریفہ بن حاجز ان کے مقابلے پر گئے مقابلہ ہوا اگر پہلے صرف تیروں سے مقابلہ ہوا ایک تیر نجبہ کے لگا جس سے وہ ہلاک ہو گیا۔ فجاۃ نے جب مسلمانوں کی شجاعت' سعی اور ثابت قدمی دیکھی وہ سہم گیا اس نے طریفہ سے کہا کہ اس کام کے تم مجھ سے زیادہ حقدار نہیں ہو تم بھی ابوبکر کے مقرر کردہ امیر ہو اور میں بھی اس کا امیر ہوں۔ طریفہ نے کہا اگر سچے ہو تو ہتھیار رکھ دو اور میرے ساتھ ابوبکر کے پاس چلو' فجاء طریفہ کے ساتھ مدینہ روانہ ہوا جب دونوں ابوبکر کے پاس آئے ابوبکر نے طریفہ بن حاجز کو حکم دیا کہ اسے بقیع میں لے جا کر آگ سے جلا ڈالو۔ طریفہ اُسے عیدگاہ لائے آگ جلوائی اور اس میں اُسے زندہ جلا دیا۔

عبداللہ بن ابی بکر سے مروی ہے کہ قبیلۂ سلیم بن منصور کی یہ حالت تھی کہ اُن میں سے بعض مرتد ہو گئے تھے اور بعض اپنے امیر بنی حارثہ کے معن بن حاجز کے ساتھ جن کو ابوبکر نے مقرر کیا تھا اسلام پر قائم تھے' جب خالد بن الولید طلیحہ کے مقابلے پر گئے ابوبکر نے معن کو لکھا کہ بنی سلیم میں سے جو لوگ اب تک اسلام پر قائم ہوں تم اُن کو لے کر خالد کے ساتھ جاؤ' معن اپنے مستقر پر اپنے بھائی طریفہ بن حاجز کو مقرر کر کے خالد کے ساتھ چلے گئے' بنی سلیم میں سے ابوشجرہ بن عبدالعزیٰ خنساء کا بھائی بھی مرتد ہو گیا تھا جس کا اُس نے اپنے اشعار میں بھی فخریہ اظہار کیا ہے گر پھر یہ اسلام لے آیا اور سب کے ساتھ اُس نے بھی اسلام قبول کیا عمر بن الخطاب کے عہد خلافت میں یہ مدینہ آیا۔ مدینہ آ کر اس نے اپنی اونٹنی بنی قریظہ کے فراز میں بٹھائی پھر وہ عمر کے پاس آیا جو اس وقت مساکین کو صدقہ دے رہے تھے اور اُسے عرب کے فقراء میں تقسیم کر رہے تھے' اس نے کہا امیر المومنین مجھے عطا دیجئے کیونکہ میں حاجتمند ہوں' عمر نے پوچھا تم کون' اس نے کہا میں ابوشجرہ بن عبدالعزیٰ السلمی ہوں' عمر نے کہا اے دشمن خدا کیا تو نے یہ شعر نہیں کہا ہے

فرویت رمحی من کتیبۃ خالد وانی لارجو بعدھا ان اعمرا

(ترجمہ) میں نے اپنے نیزے کو خالد کے دستے سے سیراب کیا اور اب میں یہ توقع رکھتا ہوں کہ عمر کی خبر لوں گا

یہ کہہ کر عمر اُس کے سر پر درہ مارنے بڑھے مگر وہ بھاگ گیا اور اپنی اونٹنی کے پاس آ کر اُس پر سوار ہوا اور پھر اُس نے حرۂ شوران کی راہ بنی سلیم کو واپس جانے کے لیے اختیار کی اور بعد میں اپنے اشعار میں عمر کے اس طرز عمل کی شکایت کی اور ان کی ہجو لکھی۔

بنی تمیم اور سجاح بنت الحارث بن سوید کا واقعہ

بنی تمیم کا واقعہ یہ ہوا کہ رسول اللہ نے وفات پائی مگر اس سے پہلے آپ اپنے عاملوں کو بنی تمیم میں مقرر کر کے بھیج چکے تھے' زبرقان بن بدر' رباب' عوف اور ابناء کے عامل تھے قیس بن عاصم مقاعس اور ان کے متعلقہ خاندانوں کے عامل تھے' صفوان بن صفوان اور سبرہ بن عمرو' بنی عمرو کے عامل تھے یہ بھدیٰ پر تھے اور وہ خضم پر تھے یہ دونوں بنی تمیم کے قبیلے ہیں۔ وکیع بن مالک' اور مالک بن نویرہ بنی حنظلہ کے عامل تھے' ایک بنی مالک اور دوسرا بنی یربوع کا عامل تھا' صفوان کو جب رسول اللہؐ کی وفات کی اطلاع ملی وہ بنی عمرو اپنے علاقے اور سبرہ کے علاقے کے صدقات کا مال لے کر ابوبکر کے پاس چلے آئے' سبرہ اپنی قوم میں رباب کے ہنگامے کی وجہ سے ٹھہرے رہے' قیس خاموش بیٹھے منتظر رہے کہ زبرقان کیا کرتے ہیں کیونکہ وہ قیس سے ناراض تھے جب کبھی قیس نے اُن سے خوشگوار تعلقات قائم کرنے کی کوشش کی زبرقان نے اُن کی کوششوں کو پارہ پارہ کر دیا ان کو کامیاب نہ ہونے دیا اس لیے اس موقع پر قیس انتظار کرنے لگے کہ دیکھیں زبرقان کیا طرز عمل اختیار کرتے ہیں تاکہ وہ ان کے مخالف روش اختیار کریں اب جب انھوں نے دیکھا کہ زبرقان نے اب تک اپنے عندیہ کا اظہار نہیں کیا ہے قیس نے کہا ابن العکلیہ کا برا ہو انھوں نے میرے منصوبے کو خاک میں ملا دیا میرے سمجھ میں نہیں آتا کہ میں کیا کروں اگر میں ابوبکر کی اتباع کرتا ہوں اور ان کو صدقات کا مال لے جا کر دوں وہ اُسے بنی سعد میں خرچ کر ڈالیں گے اور پھر زبرقان ان قبائل میں مجھے رسوا کریں گے' اور اگر خود میں ان صدقات کو بنی سعد میں خرچ کر دوں تو وہ ابوبکر کے پاس مجھے رسوا کریں گے'

آخر کار سوچ سوچ کر قیس نے یہ تصفیہ کیا کہ ان صدقات کو وہ مقاعس اور ان کے دوسرے متعلقہ خاندانوں میں تقسیم کر دیں انھوں نے اس پر عمل کیا مگر زبرقان نے وفاداری

اختیار کی اور وہ صفوان کے پیچھے ہی رباب عوف اور ابناء کے صدقات کا مال لے کر مدینہ آ گئے اور ایک شعر میں انھوں نے قیس کے طرز عمل پر تعریض کی' اُن کے جانے کے بعد قبائل کا انتظام درہم برہم ہو گیا ہر طرف کفر و ارتداد پھیل گیا اور ہر شخص کو اپنی پڑ گئی مگر اس کے بعد قیس اپنے فعل پر نادم ہوئے اور جب علاء بن الحضرمی اُن کے قریب آئے وہ اپنے علاقے کے صدقات کا مال وصول کر کے اُسے اُن کے پاس خود لے کر آ گئے اور خود بھی پھر اُن کے ساتھ جہاد کے لیے چلے۔

اس ہنگامے میں عوف اور ابناء بطون سے اُلجھے رہے اور رباب مقاعس سے دست و گریباں رہے اسی طرح خضم مالک کے ساتھ اور بہدی یربوع کے ساتھ لڑتے رہے اس وقت خضم پر سبرہ بن عمرو صفوان کے جانے کے بعد عامل تھے' حصین بن یار بہدی اور رباب کے عامل تھے' عبداللہ بن صفوان ضبہ کے' عصیماء بن اُبیرہ۔ عبد مناۃ کے بنی غنم کے عوف بن البلاد بن خالد الجشمی عوف اور ابناء کے عامل تھے' بطون پر سعر بن خفاف تھے' ثمامہ بن اثال بنی تمیم سے ان کی امداد کو آیا کرتے تھے مگر جب یہ فتنہ رونما ہوا یہ سب کے سب اپنے اپنے خاندانوں کو چلے گئے اس سے ثمامہ بن اثال کو سخت نقصان پہنچا البتہ جب عکرمہ ان کے پاس آئے تو انھوں نے ثمامہ کو جنگ پر اُبھارا مگر پھر بھی وہ کچھ نہ کر سکے'

تمام بنی تمیم کے علاقے کا یہی حال تھا کہ ہر ایک کو اپنی پڑی تھی وہ باہم دیگر دست و گریباں تھے اُن میں جو مسلمان تھے ان کا واسطہ ان لوگوں سے تھا جو اب تک مذبذب تھے کہ کس کا ساتھ دیں اسی حالت میں سجاح بنت الحارث جزیرے سے اُن کے پاس پہنچی' یہ اور اس کا خاندان بنی تغلب میں تھا ربیعہ کے بعض خاندانوں پر ان کی سیادت تھی' اس کے ہمراہ ہذیل بن عمران بنی تغلب کے ساتھ' عقہ بن ہلال نمر کے ساتھ زیاد بن خلال ایاد کے ساتھ اور سلیل بن قیس شیبان کے ساتھ تھے' ایک طرف تو پہلے سے خود ہی ان قبائل میں خلفشار اور بدنظمی پھیلی ہوئی تھی دوسری طرف سے سجاح اور اس کے ہمراہی سردار اس قدر کثیر جماعت کے ساتھ اُن پر چڑھ آئے یہ واقعی بڑی پریشانی کی بات تھی جس میں اب یہ سب کے سب مبتلا ہو گئے۔

سجاح بنت الحارث بن سوید بن عقفان اور اس کے دادا عقفان کی اولاد بنی تغلب میں سے تھے اس نے بنی تغلب میں رسول اللہ کی وفات کے بعد جزیرہ میں اپنی نبوت کا

دعویٰ کیا' ھذیل نصرانیت کو چھوڑ کر سجاح کا مُرید ہو گیا، یہ سردار اس کے ساتھ ابوبکرؓ سے لڑنے کے لیے آئے' جب وہ حزن پہنچی اُس نے مالک بن نویرہ کے پاس اپنا قاصد بھیجا اور اُسے صلح کی دعوت دی جسے اس نے قبول کرلیا اور اس درخواست کی وجہ سے مالک بن نویرہ اس کے مقابلے اور لڑائی سے باز رہا اور اس نے سجاح کو بنی تمیم کے قبیلوں سے لڑنے پر برانگیختہ کیا، سجاح نے کہا کہ ہاں یہ تجویز مناسب ہے لہٰذا خود تم اس پر عمل کرو میں خود بنی یربوع کی ایک عورت ہوں اگر حکومت مل گئی تو یہ انھیں کی ہو گی' اس کے بعد اُس نے بنی مالک بن حنظلہ سے نامہ و پیام شروع کیا اور ان کو مصالحت اور حمایت کی دعوت دی' عطارد بن حاجب اور بنی مالک کے تمام سردار اپنے علاقے کو چھوڑ کر بھاگے اور اُسی حالت میں وہ بنی العنبر میں آکر سبرہ بن عمرو کے یہاں فروکش ہوئے اس معاملے میں وکیع نے جو طرز عمل اختیار کیا تھا وہ اس کو پسند نہیں کرتے تھے اسی طرح بنی یربوع کے سردار مالک کے طرز عمل سے بیزار ہو کر اپنے علاقے کو چھوڑ کر بنی مازن میں حصین بنی تیار کے پاس چلے آئے۔

سجاح کے قاصد مصالحت اور شارکت کی دعوت دینے بنی مالک کے پاس آئے وکیع نے اس دعوت کو قبول کرلیا اس طرح اب وکیع' مالک اور سجاح تینوں ایک رائے ہو گئے' اور انھوں نے اب آپس میں مصالحت اور معاہدہ کر کے سب سے لڑنے کی ٹھان لی' اور اب اس پر گفتگو شروع ہوئی کہ خصم بعدیٰ' عوف' ابناء' اور رباب میں سے کسی قبیلے سے جنگ کی ابتدا کی جائے البتہ قیس کو انھوں نے اس وجہ سے چھوڑ دیا کہ وہ اب تک مذبذب تھے اور اس لیے اُن کو اس بات کی توقع تھی کہ قیس اُن سے مل جائیں گے اس موقع پر سجاح نے الہامی پیرایہ میں یہ جملے کہے' سواریاں تیار رکھو' غارتگری کے لیے تیار ہو جاؤ پھر رباب پر غارتگری کرو کیونکہ اُن کے سامنے کوئی رکاوٹ نہیں ہے"

سجاح اپنے مقام سے بڑھکر احفار آکر فروکش ہوئی اور اُس نے بنی تمیم کے متعلق کہا کہ یہ حجاز کا میدان ہے' اور رباب میں اگر کوئی آفت آجائے تو وہ ضرور دجانی اور دہانی جاکر پناہ گزیں ہوں گے اس لیے مناسب ہے کہ تم میں سے کوئی جاکر پہلے سے اُن مقامات پر قبضہ کرلے۔ چنانچہ مالک بن نویرہ نے بڑھکر دجانی پر قبضہ کرلیا رباب کو اس کی اطلاع ہوئی ان کے تمام قبائل ضبّہ اور عبد مناۃ سجاح کے مقابلے کے لیے جمع ہو گئے وکیع اور بشر کا

بنی ضبہ کے بنی بکر سے مقابلہ ہوا۔ قبیلۂ ثعلبہ بن سعد بن ضبہ سے عقہ اور عبد مناۃ سے ھذیل کا مقابلہ ہوا، وکیع اور بشر کی بنی ضبہ کے بنی بکر سے جنگ ہوئی جس میں ان دونوں کو شکست فاش ہوئی سماعہ، وکیع اور قعقاع گرفتار کر لیے گئے اور ان کے بے شمار آدمی کام آ گئے، اس موقع پر قیس بن عاصم کو اپنے تردد پر ندامت ہوئی اور ان کو محسوس ہوا کہ ان کا طرز عمل مناسب نہ تھا اپنے بعض شعروں میں انھوں نے اپنی ندامت کا اعتراف کیا،

اس کے بعد سجاح، ہذیل اور بنی بکر کا عقہ اس معاہدے سے جو سجاح اور وکیع کے مابین ہوا تھا پلٹ گئے، عقہ، بشر کا ماموں تھا۔ سجاح نے کہا کہ رباب کے پاس جاؤ وہ تم سے صلح کر لیں گے، تمھارے قیدیوں کو رہا کر دیں گے تم ان کے مقتولوں کی دیت ادا کر دینا اور ان کے اس طرز عمل کا خوشگوار اثر دوسروں پر بھی پڑے گا، چنانچہ ضبہ نے ان کے قیدیوں کو رہا کر دیا اور اپنے مقتولین کی دیت لے لی حملہ آور ضبہ کے علاقے سے چلے گئے، اس واقعے کے متعلق قیس نے چند شعر کہے جس میں ضبہ کے اس طرح دب کر صلح کر لینے پر ان کی مذمت کی، اور ان کو غیرت دلائی اور اپنے عندیہ کا اظہار کر دیا کوئی عمری، سعدی یا ربی سجاح کی دعوت میں شریک نہیں ہوا تھا اور نہ خود ان لوگوں نے کبھی یہ امید کی کہ ان قبائل میں سے کوئی ان کا ساتھ دے گا البتہ قیس کے متعلق ان کو توقع تھی کہ وہ ہمارا ساتھ دے گا مگر جب اس نے اپنے عندیہ کا اظہار اس موقع پر ضبہ کو غیرت دلا کر کر دیا اور اپنی روش پر ندامت کا اظہار کر دیا وہ اس کی طرف سے بھی مایوس ہو گئے، حنظلہ میں سے صرف وکیع اور مالک نے سجاح کی موافقت اختیار کی تھی اس معاہدے کے ساتھ کہ وہ ایک دوسرے کی مدد کریں گے اور آپس میں آمد و رفت رکھیں گے اسی بات کا اظہار اصم التیمی نے فخریہ طور پر اپنے چند شعروں میں کیا ہے۔

جزیرے کے لشکر کے ساتھ سجاح اپنے مقام سے بڑھ کر نباج پہنچی اوس بن خزیمہ الہجیمی نے بنی عمرو کے ان لوگوں کے ساتھ جو اس کی حمایت میں لڑنے آ گئے ان سب پر غارت گری کی ہذیل گرفتار کر لیا گیا، بنی مازن کے قبیلۂ بنی وبر کے ناشرہ نے اس کو گرفتار کیا، عقہ کو عبدۃ الہجیمی نے گرفتار کر لیا۔ پھر دونوں فریق جنگ سے اس شرط پر باز آ گئے کہ قیدیوں کو واپس کر دیں، سجاح وغیرہ ان کے یہاں سے چلے جائیں اور ان کے علاقے سے ہو کر نہ گذریں، اس شرط کو سجاح نے مان لیا، حملہ آوروں نے ان کے قیدی رہا کر دیئے مگر ان لوگوں نے سجاح اور

اس کے ساتھیوں سے شرائط صلح کے ایفا کے لیے ضمانت لے لی تھی جسے انھوں نے پورا کردیا۔ گو ہذیل کے دل میں اس مازنی کے خلاف جس نے اس کو گرفتار کیا تھا گرہ لگ گئی چنانچہ عثمان بن عفان کے قتل کے بعد اس نے ایک جمعیت اکٹھا کر کے سفار پر جہاں بنی مازن مقیم تھے غارتگری کی بنی مازن نے اس کو قتل کردیا اور سفار میں پھینکدیا۔

جب ہذیل اور عقہ دشمن کے پنجے سے رہائی پاکر سجاح کے پاس واپس آئے اور اہل جزیرہ کے دوسرے سردار بھی جمع ہوئے انھوں نے سجاح سے کہا کہ مالک اور وکیع نے اپنی قوم سے صلح کرلی ہے اب وہ ہماری مدد نہیں کرتے اور اس بات کے بھی روادار نہیں رہے کہ ہم اُن کے علاقے سے گذر سکیں اسی طرح ان قبائل نے بھی ہم سے شرط کی ہے کہ ہم ان کے علاقے سے نہ گذریں لہذا اب آپ ہمیں کیا حکم دیتی ہیں' اس نے کہا یمامہ چلو اہل یمامہ کی شوکت بھی زیادہ ہے اور مسیلمہ کی بات بڑھ چکی ہے' اس کے بعد اس نے الہامی لہجے میں کہا۔ یمامہ چلو۔ کبوتر کی طرح اڑتے ہوئے' یہ لڑائی فیصلہ کن ہوگی اس کے بعد تم پر کوئی ملامت نہیں رہے گی۔

سجاح اور اس کی جماعت بنی حنیفہ کی طرف چلی مسیلمہ کو اس کی اطلاع ہوئی' اس سے وہ پریشان ہوگیا اور ڈرا کہ اگر وہ اس وقت سجاح سے اُلجھ جائے گا تو ثمامہ حجر پر اُسے زیر کرے گا یا شرحبیل بن حسنہ یا گرد کے دوسرے قبائل اُسے زیر کرلیں گے اس خوف سے خود اس نے سجاح کو تحائف بھیجے اور درخواست کی کہ آپ مجھے امان دیں تاکہ میں پھر خود آپ کے پاس آؤں' سجاح کی فوجیں مختلف چشموں پر فروکش ہوگئیں' اس نے مسیلمہ کو اپنے پاس بلایا اُسے امان دی' مسیلمہ' بنی حنیفہ کے چالیس آدمیوں کے ساتھ سجاح کی خدمت میں حاضر ہوا' سجاح ایک راسخ العقیدہ عیسائی تھی اور بنی تغلب کے مشرب نصرانیت سے واقف تھی مسیلمہ نے اس سے کہا کہ آدھی زمین ہماری اور آدھی قریش کی ہوتی اگر برابر تقسیم کی جائے لہذا اب قریش کا حصّہ بھی اللہ نے تم کو دیدیا ہے تم اُسے بخوشی قبول کرلو' سجاح نے کہا یہ آدھی زمین صرف اُن کا حق ہے جو اللہ کے مطیع ہیں تم اس نصف کو ان سواروں کو دیدو جو تمھارے سامنے صف بستہ ہیں اور وہ خون کے تشنہ ہیں' مسیلمہ نے کہا اللہ نے جس کی بات چاہی سنی' اور جس نے خیر طلب کی اللہ نے اُسے خیر عطا کی' اور اس کی بات حسب مراد بڑھتی چلی گئی' تمھارے رب نے تم کو دیکھا' تم پر سلامتی بھیجی اور وحشت کو تم سے دور کردیا' اور

آخرت کے دن وہ تم کو آتش دوزخ سے بچا کر حیات دوام عطا فرمائے گا' نیک لوگوں کی دعائیں ہمارے لیے ہیں جو نہ شقی ہیں نہ بدکار جو تمام رات اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور دن کو روزہ رکھتے ہیں۔ تمھارے بزرگ رب کے لیے جو مالک ہے بادلوں کا اور بارشوں کا۔"

اس نے یہ بھی کہا کہ جب میں نے دیکھا کہ ان کے چہرے خوبصورت ہو گئے ہیں اور اُن کے بشرے نورانی ہو گئے ہیں۔ اور ان کے ہاتھ نماز کے لیے بندھ گئے ہیں میں نے اُن سے کہا کہ تم عورتوں سے مباشرت نہ کرو' شراب نہ پیو بلکہ اے نیک گروہ تم ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن کھانا کھاؤ' سبحان اللہ جب حیات جاودانی ملے گی تب تم جس طرح چاہنا زندگی بسر کرنا۔ اور اللہ کی طرف جانا۔ اگر رائی کا دانہ بھی ہوا تو اس پر بھی کوئی گواہ رہے گا' وہ دلوں کے بھید سے واقف ہے اور بہت سے لوگ اس میں برباد ہو جائیں گے'

مسیلمہ نے اپنی جماعت کے لیے یہ قانون بنایا تھا کہ جس کا کوئی ایک لڑکا ہوا جو اس کا وارث ہو سکے اُسے اس لڑکے کے مرنے تک اپنی عورت سے مباشرت نہ کرنا چاہیے البتہ اگر وہ مر جائے تو پھر اولاد کے خیال سے مباشرت کر سکتا ہے اور اگر پھر بیٹا ہو جائے تو علیحدگی اختیار کر لے۔ اس طرح اُس نے ہر ایسے شخص کے لیے جس کا لڑکا ہو عورت سے مباشرت کو حرام کر دیا تھا۔

اس واقعے کے متعلق دوسرا بیان یہ ہے کہ جب سجاح مسیلمہ کے مقابل آئی اُس نے مدافعت کے لیے اپنے قلعہ کا دروازہ بند کر لیا۔ سجاح نے اس سے کہا کہ تم مجھ سے آکر ملو' مسیلمہ نے کہا اس شرط پر کہ اپنے ساتھیوں کو ہٹا دو' سجاح نے جب عمل کیا' مسیلمہ نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ ملاقات کے لیے ایک خیمہ نصب کرو اور اس میں عود اور لوبان کی خوب دھونی دو تاکہ اس کی خواہش جماع میں تحریک ہو جب سجاح اس خیمے میں آگئی مسیلمہ قلعے سے اتر آیا اور اُس نے حکم دیا کہ دس آدمی یہاں پہرہ دیں اور دس اس طرف پہرہ پر کھڑے رہیں اس کے بعد مسیلمہ نے سجاح سے ملاقات کی اور اس کے ساتھ لیٹ گیا اور اس نے کہا کہئے کیا الہام ہوا ہے' سجاح نے کہا بھلا عورتیں بھی ابتدا کرتی ہیں ہاں تم کو جو الہام ہوا ہو اس کے مطابق عمل کرو' مسیلمہ نے کہا: "کیا تم نے اپنے اس رب کو نہیں دیکھا کہ اس نے حاملہ عورت کے ساتھ کیسا سلوک کیا۔ اس کی پسلیوں اور انتڑیوں کے درمیان سے ایک جاندار بچہ پیدا کیا" سجاح نے کہا پھر کیا' مسیلمہ نے کہا مجھے الہام ہوا ہے" اللہ نے

عورت کو فرج بنایا ہے اور مردوں کو اُن کا شوہر ہم اُن میں جس طرح چاہیں دخول کریں اور جب چاہیں نکال لیں تاکہ وہ ہمارے لیے اولاد جنیں۔ سجاح نے کہا میں اعلان کرتی ہوں کہ تم نبی ہو۔ مسیلمہ نے کہا تو پھر شادی کے لیے تیار ہو تاکہ میں اپنی اور تمھاری قوم کے ساتھ تمام عرب پر قبضہ کرلوں۔ سجاح نے کہا ہاں میں تیار ہوں۔ مسیلمہ نے چند فحش شعر پڑھے سجاح نے کہا میں ہر طرح تیار ہوں مسیلمہ نے کہا ہاں مجھے بھی اس کے متعلق الہام ہو چکا ہے۔ تین دن سجاح اس کے پاس رہی پھر اپنی قوم کے پاس آئی انھوں نے پوچھا کیا ہوا اُس نے کہا وہ حق پر ہے اس لیے میں نے ان کی اتباع کی اور اُن سے شادی کرلی انھوں نے پوچھا مسیلمہ نے تم کو کچھ مہر بھی دیا۔ اس نے کہا نہیں۔ انھوں نے کہا تم پھر مسیلمہ کے پاس جاؤ تمھاری جیسی عورت کے لیے یہ زیبا نہیں کہ بغیر مہر لیے پلٹ آئے۔ سجاح پھر مسیلمہ کے پاس آئی جب مسیلمہ نے اُسے آتا ہوا دیکھا اپنا قلعہ بند کرلیا اور پوچھا کیا ہے اُس نے کہا مجھے مہر دو۔ مسیلمہ نے پوچھا تمھارا موذن کون ہے اُس نے کہا شبث بن ربعی مسیلمہ نے کہا اُسے میرے پاس بھیجو۔ شبث آیا مسیلمہ نے اُس سے کہا کہ اپنے ساتھیوں میں اعلان کردو کہ مسیلمہ بن حبیب رسول اللہ نے تمھارے لیے ان نمازوں میں سے جن کا محمدؐ نے حکم دیا ہے دو نمازیں عشاء اور صبح کی معاف کردیں زبرقان بن بدر عطارد بن حاجب اور ان جیسے اور لوگ سجاح کے مصاحبوں میں تھے۔

کلبی نے بیان کیا ہے کہ بنی تمیم کے مشائخ نے یہ بات بیان کی ہے کہ صحرا کے اکثر بنی تمیم اِن دو وقتوں کی نماز نہیں پڑھتے۔

یہ مہر حاصل کر کے سجاح اپنے مصاحبین زبرقان۔ عطارد بن حاجب عمرو بن الاہتم، غیلان بن خرشہ اور شبث بن ربعی وغیرہ کے ساتھ وہاں سے چلی گئی۔ عطارد نے اپنے ایک شعر میں فخریہ اِس بات کو لکھا ہے کہ اور تمام لوگوں کے نبی مرد ہوئے مگر ہمارا نبی عورت ہے۔

مسیلمہ نے اس شرط پر سمجھوتہ کرلیا کہ وہ یمامہ کے محاصل میں سے نصف اسے دے گا۔ سجاح نے کہا اگر اس سال کی رقم تو میں ابھی وقت لوں گی مسیلمہ نے یہ بات مان لی اور کہا کہ اس کام کے لیے تم اپنا کوئی آدمی چھوڑ جاؤ البتہ نصف میں ابھی تم کو دیئے دیتا ہوں اور بقیہ رقم بعد میں بھیجدوں گا۔ یہ کہہ کر وہ قلعے کے اندر آگیا نصف رقم اُس نے سجاح کو بھجوادی جسے لے کر وہ جزیرہ چلی آئی اور بقیہ نصف کی وصولیابی کے لیے اُس نے ہذیل۔ عقہ اور زیاد کو مسیلمہ کے پاس چھوڑ دیا یہ لوگ اطمینان سے مقیم تھے کہ اچانک خالد بن الولید اُن کے

قریب جا پہنچے اور یہ لوگ وہاں سے منتشر ہو گئے،

عرصے تک سجاح بنی تغلب میں مقیم رہی یہاں تک کہ امیر معاویہ کا عہد آیا اور جب تمام اسلامی ممالک میں بلاشرکت اُن کی حکومت قائم ہو گئی انھوں نے بنی تغلب کو جزیرے سے منتقل کر دیا حضرت علیؓ کے بعد جب عراق نے بھی معاویہؓ کی حکومت کو تسلیم کر لیا، معاویہؓ نے یہ عمل اختیار کیا کہ کوفے میں علیؓ کے جو غالی شیعہ تھے ان کو ان کے مکانات سے بے دخل کر کے ان کی جگہ اپنے شام کے بصرے کے اور جزیرے کے غالی طرفداروں کو آباد کر دیا۔ انھیں لوگوں کو شہروں میں نواقل کہا جاتا ہے، اسی سلسلے میں معاویہؓ نے قعقاع بن عمرو بن مالک کو کوفے سے فلسطین کے شہر ایلیاء میں منتقل کیا، اُس نے یہ درخواست کی کہ اُن کے خاندانی مکانات میں بنی عقفان کو سکونت پذیر کرا دیا جائے اور ان کو بنی تمیم کے ساتھ کر دیا جائے۔ معاویہؓ نے بنی تمیم کو جزیرے سے کوفے میں منتقل کر دیا اور اُن کو قعقاع اور اس کے آبائی مکانات میں سکونت پذیر کرا دیا۔ سجاح بھی ان لوگوں کے ساتھ کوفہ آ گئی اور راسخ العقیدہ مسلمان ہو گئی۔

زبرقان اور اقرع ابوبکرؓ کے پاس آئے اور کہا کہ بحرین کا خراج آپ ہمیں لکھ دیں اور ہم اس بات کی ضمانت کرتے ہیں کہ ہماری قوم میں سے ایک بھی اسلام کو ترک نہیں کرے گا، ابوبکرؓ نے اُن کی درخواست مان لی اور اس کے لیے ایک تحریر بھی لکھ دی، طلحہ بن عبیداللہ نے اس معاملے کے لیے طرفین میں سفارت کی تھی۔ اس تصفیے پر کئی شخص گواہ بھی بنائے گئے اُن میں عمرؓ بھی تھے مگر جب باقاعدہ تحریر لکھی گئی اور گواہی کے لیے وہ عمرؓ کو دی گئی عمرؓ نے اس کے شرائط دیکھ کر اس پر گواہی ثبت نہیں کی اور کہا کہ میں ہرگز اس پر شاہد نہیں بنوں گا اور پھر اس تحریر کو انھوں نے پُرزے پُرزے کر دیا اور مٹا دیا۔ طلحہ کو اس پر غصہ آیا وہ ابوبکرؓ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ امیر ہیں یا عمرؓ، ابوبکرؓ نے کہا امیر تو عمرؓ ہی ہیں البتہ بیعت میری ہوئی ہے اس جواب سے طلحہ خاموش ہو گئے، زبرقان اور اقرع خالدؓ کے ساتھ ان کی تمام لڑائیوں میں شریک ہوئے یمامہ کی مشہور لڑائی میں بھی موجود تھے اس کے بعد اقرع جن کے ہمراہ شرجیل بھی تھے دُومہ چلے گئے،

بُطاح کا قصّہ

جب سجاح جزیرہ واپس چلی گئی، مالک بن نویرہ ڈرا اور اپنی حرکت پر اسے ندامت ہوئی

وہ متحیر تھا کہ اب کیا کرے، وکیع اور سماعہ کو بھی اپنے طرزِ عمل کی برائی کا احساس ہوا اور اب وہ پھر خلوص نیت کے ساتھ دائرۂ اسلام میں واپس آ گئے انھوں نے کوئی سرکشی نہیں کی زکوٰۃ کی رقم اپنے علاقے سے وصول کر کے اسے خالد کے پاس لے کر آئے، خالد نے پوچھا کہ تم نے ان مرتدین سے کیوں تعلقات قائم کیے انھوں نے کہا کہ بنی ضبّہ نے ہمارے ایک شخص کو مار ڈالا تھا اس کے خون کا بدلہ لینے کے لیے اس ہنگامے کو ہم نے مناسب موقع خیال کیا تھا اب بنی حنظلہ کے علاقے میں کوئی اور بات تو پریشان کن رہی نہ تھی البتہ مالک بن نویرہ اور جو لوگ بطاح میں اس کے پاس جمع ہو گئے تھے وہ باقی تھے کیونکہ مالک اب تک اپنے معاملے میں سخت متردد اور حیران تھا کہ کیا کرے اور کیا نہ کرے۔

قاسم اور عمرو بن شعیب سے مروی ہے کہ خالد نے کوچ کا ارادہ کیا وہ ظَفَر سے چلے، اسد، غطفان طے اور ہوازن کو وہ درست کر چکے تھے، اب وہ بطاح کے ارادے سے جو حَزَن سے ادُھر واقع ہے اور جہاں مالک بن نویرہ مقیم تھا روانہ ہوئے، مالک کی یہ کیفیت تھی کہ وہ اپنے معاملے میں سخت متردد تھا، مگر اس موقع پر انصار نے بھی خالد کے ساتھ پیشقدمی کرنے میں تردد کا اظہار کیا اور ان کا ساتھ چھوڑ کر پیچھے رہ گئے اور انھوں نے عذر میں یہ کہا کہ خلیفہ نے ہمیں اس کا حکم نہیں دیا تھا انھوں نے یہ ہدایت کی تھی کہ جب ہم بزاخہ سے فارغ ہو جائیں اور دشمن کے علاقوں کو مطیع کریں تو اُن کے دوسرے حکم تک وہیں قیام کریں۔ مگر خالد نے یہ کہا ممکن ہے کہ تم کو ایسا ہی حکم دیا گیا ہو مگر خلیفہ نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں آگے بڑھوں۔ تمام خبریں مجھے موصول ہوتی ہیں مجھے اس کے خلاف اب تک کوئی حکم نہیں موصول ہوا اور میں امیر ہوں جب تک مجھے اُن کا کوئی صریحی حکم اس کے خلاف نہ ملے اور میں دشمن کے زیر کرنے کا کوئی موقع پاؤں تو کیا اس کے لیے میں ان کو اطلاع دے کر حکم حاصل کروں اور اس طرح وہ موقع ہاتھ سے جاتا رہے، میں تو ہرگز ایسا نہیں کروں گا بلکہ جو موقع ہمدست ہو گا اس سے فائدہ اٹھاؤں گا۔ اسی طرح اگر ہم کسی مصیبت میں پھنس جائیں جس کے متعلق انھوں نے اپنے فرمان تقرری میں کوئی تصریح نہیں کی ہو تو اس موقع پر ہم کیا کریں گے، ہم جو بہتر صورت دیکھیں گے اس پر فوراً عمل کریں گے، اب مالک بن نویرہ ہمارے قریب موجود ہے میں تو بہر حال خود اور اپنے ہمراہی مہاجرین اور دوسرے مسلمانوں کے ساتھ اس کے مقابلے پر بڑھتا ہوں اور تم کو ساتھ آنے پر مجبور نہیں کرتا۔

یہ کہہ کر خالد آگے بڑھے اُن کے جانے کے بعد انصار کو اپنی مخالفت پر ندامت ہوئی اور اس کے متعلق وہ آپس میں سرگوشیاں کرنے لگے اور اپنے تئیں بُرا کہنے لگے انھوں نے کہا دیکھو اگر خالد کو کامیابی ہوئی اور اس میں بھلائی ہوئی تو ہم اس سے محروم ہو جائیں گے اور اگر وہ کسی مصیبت میں مبتلا ہو گئے تو سب مسلمانوں میں ہماری رسوائی ہو جائے گی اور وہ ہم سے اجتناب کرنے لگیں گے، ان اندیشوں کی وجہ سے اب تمام انصار بھی خالد کی معیت کے لیے بالکل آمادہ ہو گئے انھوں نے اپنے ایک قاصد کو خالد کے پاس دوڑایا تاکہ وہ اُن کو روکے، خالد انصار کے لیے رُک گئے اور جب وہ آ گئے تو اب وہ سب کو لے کر بطاح آئے مگر یہاں انھوں نے کسی کو نہیں پایا۔

خالد جب بطاح آئے انھوں نے وہاں کسی کو بھی نہیں پایا، البتہ انھوں نے دیکھا کہ مالک نے جب اسے اپنے معاملے میں تردد ہوا اپنے تمام پیرووں کو اُن کی جائدادوں کی دیکھ بھال کے لیے بھیج دیا اور اجتماع کی ممانعت کر دی۔ اس موقع پر اس نے اپنی جماعت سے کہا اے بنی یربوع جب ہمارے اُمراء نے ہمیں اسلام کی دعوت دی ہم نے ان کی بات نہ مانی اور دوسرے لوگوں کو بھی اسلام میں شرکت سے باز رکھا مگر اس فعل کا ہمیں کوئی فائدہ نہیں ہوا میں نے اس معاملے پر غور کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ اس کام کو بغیر سوچے سمجھے اور مصلحت بینی سے اختیار کیا گیا ہے اور نہ اس کی رہبری کے لیے لوگ ہیں ایسی حالت میں تم اس شورش سے علیحدگی اختیار کر لو، اپنے علاقوں کو چلے جاؤ اور اسلام میں داخل ہو جاؤ۔

مالک کے اس مشورے کی وجہ سے اس کے تمام ساتھی اپنی اپنی کھیتیوں کی خبر گیری کے لیے چلے گئے خود وہ اپنی فرودگاہ سے اپنے گھر چلا آیا۔

جب خالد بطاح آئے انھوں نے باغیوں کی تلاش کے لیے مختلف فوجی دستے مفصلات میں روانہ کیے اور اُن کو ہدایت کی کہ جہاں پہنچیں وہاں پہلے شعار اسلامی کی منادی کر دیں، جو اس کا جواب نہ دے اُسے گرفتار کر لائیں اور جو مقاومت کرے اسے قتل کر دیں۔

ابوبکرؓ نے اِن کو حکم دیا تھا کہ جب وہ کسی مقام پر پہنچیں اذاں دیں اور اقامت کہیں اگر اس مقام کے باشندے بھی اذاں اور اقامت کہیں تو اُن سے کوئی تعرض نہ کریں اور اگر وہ لوگ ایسا نہ کریں تو اُن پر فوراً حملہ کر کے سب کو جس طرح چاہیں بے دریغ قتل کر ڈالیں جلا دیں اور جو چاہے کریں۔ اور اگر وہ شعار اسلامی کا جواب دے دیں تو پھر اُن سے زکوٰۃ کا اقرار لیا جائے

اگر وہ مان لیں تو بہتر ہے ورنہ بغیر تنبیہ کے اچانک ان پر حملہ کر کے اُن کو غارت کر دیا جائے۔
انھیں دستوں میں سے ایک رسالے کا دستہ مالک بن نویرہ کو جس کے ساتھ بنی ثعلبہ بن یربوع کے چند اور آدمی عاصم، عبید، عرین اور جعفر تھے گرفتار کر کے خالد کے پاس لایا۔ اس دستے کے لوگوں میں جن میں ابو قتادہؓ بھی تھے اِن اسیروں کے متعلق اختلاف ہوگیا، ابو قتادہؓ وغیرہ نے اس بات کی شہادت دی کہ انھوں نے اذان دی اقامت کہی اور نماز پڑھی اِس اختلاف شہادت کی وجہ سے خالد نے ان کو قید کر دیا، اس رات اس قدر شدید سردی اور ہوا تھی کہ کوئی شے اس کی تاب نہیں لاتی تھی جب سردی اور بڑھنے لگی خالد نے منادی کو حکم دیا اس نے بلند آواز سے چلا کر کہا کہ اَدفئوا اسراکم (اپنے قیدیوں کو گرم کرو) بنی کنانہ کے محاورے میں اس لفظ کے معنے قتل کرنے کے تھے دوسروں کے محاورے میں جب اَدفہ کہیں تو قتل کے معنے سمجھے جاتے، سپاہیوں نے اس لفظ کا مفہوم مقامی محاورے کے اعتبار سے یہ سمجھ لیا کہ ان قیدیوں کے قتل کا حکم دیا گیا ہے انھوں نے ان سب کو قتل کر ڈالا، ضرار بن الازور نے مالک کو قتل کیا۔
خالدؓ کو جو شور و غل سنائی دیا وہ اپنے خیمے سے برآمد ہوئے مگر اس وقت تک سپاہی ان سب کا کام تمام کر چکے تھے اب کیا ہو سکتا تھا، خالد نے کہا اللہ جس کام کو کرنا چاہتا ہے وہ بہر حال ہوتا ہے اس سے پہلے بھی لوگوں کا ان کے بارے میں اختلاف تھا ابو قتادہ نے کہا یہ سب تمہارا کیا دھرا ہے خالد نے ابو قتادہ کو ڈانٹ دیا۔ وہ ناراض ہو کر ابو بکر کے پاس مدینے آگئے ابو بکر اُن پر برہم ہوئے کہ امیر کی اجازت کے بغیر کیوں آئے، عمرؓ نے ان کی سفارش کی مگر ابو بکرؓ نے کہا کہ جب تک یہ پھر اپنے امیر کے پاس واپس نہ جائیں میں معاف نہیں کروں گا ابو قتادہ خالد کے پاس چلے آئے اور پھر خالد کے ساتھ مدینے آئے، اسی زمانے میں خالد نے ام تمیم منہال کی لونڈی سے نکاح کیا تھا اور زمانہ طہر کو ختم کرنے کے لیے چھوڑ دیا تھا، کیونکہ عرب جنگ کے اثناء میں عورتوں سے مباشرت کو بُرا سمجھتے تھے اور جو ایسا کرتا اُسے طعنہ دیتے۔
عمرؓ نے ابو بکر سے کہا کہ خالد ایک مسلمان کے خون کے ذمے دار ہیں اور اگر یہ بات ثابت نہ ہو سکے تب بھی اس قدر تو ثابت ہے جس سے کہ ان کو قید کر دیا جائے اس معاملے میں عمرؓ نے بہت اصرار کیا مگر چونکہ ابو بکرؓ اپنے عمّال اور آدمیوں کو کبھی قید نہیں کیا کرتے تھے انھوں نے عمرؓ سے کہا کہ عمرؓ اب اس معاملے میں خاموشی اختیار کرو۔ خالد سے اجتہادی غلطی ہوئی ہے تم ان کے بارے اب ہرگز کچھ مت کہو، البتہ مالک کا خوں بہا ادا کرو، ابو بکرؓ نے خالد کو بلا بھیجا

وہ آئے اور انھوں نے اس واقعے کی پوری تفصیل بیان کی اور معذرت چاہی ابوبکرؓ نے اُن کی معذرت قبول کی البتہ جنگ کے اثنا میں ان کے نکاح کو بُرا سمجھا اور ان کو اس بات پر ڈانٹا کیونکہ عرب اس فعل کو مذموم سمجھتے تھے۔

عروہ اپنے باپ سے مروی ہے کہ اس موقع پر جہم کے بعض لوگوں نے تو شہادت دی کہ جب ہم نے اذاں دی، اقامت کہی اور نماز پڑھی ان لوگوں نے بھی ایسا ہی کیا مگر دوسروں نے کہا کہ نہیں ایسا کچھ نہیں ہوا اس وجہ سے وہ سب قتل کر دیئے گئے، مالک کا بھائی متمم بن نویرہ ابوبکر کے پاس اپنے بھائی کا قصاص لینے آیا اور اس نے درخواست کی کہ ہمارے قیدی رہا کر دیے جائیں، ابوبکرؓ نے قیدیوں کی رہائی کے لیے اس کی درخواست قبول کر لی اور حکم لکھ دیا، عمرؓ نے خالد کے متعلق ابوبکرؓ سے سخت اصرار کیا کہ اُن کو برطرف کر دیا جائے اور کہا کہ ان کی تلوار میں بے گناہ مسلمان کا خون ہے مگر ابوبکرؓ نے کہا عمر یہ نہیں ہو سکتا میں اس تلوار کو جسے اللہ نے کفار کے لیے نیام سے برآمد کیا ہے پھر نیام میں نہیں رکھوں گا۔

سوید سے مروی ہے کہ مالک بن نویرہ کے بہت ہی گھنے بال تھے، سپاہیوں نے ان کے سروں کو جوڑ کر اُن پر دیگیں رکھ دی تھیں، مالک بن نویرہ اور جس قدر مقتول تھے آگ نے ان کے چہروں کو جھلس دیا تھا البتہ بالوں کی کثرت کی وجہ سے مالک کا چہرہ جھلسنے سے محفوظ رہا متمم نے ابوبکر کو خدا کا واسطہ دیا اور کہا کہ وہ بالکل بھوکے تھے، عمرؓ نے ان کو جب وہ رسول اللہ صلعم کے پاس آئے تھے دیکھا تھا انھوں نے متمم سے پوچھا کیا جو کچھ تم نے بیان کیا ہے ایسا ہی واقعہ ہوا، انھوں نے کہا بے شک جو کچھ میں کہہ رہا ہوں ایسا ہی ہوا۔

عبدالرحمانؓ بن ابی بکر الصدیق سے مروی ہے کہ ابوبکر نے اپنی فوجوں کو یہ ہدایات دی تھیں کہ جب تم کسی بستی میں جاؤ اور وہاں نماز کے لیے اذاں سنو خاموش رہنا اور پھر ان سے دریافت کرنا کہ انھوں نے کیوں سرکشی اختیار کی ہے اور اگر اذاں سُنائی نہ دے تو فوراً غارتگری کر کے وہاں کے باشندوں کو قتل کر دینا اور جلا دینا۔ بنی سلمہ کے ابوقتادہ حارث بن ربعی نے مالک کے مسلمان ہونے کی شہادت دی تھی اور ان کے قتل کے بعد انھوں نے عہد کیا کہ اب وہ آئندہ کبھی خالد کے ہمراہ کسی جنگ میں شریک نہ ہوں گے اور وہ بیان کرتے تھے کہ جب خالد کی فوج نے مالک کے قبیلے پر یورش کی تو رات کی وجہ سے وہ حملہ آوروں سے خائف ہوئے اور انھوں نے اسلحہ سنبھالے ہم نے اُن سے کہا کہ ہم مسلمان ہیں انھوں نے کہا کہ ہم بھی مسلمان ہیں

ہم نے پوچھا پھر ان ہتیاروں کا کیا مطلب ہے انھوں نے کہا اور تمھارے ہتیاروں کا کیا مطلب ہے، ہم نے کہا اچھا اگر جیسا تم کہتے ہو یہ ہی ہے تو ہتیار رکھ دو، انھوں نے ہتیار رکھ دیئے ہم نے نماز پڑھی انھوں نے نماز پڑھی، خالد مالک کے قتل کے متلق یہ عذر پیش کرتے تھے کہ اس نے بار بار یہ بات کہی" میں سمجھتا ہوں کہ تمھارے صاحب نے یہ اور یہ کہا ہو گا" خالد نے کہا کیا تم ان کو اپنا صاحب نہیں سمجھتے اور پھر آگے بڑھا کر ان کی اور ان کے ساتھیوں کی گردن مار دی۔ عمرؓ کو اس واقعے کی اطلاع ہوئی انھوں نے ابوبکرؓ سے ان کی شکایت کی اور پیہم اصرار سے کہا کہ دیکھئے دشمن خدا خالد نے ایک مسلمان کو قتل کر دیا اور پھر اس کی بیوی پر کود پڑا خالد اس مہم سے پلٹ کر مدینہ آئے مسجد نبوی میں آئے وہ ایک زنگ آلود قبا پہنے تھے اور عمامہ باندھے تھے جس میں متعدد تیر بے ہوئے کھبے تھے، جب مسجد میں آئے عمر نے بڑھکر تیروں کو ان کے سر سے کھینچ کر ان کو توڑ ڈالا اور کہا کہ محض دکھانے کے لیے اس ہیئت سے آئے ہو، تم نے ایک مسلمان کو قتل کر دیا اور پھر اس کی بیوی پر قبضہ کر لیا بخدا میں تم کو سنگسار کروں گا، خالد نے اس وقت ایک لفظ زبان سے نہیں کہا کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ ابوبکر کا بھی یہ ہی خیال ہے، وہ ابوبکر کے پاس سیدھے چلے آئے اور سارا واقعہ سُنایا اور معذرت چاہی اِس اعتراف پر ابوبکر نے ان کو معاف کر دیا، ان کی خوشنودی حاصل کر کے وہ اُٹھ آئے، عمرؓ مسجد میں بیٹھے تھے خالد نے کہا اے ام شملہ کے بیٹے اب آؤ کیا کہتے ہو، عمرؓ تاڑ گئے کہ ابوبکر ان سے راضی ہو گئے ہیں وہ چپکے سے اُٹھ کر اپنے گھر چلے گئے اور خالد کو کوئی جواب نہیں دیا۔ عبد بن ازور الاسدی نے مالک کو قتل کیا تھا مگر کلبی کہتے ہیں ضرار بن الازور نے ان کو قتل کیا تھا۔

مسیلمۃ الکذاب اور اُس کی قوم اہل یمامہ کے بقیہ واقعات

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ نے عکرمہ بن ابی جہل کو مسیلمہ کے مقابلے پر بھیجا ان کے پیچھے شرحبیل کو روانہ کیا عکرمہ شرحبیل سے پہلے مسیلمہ کے مقابلے پر جا پہنچے تا کہ کامیابی کا سہرا ان کے سر رہے انھوں نے جاتے ہی مسیلمہ سے جنگ کی مگر اس نے ان کو شکست دی، اس واقعے کی اطلاع جب شرحبیل کو ملی وہ اثنائے راہ میں ٹھہر گئے، عکرمہ نے اپنی سرگذشت

ابوبکر کو لکھی ابوبکر نے ان کو ڈانٹ کر لکھا کہ نہ تم مجھے اس حالت میں اپنی صورت دکھاؤ اور نہ مدینہ واپس آؤ جس سے لوگوں میں بد دلی پیدا ہو تم سیدھے حذیفہ اور عرفجہ کے پاس چلے جاؤ اور ان کے ساتھ ہو کر اہل عمان اور مہرہ سے لڑو اور اگر تمھارے پہنچنے سے پہلے وہ دونوں جنگ میں مصروف ہو گئے ہوں تو تم اپنی فوج کے ہمراہ بڑھتے چلے جانا اثنائے راہ میں جہاں تمھارا گذر ہو وہاں کے باشندوں کو اسلام کے لیے ٹھیک کرتے جانا یہاں تک کہ تم اور مہاجر بن ابی اُمیّہ یمن اور حضرموت میں مل جاؤ، ابوبکر نے شرحبیل کو لکھا کہ تم میرے دوسرے حکم تک اپنی جگہ مقیم رہو پھر انھوں نے خالد کو یمامہ روانہ کرنے سے کچھ ہی دن پہلے شرحبیل کو لکھا کہ جب خالد تمھارے پاس آئیں اور تم دونوں اللہ کے حکم سے اپنے کام سے فارغ ہو جاؤ تو تم قضاعہ کے مقابلے پر جانا تاکہ وہاں تم اور عمرو بن العاص منکرین اور مخالفین کی سرکوبی کے لیے یکجا اور تیار رہو، خالد جب بطاح سے ابوبکر کے پاس آئے اور اُن کے عرض حال اور معذرت خواہی کے بعد وہ اُن سے راضی ہو گئے ابوبکر نے اُن کو مسیلمہ کے مقابلے پر بھیجا ایک بڑی جماعت ان کے ساتھ کی اس فوج میں جو انصار تھے ثابت بن قیس اور براء بن فلان ان کے سردار تھے، ابوحذیفہ اور زید مہاجرین کے سردار تھے اسی طرح جتنے قبائل تھے اُن میں ہر قبیلے کا علٰحدہ علٰحدہ سردار تھا، خالد اس فوج سے پہلے مدینے سے چلکر بطاح میں اپنی سابقہ جمیعت کے پاس چلے آئے اور یہاں امدادی مہم کا انتظار کرنے لگے جب وہ آگئی تو اس کے ساتھ یمامہ آئے ان کے مقابلے پر بنی حنیفہ کی تعداد اس روز بہت زیادہ تھی،

منقول ہے کہ بنی حنیفہ میں اس وقت چالیس ہزار صرف جنگجو تھے، خالد بڑھتے ہوئے ان کے قریب پہنچے انھوں نے اپنے رسالے کو عقہ، ہذیل اور زیاد کے مقابلے پر جو اس زر خراج کی وجہ سے جسے مسیلمہ نے سجاح کے لیے وصول کر کے ان کو دیا تھا وہاں مقیم تھے تاکہ اسے سجاح کے پاس پہنچا دیں، بھیجا۔ نیز خالد نے تمیم کے بعض قبائل کو اُن کے بارے میں لکھا انھوں نے ان کا تعاقب کر کے ان کو جزیرۃ العرب سے باہر کر دیا۔ اس موقع پر شرحبیل نے بھی وہی عجلت کی جو عکرمہ کر چکے تھے اور خالد کے آنے سے پہلے وہ مسیلمہ سے لڑ پڑے اور شکست کھائی اور پیچھے ہٹ آئے جب خالد اُن کے پاس آئے انھوں نے شرحبیل کو ڈانٹا کہ تم نے یہ کیا کیا خالد نے اسی اندیشے سے کہ چونکہ وہ اب یمامہ کی سرحد میں داخل ہو چکے ہیں ان رسالے کے دستوں کے متعلق یہ اعتماد کیا تھا کہ وہ ان کے عقب سے دشمن کو اُن پر یورش نہ کرنے دیں گے مگر انھوں نے

خود لڑائی کی ابتدا کر کے نقصان اٹھایا۔

جابر بن فلاں سے مروی ہے کہ ابوبکر نے سلیط کو خالد کے لیے بطور کمک کے روانہ کیا تاکہ وہ ان کے عقب کی حفاظت کریں، یہ مدینے سے چلکر جب خالد کے قریب پہنچے تو انھوں نے دیکھا کہ رسالے کے جو دستے مختلف اوقات میں ان علاقوں میں گرداوری کے لیے بھیجے گئے تھے وہ منتشر اور فرار ہو چکے ہیں حالانکہ یہ کمک ان کے قریب ہی تھی مگر لاعلمی میں ایسا ہوا، ابوبکر کہا کرتے تھے کہ میں نہیں چاہتا کہ اہل بدر میں سے کسی سے سرکاری کام لوں کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ وہ اطمینان سے اللہ کی عبادت میں مصروف ہوں اور اس طرح اپنے بہترین اعمال لے کر اس کی جناب میں باریاب ہوں کیونکہ ان ایسے مقدس اور قوموں کے دوسرے نیک افراد کی برکت سے اللہ تعالیٰ بہت سے مصائب سے محفوظ رکھتا ہے اور نعمتیں نازل فرماتا ہے بجائے اس کے کہ ان لوگوں سے عملی مدد لی جائے مگر عمر کا خیال اس کے برعکس تھا اور وہ کہتے تھے کہ میں ان لوگوں کو ضرور امور سلطنت میں شریک کروں گا اور ان کو میرا ہاتھ بٹانا پڑے گا۔

اثال الحنفی سے جو ثمامہ بن اثال کے ساتھ ان معرکوں میں موجود تھا مروی ہے کہ مسیلمہ کی یہ کوشش تھی کہ وہ ہر شخص کو خوشامد اور دلداری سے اپنا بنالے اس کو کچھ اس کی پروا نہ تھی کہ لوگ اس کی برائیوں سے آگاہ ہو جائیں۔ اس کے ہمراہ نہار الرحال بن عنفوہ بھی تھا۔ یہ مہاجرین میں سے تھا اس نے کلام پاک پڑھا اور امور شرعیہ میں دستگاہ حاصل کی تھی رسول اللہ صلعم نے اسے اہل یمامہ کا معلم مقرر فرمایا تھا کہ یہ مسیلمہ کے دعوے کی تردید کرے اور اس لیے مسلمانوں کے لیے باعث تقویت ہو مگر یہ مرتد ہو کر مسیلمہ کے ساتھ ہو گیا، بنی حنیفہ پر اس کے ارتداد کا مسیلمہ کے دعوئے نبوت سے کہیں زیادہ بُرا اثر پڑا اس نے مسیلمہ کے لیے اس بات کی شہادت دی کہ میں نے محمد صلعم کو بیان کرتے سُنا ہے کہ مسیلمہ کو میرے ساتھ نبوت میں شریک کر دیا گیا ہے، اس کی اس شہادت کو سب نے تسلیم کیا اس کی اطاعت قبول کی اور اس سے کہا کہ تم نبی صلعم سے مراسلت کرو اگر وہ تمھاری بات نہ مانیں تو ہم پھر ان کے مقابلے پر تمھاری اعانت کریں گے۔

اس نہار الرحال بن عنفوہ کا ان پر اس قدر اثر تھا کہ جو بات وہ کہتا بنی حنیفہ اُسے مان لیتے اور اس کی اتباع کرتے اور ہر بات تصفیے کے لیے اس کے پاس پیش کرتے یہ ظاہر طور پر اذاں میں رسول اللہ صلعم کی رسالت کی شہادت دیتا تھا اور ان کا نام پکارا جاتا تھا،

عبدالرحمان بن النواحہ اس کا موذن تھا اور مجیر بن عمیر نماز کی اقامت کیا کرتا تھا اور مسیلمہ کی نبوت کی شہادت دیتا تھا جب شہادت کے الفاظ کے ادا کرنے کا موقع آتا تو مسیلمہ مجیر کو حکم دیا کہ بلند آواز سے اعلان کرو وہ زیادہ بلند آواز سے مسیلمہ اور نہار کی تصدیق میں کلمات شہادت کہتا اور مسلمانوں کو گمراہ بناتا، اس طرح رفتہ رفتہ نہار کا اثر بنی حنیفہ میں بہت زیادہ ہوگیا' اس نے یمامہ میں حرم بھی متعین کیا اس سے لوگوں کو روک دیا اور اس کا احترام کرنے پر مجبور کیا اس طرح وہ حرم قرار پایا۔ اس حرم میں احالیف کے جو بنی اسید کی شاخ تھے اور جن کا وطن یمامہ تھا چند دیہات آگئے اور یہ بھی حرم میں داخل ہو گئے احالیف میں قبائل نمارہ۔ نمر، حارث اور بنی جروہ تھے اب انھوں نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ جب ان کے علاقے میں خشک سالی ہوتی وہ اہل یمامہ کی پیداوار کو لوٹ کر حرم میں آکر چھپ جاتے اور اگر اہل یمامہ کو ان کی غارتگری کی پہلے سے اطلاع مل جاتی اور وہ ان کا کامیاب مقابلہ کر کے ان کا تعاقب کرتے تو یہ لوگ حرم میں چلے آتے اور ان کا تعاقب کرنے والے حرم کی حرمت کی وجہ سے اس کی سرحد کے اندر قدم نہ رکھتے اور اگر یہ لوگ بے خبری میں اُن پر غارتگری کرتے اور ان کی پیداوار لوٹ لے جاتے تو فھوالمراد اس قسم کی حرکتیں جب کثرت سے ہوئیں اہل یمامہ نے اُن کے خلاف باقاعدہ چارہ جوئی کی' مسیلمہ نے کہا اچھا میں تمھارے اور اُن کے بارے میں آسمان سے وحی کے آنے کا انتظار کرتا ہوں اس کے بعد فیصلہ کروں گا پھر اس نے الہامی انداز میں اُن سے کہا'' قسم ہے اچانک پھیل جانے والی رات کی' سیاہ بھیڑیے اور سر بریدہ کھجور کے درخت کی اُسید نے قانون حرم کی خلاف ورزی نہیں کی'' احالیف نے کہا جناب والا کیا حرم میں غارتگری کرنا اور زراعت کو برباد کر دینا حرام نہیں ہے اس فیصلے کے بعد بنی اسید نے پھر غارتگری کی اور احالیف دوبارہ فریاد کے لیے آئے مسیلمہ نے کہا میں وحی کا منتظر ہوں اور پھر اُس نے کہا' قسم ہے سیاہ رات اور نڈر بھیڑیے کی اُسید نے تر اور خشک کی زراعت کو برباد نہیں کیا'' احالیف نے کہا جناب والا کیا نخلستان بار آور نہ تھے جن کو انھوں نے قطع کیا ہے اور کھیتیاں تیار نہ تھیں جن کو انھوں نے برباد کر دیا۔ مسیلمہ نے کہا خاموش واپس جاؤ تمھارا کوئی حق نہیں ہے۔

اسی طرح مسیلمہ اپنے پیرووں کے سامنے بنی تمیم کے متعلق یہ الہام پڑھا کرتا تھا' بنی تمیم پاک جوانمرد ہیں اُن میں کوئی برائی یا قابل نہیں ہے' ہم اپنی زندگی بھر اُن کی لغزشوں کو احسان کر کے در گذر کرتے رہیں گے' ہر شخص کے مقابلے میں اُن کی حفاظت کریں گے اور جب ہم مرجائیں تو

پھر اُن کا سا ملہ اللہ رحمان سے ہے" اسی طرح وہ یہ الہام پڑھا کرتا تھا" قسم ہے بکری اور اس کے رنگوں کی اور سب سے تعجب انگیز اس کا سیاہ رنگ اور اس کا دودھ ہے سیاہ بکری سفید دودھ کس قدر عجیب بات ہے، دودھ میں پانی ملانا حرام کر دیا گیا ہے پھر کیوں تم کو شرم نہیں آتی"۔ ایک اور الہام یہ ہے" اے مینڈک کی مینڈک کی بیٹی تو کس قدر صاف پاک ہے، تیرا بالائی حصہ پانی میں رہتا ہے اور زیریں مٹی کیچڑ میں تو نہ پانی پینے والے کو روکتی ہے اور نہ پانی کو مکدر کرتی ہے" ایک دوسرا الہام ہے قسم ہے کھیت میں بیج ڈالنے والوں، فصل درو کرنے والوں، دانہ نکالنے والوں، پھر چکی میں آٹا پیسنے والوں، روٹی پکانے والوں اُن کو چُور کر ملیدہ بنانے والوں اور پھر لقمے بنا کر کھانے والوں کی جو چربی اور مکھن سے کھاتے ہیں، اے ساکنان بادیہ تم کو فضیلت دی گئی ہے اور شہری تم سے کسی بات میں آگے نہیں ہیں، اپنے علاقے کی مدافعت کرو غریب کو پناہ دو اور بدمعاش کو اپنے یہاں سے نکال دو۔

ایک مرتبہ بنی حنیفہ کی ایک عورت اُم الہیثم مسیلمہ کے پاس آئی اور اس نے کہا کہ ہمارے نخلستانوں میں اب پھل نہیں آتے اور ہمارے کنووں میں بہت کم پانی رہ گیا ہے تم ہمارے نخلستانوں اور کنووں کی شادابی کے لیے دعا کرو جس طرح محمد نے اہل ہزمان کے لیے دعا کی تھی۔ مسیلمہ نے نہار سے پوچھا اس کا کیا واقعہ ہے، نہار نے کہا کہ ایک مرتبہ اہل ہزمان نے محمد صلعم سے آکر شکایت کی کہ ہمارے کنووں میں پانی بہت کم رہ گیا ہے اور نخلستان بارآور نہیں رہے، محمد نے اُن کے لیے دعا کی اُن کے کنووں میں اس قدر پانی آیا کہ وہ اُبل پڑے اور نخلستان اس قدر بارآور ہوئے کہ پھل کے بوجھ سے ان کی شاخیں اس طرح زمین سے لگ گئیں کہ پھر وہ خود درخت کی جڑیں ہو گئیں اور ان کو قطع کرنا پڑا پھر وہ نہایت بلند سیدھی اور سرسبز ہو گئیں مسیلمہ نے اس سے پوچھا کہ کنووں کے ساتھ انھوں نے کیا ترکیب کی تھی۔ نہار نے کہا کہ محمد نے پانی کا ایک ڈول منگوایا، پھر اہل ہزمان کے لیے دعا کی اس کے بعد اس میں سے تھوڑا سا پانی منہ میں لے کر غرارہ کیا اور پھر اس کی کلی اس ڈول میں کر دی، اسے لے کر وہ لوگ اپنے کنووں کے پاس آئے اور اس ڈول میں سے پانی لے کر سب کنووں میں ڈال دیا پھر انھوں نے ان کنووں سے اپنے نخلستانوں کو پانی دیا جس کا اثر وہ ہوا جو میں بیان کر چکا ہوں، اور پھر بھی کنووں کا پانی ذرا سا بھی کم نہیں ہوا۔

مسیلمہ نے پانی کا ایک ڈول منگوایا، دعا مانگی اس سے ایک چلو پانی منہ میں لے کر

اس ڈول میں کلی کر دی اُس پانی کو اُن لوگوں نے لے جا کر اپنے کنوؤں میں ڈال دیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کنوؤں کا پانی اور بھی کم ہو گیا اور ان کے نخلستان خشک ہو گئے مگر یہ بات مسیلمہ کے قتل کے بعد اُن پر ظاہر ہوئی۔

ایک مرتبہ نہار نے اس سے کہا کہ تم بنی حنیفہ کے نوزائیدہ بچوں کو برکت دیا کرو، اُس نے پوچھا یہ کس طرح کیا جائے' نہار نے کہا اہل حجاز کا یہ دستور تھا کہ جب اُن کے یہاں کوئی بچہ پیدا ہوتا تھا وہ اسے دعائے برکت کے لیے محمد صلعم کے پاس لاتے تھے وہ اُس کی تھوڑی اور سر پر ہاتھ پھیرتے تھے مسیلمہ کے پاس بھی جو بچہ لایا جاتا وہ اس کے ساتھ یہی عمل کرتا مگر جس بچے کی تھوڑی یا سر پر اس نے ہاتھ پھیرا وہ مسخ ہو گیا اور اس کی زبان میں لکنت پیدا ہو گئی' یہ بات اس کے پیروؤں کو اس کے قتل کے بعد معلوم ہوئی۔

مسیلمہ کے مصاحبوں نے اس سے کہا کہ محمد صلعم کی طرح تم بھی اپنے پیروؤں کے باغوں میں چلو اور نماز پڑھو' مسیلمہ یمامہ کے ایک باغ میں آیا اس نے وضو کیا نہار نے باغباں سے کہا کہ تم رحمان کا وضو لے کر اس سے اپنے باغ کو سیراب کیوں نہیں کر لیتے اس سے تمام باغ سیراب اور شاداب ہو جائے گا جیسا کہ اس سے پہلے بنی حنیفہ کے بنی مہریہ کر چکے ہیں اس کا واقعہ یہ ہوا تھا کہ بنی مہریہ کا ایک شخص رسول اللہ صلعم کے پاس آیا اور آپ کے وضو کا پانی وہ اپنے ساتھ یمامہ لے کر آیا اور اس پانی کو اُس نے اپنے کنوئیں میں ڈال دیا اس کی برکت سے اس کنوئیں کا پانی بڑھ گیا اور اس کی زمین جو پانی کی کمی کی وجہ سے خشک ہوتی جا رہی تھی اب اس وضو کے پانی کی برکت سے جب اُسے کنوئیں سے سیراب کیا گیا تو وہ شاداب اور سیر حاصل ہو گئی اور ہر زمانے میں اُس کی زمین زراعت سے سرسبز اور آباد پائی گئی' نہار کے کہنے سے باغ والے نے مسیلمہ کے وضو کے پانی سے اپنے باغ کو سیراب کیا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ بالکل خشک اور بنجر ہو گئی کہ اب اس میں چارہ بھی پیدا نہیں ہوتا تھا۔

ایک اور شخص مسیلمہ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ میری زمین شور ہو گئی ہے آپ اس کے لیے دعا کیجیے جیسا کہ محمد نے سلمی کی زمین کے لیے دعا کی تھی۔ مسیلمہ نے کہا نہار یہ کیا کہہ رہا ہے اور کیا واقعہ ہوا ہے اس نے کہا' ایک مرتبہ ایک سلمی جس کی زمین شور ہو گئی تھی محمد کے پاس آیا محمد نے اس کے لئے دعا کی اور پانی کے ایک ڈول میں کلی کر کے وہ اُسے دیدیا' اس نے اس ڈول کو اپنے کنوئیں میں ڈال کر اسے نکال لیا اس سے وہ زمین پھر سرسبز

اور قابل کاشت ہوگئی، یہ واقعہ سن کر مسیلمہ نے بھی یہی کیا اور جو شخص اس کے پاس دعا کے لیے آیا تھا اس نے وہ ڈول لے جا کر اپنے کنویں میں ڈالا مگر اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کی زمین میں اور زیادہ تری بڑھ گئی جس کی وجہ سے نہ وہ خشک ہوسکی اور نہ بار آور۔

ایک مرتبہ ایک عورت مسیلمہ کے پاس آئی اور اُسے دعا کے لیے اپنے نخلستان لے گئی، مسیلمہ نے اُن کے لیے دُعا کی، جنگ عقربا کے دن اس کے نخلستان کے تمام خوشے خشک ہو کر جھڑ گئے، یہ بات اگرچہ اس کے پیروں پر ظاہر ہوچکی تھی مگر بدبختی نے اُن پر ایسا غلبہ کیا تھا کہ پھر بھی وہ راہ راست پر نہ آئے۔

عمیر بن طلحہ النمری اپنے باپ کا واقعہ بیان کرتا ہے کہ وہ یمامہ آیا، اُس نے پوچھا مسیلمہ کہاں ہے لوگوں نے کہا زبان بند کرو رسول اللہ کہو اس نے کہا جب تک میں اس سے ملاقات نہ کرلوں میں اسے رسول اللہ نہیں کہوں گا، اب وہ اس کے پاس آیا، اور پوچھا تم مسیلمہ ہو اس نے کہا ہاں میرے باپ نے پوچھا تمھارے پاس کون آتا ہے اس نے کہا رحمان، میرے باپ نے پوچھا کیا وہ روشنی میں آتا ہے یا ظلمت میں اس نے کہا ظلمت میں، میرے باپ نے کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ تم جھوٹے ہو اور محمدؐ صادق ہیں مگر ربعہ کے کذاب کو میں مضر کے صادق پر ترجیح دیتا ہوں، یہ مسیلمہ کے ساتھ عقربا کی جنگ میں مارا گیا،

جب مسیلمہ کو معلوم ہوا کہ خالد قریب آگئے ہیں اس نے عقربا میں اپنا پڑاؤ ڈالا اپنے تمام لوگوں کو مدد کے لیے بلایا اور لوگ آنے لگے، اسی اثنا میں مجاعہ بن مرارہ ایک جمعیت کے ساتھ برآمد ہوا تا کہ بنی عامر اور بنی تمیم سے اپنا انتقام لے جس کے فوت ہو جانے کا اُسے اندیشہ تھا اور اب ان لوگوں کے اس ہنگامے میں مشغول ہونے کی وجہ سے اُس انتقام کے اس وقت لینے کی اُسے ترغیب پیدا ہوئی خولہ بنت جعفر کو بنی عامر نے اپنے یہاں روک لیا تھا، مجاعہ نے اُسے اُن کے ہاتھ سے زبردستی چھڑا لیا اور بنی تمیم نے اس کے کچھ اونٹ پکڑ لیے تھے۔

خالد، شرحبیل بن حسنہ کے سامنے آئے اور انھوں نے شرحبیل کو آگے بڑھنے کا حکم دیا، خالد نے اپنے مقدمۃ الجیش پر خالد بن فلان المخزومی کو امیر مقرر کیا اور اپنے میمنہ اور میسرہ پر زید اور ابو حذیفہ کو امیر مقرر کیا مسیلمہ نے اپنے میمنہ اور میسرہ پر محکم اور رجال کو امیر مقرر کیا، خالد بڑھے، شرحبیل اُن کے ساتھ تھے جب یہ مسیلمہ کے پڑاؤ سے ایک رات کے فاصلے پر

رہ گئے، جُبیلہ پر رات کو ایک جماعت جس کی تعداد کم از کم چالیس اور زیادہ سے زیادہ ساٹھ بیان کیگئی ہے شب گذار نے کے لیے آئی، یہ مجاعہ اور اس کے ہمراہی تھے جو بنی عامر کے علاقے پر غارتگری کر کے اور خولہ بنت جعفر کو ان کے ہاتھ سے چھڑا کر ساتھ لیے ہوئے واپس آئے تھے اور یہاں نیند کے غلبے سے مجبور ہو کر یمامہ کے اہل دریے سے دورسے شب باش تھے خالد کی فوج نے اُن کو سوتے ہوئے جالیا۔ گھوڑوں کی باگیں اُن کے ہاتھوں میں تھیں جن کو انھوں نے اپنے گالوں کے نیچے رکھ چھوڑا تھا ان کو اس فوج کے قریب آجانے کا علم نہ ہو سکا تھا خالد کی فوج نے اُن کو بیدار کیا اور پوچھا کون ہو انھوں نے کہا یہ مجاعہ ہے اور یہ حنیفہ ہے پھر انھوں نے پوچھا اللہ تمھارا بھلا نہ کرے تم بتاؤ تم کون ہو، اس کا خالد کی فوج نے کچھ جواب نہیں دیا اور ان کو حراست میں لے لیا اور خالد کے وہاں آنے تک اُن کو روک رکھا، جب خالد آئے اُن کی فوج والوں نے اس جماعت کو ان کے پاس پیش کیا، خالد نے پہلے تو خیال کیا کہ یہ لوگ اُن کے استقبال کے لیے آئے ہیں تاکہ ان کی گرفت سے بچ جائیں، اس خیال سے انھوں نے پوچھا کہ تم کو ہماری خبر کب ہوئی، ان لوگوں نے کہا کہ ہمیں آپ کی تو کوئی اطلاع نہ تھی ہم تو یہ اپنے پاس والے بنی عامر اور بنی تمیم سے اپنا انتقام لینے آئے تھے، یہ جواب لاعلمی میں وہ دے گئے اگر خالد کے سوال کو سمجھ جاتے تو ایسا نہ کہتے بلکہ کہتے کہ آپ کی خبر سُن کر ہم خود آپ کے استقبال کے لیے آئے ہیں، خالد نے اُن کے جواب کی وجہ سے اُن سب کے قتل کا حکم دے دیا، مجاعہ بن مرارہ کے علاوہ اور سب نے قتل ہونے پر آمادگی ظاہر کی البتہ مجاعہ کے متعلق اُس کے ساتھیوں نے خالد سے کہا کہ تم کل جو بھلائی یا برائی کا سلوک اہل یمامہ کے ساتھ کرنا چاہتے ہو اپنے مفاد کی خاطر مجاعہ کو زندہ چھوڑ دو، خالد نے اور سب کو قتل کر دیا اور مجاعہ کو یرغمال کے طور پر اپنے پاس قید کر لیا۔

ابوہریرہ سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ نے رجال کو بُلایا، وہ اُن کے پاس آیا ابوبکرؓ نے اُسے ہدایات دے کر اہل یمامہ کے پاس بھیجدیا، چونکہ ابوبکر کی دعوت پر وہ ان کے پاس چلا آیا تھا اس لیے وہ یہ سمجھتے رہے کہ وہ سچا مومن ہے، حالانکہ ایک مرتبہ کا یہ واقعہ ہے کہ میں ایک جماعت کے ساتھ جس میں رجال بن عنفوہ بھی تھا رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر تھے، آپ نے فرمایا کہ تم میں ایک ایسا شخص ہے کہ جس کا دانت جو اُحد سے بڑا ہے

دوزخ میں جل رہا ہے، اس صحبت کے اور سب تو مر گئے تھے میں اور رحال زندہ تھے
میں رسول اللہ صلعم کی اس وعید سے خائف تھا کہ رحال نے مسیلمہ کے ساتھ خروج کیا اور
اس کی نبوت کی شہادت دی اب اسلام کے لیے مسیلمہ سے بڑھکر رحال کے مرتد ہونے سے
نقصان کا اندیشہ تھا، ابوبکر نے خالد کو ان کے مقابلے پر بھیجا، یہ جب یمامہ کی گھاٹی پہنچے،
مجاعہ بن مرارہ بنی حنیفہ کے سردار سے جو اپنی قوم کی ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ جن کی
تعداد تیئیس ۲۳ بیان کی جاتی ہے جس میں شہ سوار اور شتر سوار دونوں تھے اور جو بنی عامر سے
اپنے ایک خون کا بدلہ لینے اس ہنگامے میں نکلا تھا آمنا سامنا ہو گیا یہ ایک مقام پر شب باش
تھے وہیں خالد نے اُن کو آلیا اور پوچھا کہ ہمارے آنے کی خبر تم کو کب ہوئی انھوں نے کہا کہ
ہمیں آپ کی آمد کی تو اطلاع نہیں تھی ہم تو بنی عامر سے اپنا انتقام لینے نکلے تھے، اس جواب پر
خالد نے ان کے قتل کا حکم دے دیا ان کو قتل کر دیا گیا، البتہ مجاعہ کو خالد نے زندہ چھوڑ دیا
یہاں سے خالد یمامہ چلے اُن کے آنے کی خبر پاکر مسیلمہ اور بنی حنیفہ بھی مقابلے کے لیے نکلے
اور عقرباء میں آکر فروکش ہوئے اسی مقام پر جو یمامہ کی سرحد پر یمامہ کی کھیتوں اور سرسبز علاقے
کے سامنے واقع تھا خالد نے اُن پر یورش کی شرحبیل بن مسیلمہ نے بنی حنیفہ سے کہا کہ بس آج ہی
کا دن حمیت دکھانے کا ہے اگر آج تم نے شکست کھائی تو تمھاری عورتیں لونڈیاں بنالی جائیں گی
اور بغیر نکاح کے اُن سے تمتع کیا جائے گا لہٰذا آج تم اپنی عزت و آبرو کی حفاظت کے لیے
پوری جوانمردی دکھاؤ اور اپنی عورتوں کی مدافعت کرو اب عقرباء میں جنگ شروع ہوئی۔

مہاجرین صحابہ کے سردار اس جنگ میں سالم مولیٰ ابی حذیفہ تھے، مہاجرین نے اُن سے
کہا ہمیں آپ کی جانب سے اپنے لیے اندیشہ معلوم ہوتا ہے انھوں نے کہا اگر میں بزدلی کھاؤں
تو میں قرآن کا بُرا حال ہوں گا یہ کیسے ہوسکتا ہے، انصار کے سردار ثابت بن قیس بن شماس
تھے دوسرے قبائل عرب اپنے اپنے سرداروں کے ماتحت تھے، مجاعہ ام تمیم کے ساتھ اس کی
قناۃ میں اسیری کی حالت میں موجود تھا، جنگ شروع ہوئی مسلمان لپسپا ہوئے اور بنی حنیفہ کے
بعض لوگ ام تمیم کے خیمے میں در آئے، چاہتے تھے کہ اسے قتل کر دیں مگر مجاعہ نے اسے بچایا
اور حملہ آوروں سے کہا کہ میں ان کا ہمسایہ ہوں اور یہ ایک شریف بی بی ہے اس طرح اس کے
حملہ آوروں کو پلٹا دیا۔ اب مسلمانوں نے مڑ کے میں پلٹ کر دشمن پر ایسا شدید جوابی حملہ کیا کہ
بنی حنیفہ کے پاؤں اُکھڑ گئے اور وہ ہزیمت اُٹھا کر بھاگے، محکم بن الطفیل نے اُن کو آواز دی کہ

اے بنی حنیفہ اس باغ میں چلے جاؤ میں تمہاری پشت بچاتا ہوں' وہ اُن کی حفاظت کے لیے تھوڑی دیر مسلمانوں سے لڑتا رہا پھر اللہ نے اُسے عبدالرحمان بن ابی بکر کے ہاتھوں قتل کر دیا۔ کفار باغ میں گھس گئے' وحشی نے مسیلمہ کو قتل کر دیا انصار کے ایک صاحب نے بھی اس پر وحشی کے ساتھ ہی وار کیا تھا اس لیے وہ بھی اس کے قتل کرنے والوں میں شریک تھے'

محمد بن اسحٰق سے بھی جو روایت اس واقعے سے متعلق مذکور ہوئی ہے وہ قریب قریب یہی ہے البتہ اس روایت میں یہ مذکور ہے کہ صبح کو خالد نے مجاعہ اور اس کے دوسرے گرفتار شدہ ساتھیوں کو طلب کیا اور پوچھا اے بنی حنیفہ اس امر متنازعہ فیہ میں کیا رائے رکھتے ہو' انھوں نے کہا اس کا تصفیہ اس طرح ممکن ہے کہ ایک نبی ہم میں سے ہو اور ایک نبی تم میں سے' اس جواب پر خالد نے ان سب کو تلوار کے گھاٹ اتار دیا اس جماعت میں سے وہ شخص ساریہ بن عامر اور مجاعہ بن مرارہ ابھی زندہ تھے کہ ساریہ نے خالد سے کہا کہ اگر تم کل اس بستی کے ساتھ بھلائی یا بُرائی جو کچھ کرنا چاہتے ہو تو اس شخص یعنے مجاعہ کو زندہ رکھو' خالد کے حکم سے اسے بیڑیاں پہنا دی گئیں اور انھوں نے اسے اپنی بیوی ام تیم کے حوالے کر دیا اور کہا کہ اس کا خیال رکھنا اس کے بعد خالد یمامہ آئے اور ایک ریت کے بڑے ٹیلے پر جہاں سے یمامہ نظر آتا تھا انھوں نے پڑاؤ ڈالا' اہل یمامہ مسیلمہ کی سرکردگی میں مقابلے کے لیے برآمد ہوئے اس سے قبل ہی مسیلمہ نے رجال کو اپنے مقدمۃ الجیش کے ساتھ روانہ کر دیا تھا۔

اس کا پورا نام رجال بن عنفوہ بن نہشل ہے یہ بنی حنیفہ کا ایک شخص تھا' اسلام لایا تھا' اور سورۂ بقر اس نے پڑھی تھی' یہ جب یمامہ آیا تو اس نے مسیلمہ کے حق میں یہ شہادت دی کہ رسول اللہ صلعم نے مسیلمہ کو بھی نبوت میں شریک کر لیا ہے خود مسیلمہ کے ادعائے نبوت سے زیادہ رجال کے اس بیان سے اہل یمامہ فتنۂ ارتداد میں مبتلا ہو گئے عام مسلمانوں کی یہ حالت تھی کہ وہ رجال کے طرز عمل کو دریافت کرتے تھے کہ اس کا کیا خیال ہے کیونکہ ان کو توقع تھی کہ چونکہ وہ مسلمان ہے اس لیے وہ یمامہ کے اس رخنے کو جو ارتداد کی شکل میں نمودار ہوا ہے مسدود کر دے گا مگر اب معاملہ برعکس ہو گیا یہی سب سے پہلے ایک تہ فوج کے ساتھ مسلمانوں کے مقابلے پر نمودار ہوا'

خالد بن الولید نے جو اپنی مسند پر بیٹھے تھے اور عمائد و اشراف ان کے پاس تھے اور فوجیں میدان مصاف میں مقابل تھیں بنی حنیفہ کی سمت میں ایک روشنی دیکھی اور کہا مسلمانو! تم کو بشارت ہو اللہ نے خود ہی تمہارے دشمن کو سمجھ لیا اور ان کی بات بگاڑ دی معلوم ہوتا ہے کہ

اُن میں اللہ نے پھوٹ ڈال دی ہے' مجاعہ نے جو بیڑیوں میں جکڑا ہوا خالد بن الولید کے عقب میں موجود تھا اس روشنی کو دیکھ کر کہا کہ جو بات آپ سمجھے ہیں یہ نہیں ہے بلکہ یہ چمک بنی حنیفہ کی ہندی تلواروں کی ہے جن کے لڑائی میں نکمے ہو جانے کے خوف سے انھوں نے ان کو نرم کرنے کے لیے دھوپ دکھائی ہے اور واقعہ بھی یہ ہی تھا' اب جنگ کے لیے مسلمان بڑھے سب سے پہلا شخص جوان کے مقابلے پر آیا رحال بن عنفوہ تھا اللہ نے اسے ہلاک کر دیا۔

ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ میں اور رحال بن عنفوہ رسول اللہ صلعم کی مجلس میں حاضر تھے' رسول اللہ صلعم نے فرمایا اے حاضرین مجلس تم میں سے ایک شخص کی ڈاڑھ جو اُحد سے بڑی ہوگی قیامت کے دن دوزخ میں ہوگی' اُن لوگوں میں سے اور سب لوگ تو اپنی اپنی راہ سدھا رے' صرف میں اور رحال بن عنفوہ زندہ رہے' میں رسول اللہ صلعم کے اس ارشاد کی وجہ سے برابر خائف تھا کہ اتنے میں میں نے رحال کے خروج کی خبر سنی تو مجھے اپنے متعلق اطمینان ہوا اور اسی کے ساتھ مجھے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلعم نے جو کچھ ارشاد فرمایا تھا وہ بالکل بجا اور درست ہے'

جنگ شروع ہوئی اور عربوں کے مقابلے میں مسلمانوں کو کسی دوسری جنگ میں اس قدر شدید جنگ اور مقاومت سے سابقہ نہیں پڑا تھا جس قدر اس جنگ میں پڑا نہایت شدید جنگ ہوئی اور مسلمانوں کو ہزیمت ہوئی' بنی حنیفہ بڑھتے ہوئے مجاعہ اور خالد تک جا پہنچے کہ انھوں نے خالد کو اپنی قیام گاہ چھوڑنے پر مجبور کر دیا' یہ لوگ اُن قناتوں میں در آئے جہاں مجاعہ ام تمیم کے پاس محبوس تھا' ایک شخص نے ام تمیم پر تلوار اٹھائی' مجاعہ نے کہا دور رہو میں ان کا محافظ ہوں' یہ نہایت شریف بی بی ہیں تم مردوں سے لڑو' تب بھی انھوں نے قناتوں کو تلواروں سے پارہ پارہ کر دیا۔ مگر اس کے بعد ہی مسلمانوں نے ایک دوسرے کو للکارا کہ کہاں جاتے ہو جم کر لڑو' ثابت بن قیس نے کہا اے مسلمانو تم نے اپنی بہت بُری عادت بنالی ہے خداوندا' میں اپنے تئیں تیرے سامنے اہل یمامہ کے دین سے بری قرار دیتا ہوں اور جو کچھ ان مسلمانوں نے کیا ہے اس سے بھی اپنی برأت ظاہر کرتا ہوں' یہ کہہ کر وہ نہایت بہادری سے تلوار سے لڑے اور شہید ہو گئے۔

جب مسلمان اپنی قیام گاہ چھوڑ کر پسپا ہوئے زید بن الخطاب نے کہا اس کے بعد اب کہاں مقام ہو سکتا ہے' پھر وہ لڑے اور شہید ہو گئے' اس کے بعد انس بن مالک کے بھائی براء بن مالک

مالک اٹھے‘ ان کی یہ عادت تھی کہ جب جنگ میں شریک ہوتے تو فرط جوش سے کانپنے لگتے‘ پھر کچھ لوگ اُن پر بیٹھ جاتے تب اُن کی کپکپی کم ہوتی اور وہ پائجامے ہی میں پیشاب کر دیتے‘ اس کے بعد وہ شیر کی طرح حملہ آور ہوتے جب انھوں نے دیکھا کہ مسلمانوں نے ہزیمت کھائی اُن پر یہی کیفیت طاری ہوئی‘ کچھ لوگ اُن پر بیٹھ گئے اور جب ان کو پیشاب آگیا وہ شیر کی طرح اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہا اے مسلمانو میں براء بن مالک ہوں میرے پاس آؤ‘ مسلمانوں کی ایک جماعت پلٹ آئی اُس نے دشمن کا مقابلہ کیا اور اُن سب کو تہ تیغ کر ڈالا اور یہ بڑھتے ہوئے محکم بن الطفیل محکم الیمامہ تک پہنچے‘ جب لڑائی اس کے سر پر آ پہنچی اس نے اپنی جماعت کو مخاطب کر کے کہا اے بنی حنیفہ اب وقت آگیا ہے کہ شریف زادیاں جبراً لونڈیاں بنالی جائیں گی اور اُن سے ادنیٰ تر لوگ اُن سے تمتع کریں گے لہٰذا اگر تم میں کچھ بھی غیرت اور حمیت ہے تو اب دکھاؤ‘ اس کے بعد وہ خود نہایت بہادری سے مسلمانوں سے لڑا‘ عبدالرحمان بن ابی بکر الصدیق نے اس کے ایک تیر مارا جو اس کے گلے میں آکر پیوست ہوا اور اس سے وہ ہلاک ہوگیا‘ اس کے بعد مسلمانوں نے اُن پر ہر طرف سے ایسی یورش کی کہ ان کو ایک محصورہ باغ میں پناہ گزین ہونے پر مجبور ہونا پڑا جو ان سب کے لیے ہلاکت کا مقام ثابت ہوا‘ اسی میں دشمن خدا مسیلمۃ الکذاب بھی تھا‘ براء نے کہا اے مسلمانو تم مجھے دیوار پر چڑھا کر اندر اتار دو‘ مسلمانوں نے کہا براء ہم ایسا نہیں کر سکتے مگر انھوں نے نہ مانا اور اصرار کیا کہ آپ لوگ مجھے کسی طرح اس باغ کے اندر ڈال دیں چنانچہ مسلمانوں نے اُن کو کندھے پر اٹھا کر باغ کی دیوار پر چڑھایا اور وہاں سے وہ دشمن میں کود پڑے اور باغ کے دروازے سے اُن کو مار بھگایا اور پھر مسلمانوں کے لیے اُس دروازے کو کھول دیا۔ اب کیا تھا تمام مسلمان ایک دم باغ میں درآئے مرتدین نے ان کا بہت سخت مقابلہ کیا یہاں تک کہ اللہ نے اپنے دشمن مسیلمہ کو ہلاک کر ڈالا‘ جبیر بن مطعم کے مولیٰ وحشی اور ایک انصاری نے مشترکہ طور پر اُسے قتل کیا تھا۔ وحشی نے اپنا بھالا اُس پر پھینکا اور انصاری نے اپنی تلوار سے اُس پر وار کیا چونکہ دونوں نے ایک ہی وقت میں وار کیا تھا اس لیے بعد میں وحشی کہا کرتے تھے کہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ ہم میں سے کس کے وار نے اس کا کام تمام کیا ہے۔

عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ اس روز میں نے ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ مسیلمہ کو حبشی غلام نے قتل کیا ہے‘

عُبیہ بن عُمیر سے مذکور ہے کہ اس جنگ میں رجّال، زید بن الخطاب کے مقابل موجود تھا جب معرکہ شروع ہوا دونوں نے صف بندی کی، زید نے کہا رجال، اللہ سے ڈرو، تم نے بخدا مذہب کو ترک کر دیا ہے اور اب میں جس بات کی تم کو دعوت دینا چاہتا ہوں اُس میں تمھارے لیے دین و دنیا کی بھلائی ہے، مگر رجال نے نہ مانا دونوں نے ایک دوسرے پر تلوار سے حملہ کیا رجال مارا گیا، نیز بنی حنیفہ کے اور بہت سے ذی اثر رؤسا مارے گئے اس پر ان لوگوں نے آخر دم تک مقابلے کے لیے باہم معاہدہ کیا اور ہر جماعت نے اپنی سمت میں حملہ کیا، مسلمانوں کے پاؤں اُکھڑ گئے، وہ پسپا ہوئے اپنی قیام گاہ تک پسپا ہوئے اور پھر اسے بھی دشمن کے لیے چھوڑ کر اور پیچھے ہٹے اہل یمامہ نے خیموں کی طنابیں کاٹ ڈالیں، ان کو منہدم کر دیا اور اب مسلمانوں کی فرودگاہ کی لوٹ کھسوٹ میں منہمک ہوئے مجاعہ کی انھوں نے خبر لی اور چاہتے تھے کہ ام تمیم کو قتل کر دیں مگر مجاعہ نے ان کو بچالیا اور حملہ آوروں سے کہا کہ یہ بڑی نیک اور شریف بی بی ہیں ان سے تعارض نہ کرو۔

اب زید، خالد اور ابو حذیفہ نے بھی آخر دم تک دشمن کے مقابلے میں جان دینے کا معاہدہ کیا اور اپنے اور ساتھیوں سے بھی اس کے لیے گفتگو کی اُس روز جنوب کی سمت سے آندھی چل رہی تھی جس سے غبار چھایا ہوا تھا، زید نے کہا کہ میں تو اب کسی سے کوئی بات نہیں کرتا تا وقتیکہ میں دشمن کو مار نہ بھگاؤں یا اس کوشش میں شہید ہو کر اللہ کے پاس نہ پہنچوں اور اس سے اپنا واقعہ نہ بیان کر دوں، اے لوگو! دانت بھینچ کر دشمن پر پل پڑو اور بڑھتے چلے جاؤ، چنانچہ سب نے یہی کیا اور دشمن کو پھر ان کے مقام تک دھکیل دیا بلکہ اس سے بھی عقب میں اس جنگل تک جہاں انھوں نے اپنی چھاؤنی قائم کی تھی ان کو بھگا دیا اس معرکے میں زید شہید ہو گئے رحمۃ اللہ علیہ،

ثابت نے مسلمانوں سے کہا تم اللہ والے ہو اور وہ شیطان کے پیرو، غلبہ صرف اللہ اس کے رسول اور اللہ والوں کے لیے ہے لہٰذا اب میرے سامنے ایسی ہی داد مردانگی دو جیسی میں تمھارے سامنے دیتا ہوں، یہ کہہ کر وہ تلوار لے کر دشمن پر ٹوٹ پڑے اور اُسے سامنے سے مار بھگایا،

ابو حذیفہ نے کہا اے قرآن والو! اپنے عمل سے قرآن کو زینت دو، اور پھر انھوں نے حملہ کر کے اپنے مقابل کے دشمنوں کو سامنے سے ہٹا دیا اور اُن کی صفوں کو چیرتے ہوئے گذر گئے مگر شہید ہوئے، رحمۃ اللہ علیہ،

اس کے بعد خالد بن الولید نے حملہ کیا اور اپنے حامیوں سے کہا کہ آپ لوگ میرے

عقب سے دشمن کو مجھ پر یورش نہ کرنے دینا یہ دشمن کا صفایا کرتے ہوئے خود مسیلمہ کے مقابل جا پہنچے اور اُس پر حملہ کرنے کا موقع تلاش کرنے لگے'

مروی ہے کہ جب مسلمانوں نے اپنا علم سالم بن عبداللہ کو دیا انھوں نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ یہ مجھے کیوں دیا گیا ہے غالباً آپ لوگ یہ کہیں گے چونکہ آپ حافظ قرآن ہیں اور اس لیے آپ بھی دوسرے صاحب کی طرح آخر دم تک دشمن کے مقابلے میں ثابت قدم رہیں گے، مسلمانوں نے کہا بے شک یہی وجہ ہے اب آپ جانیے سالم نے کہا اگر میں دشمن کے مقابلے میں ثابت قدم نہ رہا تو میں بُرا حامل قرآن ہوں گا' ان سے پہلے مسلمانوں کا علم عبداللہ بن حفص بن غانم کے پاس تھا۔

مروی ہے کہ جب مجاعہ نے بنی حنیفہ سے کہا کہ تم عورتوں سے کیا سروکار رکھتے ہو تم کو چاہیے کہ مردوں سے لڑو' اس وقت مسلمانوں کی ایک جماعت نے آخردم تک لڑنے کا باہم عہد کیا مجاعہ کی اس بات کو سن کر بنی حنیفہ مسلمانوں کی فرودگاہ سے بھی آگے نکل گئے اور مسلمان سب کے سب اپنی فرودگاہ چھوڑ کر نکل گئے' اس حالت پر صحابۂ رسولؐ میں سے کچھ لوگوں نے گفتگو کی زیدؓ بن الخطاب نے کہا کہ میں تو اب کچھ نہیں کہوں گا اب یا میں فتح حاصل کروں یا شہادت لہٰذا آپ سب بھی وہی کریں جو میں کروں پھر انھوں نے اور اُن کے ساتھیوں نے دشمن پر حملہ کر دیا۔ ثابتؓ بن قیس نے کہا اے مسلمانو تم نے اپنے تئیں بُری بات کا خوگر بنا لیا ہے میں بھی اب یہی کر کے تم کو بتاتا ہوں۔ زید بن الخطاب رحمۃ اللہ علیہ اس معرکے میں شہید ہو گئے۔

سالم سے مروی ہے کہ جب عبداللہؓ بن عمر اس واقعے سے واپس آئے عمرؓ نے اُن سے کہا زید سے پہلے تم نے اپنی جان کیوں نہیں دیدی وہ مر جائیں اور تم زندہ رہے عبداللہ بن عمر نے کہا میں خود تو شہادت کا درجہ حاصل کرنا چاہتا تھا مگر میرے نفس نے تامل کیا اور اللہ نے اُن کو شہادت سے سرفراز فرما دیا۔

سہل سے مروی ہے کہ عمرؓ نے عبداللہ بن عمر سے زید کی شہادت کے بعد کہا تم میرے سامنے کیسے آئے تم کہیں روپوش کیوں نہ ہو گئے' عبداللہ بن عمر نے کہا کہ انھوں نے اللہ سے شہادت طلب کی' اللہ نے ان کی درخواست منظور کر لی اور میں نے خود کوشش کی کہ مجھے شہادت نصیب ہو مگر اللہ نے نہ مانا۔

جبیدبن عمیر سے مروی ہے کہ اس واقعے میں مہاجرین اور انصار نے اہل بادیہ کو اور

اہل بادیہ نے مہاجرین اور انصار کو اپنے سے علیحدہ علیحدہ صف بستہ کیا تھا اور بعضوں نے یہ کہا کہ ہم ایسا اس لیے کر رہے ہیں کہ باہم امتیاز رہے اور میدان ہو کر سے فرار ہونے میں غیرت اور شرم آئے اور معلوم ہو سکے کہ کس کی سمت سے دشمن کی یورش ہوتی ہے، اس تجویز پر عمل ہوا، بستی والوں نے اہل بادیہ سے کہا کہ ہم آپ لوگوں کے مقابلے میں شہر والوں سے جنگ کرنے میں زیادہ ماہر ہیں اہل بادیہ نے اُن سے کہا شہروں کے باشندے اچھے لڑنے والے نہیں ہوا کرتے ان کو معلوم ہی نہیں کہ جنگ کیا ہوا کرتی ہے، جب ہم آپ علیحدہ علیحدہ صف بستہ ہوں گے تو معلوم ہو جائے گا کہ دشمن کی یورش اور غلبہ کس سمت سے ہوتا ہے۔

اس طرح صف بندی کے بعد اب لڑائی شروع ہوئی اور جس قدر ہلاکت آفریں اور خونریز جنگ ہوئی اس کی نظیر پہلے دیکھنے میں نہیں آئی اور دونوں فریقوں اہل بادیہ اور شہر والوں نے ایسی شجاعت اور ثابت قدمی دکھائی کہ پہلے دیکھی نہیں گئی کسی کو کسی پر ترجیح نہیں دی جا سکتی تھی البتہ مہاجرین اور انصار کو اہل بادیہ کے مقابلے میں زیادہ نقصان اٹھانا پڑا اور اب تک جو باقی تھے وہ بھی سخت مصیبت میں تھے، عبدالرحمانؓ بن ابی بکرؓ نے محکم کو جو مرتدین کے سامنے تقریر کر رہا تھا اپنے ایک بے خطا تیر سے ہلاک کر دیا اور زیدؓ بن الخطاب نے رجال بن عنفوہ کو قتل کر دیا۔

بنی سُحیم کے ایک شخص سے جو اس معرکے میں خالدؓ بن الولید کے ساتھ شریک تھا مروی ہے کہ جب لڑائی نے بہت زیادہ شدت اختیار کی اور اب نوبت یہ آگئی کہ کبھی مسلمان مغلوب ہوتے نظر آتے تھے اور کبھی مرتدین خالد نے یہ تجویز پیش کی کہ تمام مسلمان علیحدہ علیحدہ صف بستہ ہو کر لڑائیں تاکہ ہر قبیلے کی جوانمردی اور کارگزاری نمایاں ہو اور معلوم ہو کہ کس کی سمت سے مسلمانوں پر سخت یورش ہوتی ہے، اس تجویز کے مطابق اہل بادیہ اور شہری مسلمان ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے، اور ان میں بھی پھر ہر قبیلہ علیحدہ علیحدہ صف بستہ ہوا اور وہ اپنے اپنے سرداروں کے پرچموں کے تحت معرکۂ کارزار میں جم گئے اور اب سب نے دشمن کا مقابلہ شروع کیا، اہل بادیہ نے کہا کہ آج ان شہریوں کو لڑائی کا مزہ معلوم ہوگا چنانچہ اسی جماعت کو سب سے زیادہ جانی نقصان اٹھانا پڑا مسیلمہ اپنی جگہ جما رہا اور دشمن کی یورش نے مسلمانوں کے چھکے چھڑا دیے، خالد نے محسوس کیا کہ جب تک مسیلمہ قتل نہ ہوگا یہ طوفان فرو نہ ہوگا بنی حنیفہ اپنے مقتولین کے قتل سے ذرا بھی متاثر نہ ہوئے بلکہ اسی شجاعت کے ساتھ جیسے کہ وہ پہلے

لڑ رہے تھے برابر لڑتے رہے، اس کے بعد خود خالد صف سے برآمد ہو کر دشمن کے مواجہہ میں کھڑے ہوئے اور انھوں نے مبارزت طلب کی اور کہا کہ میں ابن الولید العود ہوں میں عامر اور زید کا فرزند ہوں پھر تمام مسلمانوں نے اپنا شعار یا محمداہ بلند کیا، اس واقعے میں اُن کا یہی شعار تھا، اس کے بعد خالد کی شجاعت کا یہ حال تھا کہ جو شخص اُن کے مقابلے پر آیا انھوں نے اُسے قتل کر دیا اس وقت وہ یہ رجز پڑھتے جاتے تھے،

أنا ابن أشياخ وسيفي السخت　　أعظم شيء حين يأتيك النفت

(ترجمہ)　میں سرداروں کا فرزند ہوں اور میری تلوار نہایت خوں فشاں ہے جب وہ تجھ پر پڑے۔

جو سامنے آیا انھوں نے اُسے موت کے گھاٹ اُتارا اب مسلمانوں کا پلہ بھاری ہوا اور اُنھوں نے دشمن کو بُری طرح کچل دیا۔ اس کے بعد مسیلمہ کے قریب پہنچ کر خالدؓ نے اُسے للکارا، اس کے متعلق رسول اللہ صلعم نے فرمایا تھا کہ ایک شیطان مسیلمہ کے تابع ہے جب وہ اُس کے پاس آتا ہے تو اس کے مُنہ سے اس قدر کف جاری ہوتا ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کے دونوں جبڑوں میں ناسُو ہے اور جس بھلی بات کے کرنے کا مُسیلمہ ارادہ کرتا ہے وہ شیطان اُسے اس کے کرنے سے روک دیتا ہے لہذا اگر کبھی تم کو اس کے خلاف موقع مل جائے تو ہرگز اس کو ہاتھ سے نہ جانے دینا۔

رسول اللہ صلعم کے اس ارشاد کی وجہ سے خالدؓ اس کے قریب پہنچ کر اس پر حملہ کرنے کا موقع تلاش کرنے لگے خالدؓ نے دیکھا کہ وہ اپنی جگہ جما ہوا ہے حالانکہ اب جنگ میں مسلمانوں کا پلہ ور ہو چکا تھا اور وہ مرتدین کو بے دریغ قتل کر رہے تھے مگر تاہم خالد نے اندازہ لگایا کہ تاوقتیکہ مسیلمہ اپنی جگہ سے نہ ہٹے اس کے ساتھی میدان سے بھاگنے والے نہیں انھوں نے موقع کی تلاش میں مسیلمہ کو آواز دی اس نے جواب دیا، خالد نے چند باتیں ایسی پیش کیں جو وہ چاہتا تھا اور کہا کہ اچھا بتائیے اگر ہم نصف پر راضی ہو جائیں تو کونسا نصف حصہ آپ ہمیں دیں گے، اُس کی یہ عادت تھی کہ جب وہ کوئی جواب دینا چاہتا تو اپنا مُنہ شیطان سے مشورہ کرنے کے لیے پھیر لیتا اور وہ منع کر دیتا چنانچہ اس گفتگو کے دوران میں اُس نے ایک مرتبہ مشورے کے لیے اپنا مُنہ ذرا پھیرا تھا کہ خالد موقع ملتے ہی اس پر پل پڑے اور وہ سہم کر بھاگا اس کے ہٹتے ہی اس کے تمام توابع میدان سے فرار ہو گئے، خالدؓ نے مسلمانوں کو للکارا کہ خبردار

اب کوتاہی نہ کرنا بڑھو اور کسی کو بچ کر جانے نہ دو' مسلمان سب کے سب اُن پر پل پڑے اور مرتدین کو کامل شکست ہوئی'

جب تمام لوگ مسیلمہ کا ساتھ چھوڑ کر فرار ہوگئے اور وہ بھی اپنی جگہ سے اٹھا تو کسی نے اس سے کہا کہ آپ کے وہ وعدے جو آپ اپنی فتح کے ہم سے کیا کرتے تھے کیا ہوئے اُس نے کہا بہرحال اب اس وقت تو تم اپنی عزت کی حمایت میں لڑو'

محکم نے بنی حنیفہ کو للکارا کہ باغ میں چل کر پناہ لو' اتنے میں وحشیؓ نے مسیلمہ پر جو ایک دوسرے شخص کے سہارے کھڑا تھا اور فرط غضب سے جس کے مُنہ سے جھاگ نکل رہے تھے حملہ کیا اور اپنے بھالے کو پھینک کر اس کا کام تمام کر دیا۔ اب تمام مسلمان چاروں طرف سے دیواروں اور دروازوں کو پھاند کر اُس باغ میں مرتدین پر ٹوٹ پڑے اور اُن سب کا صفایا کر دیا' اس لڑائی اور پھر اس باغ میں جو بعد میں حدیقۃ الموت کے نام سے مشہور ہے اس روز دس ہزار نبرد آزما کام آئے۔

مروی ہے کہ جب مسلمانوں نے ثابت قدمی اور دلیری سے لڑنے کے لیے اپنے اپنے قبائل اور خاندانوں کی حیثیت سے اپنی جداگانہ ترتیب قائم کی اور انھوں نے مرتدین کا جم کر مقابلہ کیا' بنی حنیفہ کو شکست ہوئی مسلمانوں نے اس کا تعاقب کر کے ان کو تلواروں پر رکھ لیا اور مارتے مارتے حدیقۃ الموت تک اس کے تعاقب میں چلے آئے' اب یہاں مسیلمہ کے قتل میں اختلاف بیان ہے کہ وہ کب اور کہاں قتل ہوا' بعض لوگوں کا بیان ہے کہ وہ اسی باغ میں مارا گیا ہے'

بنی حنیفہ نے باغ میں داخل ہو کر تمام دروازے بند کر لیے' مسلمانوں نے ہر طرف سے ان کو محصور کر لیا۔ براء بن مالک نے مسلمانوں سے کہا کہ آپ مجھے اس دیوار پر چڑھا کر اندر اُتار دیں' انھوں نے براء کو دیوار پر چڑھا دیا مگر وہ دشمن کو دیکھ کر لرزہ براندام ہوگئے اور کہا مجھے اُتار دو اس کے بعد پھر انھوں نے کہا کہ مجھے دیوار پر چڑھا دو' ایسا کئی بار ہوا کہ وہ چڑھے اترے آخر کار ایک مرتبہ کہنے لگے کہ اس خوف اور ہراس کا بُرا ہو ایک مرتبہ آپ لوگ مجھے اور چڑھا دیں' مسلمانوں نے ان کو دیوار پر چڑھا دیا اُس پر چڑھتے ہی وہ دشمن کے بیچ میں کود پڑے اور دروازے پر اُن کو مار کر اسے مسلمانوں کے لیے جو پہلے سے باہر آمادہ تھے کھول دیا مسلمانوں نے اس باغ میں داخل ہو کر اب خود اس کے دروازے کو دشمن پر مسدود

کر دیا اور اس کی کنجی باہر پھینک دی اس کے بعد ایسی شدید جنگ ہوئی جس کی نظیر نہ تھی جتنے مرتد اس باغ میں پناہ گزین تھے قتل کر ڈالے گئے، مسیلمہ کو اللہ نے اس سے پہلے ہی قتل کر دیا تھا شکست کھانے پر بنی حنیفہ نے اس سے کہا تھا وہ تمہارے تمام وعدے کیا ہوئے اس نے کہا اب ان کا ذکر مت کرو اس وقت تو اپنی آبرو کی خاطر جوانمردی دکھاؤ۔

مروی ہے کہ کسی نے اعلان کیا کہ غلام حبشی نے مسیلمہ کو قتل کر دیا ہے خالد مجاعہ کو لے کر جو زنجیروں میں بندھا ہوا تھا مسیلمہ اور اس کے دوسرے سرداروں کو دکھانے میدان کارزار میں آئے، جب وہ رجّال کی لاش پر آئے مجاعہ نے خالد سے کہا کہ یہ رجّال ہے۔

دوسری طرح سے مروی ہے کہ مسیلمہ سے فارغ ہو کر تمام مسلمان خالد کے پاس آئے اور ان کو اس کی اطلاع دی وہ مجاعہ کو جو بیڑیاں پہنے تھا ساتھ لے کر میدان میں آئے تاکہ وہ ان کو مسیلمہ کی لاش بتائے، ایک ایک مقتول کا چہرہ اس کی شناخت کے لیے کھولا جاتا تھا اسی طرح گزرتے ہوئے خالد محکم بن الطفیل کے لاشے پر آئے یہ ایک نہایت قدآور، وجیہ اور شاندار آدمی تھا خالد نے اس کی صورت دیکھ کر مجاعہ سے کہا کہ یہ تمہارا سردار ہوگا مجاعہ نے کہا ہرگز نہیں یہ اس سے کہیں زیادہ بہتر اور معزز آدمی تھا، یہ یمامہ کا محکم ہے اور آگے چلے۔ خالد مقتولین کے چہروں کو شناخت کے لیے اسے دکھاتے جاتے تھے باغ میں پہنچے وہاں سے مقتولوں کو دیکھنا شروع کیا ان میں ایک پستہ قامت زرد رنگ، مادہ رو شخص کی لاش نظر آئی مجاعہ نے کہا کہ یہی مسیلمہ ہے جس کے قتل سے تم کو فراغت ہو گئی خالد نے کہا کہ اسی نکمے بدقوارہ نے تم کو اس طرح نچایا، مجاعہ نے کہا ہاں بات تو یہی ہے مگر بخدا خالد یاد رکھو کہ یہ لوگ جو تمہارے مقابلے پر آئے تھے بہت ہی گھٹیا جلد باز تھے اور جو اصل میں ذی مرتبہ اور صاحب وقار ہیں وہ تو سب قلعوں میں مکین پذیر ہیں، خالد نے کہا یہ کیا بکتے ہو، مجاعہ نے کہا جو کہہ رہا ہوں بالکل حق ہے میری مانو آؤ میں اپنی قوم کی طرف سے تم سے صلح کر لیتا ہوں۔

بنی عامر بن حنیفہ کا ایک شخص، اغلب بن عامر بن حنیفہ تھا اس کی گردن نہایت زبردست اور موٹی تھی جب مشرکین کو شکست ہوئی اور مسلمانوں نے ان کو گھیر لیا وہ مردہ بن کر پڑ گیا، مسلمان مقتولین کی شناخت کر رہے تھے، ابو بصیرہ انصاری چند اشخاص کے ساتھ اغلب کے پاس پہنچے، جب انھوں نے اسے مقتولین میں پڑا ہوا دیکھا۔ یہ ابھی

سمجھے کہ اس کا کام ہی تمام ہو چکا ہے' لوگوں نے ابوبصیرہ سے کہا کہ تم اس بات کے مدعی ہو کہ تمھاری تلوار نہایت درجے کاٹنے والی ہے (یہ ہمیشہ اس کے مدعی تھے) تو اب ذرا اس اغلب کی گردن پر جو مرا پڑا ہے وار کر کے اپنی تلوار کی کاٹ دکھاؤ اگر اس میں تم کامیاب ہو گئے تو ہم جو کچھ تمھاری تلوار کے متعلق اب تک سنتے آئے ہیں اسے باور کر لیں گے'

ابوبصیرہ تلوار نیام سے نکال کر اغلب کی طرف بڑھے' کسی کو بھی اس کے مردہ ہونے میں کوئی شک نہ تھا مگر ان کے قریب پہنچتے ہی وہ ایک دم اٹھ کر بھاگا۔ ابوبصیرہ نے اس کا تعاقب کیا اور کہنے لگے کہ میں ابوبصیرہ انصاری ہوں مگر اغلب نے اس تیزی سے بھاگنا شروع کیا کہ وہ ان کی گرفت سے دور ہی ہوتا گیا' جب ابوبصیرہ کہتے کہ میں ابوبصیرہ انصاری ہوں اغلب جواب دیتا کہئے آپ نے اپنے کافر بھائی کی دوڑ بھی دیکھی اسی طرح وہ ان کی گرفت سے بچ کر بھاگ گیا'

جب خالد اور ان کی سپاہ مسیلمہ کے قضیے سے فارغ ہو گئی عبداللہ بن عمرؓ اور عبدالرحمان بن ابی بکرؓ نے ان سے کہا کہ آپ ہم سب کو لے کر بڑھیے اور ان تمام قلعوں کا محاصرہ کر لیجئے خالد نے کہا مگر پہلے میں چاہتا ہوں کہ رسالے کے مختلف دستے اطراف میں پھیلا دوں اور ان مرتدین کا پہلے صفایا کر دوں جو اب تک قلعہ گزین نہیں ہو سکے ہیں اس کے بعد دیکھوں گا کہ اب کیا کرنا چاہیے چنانچہ انھوں نے اپنے رسالے کو دشمن کی تلاش میں روانہ کیا اور ان دستوں نے مال' عورتیں اور بچے جن پر ان کا قابو چلا ان کو گرفتار کیا اور ان کو اپنے لشکر میں لے آئے' اب خالد نے کوچ کا اعلان کیا تاکہ قلعوں کا محاصرہ کریں۔

مجاعہ نے ان سے کہا کہ آپ کے مقابلے میں یہ جلد باز ناتجربہ کار لڑنے آئے تھے' تمام قلعے نبرد آزماؤں سے پُر ہیں آؤ میں تم سے ان کے لیے صلح کر لوں۔ خالد نے اس سے اس شرط پر کہ صرف جانیں معاف کر دی جائیں گی' اس کے علاوہ ہر شے پر وہ قبضہ کر لیں گے صلح کر لی۔ مجاعہ نے کہا میں قلعہ والوں کے پاس جاتا ہوں اور ان سے مل کر اس سمجھوتے پر مشورہ کر کے پھر آتا ہوں۔

مجاعہ قلعوں میں آیا یہاں سوائے عورتوں' بچوں بہت بوڑھوں اور کمزوروں کے اور کون تھا مگر اس نے یہ کیا کہ عورتوں کو زرہیں پہنائیں اور ان سے کہا کہ میری واپسی تک

تم قلعے کی فصیل پر نمودار ہو کر اپنا شعار جنگ برابر بلند کرتی ہو، یہ انتظام کر کے وہ خالد کے پاس آیا اور کہا کہ جن شرطوں پر میں نے تم سے صلح کی تھی قلعے والے اُسے نہیں مانتے اور یہ دیکھو ان میں کے بعض اپنے انکار کے اظہار کے لیے فصیلوں پر نمودار ہوئے ہیں اور میں ان کی ذمہ داری نہیں لے سکتا۔ وہ میرے قابو سے باہر ہیں۔ خالد نے قلعوں کی طرف دیکھا وہ سیاہ ہو رہے تھے اس شدید لڑائی نے خود مسلمانوں کو بھی نقصان پہنچایا تھا وہ تھک گئے تھے، اپنے اہل و عیال سے ملے ہوئے ان کو مدت گزر چکی تھی وہ چاہتے تھے کہ اسی فتح پر اکتفا کر کے وطن واپس جائیں اور نیز یہ بھی اندیشہ تھا کہ اگر ان قلعوں میں لڑنے والے ہوئے تو معلوم نہیں کہ جنگ کا نتیجہ کیا ہو کیونکہ پہلے ہی اس جنگ میں صرف مدینے کے مہاجرین اور انصار میں سے تین سو ساٹھ صحابہ شہید ہو چکے تھے۔

نیز اہل مدینہ کے علاوہ دوسرے مہاجرین اور تابعین میں سے چھ سو یا زیادہ اصحاب شہید ہوئے تین سو مہاجرین میں سے اور تین سو تابعین، ثابتؓ بن قیس بھی شہید ہوئے ان کو ایک مشرک نے قتل کیا، ان کا ایک پاؤں کٹ کر الگ ہو گیا تھا ثابت نے اسی کو اپنے قاتل پر پھینک مارا جس سے وہ ہلاک ہو گیا، دوسری طرف بنی حنیفہ کے اقربا کے میدان میں سات ہزار آدمی کام آئے تھے موت والے باغ میں سات ہزار اور تعاقب و تلاش میں اسی قدر،

مروی ہے کہ جب مجاعہ نے مصالحت کے متعلق خالد سے گفتگو کی تو اس نے یہ تجویز ایسے شخص کے سامنے پیش کی تھی جسے خود لڑائی سے کافی نقصان پہنچ چکا تھا اور مسلمانوں کے اشراف میں سے بہت بڑی تعداد شہید ہو چکی تھی اس وجہ سے خالد نرم پڑ گئے، اور انھوں نے صلح و آشتی کو پسند کر لیا۔ اور مصالحت پر آمادگی ظاہر کر دی، مجاعہ سے اس شرط پر صلح کی کہ تمام سونا۔ چاندی، مویشی، اور آدھے لونڈی غلام، خالد کے قبضے میں دیدیے جائیں گے، اس کے بعد اس نے کہا کہ اچھا اب میں اپنی قوم کے پاس جاتا ہوں تاکہ یہ شرائط ان کے سامنے پیش کروں۔

مجاعہ نے قلعوں میں آکر عورتوں سے کہا کہ اسلحہ لگا کر قلعے کی برجیوں پر نمودار ہو جاؤ، انھوں نے اس ہدایت کی تعمیل کی، اب مجاعہ پھر خالد کے پاس آیا۔ خالد پہلے ہی قلعے پر یہ منظاہرہ دیکھ چکے تھے کہ نبرد آزماؤں کی ایک بڑی مسلح جماعت اب تک قلعہ بند ہے،

مجاعہ نے خالد سے آکر کہا کہ قلعے والے ان شرائط کو نہیں مانتے البتہ اگر آپ میری ایک اور بات مان لیں تو پھر میں اُن کے پاس گفتگو کے لیے جاؤں، خالد نے پوچھا کیا؟ مجاعہ نے کہا کہ اگر آپ صرف چوتھائی لونڈی غلام لیں اور بقیہ چھوڑ دیں، خالد نے کہا میں نے اسے بھی منظور کیا مجاعہ نے کہا تو اچھا اب میں نے آپ سے قطعی مصالحت کر لی، جب وہ دونوں انعقاد صلح سے فارغ ہو گئے، قلعے کھول دیے گئے، وہاں دیکھنے سے معلوم ہوا کہ صرف عورتیں اور بچے ہیں کوئی مرد نہیں ہے، خالد نے مجاعہ سے کہا کہ تم نے مجھے دھوکا دیا، مجاعہ نے کہا کہ میں مجبور تھا چونکہ یہ میری قوم کا معاملہ تھا اس وجہ سے سوائے اس کارروائی کے اور میں کیا کر سکتا تھا۔

یہ بھی مروی ہے کہ اس روز دوسری مرتبہ مجاعہ نے خالد سے کہا کہ اگر آپ پسند کریں تو نصف لونڈی غلام، تمام نقدی، تمام مویشی اور علاقے پر صلح ہو جائے اور میں اس کے لیے باقاعدہ معاہدہ صلح لکھ دوں، خالد نے ان شرایط کو منظور کر لیا، مجاعہ نے ان شرائط پر کہ تمام نقدی مویشی، زمین، نصف لونڈی غلام اور ہر گاؤں میں سے ایک باغ جسے خالد پسند کریں اور ایک مزرعہ جسے وہ پسند کریں لے لیں اُن سے صلح کر لی، انعقاد صلح کے بعد خالد نے مجاعہ کو قلعے والوں کے پاس شرائط صلح کی تکمیل کے لیے بھیجا اور کہا کہ کہہ دو کہ میں صرف تین دن کی مہلت دیتا ہوں اس اثناء میں ان تمام شرائط کی عملی تکمیل ہو جائے ورنہ میں پھر دھاوا کر دوں گا اور پھر سوائے سب کو تہ تیغ کر دینے کے کوئی درخواست قبول نہیں کروں گا، مجاعہ نے قلعے والوں سے آکر کہا کہ بہتر یہی ہے کہ ان شرائط کو قبول کر کے صلح کر لو، اس پر سلمہ بن عُمیر الحنفی نے کہا کہ ان شرائط کو ہم ہرگز نہیں مانیں گے، ہم دیہات والوں اور غلاموں کی جماعت کو دعوت دیتے ہیں اور دشمن سے پھر مقابلہ کریں گے، ہم خالد سے معاملہ نہیں کرتے، ہمارے قلعے سنگین ہیں، خوراک وافر ہے اور جاڑا اب قریب آ رہا ہے۔ مجاعہ نے اس سے کہا تو بہت ہی بدبخت اور منحوس ہے تجھے اس بات سے کہ میں نے حریف کو دھوکا دے کر ان شرائط کو منوایا ہے دھوکا ہوا ہے تو ہرگز اپنی رائے میں کامیاب نہیں ہو سکتا کیا اب تم میں کوئی ایسا شخص ہے جس میں ذرا بھی کوئی خوبی یا حسن شناسی باقی رہی ہو، اور اس صلح سے میں نے تم کو اس مصیبت سے بچا لیا جس کی پیشین گوئی شرحبیل بن مسلمہ نے کی تھی۔

اس گفتگو کے بعد مجاعہ سات آدمیوں کے ساتھ خالد کے پاس آیا اور اُن سے کہا کہ بہت مشکل سے میری قوم والوں نے یہ صلح قبول کی ہے لہٰذا اب اس کے لیے باقاعدہ صلح نامہ لکھدیجے۔ خالد نے لکھا: "یہ وہ معاہدہ ہے جس پر خالد بن الولید نے مجاعہ بن مرارہ، سلمہ بن عمیر اور فلاں فلاں اشخاص سے صلح کی ہے، جس قدر سونا، چاندی بنی حنیفہ کے پاس ہے وہ سب خالد کو دیدیا جائے گا، نصف لونڈی غلام ان کے حوالے کر دیئے جائیں گے، تمام مویشی اور علاقہ ان کے قبضے میں دیدیا جائے گا۔ ہر گاؤں میں ایک باغ، اور ایک مزرعہ ان کو دیا جائے گا، بشرطیکہ وہ اسلام لے آئیں۔ اس کے بعد ان کو امان اور آزادی ہے، ان شرائط کے ایفا کے لیے البتہ خالد بن الولید، ابوبکر خلیفہ رسول اللہ صلعم اور تمام مسلمانوں کی ذمہ داری کا اقرار کیا جاتا ہے"

ابوہریرہ رضؓ سے مروی ہے کہ خالد نے مجاعہ سے ان شرائط پر صلح کی تمام سونا، چاندی مویشی اور ہر سمت میں ایک باغ جس کو پسند کیا جائے اور نصف لونڈی غلام خالد کے حوالے کردیے جائیں مگر بنی حنیفہ نے ان شرائط کو ماننے سے انکار کر دیا۔ خالد نے مجاعہ سے کہا کہ میں تم کو تین دن کی مہلت دیتا ہوں اس میں آخری تصفیہ کر لو۔ سلمہ بن عمیر نے بنی حنیفہ سے کہا تم اپنی عزت و آبرو کی خاطر آخر دم تک لڑو اور کوئی شرط نہ مانو کیونکہ ہمارا قلعہ نہایت سنگین ہے، ہمارے پاس خوراک وافر ہے اور اب سردی بھی شروع ہوگئی ہے مجاعہ نے کہا اے بنی حنیفہ میری بات مانو اور سلمہ کی بات ہرگز نہ مانو یہ شخص بہت ہی منحوس ہے اور قبل اس کے کہ شرجیل بن مسیلمہ کا کہا ہوا یہ قول کہ عورتوں کو زبردستی بھگا لے جایا جائے گا اور مفت میں اُن سے تمتع کیا جائے گا تم پر صادق آئے تم اس صلح کو قبول کرو۔ چنانچہ بنی حنیفہ نے اس کی بات مان کر اس کے تصفیہ کو قبول کر لیا اور سلمہ کی بات کو رد کر دیا۔ اسی زمانے میں حضرت ابوبکرؓ نے سلمہ بن سلامہ بن وقش کے ہاتھ ایک خط خالد کو بھیجا تھا جس میں ان کو حکم دیا تھا اگر اللہ عزوجل ان کو فتح دے تو وہ بنی حنیفہ کے اُن تمام مردوں کو جن کی ڈاڑھی نکل آئی ہے قتل کر دیں مگر جب سلمہ خط لے کر خالد کے پاس پہنچے تو اس سے پہلے ہی خالد بنی حنیفہ سے صلح کر چکے تھے سلمہ نے بھی اس صلح کی توثیق کر دی۔

بنی حنیفہ بیعت اور اپنے سابقہ کردار سے برأت کے لیے خالد کے پاس اُن کے

پڑاؤ میں جمع ہوئے سلمہ بن عُمیر نے مجاعۃ سے کہا مجھے خالد کے پاس لے چلو میں اُن سے خود اُن کی بھلائی کی ایک بات کہنا چاہتا ہوں حالانکہ اس کا یہ ارادہ تھا کہ وہ اچانک خالد پر حملہ کر کے ان کا کام تمام کر دے۔ مجاعۃ نے اس کی باریابی کے لیے خالد سے اجازت مانگی خالد نے اجازت دیدی سلمہ بن عُمیر خالد کو قتل کے ارادہ سے تلوار بغل میں چھپائے اندر آیا خالد نے پوچھا یہ کون ہے مجاعۃ نے کہا یہ وہی شخص ہے جس کے متعلق میں نے آپ سے گفتگو کی تھی اور آپ نے اُسے باریابی کی اجازت دی ہے۔ خالد نے کہا اُسے یہاں سے نکالدو، لوگوں نے اُسے باہر نکالدیا اور جب اس کی جامہ تلاشی لی گئی تو اس کے پاس تلوار برآمد ہوئی لوگوں نے اس کو بہت لعنت ملامت کی قید کر لیا اور کہا کہ تو نے اپنی حرکت سے اپنی پوری قوم کو تباہ کرنا چاہا تھا اور تیری نیت صرف یہ تھی کہ پورا بنی حنیفہ برباد ہو جائے اُن کی آل و اولاد اور عورتیں لونڈی غلام بنالی جائیں اگر خالد کو یہ معلوم ہو جاتا کہ تو ہتیار لے کر آیا ہے وہ ضرور تجھے قتل کر دیتے اور اب بھی ہمیں یہ اندیشہ ہے کہ اگر انھیں تیری اس حرکت کی اطلاع ملی تو وہ تمام مردوں کو قتل کر دیں گے اور عورتوں کو لونڈی بنالیں گے نیز وہ یہ گمان کریں گے کہ یہ ایک شخص کی حرکت نہیں ہے بلکہ ہماری ایک جماعت اس سازش میں شریک ہے۔ لوگوں نے اسے قید کر کے قلعے میں بند کر دیا، تمام بنی حنیفہ اپنے سابقہ کردار سے برأت اور تجدید اسلام کے لیے جمع ہوئے، سلمہ نے اُن سے کہا کہ میں وعدہ کرتا ہوں کہ اب کوئی بات تمھارے خلاف مرضی نہیں کروں گا تم مجھے معاف کر دو مگر بنی حنیفہ نے اُس کی درخواست کو رد کر دیا، اور اس کی حماقت کی وجہ سے وہ اس کے کسی عہد کو بھی قبول کرنے کے لیے تیار نہ ہوئے۔ چنانچہ ایک روز رات کو وہ قلعے سے چپکے سے نکل کر خالد کی فرودگاہ کی طرف چلا، مگر پہرے والوں نے اسے شناخت کر لیا اور وہ چلّائے بنی حنیفہ بیدار ہوئے اس کے تعاقب میں دوڑے اور قلعے کی کسی فصیل میں اس کو جا لیا اس نے ان پر تلوار سے حملہ کیا، انھوں نے پتھروں سے مار کر اسے ایک کونے میں پناہ لینے کے لیے مجبور کیا اس وقت تلوار اس کے حلقوم پر تھی اس نے اپنی شہ رگیں کاٹ دیں وہ ایک کنوئیں میں گر پڑا اور مر گیا۔

مروی ہے کہ خالد نے تمام بنی حنیفہ سے صلح کر لی تھی سوائے ان لوگوں کے

جو عرض میں اور قریہ میں تھے کیونکہ وہ اس وقت گرفتار کئے گئے ہیں جب مختلف مقامات پر دوڑیں بھیجی گئیں صرف عرض اور قریہ میں جو لونڈی غلام بنی حنیفہ قیس بن ثعلبہ اور یشکر کے خالد کو ملے وہ پانچسو تھے جو انھوں نے ابوبکرؓ کے پاس بھیجدیے۔

محمد بن اسحاق سے مروی ہے کہ پھر خالد نے مجاعہ سے کہا کہ تم اپنی بیٹی کا نکاح میرے ساتھ کردو مجاعہ نے کہا ذرا ابھی صبر کرو ورنہ امیرالمومنین مجھ سے اور تم سے سخت ناراض ہو جائیں گے خالد نے کہا تم ابھی اپنی بیٹی کو میرے نکاح میں دیدو اس نے نکاح کردیا اس کی اطلاع ابوبکرؓ کو پہنچی انھوں نے خالد کو ایک بہت ہی خشم آگیں خط لکھا کہ اے خالد بڑے افسوس کی بات ہے معلوم ہوتا ہے کہ اب تم کو کوئی کام ہی نہیں رہا، کہ تم عورتوں سے نکاح کر رہے ہو، حالانکہ بارہ سو مسلمانوں کا خون تمھارے صحن میں اب تک تازہ ہے جو خشک نہیں ہوا، خالد خط کو دیکھ کر کہنے لگے کہ یہ اعیمر یعنے عمر بن الخطابؓ کی حرکت ہے جو یہ خط امیرالمومنین نے مجھے لکھا ہے۔

اس سے پہلے خالد بن الولید نے بنی حنیفہ کا ایک وفد ابوبکرؓ کے پاس بھیجدیا تھا جب یہ وفد اُن کے پاس پہنچا ابوبکر نے ان سے کہا کہ تم لوگوں نے یہ کیا حرکت کی کہ اسلام سے بغاوت کی انھوں نے کہا اے خلیفۂ رسول اللہ ہم سے جو لغزش ہوئی وہ ایک ایسے منحوس آدمی کی وجہ سے ہوئی ہے کہ جسے نہ اللہ نے اس معاملے میں برکت دی نہ اسکے خاندان کو، ابوبکرؓ نے کہا اچھا پھر بھی یہ تو بتاؤ کہ وہ تم کو کس بات کی دعوت دیتا تھا انھوں نے کہا کہ وہ ہم سے بطور الہام یہ جملے کہا کرتا تھا "اے مینڈک تو پاک ہے صاف ہے نہ کسی پانی پینے والے کو روکتا ہے نہ پانی کو گندہ کرتا ہے آدھی زمین ہماری آدھی قریش کی مگر قریش تو ایسی قوم ہے جو اپنی حد سے تجاوز کرجاتی ہے"۔ ابوبکرؓ نے کہا سبحان اللہ تم پر بہت افسوس ہے یہ تو اس قسم کا کلام ہے جسے آج تک نہ خدا نے کہا نہ پیمبر نے وہ تمھیں کہاں بہکالے گیا تھا۔

خالد بن الولید جب یمامہ کے قضیے سے فارغ ہوے جہاں وہ اس کی ایک وادی ریاض نامی میں فروکش تھے اور وہیں ان کی بنی حنیفہ سے جنگ ہوئی تھی اب وہ اس سے منتقل ہو کر یمامہ کی ایک اور وادی وبر نام میں فروکش ہوے۔

اہل بحرین کا واقعہ حطم کا ارتداد اور اس کے ساتھی

سیف سے مروی ہے کہ علاء بن الحضرمی بحرین روانہ ہوئے، بحرین کا قصہ یہ ہوا،
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور منذر بن ساوی ایک ہی مہینے میں بیمار ہوئے منذر کا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہی انتقال ہو گیا ان کے بعد اہل بحرین مرتد ہو گئے
ان میں سے عبد القیس پھر اسلام لے آئے البتہ بکر مرتد ہی رہے جس شخص کی کوشش سے
عبد القیس دوبارہ اسلام میں داخل ہوئے وہ جارود تھے۔

حسن ابن الحسن سے مروی ہے کہ جارود بن المعلیٰ تلاش حق میں رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے اُن سے فرمایا جارود اسلام لے آؤ
انھوں نے کہا کہ میں خود اپنا دین رکھتا ہوں آپ نے فرمایا تمھارا دین کوئی حقیقت
نہیں رکھتا وہ مہمل ہے، جارود نے آپ سے کہا کہ اگر میں اسلام لے آؤں تو جو
خرابی بعد میں اسلام میں ہو اُس کی ذمہ داری آپ پر، آپ نے فرمایا اچھا۔ جارود
اسلام لے آئے اور مدینے میں مقیم رہے جب وہ مسائل دین سے اچھی طرح واقف
ہو گئے تو اب انھوں نے گھر جانے کا ارادہ کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
عرض کیا کہ سفر کے لیے کوئی سواری ہو تو دیجئے آپ نے فرمایا اِس وقت تو کوئی سواری
نہیں ہے جارود نے کہا اگر راستے میں کوئی بھٹکا ہوا جانور مل جائے میں اُسے لے لوں
آپ نے فرمایا کہ نہیں تم ہرگز ایسا نہ کرنا۔ یہ اپنی قوم کے پاس آئے اُن کو اسلام کی
دعوت دی جسے انھوں نے قبول کیا اُن کی پوری قوم مسلمان ہو گئی، ابھی تھوڑا ہی عرصہ
گذرا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اُن کے قبیلے عبد القیس نے
کہا اگر محمد نبی ہوتے تو وہ کبھی نہ مرتے اور سب مرتد ہو گئے اِس کی اطلاع جارود کو ہوئی
انھوں نے اِن سب کو جمع کیا تقریر کرنے کھڑے ہوئے اور کہا "اے گروہ عبد القیس
میں تم سے ایک بات پوچھتا ہوں اگر تم اُسے جانتے ہو تو بتانا اور اگر نہ جانتے ہو تو
نہ بتانا" انھوں نے کہا جو چاہو سوال کرو جارود نے کہا جانتے ہو کہ گذشتہ زمانے میں
اللہ کے نبی دنیا میں آچکے ہیں۔ انھوں نے کہا ہاں جارود نے کہا تم اُن کو صرف

جانتے ہو یا تم نے اُن کو دیکھا بھی ہے انھوں نے کہا کہ نہیں ہم نے اُن کو دیکھا تو نہیں لیکن ہم اُن کو جانتے ہیں جارود نے کہا کہ پھر کیا ہوا؟ انھوں نے کہا وہ مر گئے جارود نے کہا تو اسی طرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی انتقال فرما گئے جس طرح سابقہ انبیا دنیا سے اُٹھ گئے اور میں اعلان کرتا ہوں لا إلہ إلا اللہ وأن محمداً عبدہٗ ورسولہٗ۔ اِن کی قوم نے کہا کہ ہم بھی شہادت دیتے ہیں کہ سوائے اللہ کے کوئی حقیقی معبود نہیں ہے اور بے شک محمد اس کے بندے اور رسول ہیں اور ہم تم کو اپنا برگزیدہ اور اپنا سردار تسلیم کرتے ہیں اس طرح وہ اسلام پر ثابت قدم رہے ارتداد کی وبا اُن تک نہ پہنچی اور انھوں نے تمام بنی ربیعہ منذر اور مسلمانوں کو آپس میں نپٹ لینے کے لیے چھوڑ دیا جتانچہ منذر اپنی زندگی بھر اُن سے اُلجھے رہے اُن کے مرنے کے بعد اُن کی جماعت مکانشیں میں محصور ہوگئی یہاں تک کہ اُن کو علاء نے محاصرے سے آزاد کرایا۔

مروی ہے کہ جب خالد بن الولید یمامہ کے قضیے سے فارغ ہوئے ابوبکرؓ نے علاء ابن الحضرمی کو بحرین بھیجا یہ علاء وہی شخص ہیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منذر بن ساوی العبدی کے پاس اسلام کی دعوت دینے بھیجا تھا منذر اسلام لے آئے، اور علاء بحرین میں رسول اللہ صلی اللہ کے امیر کی حیثیت سے مقیم رہے، رسولؐ اللہ کی وفات کے تھوڑے ہی دن کے بعد منذر بن ساوی کا بحرین میں انتقال ہوا۔

عمرو بن العاص عمان میں متعین تھے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت بھی وہیں تھے یہ مدینے روانہ ہوئے اثنائے راہ میں منذر بن ساوی کے پاس آئے جو اُس وقت مرض الموت میں مبتلا تھے عمرو ان سے ملنے گئے منذر نے اُن سے پوچھا کہ ایک مسلمان کی وفات کے وقت اُس کے مال میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کتنا حق خود اُس مرنے والے کو دلواتے ہیں عمروؓ نے اُن سے کہا کہ تیسرا حصّہ منذر نے ان سے پوچھا کہ میں اپنے اس ثلث مال کو کس طرح خرچ کروں؟ عمروؓ نے اُن سے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو اُسے اپنے عزیزوں میں تقسیم کر دیجئے، اور اس طرح یہ ایک نیکی کر جائیں اور اگر آپ چاہیں تو اپنے اِس مال کو صدقہ کر دیجئے اور اس طرح یہ صدقہ ایک محرم شئے ہوگا کہ جو آپ کے بعد اُن لوگوں کے لیے جن کے لیے آپ نے یہ صدقہ کیا ہے، یہ صدقہ جاریہ رہے گا۔ منذر نے کہا میں نہیں چاہتا کہ اپنے

مال کو بحیرہ[1] سائبہ[2] وصیلہ[3] اور حامی[4] کی طرح حرام کر جاؤں بجائے اس کے میں اپنے مال کو ابھی تقسیم کیے جاتا ہوں اور جن لوگوں کے لیے میں نے وصیت کی ہے اُن کو دیے دیتا ہوں تاکہ اُسے وہ جس طرح چاہیں خرچ کریں۔ عمرؓ ہمیشہ ان کے اس قول پر تعجب کیا کرتے تھے کہ انھوں نے کیا عمدہ بات کہی۔

جارودؓ بن عمروؓ بن حنش بن مُعلی کے علاوہ تمام بنی ربیعہ اور عربوں کے ساتھ بحرین میں مرتد ہو گئے، البتہ جارودؓ اور اُن کے قبیلے والے بدستور اسلام پر ثابت قدم رہے۔ جب ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اور عربوں کے مرتد ہو جانے کی اطلاع ملی انھوں نے کہا تو میں اعلان کرتا ہوں کہ سوائے اللہ کے اور کوئی معبود نہیں ہے اور اعلان کرتا ہوں کہ محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں اور میں اُن تمام لوگوں کو جو اس کا اقرار نہیں کرتے کافر قرار دیتا ہوں۔

بنی ربیعہ بحرین میں جمع ہوئے اور مرتد ہو گئے اُنھوں نے کہا کہ ہم اس علاقے کی حکومت پھر منذر کے خاندان کو دیتے ہیں چنانچہ اُنھوں نے منذر بن النعمان بن المنذر کو اپنا بادشاہ بنا لیا، اسے غرور یعنے فریب کہا جاتا تھا مگر جب وہ اور تمام دوسرے لوگ تلوار کے زور سے دوبارہ اسلام لائے تو خود وہ کہا کرتا تھا کہ میں فریب نہیں ہوں بلکہ فریب خوردہ ہوں۔

عمیرؓ بن فلان العبدی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بنی قیس بن ثعلبہ کے حطم بن ضبیعہ نے بکر بن وائل کے مرتدین اور دوسرے اُن لوگوں کے ساتھ جو ہمیشہ سے کافر تھے مرتد ہو کر خروج کر کے قطیف اور ہجر میں اپنا مستقر قایم کیا اور تمام خطے کو اُس میں جس قدر زط اور سیابجہ آباد تھے اُن سب کو گمراہ کر دیا، اس نے

---

[1] بحیرہ عہد جاہلیت میں اُس اونٹنی کو کہتے تھے جس کو پانچ بچے ہو جانے کے بعد اس کے کان میں سوراخ کر کے آزاد چھوڑ دیا جاتا تھا نہ اُس سے پھر سواری لی جاتی تھی نہ اُس کا دودھ دوہا جاتا تھا۔

[2] سائبہ منت کے سلسلے میں آزاد کی ہوئی اونٹنی کو کہتے ہیں۔

[3] وصیلہ وہ بکری جو ایک ساتھ نرمادہ دو بچے ایک مرتبہ جنے اور پھر اس سے استفادہ حرام ہو جاتا تھا۔

[4] حامی۔ وہ اونٹ جو دس بچے جنوانے کے بعد آزاد کر دیا جاتا تھا اور پھر اس سے کوئی کام نہیں لیا جاتا تھا۔

ایک مہم دارین بھیجی جو اس کے ساتھ ہو گئے تاکہ وہ عبدالقیس کو اپنے اور ان کے درمیان گھیر لے کیونکہ وہ اُن کے مخالف تھے اور منذر اور مسلمانوں کی مدد کرتے تھے اس نے غرور بن سوید نعمان بن المنذر کے بھائی کو بلا بھیجا اور اُسے جُوانا بھیجا اور اُس نے کہا کہ تم اپنی جگہ پر ثابت قدم رہنا، اگر مجھے فتح ہوئی تو میں تمھیں بحرین کا بادشاہ بنا دوں گا اور تم نعمان بادشاہ حیرہ کے برابر ہو جاؤ گے، اُس نے جُوانا آکر وہاں کے باشندوں کا کامل محاصرہ کرلیا محصورین کو محاصرے سے بڑی تکلیف ہوئی ان مسلمان محصورین میں مسلمانوں کے ایک بڑے بزرگ بنی ابی بکر بن کلاب کے عبداللہؓ بن حذف بھی تھے ان کو اور تمام محصورین کو بھوک کی ایسی تکلیف ہوئی کہ قریب تھا کہ سب ہلاک ہو جاتے اس موقع پر انھوں نے چند شعر بھی کہے ہیں۔ جس میں اپنی دردناک حالت کو ابوبکرؓ اور اہل مدینہ کو مخاطب کر کے بیان کیا ہے۔

منجاب بن راشدہ سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ نے علاء ابن الحضرمی کو بحرین کے مرتدین سے لڑنے کے لیے بھیجا بحرین آتے ہوئے جب وہ یمامہ کے قریب پہنچے تو ثمامہ بن اثال بنی حنیفہ کے بنی سحیم کے مسلمانوں اور دوسرے بنی حنیفہ کے دیہاتیوں کے ہمراہ ان سے ملے یہ اب تک جنگ سے کنارہ کشی کیے ہوئے اپنے طرز عمل پر غور کر رہے تھے کہ کس کا ساتھ دیں۔

علاءؓ نے عکرمہ کو پہلے عمان بھیجا اور پھر مہرہ اور شرحبیل کو حکم دیا کہ تم امیرالمومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ کے حکم آنے تک جہاں ہو وہیں ٹھیرے رہو،

علاءؓ دومہ آئے یہاں وہ اور عمرو بن العاص بنی قضاعہ کے مرتدین پر چھاپے مارنے لگے عمرو بن العاص سعد اور بلی پر غارت گری کرتے تھے، اور علاءؓ نے بنی کلب اور اُن کے توابع سے کارروائی شروع ہوئی۔

راوی کہتا ہے کہ جب وہ ہمارے قریب آئے تو ہم اُس علاقے کی بلند سطح پر تھے بنی رباب اور بنی عمرو بن تمیم میں سے جس جس کے پاس گھوڑا تھا وہ اس پر سوار ہو کر علاء کے استقبال کے لیے آگیا۔ بنی حنظلہ بھی متردد تھے کہ آیا اس ہنگامے میں شرکت کریں یا نہ کریں، مالک بن نویرہ ایک بڑی جماعت کے ساتھ بطاح میں تھا وہ کبھی ہم پر حملہ کرتا اور کبھی ہم اُس پر، وکیع بن مالک ایک بڑی جماعت کے ساتھ قرعاء میں تھا

وہ عمرو پر حملہ کرتا تھا اور عمرو اُس پر حملہ کرتے تھے قبیلۂ سعد بن زید مناۃ میں دو جماعتیں ہوگئی تھیں، عوف اور ابناء نے زبرقان بن بدر کی بات مانی وہ اسلام پر قائم رہے اور انھوں نے زبرقان کی مرتدین کے مقابلے میں مدافعت کی البتہ مقاعس اور ذیلی قبائل نے زبرقان کی بات نہ مانی اور بغاوت کا اعلان کر دیا قیس بن عاصم نے اس زکوٰۃ کے مال کو جو اُن کے پاس جمع ہوگیا تھا مقاعس اور اُن کے ذیلی قبائل میں تقسیم کر دیا حالانکہ زبرقان نے عوف اور ابناء کے زکواۃ کے مال کو حکومت کے لیے وصول کیا۔ اس طرح عوف اور ابناء مقاعس اور اُن کے ذیلی قبائل سے جنگ وجدال میں مصروف ہوگئے، مگر جب قیس بن عاصم کو معلوم ہوا کہ رباب اور عمرو بن تمیم سب علاءؓ سے مل گئے ہیں وہ اپنے کیے پر نادم ہوئے اور زکواۃ کا جو مال انھوں نے بہ اختیار خود تقسیم کر دیا تھا اتنا ہی مال علاء کے پاس لاکر ان کے حوالے کر دیا اور اپنی بغاوت کے ارادے سے باز آکر وہ خود اہل بحرین سے لڑنے کے لیے اُن کے ساتھ ہو گئے۔ اس موقع پر انھوں نے بہت سے شعر بھی کہے جس طرح کہ زبرقان نے زکواۃ کے مال کو ابوبکرؓ کے پاس بھیجتے ہوئے کہے تھے، قیس جب زکواۃ کا مال لے کر علاء کے پاس آئے علاء نے ان کی تعظیم وتکریم کی علاءؓ کے ساتھ جہاد کے لیے قبیلۂ عمرو، سعد اور رباب میں سے اتنے ہی آدمی اور شامل ہو گئے جتنے کہ پہلے سے ان کی اصلی فوج میں تھے علاءؓ ہم کو دہنا کے راستے سے لے چلے جب ہم اُس کے وسط میں پہنچے جہاں سے خنانات اور عزافات اُن کے داہنی اور بائیں جانب تھے، اور اللہ نے چاہا کہ ہمیں اپنا ایک معجزہ دکھائے، علاءؓ نے مقام کر دیا اور سب لوگوں کو قیام کا حکم دیدیا۔ جب رات اچھی طرح چھاگئی تمام اونٹ بے قابو ہوکر بھاگ گئے نہ ہم میں سے کسی کے پاس کوئی اونٹ رہا نہ توشہ دان نہ خیمہ سب کا سب اونٹوں پر ریگستان میں غائب ہوگیا اور یہ واقعہ اس وقت ہوا جبکہ لوگ سواریوں سے اتر چکے تھے مگر ابھی وہ اپنا سامان نہ اتار سکے تھے اس وقت ہم پر جو رنج وغم طاری ہوا مجھے معلوم نہیں کہ کسی اور جماعت پر کبھی طاری ہوا ہو ہم نے اپنی زندگی سے مایوس ہوکر ایک دوسرے کو آخری پیام دے لے، اتنے میں علاءؓ کے منادی نے سب کے اجتماع کا حکم دیا ہم سب علاءؓ کے پاس جمع ہوئے انھوں نے کہا میں یہ کیا پریشانی اور اضطراب آپ لوگوں میں دیکھ رہا ہوں اور آپ لوگ

کیوں اس قدر متفکر ہیں لوگوں نے کہا کہ یہ تو کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ جس پر ہم کو مورد الزام قرار دیا جائے ہماری یہ حالت ہے کہ اگر اسی طرح صبح ہوگئی تو ابھی آفتاب اچھی طرح طلوع بھی نہیں ہونے پائے گا، کہ ہم سب ہلاک ہو چکے ہوں گے۔

علاءؓ نے کہا آپ لوگ ہرگز خوفزدہ نہ ہوں کیا آپ مسلمان نہیں ہیں کیا آپ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے نہیں آئے کیا آپ اللہ کے مددگار نہیں ہیں سب نے کہا بیشک ہم ہیں علاءؓ نے کہا آپ لوگوں کو بشارت ہو کیونکہ اللہ ہرگز ایسے لوگوں کا جس حال میں آپ ہیں کبھی ساتھ نہیں چھوڑے گا۔

طلوع فجر کے ساتھ صبح کی اذان ہوئی علاءؓ نے ہمیں نماز پڑھائی بعض لوگوں نے ہم میں سے تیمم کر کے نماز پڑھی اور بعض کا ابتک سابقہ وضو باقی تھا، نماز کے بعد وہ اپنے دونوں گھٹنوں پر دعا کے لیے بیٹھ گئے اور سب لوگ بھی اسی طرح دوزانو دعا کے لیے بیٹھ گئے جب سورج کی روشنی افق مشرق میں ذرا نمودار ہوئی وہ صف کی طرف متوجہ ہوئے اور انھوں نے کہا کوئی ہے ایسا کہ جا کر خبر لائے کہ یہ روشنی کیا ہے ایک شخص اس کام کے لیے گئے اور انھوں نے واپس آکر کہا کہ یہ روشنی محض سراب ہے علاءؓ پھر دعا میں مصروف ہوگئے۔ دوسری مرتبہ پھر وہ روشنی نظر آئی دریافت سے معلوم ہوا کہ سراب ہے تیسری مرتبہ پھر روشنی نمودار ہوئی اس مرتبہ خبر گیر نے آکر کہا کہ پانی ہے علاءؓ کھڑے ہوگئے اور سب لوگ کھڑے ہو گئے اور پانی کی طرف چل کر وہاں پہنچے ہم نے پانی پیا منہ ہاتھ دھوئے غسل کیا ابھی دن نہیں چڑھا تھا کہ ہمارے اونٹ ہر سمت سے دوڑتے ہوئے ہمارے پاس آتے ہوئے نظر آئے وہ ہمارے پاس آکر بیٹھ گئے ہر شخص نے اپنی سواری کے پاس جا کر اُسے پکڑ لیا ہماری کوئی چیز بھی ضایع نہیں ہوئی ہم نے اُن کو اس وقت پانی پلایا پھر دوسری مرتبہ خوب سیر ہو کر پلایا اور اپنے ساتھ بھی پانی کا ذخیرہ لے لیا اور پھر خوب آرام کیا اس وقت ابوہریرہؓ میرے رفیق تھے جب ہم اُس مقام سے ذرا دور نکل گئے انھوں نے مجھ سے پوچھا کہ اس پانی کے مقام سے واقف ہو میں نے کہا کہ میں اور تمام عربوں کے مقابلے میں اس علاقے کے چپے چپے سے بہت زیادہ واقف ہوں، ابوہریرہؓ نے کہا تم مجھے پھر اسی جگہ لے چلو میں نے اونٹ کو موڑا اور ٹھیک اسی پانی والے مقام پر ان کو لے کر آیا وہاں آکر دیکھا کہ نہ کوئی پانی کا حوض ہے

نہ پانی کا کوئی نشان میں نے ابوہریرہؓ سے کہا بخدا اگر یہ بات نہ ہوتی کہ یہاں مجھے کوئی حوض نظر نہیں آیا تب بھی میں ضرور یہی کہتا کہ یہی وہ مقام ہے جہاں سے ہم نے پانی لیا ہے مگر آج سے پہلے کبھی میں نے اس مقام میں صاف اور شیریں پانی نہیں دیکھا تھا حالانکہ اس وقت بھی پانی سے برتن لبریز تھے ابوہریرہؓ نے کہا کہ اے ابوسہم بخدا یہی وہ مقام ہے اسی لیے میں یہاں آیا ہوں اور تم کو لے کر آیا ہوں میں نے اپنے برتن پانی سے بھرے تھے اور ان کو اس حوض کے کنارے رکھ دیا تھا میں نے کہا کہ اگر یہ اللہ کا معجزہ اور اللہ کی طرف سے نازل شدہ رحمت ہے تو میں معلوم کرلوں گا اور اگر یہ محض بارش کا پانی ہے اسے بھی میں معلوم کرلوں گا، دیکھنے سے معلوم ہوا کہ یہ واقعہ اللہ کا ایک معجزہ تھا جو اس نے ہمارے بچانے کے لیے ظاہر کیا تھا اس پر ابوہریرہؓ نے اللہ کی حمد کی وہاں سے پلٹ کر پھر ہم اپنے راستے چلے اور ہجر آکر ہم نے پڑاؤ کیا۔

علاء نے جارود اور ایک دوسرے صاحب کو حکم بھیجا کہ تم دونوں عبدالقیس کو لے کر حُطم کے مقابلے کے لیے اس علاقے میں جو تم سے ملا ہوا ہے جاکر پڑاؤ کرو۔

خود علاءؓ اپنی فوج کے ساتھ حُطم کے مقابلے پر اس علاقے میں آئے جو ہجر سے ملا ہوا تھا۔ اہل دارین کے علاوہ تمام مشرکین حُطم کے پاس جمع ہو گئے اسی طرح تمام مسلمان علاءؓ بن الحضرمی کے زیرعلم جمع ہوئے دونوں حریفوں نے اپنے اپنے آگے خندق کھود لی، اب وہ روزانہ اپنی اپنی خندق سے برآمد ہو کر ایک دوسرے سے لڑتے تھے اور پھر اپنی خندق میں واپس ہو جاتے تھے ایک مہینے تک جنگ کی یہی کیفیت رہی اسی اثنا میں ایک رات مسلمانوں کو مشرکین کے پڑاؤ سے بڑا زبردست شور و غوغا سنائی دیا وہ شور ایسا معلوم ہوتا تھا جیسا کہ شکست خوردہ فوج میں ہوتا ہے، علاءؓ نے کہا کوئی ہے جو دشمن کی اصل حالت کی خبر لائے۔ عبداللہ بن حذف نے کہا میں اس کام کے لیے جاتا ہوں ان کی ماں قبیلۂ عجل کی تھیں یہ اپنی فرودگاہ سے نکل کر جب دشمن کی خندق کے قریب پہنچے انھوں نے ان کو پکڑ لیا پوچھا کہ تم کون ہو انھوں نے کہا کہ میں عجلی ہوں اور وہ پکارنے لگے اے ابجر میری مدد کرو ابجر بن بجیر ان کے پاس آیا ان کو پہچانا اور پوچھا کہ کیا ہے انھوں نے کہا میں لہزموں کے ہاتھ سے نہیں مرنا چاہتا اور میں کیوں قتل کیا جاؤں جبکہ میرے گرد عجل تیم اللات قیس اور عنزہ کی فوجیں کھڑی ہیں حطم اور

دوسرے دور والے قبائل تمہارے ہوتے ہوئے مجھے کھلونا بنائیں یا ٹھکرائیں! ابجر نے اُن کو سپاہیوں سے چھڑا لیا مگر کہا بخدا میں سمجھتا ہوں کہ آج رات تم اپنے ماموں کے لیے بہت بُرے بھانجے ہو عبداللہ بن حذف نے کہا کہ اس بات کو چھوڑو مجھے کچھ کھلاؤ میں بھوک سے مر رہا ہوں ابجر اُن کے لیے کھانا لایا عبداللہ نے کھانا کھایا اور پھر کہا کہ مجھے زادِ راہ دو سواری دو۔ اور کچھ نقد دو تاکہ میں اپنے ننھیال چلا جاؤں ابجر نے اس کے لیے ایک شخص کو حکم دیا جو شراب کے نشے میں چُور تھا اُس نے اِن کو سواری کے لیے ایک اونٹ دیا۔ توشہ دیا۔ اور کچھ نقد دیا۔ عبداللہ بن حذف وہاں سے چل کر مسلمانوں کی فرودگاہ میں آ گئے اور انھوں نے آکر یہ اطلاع دی کہ ہمارا حریف مخمور ہے مسلمانوں نے فوراً دشمن پر حملہ کر دیا اور خود اس کے پڑاؤ میں گھُس کر اُن کو بے دریغ تلوار کے گھاٹ اُتارنا شروع کیا وہ بے تحاشا اپنی خندق کی طرف بھاگے بہت سے اُس میں گر کر ہلاک ہو گئے جو بچے وہ اس قدر خوفزدہ ہو گئے تھے کہ یا قتل کر دیے گئے یا گرفتار کر لیے گئے مسلمانوں نے ان کی پڑاؤ کی ہر چیز پر قبضہ کر لیا جو شخص بچ کر بھاگ سکا وہ صرف اس چیز کو لے جا سکا جو اُس کے جسم پر تھی۔ البتہ ابجر جان بچا کر بھاگ گیا، حطم کی خوف و دہشت سے یہ کیفیت تھی کہ گویا اس کے جان ہی نہیں، وہ اپنے گھوڑے کی طرف بڑھا جب کہ تمام مسلمان مشرکین کے وسط میں آ پہنچے تھے اپنی بدحواسی میں حطم خود مسلمانوں میں سے ہو کر اپنے گھوڑے پر سوار ہونے کے لیے جانے لگا، جیسے ہی اُس نے رکاب میں پاؤں رکھا رکاب ٹوٹ گئی؛ بنی عمرو بن تمیم کے عفیف بن المنذر کا اس کے پاس گذر ہوا وہ اس وقت پکار رہا تھا کہ کیا بنی قیس بن ثعلبہ کا کوئی شخص ہے جو مجھے رکاب کے لیے ڈوری دیدے اُس نے یہ بات ایسی بلند آواز سے کہی کہ عفیف نے اُسے شناخت کر لیا اور آواز دی ابو ضبیعہ حطم نے کہا کہ ہاں عفیف نے کہا کہ پاؤں دو میں اُس میں ڈوری باندھے دیتا ہوں۔ حطم نے اُس کے لیے اپنا پاؤں آگے کر دیا عفیف نے تلوار کے ایک وار سے ران پر سے اُس کا پاؤں کاٹ ڈالا، اور اُس کو اسی حالت میں چھوڑ دیا، حطم نے کہا اب کیا ہے تم میرا کام ہی تمام کر دو، عفیف نے کہا کہ میں نہیں چاہتا کہ جب تک میں تیری ہڈیاں نہ چباؤں تجھے موت آئے کیونکہ اس روز رات کو عفیف کے کئی بھائی جو ان کے ساتھ تھے اس لڑائی میں شہید ہو چکے تھے۔ حطم کے پاس سے اس شب میں جو مسلمان گذرتا وہ اُس سے کہتا کہ کیا تم حطم کو قتل کرنا چاہتے ہو یہ بات اس نے اب تک

اُن مسلمانوں سے کہی تھی جو اُسے پہچانتے نہ تھے اتنے میں قیس بن عاصم اُس کے پاس سے گذرے حطم نے اُن سے بھی یہی کہا قیس بن عاصم نے اسی وقت پلٹ کر اس کا کام تمام کر دیا۔ مگر جب انھوں نے دیکھا کہ اس کی ران سے اس کا پاؤں کٹا ہوا الگ ہے کہنے لگے کہ یہ تو میں نے بُرا کیا اگر یہ بات مجھے معلوم ہوتی تو میں اسے ہاتھ ہی نہ لگاتا یوں ہی تڑپ تڑپ کے مرنے کے لیے چھوڑ دیتا۔

مشرکین کی فرودگاہ کی ہر چیز پر قبضہ کرنے کے بعد مسلمان اُن کی خندق سے برآمد ہو کر اُن کے تعاقب میں چلے، قیس بن عاصم ابجر کے قریب پہنچ گئے مگر ابجر کا گھوڑا قیس کے گھوڑے سے زیادہ طاقتور تھا اُن کو یہ اندیشہ ہوا کہ یہ کہیں میری گرفت سے نکل نہ جائے انھوں نے ابجر کے گھوڑے کی پیٹھ پر نیزہ مارا جس نے گھوڑے کے سُرین کے "پٹھے" کو تو قطع کر دیا مگر رگ کو وہ قطع نہیں کر سکا اور گھوڑا کانپنے لگا۔

عفیف بن المنذر نے غرور بن سوید کو گرفتار کر لیا رباب نے علاؓ سے اُس کی سفارش کی اُس کا باپ تیم کا بھانجا تھا اس لیے رباب نے علاؓ سے اُس کی سفارش کی علاؓ نے کہا میں نے اسے معاف کیا۔ یہ کون ہے اس نے کہا میرا نام غرور ہے علاؓ نے کہا اچھا آپ ہی ہیں جس نے اُن سب کو فریب دیا ہے۔ غرور نے کہا کہ اے مالک میں فریب نہیں ہوں بلکہ فریب خوردہ ہوں علاء نے کہا اسلام لے آؤ وہ مسلمان ہو گیا اور ہجر ہی میں رہ گیا اس کا اصل نام ہی غرور تھا یہ اس کا لقب نہ تھا۔

عفیف نے منذر بن السوید بن المنذر کو قتل کر دیا صبح کو علاء نے مال غنیمت مجاہدین میں تقسیم کر دیا، اور ایسے لوگوں کو جنھوں نے خاص طور سے جنگ میں بہادری دکھائی تھی کپڑے دیے، اُن میں عفیف بن المنذر قیس بن عاصم اور ثمامہ بن اُثال تھے ثمامہ کو جو کپڑے دیے گئے تھے اُن میں ایک سیاہ چوغا تھا جس پر نشان بنے ہوئے تھے، حطم اس کو پہنکر بہت اتراتا تھا، اِس کے علاوہ علاؓ نے اور کپڑوں کو فروخت کر دیا شکست خوردہ مشرکین کا بڑا حصہ کشتیوں میں بیٹھ کر دارین چلا گیا اور دوسرے لوگ اپنے اپنے قبائل کے علاقوں میں پلٹ گئے، علاؓ بن الحضرمی نے قبیلہ بکر بن وائل کے ان لوگوں کو جو اسلام پر قایم تھے اُن کے متعلق حکم لکھا کہ ان کا مقابلہ کریں نیز عتیبہ بن النہاس اور عامر بن عبدالاسود کو حکم بھیجا کہ تم بدستور اسلام پر قایم رہو اور ہر راستے پر مرتدین کے

مقابلے کے لیے پہرے بٹھا دو نیز انھوں نے مسمع کو حکم دیا کہ وہ خود بڑھکر مرتدین کا مقابلہ کریں اور انھوں نے خصفۃ التیمی اور مثنیٰ ابن حارثہ الشیبانی کو حکم بھیجا کہ وہ بھی اِن مرتدین کا مقابلہ کریں چنانچہ وہ اِن کے روکنے کے لیے راستوں کے ناکوں پر کھڑے ہوئے۔ اور مرتدین میں سے بعض نے توبہ کی اور اسلام لے آئے جسے تسلیم کیا گیا اور اُن کو علاءؓ کی فوج میں شامل کر دیا گیا اور بعض نے توبہ کرنے سے انکار کیا، اور اپنے ارتداد پر اصرار کیا اُن کو اُن کے علاقوں میں جانے سے روک دیا گیا، اس لیے وہ پھر اسی راستے پر پلٹے جہاں سے وہ آئے تھے یہاں تک وہ بھی کشتیوں کے ذریعے دارین پہنچ گئے اِس طرح اللہ نے اُن سب کو ایک جگہ جمع کر دیا۔ بنی ضبیعہ بن عجل کے ایک شخص وہب نے بکر بن وائل کے مرتدین کے متعلق دو شعر بھی کہے جس میں اُن کی اِس حرکت پر نفرین کی گئی ہے۔

علاءؓ بدستور مشرکین کی اسی فرودگاہ میں مقیم رہے، یہاں تک کہ اُن کے پاس بکر بن وائل کے اُن لوگوں کے جن کو انھوں نے خط لکھے تھے خط جواب میں موصول ہوئے اور ان کو معلوم ہو گیا کہ وہ لوگ اللہ کے حکم پر عمل کریں گے اور عمل کرائیں گے۔ اور اپنے دین کی حمایت کریں گے، جسے علاءؓ چاہتے تھے اور اب اُن کو یقین ہو گیا کہ اُن کے عقب سے کوئی بات ایسی رونما نہ ہو گی جو ان کے مخالف ہو یا جس کا بُرا اثر اہلِ بحرین میں سے کسی کو ہو انھوں نے اب تمام مسلمانوں کو دارین پر پیشقدمی کی دعوت دی۔ اُن کو جمع کر کے ان کے سامنے تقریر کی جس میں کہا اللہ نے شیاطین کے گروہوں اور جنگ سے شکست کھا کر بھگوڑوں کو تمہارے ہاتھوں تباہ کرنے کے لیے اِس سمندر میں جمع کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ خشکی میں تم کو اپنی ایسی نشانیاں دکھا چکا ہے جس سے تم سمندر میں اس کی ذات پر بھروسا کر سکو۔ لہٰذا اپنے دشمن پر بڑھو اور سمندر پھاڑ کر اُن تک پہنچ جاؤ کیونکہ اللہ نے اُن سب کو اکٹھا کر دیا ہے، یہ اُن کو تباہ کرنے کا بہترین موقع ہے، تمام مسلمانوں نے کہا ہم اِس کے لیے بخوشی تیار ہیں اور بخدا جب تک ہم زندہ ہیں وادیٔ دہناء کے واقعے کے بعد اب کسی خطرے سے نہیں ڈرتے۔

علاءؓ اور تمام مسلمان اس فرودگاہ سے کوچ کر کے سمندر کے کنارے آئے اور سب کے سب گھوڑوں اونٹوں خچر اور گدھوں پر سوار اور پیادے سوار ہو کر سمندر میں گھس پڑے علاءؓ نے اللہ کی جناب میں دعا کی مسلمانوں نے بھی دعا کی اُس وقت وہ یہ دُعا

مانگ رہے تھے۔ اے ارحم الراحمین، اے کریم، اے حلیم، اے احد، اے صمد، اے حی، اے محی الموتیٰ، اے حی، اے قیوم، تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے، اے ہمارے رب۔
تمام مسلمانوں نے اللہ کے حکم سے اس خلیج کو بغیر کسی نقصان کے عبور کر لیا، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ نرم ریت پر جس پر پانی چھڑکا گیا ہے چل رہے ہیں کہ اونٹوں کے پاؤں تک نہ ڈوبے۔ حالانکہ بعض موقعوں پر ساحل سے دارین تک کا سفر کشتیوں کے ذریعے ایک دن اور ایک رات میں طے ہوتا تھا اب وہاں مسلمانوں کا اور مرتدین کا مقابلہ ہوا نہایت ہی خونریز معرکہ ہوا جس میں وہ سب مارے گئے کہ کوئی خبر دینے والا بھی نہ بچا۔ مسلمانوں نے اُن کے اہل وعیال کو لونڈی وغلام بنا لیا، اور اُن کی املاک پر قبضہ کر لیا، ہر ایک شہسوار کو چھ ہزار اور ہر پیادے کو دو ہزار درہم غنیمت میں ملے۔
مسلمانوں کو ساحل سمندر سے اُن تک پہنچنے اور اُن کے مقابلے میں پورا دن صرف ہو گیا، اُن سے فارغ ہو کر پھر وہ جس راستے سے گئے تھے۔ اسی راستے واپس آئے اور سمندر طے کر کے پھر کنارے پہنچ گئے اس واقعے کو عفیف بن المنذر نے اپنے دو شعروں میں بیان کیا ہے۔
جب علاءؓ بحرین سے واپس آ گئے انھوں نے اطراف واکناف میں اسلام کی سطوت قائم کر دی، مسلمانوں اور اسلام کی عزت کو برقرار کر دیا اور شرک اور مشرکین کو ذلیل کر دیا۔ بعض منافقوں نے بے بنیاد بُری بُری خبریں مشہور کیں، بعض لوگوں نے کہا یہ دیکھو مفروق بنے خاندان شیبان تغلب اور نمر کے ساتھ مسلمانوں کے مقابلے کے لیے آمادہ ہے بعض مسلمانوں نے اُن کو اس کا یہ جواب دیا کہ اگر ایسا ہے تو ہونے دو خوف کس بات کا ہے ہماری طرف سے لہازم اُن کو نبٹ لیں گے کیونکہ تمام لہازم اس وقت علاءؓ کی امداد کا تہیہ کر چکے تھے اور وہ اپنے اس خیال میں پورے اُترے۔ عبداللہ بن خذف نے اس واقعے کا ذکر اپنے بعض شعروں میں بھی کر دیا ہے۔
علاءؓ بن الحضرمی تمام لوگوں کو واپس لے آئے، اور سوائے اُن لوگوں کے جنھوں نے وہیں قیام کرنے کو پسند کیا۔ سب لوگ واپس آ گئے ثمامہ بن اثال بھی واپس آ گئے ہم جب بنی قیس بن ثعلبہ کے ایک چشمۂ آب پر مقیم تھے لوگوں کی نظر ثمامہ پر پڑی، اور انھوں نے حُطم کا چوغا اس کے جسم پر دیکھا ایک شخص کو دریافت کے لیے بھیجا

اور اس سے کہا کہ جاکر ثمامہ سے دریافت کرو کہ یہ چوغا تم کو کہاں سے ملا، اور حطم کے متعلق دریافت کرو کہ کیا تمھیں نے اُسے قتل کیا ہے یا کسی اور نے اس شخص نے آکر ثمامہ سے چوغے کو پوچھا انھوں نے کہا کہ یہ مجھے مال غنیمت میں ملا ہے۔ اُس شخص نے کہا کیا تم نے حطم کو قتل کیا ہے؟ ثمامہ نے کہا کہ نہیں اگرچہ میری تمنا تھی کہ میں اُس کو قتل کرتا۔ اس شخص نے کہا کہ یہ چوغا تمھارے پاس پھر کہاں سے آیا، ثمامہ نے کہا کہ اس کا جواب تمھیں میں پہلے ہی دے چکا ہوں اُس شخص نے اپنے دوستوں سے آکر اس گفتگو کی اطلاع کی، وہ سب کے سب ثمامہ کے پاس آنے کے لیے جمع ہوئے اور اُن کو آکر گھیر لیا انھوں نے کہا کیوں کیا ہے اُن سب نے کہا کہ تمھیں حطم کے قاتل ہو، ثمامہ نے کہا تم جھوٹے ہو میں اُس کا قاتل نہیں ہوں۔ البتہ یہ چوغا مجھے مال غنیمت میں بطور حصے کے ملا ہے۔ انھوں نے کہا کہ حصہ تو صرف قاتل ہی کو ملتا ہے ثمامہ نے کہا یہ چوغا اُس کے جسم پر نہیں تھا بلکہ اُس کی قیام گاہ سے ہمدست ہوا ہے لوگوں نے کہا تم جھوٹ بولتے ہو اور پھر ان کو قتل کر دیا۔

ہجر میں مسلمانوں کے ساتھ ایک راہب بھی تھے جو اُس روز اسلام لے آئے لوگوں نے اُن سے پوچھا کہ آپ کے اسلام لانے کی وجہ کیا ہوئی؟ انھوں نے کہا کہ تین چیزیں جن کے واقع ہونے کے بعد میں ڈرا کہ اب بھی اگر میں اسلام نہ لایا تو کہیں اللہ مجھے مسخ نہ کر دے ریگستان میں چشمے کا جاری ہونا، سمندر کے پہنائی کا سمٹ جانا، اور وہ دعا جس کی گونج میں نے صبح کے وقت اُن کی فرودگاہ سے آتی ہوئی فضا میں سُنی۔ لوگوں نے پوچھا کہ وہ دعا کیا تھی راہب نے کہا کہ وہ یہ دُعا ہے۔

اے اللہ تو رحمٰن و رحیم ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو ابتدا سے ہے تجھ سے پہلے کوئی شے نہ تھی، تو ہر وقت ہے، تجھ پر غفلت کبھی طاری نہیں ہوتی، تو ہی وہ زندہ ہے کہ جسے موت نہیں، تو ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے، چاہے وہ نظر آتی ہو یا نہ آتی ہو، ہر روز تو ایک نئی شان میں جلوہ افروز ہے، تو ہر چیز کو جانتا ہے بغیر اس کے کہ تو نے اُسے سیکھا ہو۔

اس دعا سے مجھے معلوم ہوا کہ اگر یہ لوگ اللہ کے حکم پر عمل پیرا نہ ہوتے اور اس کے دین پر نہ ہوتے تو فرشتے ان کی امداد کے لیے نہ بھیجے جاتے۔ اس زمانے کے بعد صحابہ اس واقعے کو ان ہجری راہب کی زبانی سنا کرتے تھے۔

علاءؓ نے ابوبکرؓ کو حسب ذیل مراسلہ لکھا "اما بعد" اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے وادی دہنا میں ایک پانی کا چشمہ جاری کر دیا۔ حالانکہ وہاں چشمے کے کوئی آثار نہ تھے، اور سخت تکلیف اور پریشانی کے بعد ہم کو اپنا ایک معجزہ دکھایا جو ہم سب کے لیے عبرت کا باعث ہے، اور یہ اس لیے کہ ہم اس کی حمد و ثنا کریں لہٰذا اللہ کی جناب میں دعا مانگیے اور اس کے دین کے مددگاروں کے لیے نصرت طلب کیجیے۔

ابوبکرؓ نے اللہ کی حمد کی اس سے دعا مانگی اور کہا کہ عرب ہمیشہ سے وادی دہنا کے متعلق یہ بات بیان کرتے آئے ہیں کہ لقمان سے جب اس وادی کے لیے پوچھا گیا کہ آیا پانی کے لیے اسے کھدوا جائے یا نہیں، انھوں نے اس کے کھودنے کی ممانعت کی اور کہا کہ یہاں کبھی پانی نہیں نکلے گا تو اس وجہ سے اس وقت اس وادی میں چشمے کا جاری ہو جانا اللہ کی قدرت کی ایک بہت بڑی نشانی ہے جس کا حال ہم نے پہلے کسی قوم میں نہیں سنا تھا۔ اے اللہ تو بجائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم میں ان کی نیابت کر۔

پھر علاءؓ نے ابوبکرؓ کو خندق والوں کی شکست اور حطم کے قتل کی جس کو زید اور مسمع نے قتل کیا تھا اپنے حسب ذیل خط سے اطلاع دی" اما بعد اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمارے دشمن کی عقلوں کو اور ان کی بات کو شراب سے جس کو انھوں نے دن کے وقت سے پی لیا تھا بگاڑ دیا۔ ہم ان کی خندق کو طے کر کے اچانک ان پر ٹوٹ پڑے ہم نے ان سب کو نشے میں مدہوش پایا سوائے چند کے سب کو تہ تیغ کر دیا۔ اللہ نے حطم کو بھی ختم کر دیا۔

ابوبکرؓ نے علاءؓ کو لکھا" اما بعد بنی شیبان بن ثعلبہ کے متعلق تم کو جو اطلاع ملی ہے، اگر اس کی توثیق ہو جائے اور بری خبریں شایع کرنے والے اس سے غلط فائدہ اٹھائیں تو تم فوراً ان کے مقابلے پر ایک فوج روانہ کرو جو ان کا استیصال کر دے جس سے دوسروں کو بھی عبرت ہو جائے"۔

اس حکم سے نہ وہ لوگ مخالفت کے لیے جمع ہوئے اور نہ ان کی بری خبریں شایع کرنے کا کوئی برا نتیجہ ظاہر ہوا۔

"اہل عمان مہرہ اور یمن کے باشندوں کا ارتداد"

ان لوگوں سے مسلمانوں کی جنگ کی تاریخ میں اختلاف ہے محمد بن اسحاق کی روایت کے مطابق یمامہ، عمان، اور مہرہ کی فتح اور شام کی طرف مسلمان فوجوں کا جانا یہ ۱۲ھ ہجری کا واقعہ ہے۔ لیکن ابوزید کے ذریعے علمائے اہل شام اور عراق کی جو روایت ہم تک پہنچی ہے اُس سے یہ معلوم ہوتا ہے مرتدین کے مقابلے میں جتنی فتوحات خالد بن ولید اور دوسروں کو حاصل ہوئیں وہ سب ۱۱ھ ہجری میں ہوئی ہیں۔ البتہ ربیع بن بجیر تغلبی کا واقعہ ۱۳ھ ہجری میں ہوا ہے۔ اس کا قصہ یہ ہے کہ خالد بن الولید تیخ اور حصید میں مقیم تھے کہ اس ربیعہ نے مرتدین کی جماعت کے ساتھ علم بغاوت برپا کیا، خالد نے اُس سے لڑکر اس کو تباہ کر دیا، اُس کے لشکر کو لوٹ کر بہت سا مال غنیمت حاصل کیا اور بہت سے لونڈی غلام بنا لیے اس میں ربیعہ بن بجیر کی ایک لڑکی بھی گرفتار ہوئی' خالد نے اُسے بھی لونڈی بنا لیا، اور ان لونڈی غلاموں کو ابوبکرؓ کی خدمت میں بھیج دیا، پھر یہ ربیعہ کی لڑکی علیؓ بن ابی طالب کو مل گئی۔

عمان کا واقعہ

ذوالتاج لقیط بن مالک الازدی نے جو زمانۂ جاہلیت میں جلندی کی برابری کرتا تھا عمان میں نبوت کا دعوی کر کے اس پر غاصبانہ قبضہ کر لیا اور مرتد ہو گیا، اس نے جیفر اور عباد کو پہاڑوں اور سمندر میں پناہ لینے پر مجبور کر دیا۔ جیفر نے اُس کی اطلاع ابوبکرؓ کو کی اور اُن سے درخواست کی کہ وہ لقیط پر فوج کشی کریں ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے حمیر کے حذیفہ بن محصن الغلفانی کو عمان اور ازد کے عرفجۃ البارقی کو مہرہ مرتدین سے لڑنے روانہ کیا، ابوبکرؓ نے اُن دونوں کو ہدایت کی کہ جب وہ دونوں متفق الرائے ہو جائیں تو مشترکہ طور پر

لقیط سے لڑیں اور جنگ کی کارروائی عمان سے شروع کی جائے، حذیفہ اپنے عمل میں عرفجہ پر امیر بالادست ہوں گے، اور عرفجہ اپنے عمل میں حذیفہ پر امیر بالادست ہوں گے۔

یہ دونوں ساتھ ساتھ روانہ ہوئے ابوبکرؓ نے دونوں کو ہدایت کی کہ وہ بہت تیزی سے سفر طے کر کے عمان پہنچیں، جب یہ عمان کے قریب پہنچے انھوں نے جیفرؓ اور عبادؓ کو خط لکھے اور اپنی رائے پر عمل شروع کیا اور جس کا اُن کو حکم دیا گیا تھا، اُس کی تعمیل کی۔

ابوبکرؓ نے عکرمہؓ کو مسیلمہ سے لڑنے کے لیے یمامہ بھیجا تھا اور اُن کے پیچھے شرجیل بن حسنہ کو بھی یمامہ بھیجا، اور اِن دونوں کو بھی وہی ہدایت کی جو وہ حذیفہ اور عرفجہ کو کر چکے تھے، مگر عکرمہ شرجیل سے جلدی کر کے آگے بڑھ گئے، تاکہ فتح کا سہرا انھیں کے سر بندھے مسیلمہ نے اُن کو ایسی دھمکی دی کہ وہ اِس کے مقابلے سے ہٹ گئے اور انھوں نے اِس کی اطلاع ابوبکرؓ کو دیدی۔

شرجیل کو جب اِس واقعے کی اطلاع ملی تو وہ جہاں تھے وہیں ٹھیر گئے ابوبکرؓ نے اُن کو لکھا کہ تم میری اجازت سے یمامہ میں مقیم رہو یہاں تک کہ تم کو میرا دوسرا حکم موصول ہو اور جس شخص کے مقابلے کے لیے تم کو بھیجا ہے سردست اس کا مقابلہ نہ کرو دوسری طرف ابوبکرؓ نے عکرمہ کو خط لکھا، جس میں اُن کی جلد بازی پر اُن کو زجر و توبیخ کی اور لکھا کہ اب تاوقتیکہ تم مرتدین کے مقابلے میں کوئی کارنمایاں نہ کرلو نہ میں تمھاری صورت دیکھوں گا اور نہ میں تمھاری کوئی بات سننا چاہتا ہوں، تم عمان جاؤ اور اہل عمان سے لڑو حذیفہ اور عرفجہ کو مدد دو تم میں کا ہر ایک شخص اپنے اپنے رسالے کا سردار رہے گا، البتہ جب تک تم حذیفہؓ کے علاقۂ عمل میں رہو گے وہ تم سب کے افسر اعلیٰ رہیں گے، عمان کے قضیے سے فارغ ہو کر تم مہرہ جانا اور وہاں سے یمن جا کر یمن اور حضرموت کی کارروائیوں میں مہاجر بن ابی امیہ کے ساتھ رہنا اور اثنائے راہ میں عمان اور یمن کے درمیان جو مرتد ہوں اُن کی سرکوبی کرنا، میں چاہتا ہوں کہ تم اِس مہم میں ایسی نمایاں کارگزاری دکھاؤ جو میری خوشنودی کا باعث ہو۔

اس حکم کے مطابق عکرمہ اپنی فوج کے ساتھ عرفجہ اور حذیفہ کی طرف روانہ ہوئے اور قبل اس کے کہ وہ دونوں عمان پہنچ جائیں عکرمہ اُن سے جا ملے، اس سے قبل ابوبکرؓ نے ان دونوں کو یہ ہدایت کر دی تھی کہ عمان سے فارغ ہونے کے بعد وہ عکرمہ کی رائے پر عمل کریں۔ چاہے وہ اُن کو اپنے ساتھ لے لیں یا عمان میں

ٹھیرنے کا حکم دیں۔ یہ تینوں امیر عمان کے قریب ایک مقام رجام میں باہم جا ملے۔
اور انھوں نے جیفر اور عباد کے پاس اپنے پیام بھیج دیے دوسری طرف
لقیط کو بھی اس فوج کے آنے کی اطلاع پہنچی۔ اس نے اپنی جماعتوں کو اکٹھا
کیا اور دبا میں آکر پڑاؤ ڈالا، جیفر اور عباد بھی اپنی اپنی قیام گاہوں سے برآمد
ہوئے اور انھوں نے صحار میں آکر پڑاؤ کیا اور حذیفہ عرفجہ عکرمہ کو کہلا کر بھیجا کہ
آپ سب ہمارے پاس آجائیں۔ چنانچہ وہ سب ان دونوں کے پاس صحار میں
ایک جا ہو گئے اور اپنے متصلہ علاقے کو مرتدین سے پاک کر دیا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ
اور مرتدین بھی اپنی بغاوت سے باز آگئے۔ نیز اُن اُمرا نے لقیط کے ساتھی
سرداروں کو خطوط لکھے اور اس کی ابتدا انھوں نے بنی جدید کے رئیس سے کی ان کے
جواب میں ان سرداروں نے بھی مسلمان اُمرا کو خطوط لکھے اس مراسلت کا نتیجہ یہ ہوا
کہ یہ سب سردار لقیط سے علٰحدہ ہو گئے۔

مسلمانوں نے لقیط کی جانب پیش قدمی کی اور مقام دبا پر دونوں حریفوں کا
اجتماع ہوا۔ لقیط نے اپنے تمام اہل و عیال کو جمع کر کے ان کو صفوں کے پیچھے
ٹھیرا دیا تھا تاکہ وہ اپنے نبرد آزماؤں کو جنگ میں داد شجاعت دینے پر ابھارا دیں
نیز خود لڑنے والے بھی اپنے ناموس کی حفاظت کے لیے جم کر لڑیں، یہ مقام مضر کے
علاقے میں ایک بڑی منڈی ہے۔ جنگ شروع ہوئی اور نہایت خونریز اور شدید
ہوئی قریب تھا کہ لقیط کو مسلمانوں پر فتح حاصل ہو جائے، اس حالت میں جبکہ مرتدوں کا
پلہ بھاری ہو چکا تھا اور مسلمانوں کی حالت کمزور ہو چکی تھی، مسلمانوں کی حمایت
کے لیے زبردست امدادی فوجیں آگئیں۔ بنی ناجیہ حریت بن راشد کی قیادت میں،
اور عبد القیس، سیحان بن صوحان کی قیادت میں آگئے، نیز ان دونوں قبیلوں
کے جو متفرق خاندان عمان میں سکونت پذیر تھے وہ ایک بڑی تعداد میں مدد کے لیے
آگئے، اس کمک سے اللہ نے مسلمانوں کے بازو کو قوی اور مشرکین کے بازو
کو کمزور کر دیا۔ مشرک شکست کھا کر میدان سے بھاگے، مسلمانوں نے دس ہزار مشرکوں
کو معرکے ہی میں قتل کر دیا اور پھر ان کا تعاقب کر کے اور خوب بے دریغ قتل کیا۔
بہت سے لونڈی غلام اور مال غنیمت حاصل کیا، مال غنیمت کو امرائے اسلام نے

مسلمان مجاہدین میں تقسیم کر دیا۔ اور اس کا خمس (پانچواں حصہ) عرفجہ کے ساتھ ابوبکرؓ کے پاس روانہ کر دیا۔

اس معرکے کے بعد عکرمہ اور حذیفہ نے یہ مناسب خیال کیا کہ حذیفہ عمان میں قیام کر کے انتظام حکومت کریں اور شورش کو فرو کریں، جو خمس ابوبکرؓ کو بھیجا گیا تھا اس میں آٹھ سو لونڈی غلام تھے، نیز مسلمانوں نے دبا کی پوری منڈی پر بطور غنیمت قبضہ کر لیا۔ عرفجہ خمس کو لے کر جس میں لونڈی غلام اور دوسرا مال و متاع تھا۔ ابوبکرؓ کے پاس آ گئے۔ حذیفہ عمان میں لوگوں کو مطمئن کرنے کے لیے ٹھہر گئے انھوں نے عمان کے اصلی قبائل اور دوسرے ان مختلف قبائل کے خاندانوں کو جو اپنے وطن سے ترک سکونت کر کے اس علاقے میں آباد ہو گئے تھے دعوت دی کہ اللہ نے جو فتح مسلمانوں کو دی ہے اب اس سے مستفید ہونے کے لیے وہ انتظام حکومت میں ان کی اعانت کریں۔ عکرمہ مسلمانوں کی بڑی فوج کے ساتھ دوسرے مشرکین کی سرکوبی کے لیے آگے بڑھ گئے۔ انھوں نے مہرہ سے اپنی جنگی کارروائی کی ابتدا کی۔ اسی واقعے کا عباذ الناجی نے اپنے اشعار میں ذکر کیا ہے۔

مہرہ واقع نجد کا واقعہ

جب عکرمہ، عرفجہ اور حذیفہ عمان کے مرتدین سے فارغ ہو گئے، عکرمہ اپنی فوج کے ساتھ مہرہ کی سمت چلے، انھوں نے اہل عمان اور حوالی عمان سے اپنی اس مہم کے لیے مدد لی۔ یہ اپنے سابقہ مقام سے چلکر مہرہ کے قریب پہنچے، بنی ناجیہ، ازدِ عبد القیس، راسب اور بنی تمیم کے بعد کی ایک بڑی جماعت عکرمہ کی امداد کے لیے عمان سے اُن کے ساتھ ہو گئی تھی اس فوج کے ساتھ عکرمہ نے مہرہ کے علاقے پر یورش کی، ان کے مقابلے کے لیے مشرکین کے وہاں دو گروہ تھے ایک مہرہ کے مقام جیرت میں بنی شخراۃ کے ایک شخص شخریت کی سرکردگی میں مورچہ زن تھا، ان کی جمعیتیں اس تمام علاقے میں جیرت سے لے کر نضد ون تک جو دونوں مہرہ کے دو صحرا ہیں پھیلی ہوئی تھیں، دوسرا گروہ نجد میں بنی محارب کے مصبح کی سرکردگی میں

آمادۂ جنگ تھا اور در اصل تمام مہرہ اسی جماعت کے سردار کے قبضے میں تھا اور سوائے شخریت اور اس کی جمعیت کے سب اسی کے ماتحت تھے۔ مگر یہ دونوں ایک دوسرے کے مخالف اور رقیب تھے اور ہر ایک دوسرے کو اپنی اطاعت کی دعوت دیتا تھا نیز ان دونوں فوجوں میں ہر ایک یہ چاہتا تھا کہ کامیابی کی عزت اسے حاصل ہو، مشرکین کی اس باہمی عداوت اور رقابت سے اللہ نے مسلمانوں کی بات کو قوی اور مشرکین کی بات کو کمزور کر دیا۔

جب عکرمہ نے دیکھا کہ شخریت کے ہمراہ بہت کم جماعت ہے انھوں نے اُسے ارتداد سے توبہ کر کے دوبارہ اسلام قبول کرنے کی دعوت دی اور محض اس ابتدائی تحریک ہی پر شخریت نے ان کی دعوت کو قبول کر لیا، اس واقعے سے مصبح کے حوصلے پست ہو گئے، شخریت کے بعد اب عکرمہ نے مصبح کو کفر سے توبہ کر کے پھر اسلام لانے کی دعوت دی مگر اُس نے اپنی کثرت تعداد سے دھوکہ کھایا اور چونکہ اب شخریت مسلمانوں کے ساتھ ہو گیا تھا اس سے حسد کی وجہ سے مصبح کی دشمنی اسلام اور مسلمانوں سے اور بڑھ گئی، نجد میں دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا یہاں دبا سے بھی زیادہ شدید اور خونریز جنگ ہوئی مگر اللہ نے مرتدوں کو شکست دی ان کا سردار مارا گیا وہ بھاگے مسلمان ان پر چڑھ گئے اور انھوں نے کفار کو بے دریغ جس طرح چاہا موت کے گھاٹ اتارا اور جس قدر مال و متاع کو چاہا اس پر بطور غنیمت قبضہ کر لیا۔ مال غنیمت میں دو ہزار تیز رفتار اونٹنیاں بھی ہمدست ہوئیں، عکرمہ نے مال غنیمت کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا اور پانچواں حصہ شخریت کے ساتھ ابوبکرؓ کے پاس روانہ کر دیا۔ باقی چار حصوں کو انھوں نے مسلمانوں میں تقسیم کر دیا اس فتح اور کثرت سے مال غنیمت مل جانے سے عکرمہ اور ان کی فوج کی مادی طاقت اور ساز و سامان بہت بڑھ گیا اور انھوں نے وہیں قیام کر کے اپنی خواہش کے مطابق تمام اس علاقے کے باشندوں کو پھر اسلام میں داخل کر لیا۔ انھوں نے نجد، ریاضۃ الروضہ، ساحل، جزائر۔ مُر۔ لبان۔ جیردت۔ ظہور الشحر۔ صبرات، ینعب اور ذات الخیم کے باشندوں کو توبہ کے بعد اسلام میں شریک کر لیا۔ اس کامیابی کی خوشخبری اسے عکرمہ نے مخزوم کے بنی عابد کے سائب کے ذریعے ابوبکرؓ کو کی، فتح کی بشارت لے کر یہ پہلے ابوبکرؓ کے پاس پہنچے ان کے بعد

شہزیت خمس لے کر مدینے آئے۔

یمن کے مرتدوں کا واقعہ

عکرمہ اور قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم کی وفات ہوگئی، اس وقت عتابؓ بن اسید اور طاہرؓ بن ابی ہالہ مکے اور اس کے علاقے کے عامل تھے، عتابؓ بنی کنانہ پر عامل تھے اور طاہر عک پر اور اس تقرر کی وجہ یہ تھی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا تھا کہ عک کی امارت ان کے دادا اسعد بن عدنان کی اولاد کو ملنا چاہیے۔ طائف اور اس کے علاقے پر عثمان بن ابی العاص اور مالک بن عوف النصری عامل تھے۔ عثمان شہری آبادی کے عامل تھے اور مالک دیہاتی آبادی کے جو زیادہ تر قبیلہ ہوازن سے تعلق رکھتی تھی عامل تھے۔ نجران اور اس کے علاقے پر عمرو بن حزم اور ابو سفیان بن حرب عامل تھے۔ عمرو بن حزم نمازیں امامت کرتے تھے اور ابو سفیان بن حرب مالگذاری وصول کرتے تھے، زمع اور زبید سے لے کر نجران کی حد تک کے علاقے پر خالد بن سعید بن العاص عامل تھے، تمام ہمدان پر عامر بن شہر عامل تھے، صنعا کے عامل فیروز الدیلمی تھے، داذویہ اور قیس بن المکشوح ان کے مددگار تھے، یعلیٰ بن اُمیہ جند کے عامل تھے، مارب کے عامل ابو موسیٰ الاشعری تھے عک کے ساتھ جو اشعری تھے ان کے عامل بھی طاہر بن ابی ہالہ تھے، معاذ بن جبل اس تمام علاقے کے معلم تھے۔ لہٰذا وہ ان تمام عاملوں کے علاقے کا دورہ کرتے تھے اور اسلام کی تعلیم دیا کرتے تھے۔

خود رسول اللہ صلعم کی حیات میں اسود نے ان عمال کے خلاف بغاوت کر دی، رسول اللہ صلعم نے اپنے قاصدوں اور خطوط کے ذریعے اسود سے جہاد شروع کیا۔ یہاں تک کہ اسود مارا گیا اور رسول اللہ صلعم کی وفات سے ایک رات قبل اس تمام علاقے پر حسب سابق رسول اللہ صلعم کا تسلط اور تصرف دوبارہ قائم ہوگیا تھا۔ اگرچہ ان باغیوں کی بغاوت کا عام عربوں پر اب تک کچھ زیادہ اثر نہیں ہو سکا تھا اور وہ سب اس کے مقابلے کی تیاری کر رہے تھے، مگر جب

اور عربوں کو رسول اللہ صلعم کی وفات کی خبر ہوئی یمن اور دوسرے تمام علاقوں میں ایک عام بغاوت برپا ہوگئی اس سے قبل عنسی کے سوار نجران سے صنعاء تک کے تمام علاقے میں گرداوری کر رہے تھے اور انھوں نے بے قاعدہ جنگ سے یہاں اودھم مچا رکھا تھا نہ وہ کسی امیر کے مقابلے کے لیے جاتے تھے اور نہ کوئی امیر ان کے مقابل جاتا تھا۔ عمرو بن معدی کرب، فروہ بن مسیک کے مقابل تھا، اور معاویہ بن انس عنسی کی مفرور فوج کے ساتھ ادھر سے اُدھر سرگرداں تھا۔

رسول اللہ صلعم کی وفات کے بعد آپ کے عاملوں میں سے صرف عمرو بن حزم اور خالد بن سعید مدینے واپس آئے دوسرے عاملوں نے اپنے اپنے علاقے چھوڑ کر مسلمانوں کے یہاں پناہ لے لی تھی عمرو بن معدی کرب نے خالد بن سعید کو راستے میں روکا اور ان کی تلوار صمصامہ چھین لی، البتہ رسول اللہ صلعم کے فرستادے دوسرے خبر لانے والوں کے ساتھ مدینے آئے جریر بن عبداللہ اقرع بن عبداللہ اور وبر بن یحنس واپس آگئے۔ اب ابوبکرؓ نے بھی رسول اللہ صلعم کی طرح تمام مرتدوں سے اپنے قاصدوں اور تحریروں سے جہاد شروع کیا یہاں تک کہ اسامہ بن زید شام سے واپس آئے اس کارروائی میں تین مہینے گذر گئے اُس مدت میں البتہ صرف ذی حسیٰ اور ذی القصّہ کے باشندوں کے واقعات پیش آئے،

اُسامہ کی واپسی کے بعد سب سے پہلے خود ابوبکرؓ جہاد کے لیے برآمد ہوئے اور مدینے سے ابرق آئے ابوبکرؓ نے اب یہ طریقہ اختیار کیا کہ جس قبیلے کو جاکر وہ شکست دیتے ان میں سے اُن مسلمانوں کو جو مرتد نہیں ہوئے تھے حکم دیتے کہ وہ اپنے سے ملحقہ قبیلے کے مقابلے کے لیے ان کا ساتھ دیں چنانچہ اس طرح وہ مہاجرین، انصار اور دوسرے غیر مرتد مسلمانوں کی جمعیت کے ساتھ ایک کے بعد دوسرے اس سے متصل قبیلے سے لڑے اسی طرح انھوں نے اس پوری مہم کو کامیابی سے ختم کیا اور کسی مرتد سے مرتدین کے مقابلے میں مدد نہیں لی۔

سب سے پہلے عتاب بن اسید اور عثمان بن ابی العاص نے ابوبکرؓ کو لکھا کہ ہمارے علاقے میں مرتدین نے مسلمانوں پر یورش کر دی ہے عتاب نے اس کے مقابلے میں یہ کارروائی کی کہ خالد بن اسید کو اہل تہامہ کی سرکوبی کے لیے بھیجا،

یہاں مدلج کی ایک بڑی جماعت اور خزاعہ اور کنانہ کی متفرق ٹولیاں ۔ بنی مدلج کے خاندان بنی شنوق کے جندب بن سلمیٰ کی سرکردگی میں مرتد ہوکر مقابلے کے لیے جمع تھیں۔ عتاب کے علاقے میں صرف یہی ایک جماعت ان سے برسرِ پیکار تھی ۔ ابارق میں حریفوں کا مقابلہ ہوا ۔ خالد بن اسید نے ان کو شکست دے کر پراگندہ کر دیا اور بہت سوں کو قتل کر دیا اس میں بھی بنی شنوق سب سے زیادہ مارے گئے اسی واقعے کے بعد ان کی تعداد اس قدر کم ہوگئی کہ وہ ہمیشہ کے لیے ایک ناقابلِ التفات وحدت رہ گئے، اس واقعے نے عتاب کے علاقۂ عمل کو فتنۂ ارتداد سے پاک صاف کر دیا اور جندب بھاگ گیا۔

عثمان بن ابی العاص نے اہل طائف کی ایک فوج عثمان بن ربیعہ کی امارت میں شنوءۃ روانہ کی جہاں ازد، بجیلہ اور خثعم کی جماعتیں حمیضہ بن النعمان کی سرکردگی میں مرتد ہوکر حکومت سے لڑنے کے لیے جمع تھیں ۔ اس مقام پر حریفوں کا مقابلہ ہوا عثمان نے ان سب جماعتوں کو ذلیل شکست دی وہ حمیضہ کا ساتھ چھوڑ کر بھاگیں ۔ حمیضہ بھی کسی غیر معلوم علاقے میں بھاگ گیا۔

قبیلۂ عک کے اخابث کا واقعہ

رسول اللہ صلعم کے بعد تہامہ میں سب سے پہلے عک اور اشعروں نے حکومت سے بغاوت کی اس کی وجہ یہ ہوئی کہ جب ان کو رسول اللہ صلعم کی وفات کی اطلاع ملی ان کا قبیلہ طخا ریر بغاوت کے لیے جمع ہوا اشعرین اور خضم بند کے جو طخاریر تھے وہ بھی اس اصل جماعت سے آملے، انھوں نے سمندر کے ساحل پر مقام اعلاب میں اپنا پڑاؤ ڈالا، ان کے ساتھ کچھ جمعتی پر گئے وہ سپاہی بھی جن کا کوئی سردار نہ تھا آملے، طاہر بن ابی ہالہ نے ان کے اجتماع کی ابوبکرؓ کو اطلاع کی اور وہ خود ان کی سرکوبی کے لیے روانہ ہوئے، اس غرض سے اپنی روانگی کی بھی اطلاع انھوں نے ابوبکرؓ کو لکھ بھیجی، طاہر کے ساتھ مسروق العکی بھی تھے انھوں نے اعلاب آکر ان باغیوں کا مقابلہ کیا شدید جنگ کے بعد اللہ نے باغیوں کو شکست دی۔

مسلمانوں نے ان کو ایسا بے دریغ تہ تیغ کیا کہ شاید ان میں سے کوئی بچ نہ سکا۔ ان تمام راستوں میں ان کے مقتولین کی بدبو پھیل گئی اللہ نے ان باغیوں کو ہلاک کر کے مسلمانوں کو ایک شاندار فتح عطا فرمائی۔ قبل اس کے کہ ابوبکرؓ کے پاس طاہر کا فتح کی بشارت دینے والا خط پہنچے انھوں نے طاہر کے سابقہ خط کے جواب میں ان کو لکھا "مجھے تمھارا خط ملا جس میں تم نے اعلاب میں اخابث کے مقابلے پر اپنے جانے اور مسروق اور ان کی قوم کو اپنی مدد کے لیے ساتھ لے جانے کی اطلاع دی ہے، تمھاری یہ کارروائی مناسب ہے، اس موقع پر ان باغیوں کو بغیر کسی رحم کے ایسی سزا دو جو دوسروں کے لیے باعث عبرت ہو، ان کا صفایا کر کے تم میرے آئندہ حکم کے آنے تک اعلاب ہی میں مقیم رہنا تاکہ ان خبیثوں کے راستے مسافروں کے لیے مامون ہو جائیں۔

ابوبکرؓ کے ان باغیوں کو اخابث لکھنے کا یہ اثر ہے کہ اب تک عک کی یہ جماعت اور دوسرے قبائل والے جو بغاوت میں ان کے شریک ہو گئے تھے اخابث کے نام سے موسوم اور یہ راستے جہاں انھوں نے جنگ کی تھی اخابث کے راستوں کے نام سے مشہور رہیں۔

لڑائی کے بعد ابوبکرؓ کے حکم کے موجب طاہر بن ابی ہالہ جن کے ساتھ مسروق قبیلۂ عک کے ساتھ تھے اخابث کے راستے پر ابوبکرؓ کے دوسرے حکم کے انتظار میں فروکش رہے۔

اہل نجران کا واقعہ

جب اہل نجران کو رسول اللہ صلعم کی وفات کی اطلاع ملی جن میں اس وقت بنی الافعی کے جو بنی الحارث سے قبل وہاں متوطن تھے چالیس ہزار جنگجو تھے انھوں نے تجدید معاہدہ کے لیے اپنا ایک وفد ابوبکرؓ کے پاس بھیجا یہ وفد ابوبکرؓ کے پاس آیا۔ انھوں نے حسب ذیل فرمان ان کو لکھ دیا۔

"بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ فرمان عبداللہ ابی بکر خلیفۂ رسول اللہ صلعم کی طرف سے اہل نجران کے لیے لکھا جاتا ہے۔ میں نے ان کو اپنی اور اپنی فوج

کی طرف سے پناہ دی اور جو فرمان معافی رسول اللہ صلعم نے اُن سے کیا تھا میں بھی اُسے تسلیم کرتا ہوں اور اس کی توثیق کرتا ہوں سوائے اُن باتوں کے جن سے خود رسول اللہ صلعم نے اللہ کے حکم سے ان کے بارے میں رجوع کیا ہے وہ یہ ہے کہ نہ صرف ان کے علاقے میں بلکہ تمام عرب میں دو مذہب کے پیرو سکونت پذیر نہیں رہ سکتے۔ اس کے علاوہ وہ ان کو ان کی جان، مذہب، املاک، حاشیہ نشین متعلقین چاہے وہ اس وقت نجران میں ہوں یا باہر ہوں اس کے پادری۔ راہب اور گرجا جہاں وہ بنے ہوئے ہیں اور تھوڑی یا زیادہ جس قدر ان کی املاک ہیں ان سب کو ان کے حق میں رہنے دیتے ہیں بشرطیکہ جو سرکاری لگان مقرر ہے وہ ادا ہوتا رہے اور جب وہ اپنے واجبات پورے کر دیں تو پھر نہ ان کو خارج البلد کیا جائے نہ ان سے عشر لیا جائے نہ کسی پادری کو اس کے حلقے سے بدلا جائے اور نہ کسی راہب کو اس کی خانقاہ سے نکالا جائے جو کچھ اس تحریر میں لکھا گیا ہے اس کے ایفا کے لیے محمد رسول اللہ صلعم کی ضمانت اور تمام مسلمانوں کی نگہبانی کی ضمانت دی جاتی ہے اس کے ساتھ اہل نجران کے لیے بھی ضروری ہے کہ وہ ہمیشہ مسلمانوں کے خیر خواہ اور وفادار ہیں۔" شعر ابن عمرو اور عمرو مولیٰ ابوبکرؓ نے اس تحریر پر اپنی شہادت ثبت کی۔

ابوبکرؓ نے جریر بن عبداللہ کو حکم دیا کہ تم اپنے عمل پر واپس جاؤ اور اپنے ان ہم قوم لوگوں کو جو اسلام پر ثابت قدم ہوں اعانت دین کی دعوت دو اور جو ان میں سے تندرست اور صاحب استطاعت ہوں ان کو جہاد کے لیے تیار کرو اور ان کے ساتھ مرتدوں سے جہاد کرو، پہلے خثعم پر دھاوا کرنا جو ذی الخلصہ کی حمایت کے لیے برآمد ہوئے ہوں ان سے لڑنا نیز ان کا مقابلہ کرنا جو تمھارا مقابلہ کریں اُن کا بالکل صفایا کر دینا نیز ان کے شر کا بھی خاتمہ کرنا اس سے فارغ ہو کر تم نجران جانا اور وہاں میرے دوسرے حکم کے آنے تک ٹھیرے رہنا۔

جریر اپنی خدمت پر روانہ ہوئے، جو احکام ابوبکرؓ نے ان کو دیے تھے اس کی انھوں نے پوری پوری تعمیل کی مگر سوائے ایک چھوٹی سی جماعت کے کسی نے ان کا مقابلہ نہیں کیا اس جماعت نے مقابلہ کیا مگر وہ بُری طرح قتل کر دیے گئے اور تعاقب کے بعد بہت سوں کو گرفتار کر لیا گیا اس قضیے سے فارغ ہو کر وہ نجران پہنچ گئے اور وہاں

ابوبکرؓ کے دوسرے حکم کے انتظار میں مقیم ہو گئے۔

ابوبکرؓ نے عثمان بن ابی العاص کو حکم بھیجا کہ تم اہل طائف میں سے جبریہ طور پر جہاد کے لیے ایک مہم بھرتی کرو، ہر محلے میں سے اس کی استطاعت کے مطابق سپاہی لیے جائیں اور ان پر اپنے ایک خاص معتمد علیہ شخص کو امیر مقرر کرو۔ چنانچہ عثمان نے ہر محلے میں سے بیس سپاہیوں کو بھرتی کر کے اُن پر اپنے بھائی کو امیر مقرر کیا۔

ابوبکرؓ نے عتاب بن اسید کو لکھا کہ تم اہل مکہ اور اپنے ماتحت علاقے سے پانچسو سپاہیوں کو بھرتی کر کے اُن پر اپنے کسی معتمد علیہ کو امیر مقرر کرو، عتاب نے اس حکم کی تعمیل کی اور اس جماعت پر خالد بن اسید کو امیر مقرر کیا۔ اب ہر فوج اور اُس کا امیر جہاد پر جانے کے لیے تیار اور پابرکاب ہو گئے کہ ابوبکرؓ کا ان کو حکم ملے اور مہاجر ان کے پاس آئیں تو وہ جہاد کے لیے روانہ ہو جائیں۔

اہل یمن کا دوسری مرتبہ ارتداد

جن لوگوں نے دوسری مرتبہ ارتداد کیا ان میں قیس بن عبدیغوث بن مکشوح تھا۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ جب اہل یمن کو رسول اللہ صلعم کی وفات کی اطلاع ملی قیس نے مرتد ہو کر فیروز، دارویہ اور جشیش کے قتل کی کوشش کی، ابوبکرؓ نے مُران کے رئیس عمیر کو زود کے رئیس سعید کو، کلاع کے رئیس سمیفع کو۔ ظلیم کے رئیس حوشب کو اور ذی یناق کے رئیس شہر کو خط لکھے جس میں ان کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ اپنے دین پر قایم رہیں اللہ کی حکومت کو قائم رکھیں اور لوگوں کا انتظام کرتے رہیں اور یہ کہ میں تمھاری مدد کے لیے فوج بھی بھیجوں گا۔ ان سب سرداروں کے نام ان کے خط کا مضمون یہ تھا کہ تم ابناء کی ان کے دشمنوں کے مقابلے میں مدد کرو مرتدوں کو گھیر لو، میں نے فیروز کو یمن کا والی مقرر کیا ہے تم ان کے حکم کی تعمیل کرو اور ان کا ساتھ دو۔

عروہ بن غزیۃ الدثینی سے مروی ہے کہ جب ابوبکر خلیفہ ہوئے انھوں نے فیروز کو یمن کا امیر مقرر کیا۔ حالانکہ اس سے قبل وہ دارویہ، جشیش اور قیس

اس فتنے سے الگ تھلگ تھے، نیز یمن کے دوسرے عمائد کو لکھا کہ وہ ارتداد کے فرو کرنے میں ان کی اعانت کریں قیس کو جب اس کی اطلاع ہوئی اس نے ذی الکلاع اور اس کے ساتھیوں کو لکھا کہ اس وقت جماعت ابناء تمھارے علاقوں میں منتشر حالت میں ہے، وہ تم میں گھوم پھر رہے ہیں اگر اس وقت ان کو چھوڑ دیا جائے گا تو وہ ہمیشہ تمھارے سر پر سوار رہیں گے میں مناسب یہ سمجھتا ہوں کہ ان کے سرداروں کو قتل کردوں اور ان کو اپنے علاقے سے خارج البلد کردوں۔ مگر ذی الکلاع نے اس کی تجویز کو منظور نہیں کیا اور نہ اس نے ابناء کی حمایت کی بلکہ وہ فریقین سے علیحدہ ہو گئے اور انھوں نے صاف کہہ دیا کہ اس معاملے میں ہمارے اغراض شریک نہیں ہیں ہم کوئی دخل نہیں دیتے تم ان کے رقیب اور وہ تمھارے تم آپس میں نبٹ لو۔

اس جواب پر اب خود قیس نے ابناء کے قتل کی ٹھان لی۔ ان کے سرداروں کے قتل اور ان کے اخراج کی سازش میں منہمک ہوگیا۔ اس نے ان مفرور اور شکست خوردہ لحجی جماعت سے جو گوریلے کی طرح اس تمام علاقے میں پھر رہی تھی اور صرف انھیں کا مقابلہ کرتی تھی جو خود اس کے سر پر آکر حملہ کرتے تھے ورنہ جم کر مقابلے سے کنائی کاٹ جایا کرتی تھی ساز باز کی اور لکھا کہ تم جلد سے جلد میرے پاس آجاؤ تاکہ ہم تم ایک غرض مشترک کے لیے کارروائی کریں اور وہ یہ کہ یمن سے ابناء کا ہمیشہ کے لیے اخراج کر دیں۔ اس جماعت کے سرداروں نے قیس کو لکھا کہ ہمیں تمھاری تجویز سے اتفاق ہے اور ہم بہت جلد اس غرض کے لیے تمھارے پاس آتے ہیں۔ چنانچہ اہل صنعاء کو ان کی کسی پیشقدمی کی اطلاع نہ ہوسکی کو خبر ملی کہ وہ شہر کے پاس پہنچ گئے ہیں۔ قیس بظاہر اس خبر دہشت اثر کو سن کر متاثر منہ بنائے فیروز اور داذویہ کے پاس آیا اور تاکہ ان کو اس کی نیت پر شبہہ نہ ہو اور وہ اس سازش میں اسے ملوث نہ سمجھیں اُن سے آوارہ گرد شورشوں کی روک تھام کے لیے مشورہ کرنے لگا، وہ لوگ بھی قیس کی نیک نیتی پر بھروسا کرکے سوچنے لگے کہ اس فتنے کو کیونکر روکا جائے

اس کے بعد قیس نے ان سرداروں کو دعوت دی کہ کل صبح کا کھانا آپ میرے ساتھ کھائیں، پہلے اس نے داذویہ کو دعوت دی، پھر فیروز کو اور پھر

جشیش کو، وازویہ اپنے گھر سے چل کر قیس کے یہاں آئے ان کے اندر آتے ہی قیس نے ان کو قتل کر دیا، اب فیروز اپنے گھر سے اس کے پاس آنے کے لیے روانہ ہوئے اس کے گھر کے قریب پہنچے تھے کہ انھوں نے سنا کہ دو عورتیں کوٹھوں پر کھڑی ہوئی کچھ باتیں کر رہی ہیں ایک نے کہا افسوس ہے یہ بھی دازویہ کی طرح مارے گئے۔ فیروز نے ان کی گفتگو سن لی اور وہ الٹے پاؤں اس بہلانے سے پلٹ گئے تاکہ دیکھیں کہ جو لوگ دشمن کی نگرانی کے لیے متعین کئے گئے ہیں وہ اپنی جگہوں پر موجود ہیں یا نہیں۔ قیس کو اطلاع دی گئی کہ فیروز واپس چلے گئے، وہ اپنی فوج کو لے کر ان کی گرفت کے لیے دوڑا، فیروز نے بھی اپنے گھوڑے کو ایڑ دی۔ جشیش مل گئے اور اب وہ بھی ان کے ساتھ ہو کر جبل خولان کی طرف چلے جہاں فیروز کے ناتھیالی رشتہ دار رہتے تھے، یہ دونوں تعاقب کرنے والے دشمن کے رسالوں سے آگے بڑھ کر پہلے پہاڑ پہنچ گئے وہاں گھوڑوں سے اتر کر پہاڑ پر چڑھ گئے اس وقت وہ دونوں سادے جوتے پہنے تھے جن کی وجہ سے پہاڑ پر چڑھتے چڑھتے ان کے پاؤں لہولہان ہوگئے، غرضکہ کسی طرح سے وہ خولان کے پاس پہنچ گئے اور فیروز اپنے ناتھیال میں محفوظ ہوگئے۔ انھوں نے اس موقع پر قسم کھائی کہ اب آئندہ وہ کبھی معمولی سادہ جوتا استعمال نہیں کریں گے ان کے تعاقب میں جو سوار آئے تھے وہ بے نیل مرام قیس کے پاس چلے آئے۔

قیس نے صنعاء میں بغاوت برپا کر کے اس پر قبضہ کر لیا اور نیز اس نے اطراف وجوانب کے علاقے سے ٹیکس وصول کیا مگر اب بھی وہ مذبذب تھا کہ ابوبکرؓ کا ساتھ دے یا اسود کا اسی اثنا میں اسود کے سوار بھی اس کے پاس آچکے تھے۔

جب فیروز بنی خولان اپنے ماموؤں کی حفاظت میں محفوظ ہوگئے اور کچھ اور لوگ بھی ان کے پاس جمع ہوئے انھوں نے ابوبکرؓ کو اپنی پوری سرگذشت لکھی۔ دوسری طرف قیس نے طنزاً فیروز کے متعلق کہا کہ خولان کی، فیروز کی اور قرار کی جو ان کی اعانت کے لیے اس کے پاس آگئے ہیں میں کیا حقیقت سمجھتا ہوں۔

ابوبکرؓ نے جن جن قبائل کے سرداروں کو خط لکھے تھے ان کے عوام

اکثر و بیشتر قیس کے پاس آ گئے البتہ ان کے رؤسا اب تک اس شورش سے علیحدہ تھے۔

اب قیس نے ابناء کا رخ کیا ان کے تین ٹکڑے کیے ایک وہ جو صنعاء میں مقیم رہے، قیس نے ان کو اور ان کے بیوی بچوں کو وہیں رہنے دیا۔ دوسرے وہ جو بھاگ کر فیروز سے جا ملے تھے ان کے بیوی بچوں کو بھی اس نے دو حصوں میں تقسیم کیا ایک کو اپنے آدمیوں کی نگرانی میں جلا وطن کرنے کے لیے عدن بھیجا تاکہ یہ وہاں سے سمندر کے ذریعے اپنے اصلی وطن بھیجدیے جائیں، دوسری جماعت کو اس نے خشکی کی راہ جلا وطن کیا اس طرح دیلمی کے اہل وعیال خشکی کی راہ اور دازدیہ کے سمندر کی راہ سے جلا وطن کیے گئے۔

جب فیروز کو معلوم ہوا کہ عام اہل یمن قیس کے ساتھ ہو گئے ہیں اور اس نے ابناء کے اہل وعیال کو سفر میں لوٹے جانے کے لیے پرخطر راستوں سے جلا وطن کر دیا ہے نیز اس نے ان کے ماموؤں اور ابناء کی توہین کی ہے اور وہ ان کو بہت ہی حقیر سمجھتا ہے، انھوں نے کئی شعروں میں اپنے سابقہ کارہائے نمایاں کو فخریہ بیان کیا ہے اور موجودہ حالات پر اپنے غم و غصے کا اظہار کیا ہے۔

اب فیروز نے تنہا قیس کے مقابلے کی ٹھان لی، انھوں نے بنی عُقَیل بن ربیعہ، بن عامر بن صعصعہ کے پاس اپنا پیامبر اس پیام کے ساتھ بھیجا کہ میں اپنے آپ کو آپ لوگوں کی پناہ میں دیتا ہوں اور آپ سے مدد مانگتا ہوں آپ میری اس موجودہ مصیبت میں دستگیری کریں اور جو لوگ ابناء کے اہل وعیال کو جلا وطن کرنے لے جا رہے ہیں ان سے ان کو رہائی دلائیں۔ نیز فیروز نے عک کے پاس بھی اسی درخواست کے ساتھ اپنا قاصد بھیجا، اس درخواست پر بنی عقیل احلاف کے ایک شخص معادیہ کی قیادت میں برآمد ہوئے انھوں نے قیس کے ان سواروں کو جو ابناء کے اہل وعیال کو لے جا رہے تھے اثنائے راہ میں ٹوکا اور روکا نیز انھوں نے ان کی گرفت سے ابناء کے اہل وعیال کو چھڑا لیا اور ان کے لے جانے والوں کو قتل کر دیا، اور فیروز کے صنعاء واپس آنے تک ان کو وہیں دیہات میں مقیم کرا دیا۔ اسی طرح قبیلۂ عک نے مسروق کی قیادت میں یورش کر کے ابناء کے اور اہل وعیال کو ان کے جلا وطن کرنے والوں کے ہاتھ سے چھڑا لیا اور ان کو فیروز کے صنعاء واپس آنے تک دیہات میں

مقیم کرا دیا۔

بنی عقیل اور عک نے فیروز کی مدد کے لیے جوانمرد بھیجدیے، جب یہ امدادی جماعتیں اور دوسرے لوگوں کے ساتھ ان کے پاس پہنچ گئیں وہ ان سب کو لے کر قیس کے مقابلے کے لیے بڑھے، صنعاء کے سامنے دونوں میں شدید لڑائی ہوئی اللہ نے قیس اس کی قوم اور دوسرے ساتھیوں کو شکست دی اور وہ سب کے ساتھ فرار ہو کر پھر اس مقام میں آگیا جہاں وہ ان سب آوارہ گرد جماعتوں کے ساتھ اس خداراتہ شورش سے پہلے عنسی کے قتل کے بعد حیران اور سرگردان رہا کرتا تھا، یہ جماعتیں پھر صنعاء اور نجران کے درمیان میں پھرنے لگیں۔ اس سے پہلے عمرو بن معدی کرب جو عنسی کا حامی تھا۔ فروہ بن مُسیک کے مقابل تھا۔

فروہ بن مُسیک کا واقعہ یہ ہے کہ یہ اسلام لاکر رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا اس کے متعلق اس نے شعر بھی کہے تھے، رسول اللہ صلعم نے جو باتیں اس سے کیں ان میں یہ بھی کہا تھا کہو فروہ جنگ رزم میں جو ہلاکت کی مصیبت تمہاری قوم کو برداشت کرنا پڑی اس سے تم خوش ہوئے یا رنجیدہ فروہ نے کہا جس شخص کو اپنی قوم کی ایسی تباہی دیکھنے کا اتفاق ہوا ہو گا جیسا مجھے یوم الرزم میں اپنی قوم کو ہلاک ہوتے دیکھنا پڑا وہ ضرور اس سے متاثر اور رنجیدہ ہو گا۔ یہ لڑائی فروہ کے قبیلے اور ہمدان کے درمیان یغوث نام ایک بت کے متعلق ہوئی تھی جو ایک مدت میں ایک قبیلے کے پاس رہتا تھا اور دوسری میں دوسرے قبیلے کے پاس چنانچہ جب قبیلۂ مراد کی نوبت آئی انھوں نے چاہا کہ اُسے ہمیشہ کے لیے اپنے یہاں رکھ لیں اس پر بنی ہمدان نے لڑ کر ان کو بالکل تباہ کر دیا۔ اس موقع پر الاجدع ابو مسروق ان کا رئیس تھا۔

اس جواب پر رسول اللہ صلعم نے اس سے فرمایا خیر اس سے کیا ہوتا ہے۔ اسلام لانے سے تو ان کی عزت بڑھ ہی گئی، فروہ نے کہا اگر ایسا ہے تو یہ بات میرے لیے باعث خوشی ہے، رسول اللہ نے اُسے بنی مراد کے صدقات کا تحصیلدار مقرر کر دیا نیز ان لوگوں کا بھی جو بنی مراد کے یہاں فروکش ہوں یا ان کے علاقے میں مقیم ہوں ان کو تحصیلدار بنا دیا۔

عمرو بن معدی کرب کا واقعہ یہ ہے کہ یہ اپنی قوم سعد العشیرہ سے جدا ہو کر

بنی زبید اور ان کے حلیفوں میں متوطن ہو گیا تھا انھیں کے ساتھ یہ بھی اسلام لے آیا اور وہیں مقیم تھا جب عنسی مرتد ہوا اور قبیلۂ مذحج کے اکثر افراد اس کے ساتھ ہو گئے تو فروہ تو چند اُن لوگوں کے ساتھ جو اسلام پر بدستور قائم تھے اس شورش سے الگ تھلگ ہو گئے البتہ عمرو بھی دوسروں کے ساتھ مرتد ہو گیا عنسی نے اُسے اپنا نائب بنا کر پیچھے چھوڑا تاکہ وہ فروہ کے مقابل رہے' یہ فروہ کے سامنے تھا گر دونوں حریف ایک دوسرے کے مقابلے سے اپنے اس تعلق کی وجہ سے جو ان کو براج سے تھا بچتے رہتے تھے البتہ اشعار کی جنگ ہوتی رہتی تھی جس میں ایک دوسرے پر طنز و تعریض کرتا رہتا۔ اسی حالت میں اطلاع ملی کہ عکرمہ ابین پہنچ گئے ہیں۔

عکرمہ مہرہ سے چل کر یمن کے علاقے میں ابین پہنچے ان کے ساتھ ایک بڑی زبردست جمعیت جس میں مہرہ کے بہت سے لوگ تھے نیز سعد بن زید' ازد' ناجیہ' عبدالقیس بنی مالک بن کنانہ کے حدبان اور عنبر کے عمرو بن جندب تھے ساتھ تھی' عکرمہ نے قبیلۂ نخع کو ان کے بھگوڑوں کو سزا دینے کے بعد اکٹھا کیا اور پوچھا تمھارا طرز عمل اس شورش میں کیسا رہا۔ انھوں نے کہا ایام جاہلیت میں بھی ہم ایک ایسے دین پر قائم تھے کہ ہم پر وہ پھبتیاں جو عرب ایک دوسرے پر کہا کرتے تھے عائد نہیں کی گئیں چہ جائیکہ اب تو ہم اس دین پر قائم ہیں جس کی خوبی سے ہم خوب واقف ہو چکے ہیں اور جس کی محبت ہمارے قلوب میں جاگزین ہو چکی ہے۔

عکرمہ نے جب اور لوگوں سے ان کے طرز عمل کی تحقیقات کی تو معلوم ہوا کہ ان کا بیان صحیح ہے ان کے عوام بدستور اسلام پر ثابت قدم رہے تھے البتہ ان کے خواص میں سے جو مرتد ہو گئے تھے وہ بھاگ گئے تھے' اس طرح نخع اور حمیر کو انھوں نے ارتداد کے الزام سے بری قرار دیا اور اب وہ ان کو جمع کرنے کے لیے وہیں مقیم ہو گئے قیس بن عبد یغوث نے عمرو بن معدی کرب پر یہ الزام لگایا کہ تمھاری غفلت سے عکرمہ یمن میں در آئے۔ اسی وجہ سے دونوں میں جھگڑا ہو گیا اور انھوں نے اب ایک دوسرے پر لعن طعن شروع کیا' عمرو نے قیس پر یہ الزام لگایا کہ تم نے ابناء کے ساتھ بدعہدی کی اور دازویہ کو دھوکے سے بلا کر قتل کر دیا اور فیروز کے مقابلے سے دم دبا کر بھاگے۔ ان عیوب اور الزامات کو اس نے اپنے شعروں میں بیان کیا۔

قیس نے بھی ترکی بترکی اس کا جواب اسی انداز میں اپنے شعروں میں دیا۔

طاہر کی روانگی فیروز کی مدد کے لیے

ابوبکرؓ نے طاہر ابن ابی ہالہ اور مسروق کو لکھا کہ تم صنعاء جاؤ اور ابناء کی مدد کرو یہ دونوں امیر اپنے اپنے مقام سے چل کر صنعاء پہنچے۔ نیز ابوبکرؓ نے عبداللہ بن ثور بن اصغر کو لکھا کہ تم عربوں اور اہل تہامہ کے دوسرے ان لوگوں کو جو تمہاری دعوت قبول کریں جمع کرکے اپنی جگہ میرے دوسرے حکم کے موصول ہونے تک جنگ کے لیے تیار ہو کر مقیم رہو۔

عمرو بن معدی کرب کے پہلے مرتد ہونے کا واقعہ یہ ہوا تھا کہ وہ خالد بن سعید کے ہمراہ تھا، عمرو ان کے خلاف ہو کر اسود سے جا ملا۔ خالد بن سعید اس کے مقابلے پر بڑھے اور پاس پہنچ گئے، دونوں میں مقابلہ ہوا ایک نے دوسرے پر تلوار کا وار کیا، خالد کا وار اس کے کاندھے پر پڑا جس سے تلوار کا پرتلہ کٹ گیا، تلوار گر پڑی اور وار کاندھے تک سرایت کر گیا۔ عمرو نے بھی ان پر وار کیا مگر بے سود خالد بن سعید چاہتے تھے کہ دوسرا وار کریں مگر عمرو فوراً گھوڑے سے کود کر پہاڑ پر بھاگ کر چڑھ گیا خالد نے اس کے تمام سامان، گھوڑے اور صمصامہ نام تلوار پر قبضہ کر لیا، اوروں کے ساتھ عمرو بھی اب روپوش ہو گیا تھا۔ سعید بن العاص الاکبر کی تمام املاک سعید بن العاص الاصغر کو وراثت میں ملیں اور جب یہ کوفے کے والی مقرر ہوئے عمرو بن معدی کرب نے اپنی لڑکی ان کو پیش کی مگر انھوں نے اسے قبول نہیں کیا بلکہ سعید خود عمرو کے مکان اس سے ملنے گئے اور یمن میں جو جو تلواریں خالد کو ملی تھیں وہ ساتھ لے گئے اور اس سے کہا کہ ان میں تمہاری تلوار صمصامہ کون سی ہے عمرو نے کہا یہ ہے سعید نے کہا اٹھا لو میں نے تم کو دے دی عمرو نے اُسے اُٹھا لیا، اپنے خچر کی باگ ہاتھ میں لی اور اس کی زین پر تلوار کا ہاتھ مارا تلوار زین اور نمدے کو کاٹتی ہوئی خچر کے جسم میں سرایت کر گئی۔ اس کے بعد عمرو نے اُسے پھر سعید کو دے دیا اور کہا کہ اگر یہ میری ملک ہوتی اور آپ میرے گھر

مجھ سے ملنے آئے ہوتے میں وہ خود آپکو دے دیتا اور اب جبکہ وہ گر چکی ہے میں اُسے نہیں لیتا۔

مرتدین کی سرزنش کے لیے سب سے آخر میں جو امیر ابوبکرؓ کے پاس سے گئے وہ مہاجر بن ابی اُمیہ تھے، انھوں نے مکے کی راہ اختیار کی، مکے آئے وہاں سے خالد بن اسید ان کے ساتھ ہو گئے، طائف آئے یہاں سے عبدالرحمان بن ابی العاص ان کے ہمراہ ہوئے، آگے بڑھے جریر بن عبداللہ کے مقابل آئے ان کو ساتھ لیا جب عبداللہ بن ثور کے پاس آئے وہ خود ان کے ساتھ ہو گئے نجران پہنچے فروہ بن مسیک ان کے ساتھ ہوئے اب عمرو بن معدی کرب نے قیس کا ساتھ چھوڑا اور وہ خود بغیر امان حاصل کیے مہاجر کی خدمت میں حاضر ہوا مہاجر نے اُسے اور قیس دونوں کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ پھر ان کے متعلق ابوبکرؓ کو لکھا بلکہ خود ان دونوں کو ان کی خدمت میں بھیجدیا۔

جب نجران سے مہاجر مفرور اور روپوش باغی جماعتوں کی تلاش اور سرکوبی کے لیے روانہ ہوئے اور سواروں نے ان کو ہر طرف سے آلیا انھوں نے امان کی درخواست کی مگر مہاجر نے ان کی درخواست نہ مانی اس پر ان کی دو جماعتیں ہو گئیں ایک سے انھوں نے عجیب پر مقابلہ کیا اور سب کا صفایا کر دیا دوسری کو ان کے رسالے نے جو عبداللہ کی قیادت میں تھا طرق اخابث میں جا لیا اور اس کا قلع قمع کر دیا۔ متفرق بھٹکے بھاگے ہر راہ اور ہر سمت قتل کیے گئے۔

قیس اور عمرو بن معدی کرب ابوبکرؓ کے پاس لائے گئے ابوبکرؓ نے قیس سے کہا اے قیس تم نے اللہ کے بندوں پر یورش کر کے ان کو قتل کیا ہے، اور تم مومنین کو چھوڑ کر مشرکوں اور مرتدین کے جتھے میں شریک ہو گئے۔ ابوبکرؓ کا منشا تھا کہ اگر کوئی اس کا کھلا ہوا جرم مل جائے تو اُسے قتل کر دیں۔ مگر قیس نے دازویہ کے قتل کی سازش اور اس میں شرکت سے صاف انکار کر دیا اور بات یہ تھی کہ یہ حرکت بہت ہی خفیہ طور پر سرانجام دی گئی تھی قیس کے خلاف کوئی صاف شہادت بدست نہ ہو سکی تھی اس وجہ سے ابوبکرؓ اس کے قتل سے باز رہے۔

عمرو بن معدی کرب سے انھوں نے کہا کیا تم کو اس بات سے شرم نہیں آتی کہ کل تم کو شکست ہوئی تم نے راہ فرار اختیار کی اور آج تم کو قید کر کے یہاں لایا گیا

کاش تم اسلام کی خدمت کرتے اللہ تم کو بڑی عزت دیتا۔ اتنا کہہ کر اُسے بھی رہا کر دیا اور ان دونوں کو اجازت دے دی کہ اپنے گھر چلے جائیں، عمرو نے کہا اب تو میں امیر المومنین کی نصیحت کو ضرور قبول کروں گا اور اب کبھی اپنے سابقہ کردار کا اعادہ نہیں کروں گا۔

مہاجر عجیب سے چل کر صنعاء آئے انھوں نے حکم دیا کہ تمام مفروروں کی تلاش اور تعاقب کر کے سرکوبی کی جائے چنانچہ مسلمانوں نے جس پر قابو پایا انھوں نے اسے بے دریغ بری طرح قتل کر دیا، کبھی سرکش کو معاف نہیں کیا گیا البتہ سرکشوں کے علاوہ جن لوگوں نے توبہ کی اور ان کے حالات دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ ان کے جرم کی نوعیت شدید نہیں ہے اور ان کی اصلاح کی بھی امید کی جا سکتی ہے ان کو معاف کیا گیا۔ صنعاء پہنچکر مہاجر نے اپنے صنعاء پہنچنے اور اثنائے راہ کی ساری سرگذشت کی اطلاع ابوبکر کو لکھ بھیجی۔

حضرموت کے ارتداد کا واقعہ

رسول اللہ صلعم کا جب وصال ہوا تو حضرموت کے علاقوں پر آپ کے عامل خاص حضرموت پر زیاد بن لبید تھے، سکاسک اور سکون پر عکاشہ بن محصن تھے، اور کندہ کے عامل مہاجر مقرر کئے گئے تھے مگر وہ ابھی اپنی خدمت پر جا نہ سکے تھے کہ رسول اللہ صلعم کا وصال ہو گیا اس لیے ابوبکرؓ نے اب ان کو حکم دیا کہ پہلے وہ یمن کے مرتدین سے جا کر لڑیں ان کا قلع قمع کرنے کے بعد اپنی خدمت کا جا کر جائزہ حاصل کریں۔

ام سلمہؓ اور مہاجر بن ابی اُمیہ سے مروی ہے کہ مہاجر غزوۂ تبوک سے رسول اللہ صلعم کا ساتھ چھوڑ کر چلے آئے تھے جب رسول اللہ صلعم اس غزوے سے واپس آئے تو آپ اُن سے ناراض تھے اسی زمانے میں ایک روز ام سلمہ آپ کا سر دھلا رہی تھیں انھوں نے عرض کیا کہ مجھے اس خدمت کا کیا نفع جب آپ میرے بھائی سے ناراض ہیں رسول اللہ صلعم ان کی اس بات سے متاثر ہو گئے انھوں نے اپنے خادم کو اشارہ کیا وہ مہاجر کو بلا لایا مُہاجر مسلسل اپنا عذر بیان کرتے رہے یہاں تک کہ رسول اللہ صلعم نے ان کی خطا

معاف فرما دی ان کے عذر کو قبول کر لیا اور ان کو کندہ کا عامل مقرر فرمایا، مگر وہ بیمار ہوگئے اپنی خدمت پر جا نہ سکے اس لیے انھوں نے زیاد کو لکھا کہ آپ میری خدمت کو بھی انجام دیں، اس کے بعد وہ شفایاب ہوئے اور ابوبکرؓ نے ان کے تقرر کو بحال رکھا اور حکم دیا کہ پہلے تم یمن جاؤ اور وہاں نجران سے لے کر یمن کے آخری حدود تک جو باغی ہوں ان کا استیصال کرو اور پھر اپنی خدمت کا جا کر جائزہ لینا اس کے انتظار کی وجہ سے زیاد اور عکاشہ نے اب تک کندہ کے مقابلے میں کوئی کارروائی نہیں کی تھی۔

اسود العنسی کی تحریک کو قبول کرنے کی وجہ سے کندہ مرتد ہوگئے اسی وجہ سے رسول اللہ صلعم نے ان کے چاروں رئیسوں پر لعنت بھیجی، ارتداد سے پہلے یہ واقعہ ہوا تھا کہ جب وہ اور حضرموت کا سارا علاقہ اسلام لے آیا ان کے صدقات کے انتظام کے متعلق رسول اللہ صلعم نے یہ حکم دیا تھا کہ حضرموت کے بعض لوگوں کا صدقہ کندہ میں جمع کیا جائے اور بعض اہل کندہ کا صدقہ حضرموت میں جمع ہو اسی طرح اہل حضرموت کے بعض کا صدقہ سکون میں جمع اور بعض اہل سکون کا صدقہ حضرموت میں جمع ہوا کرے اس پر بنی ولیعہ کے بعض لوگوں نے کہا یارسول اللہ ہمارے پاس اونٹ نہیں ہیں اگر آپ مناسب خیال فرمائیں تو آپ ان کو حکم دیں کہ وہ صدقے کا مال ہمارے پاس لے آیا کریں، رسول اللہ صلعم نے ان لوگوں سے کہا اگر ایسا کر سکتے ہو تو کرنا ان لوگوں نے کہا ہم اس پر غور کریں گے اگر بنی ولیعہ کے پاس جانور نہ ہونگے تو ہم صدقے کا مال خود پہنچا دیا کریں گے۔

رسول اللہ صلعم کی وفات کے بعد جب صدقات کی وصول کرنے کا وقت آیا، زیاد نے لوگوں کو اپنے پاس بلایا وہ آئے۔ بنی ولیعہ نے حضرمیوں سے کہا کہ تم نے جیسا کہ رسول اللہ صلعم سے وعدہ کیا تھا صدقات کو ہمارے پاس پہنچا دو۔ انھوں نے کہا کہ تمھارے پاس باربرداری موجود ہے اپنے جانور لے آؤ اور صدقات لے جاؤ انھوں نے بنی ولیعہ کو برا بھلا کہا۔ انھوں نے زیاد کو برا بھلا کہا اور حضرمیوں کی جنبہ داری کا الزام لگایا۔ حضرمیوں نے خود صدقات پہنچانے سے انکار کر دیا اور کندی اپنے مطالبے پر مصر رہے، یہ لوگ اپنے گھروں کو واپس چلے گئے اب ان کا طرزعمل مذبذب ہوگیا ایک قدم آگے بڑھاتے تھے اور دوسرا پیچھے ہٹاتے تھے، زیاد نے اس وقت تو مہاجر کے انتظار میں ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی، جب مہاجر صنعاء آگئے اور یہاں سے

انھوں نے ابوبکرؓ کو اپنی پوری کارروائی کی اطلاع لکھ بھیجی وہ ان کے دوسرے حکم کے آنے تک صنعاء میں مقیم ہو گئے، پھر ابوبکرؓ نے ان کو اور عکرمہ کو حکم بھیجا کہ تم دونوں حضرموت جاؤ، زیاد کو ان کی خدمت پر بحال رکھا جائے، مکے سے لیکر یمن تک کے درمیانی علاقے کے جو لوگ تمھارے ساتھ ہیں ان کو اپنے گھروں کو واپس جانے کی اجازت دے دینا البتہ جو خود اپنی خوشی سے جہاد میں شریک ہونا چاہے اُسے ساتھ لے لینا، نیز زیاد کی مدد کے لیے عبیدہ بن سعد کو بھی بھیج دیا جائے۔ مہاجر نے امیرالمومنین کے حکم کی بجا آوری کی، وہ خود صنعاء سے اور عکرمہ ابین سے حضرموت روانہ ہوئے، مارب پر دونوں ملے اور پھر وہاں سے ؟ کی راہ بڑھ کر حضرموت میں در آئے۔ ایک نے اسود کے مقابل پڑاؤ کیا اور دوسرے نے وائل کے مقابل۔

سبب کندہ زیاد سے خفا ہو کر چلے گئے اور انھوں نے اپنی بات پر اصرار کیا اور حضرمیوں نے اپنی بات پر بنی عمرو بن معاویہ کے صدقات کی وصولیابی خود زیاد نے اپنے ذمے لی وہ ان کے پاس جو ریاض میں مقیم تھے آئے، سب سے پہلے ان کا ایک لڑکا شیطان بن حجر نظر آیا زیاد نے اس کے گلے سے صدقہ حاصل کیا اس میں کی ایک جوان اونٹنی جس کے اب تک بچہ نہیں ہوا تھا ان کو پسند آئی، انھوں نے آگ منگوائی اور اُس پر زکوٰۃ کا نشان داغ دیا۔ یہ اونٹنی شیطان کے بھائی عداء بن حجر کی تھی جس پر صدقہ واجب نہ تھا اور خود اس کے بھائی کو اُسے برآمد کرتے وقت شبہہ گذرا تھا مگر پھر اُس نے یہ خیال کر کے کہ یہ وہ نہیں ہے اسے حوالے کر دیا۔ عداء نے کہا یہ تو میری اونٹنی شذرہ ہے اور اسی نام سے اسے آواز دی، شیطان نے کہا میرا بھائی سچ کہہ رہا ہے یہ انھیں کی اونٹنی ہے میں نے شذرہ کو صدقے میں نہیں دیا میں سمجھتا تھا کہ یہ کوئی دوسری اونٹنی ہے آپ اسے چھوڑ دیں اور اس کے عوض میں دوسری لے لیں، یہ میری ملک نہیں ہے۔ زیاد نے خیال کیا کہ یہ لڑکا جھوٹا بہانہ بنا رہا ہے انھوں نے اس سے کہا تو اسلام سے برگشتہ ہو کر کافر ہو گیا ہے، اس بات سے ایک فتنہ برپا ہو گیا اور دونوں کو غصہ آگیا زیاد نے کہا چونکہ اب اس پر زکوٰۃ کا نشان داغ دیا گیا ہے لہٰذا اب یہ کسی طرح تم کو واپس نہیں مل سکتی یہ اللہ کے حق میں وصول کی گئی ہے اس کی واپسی کی کوئی صورت ممکن نہیں اس کی واپسی کے مطالبے سے باز آؤ کہیں یہ تمھارے لیے اسی طرح منحوس بات

نہ ہو جیسے بسوس اونٹنی اپنے قبیلے والوں کے لیے ثابت ہوئی۔ اس پر حدانے ریاض میں جو آل عمرو تھے ان کو اپنی حمایت اور مدد کے لیے پکارا اور کہا کہ تمہاری موجودگی میں مجھ پر یہ ظلم اور زیادتی ہو وہ قبیلہ ذلیل ہے جس کے گھر میں ایسا ظلم کیا جائے۔ اے ابوالسمیط میری مدد کرو'

اس آواز پر ابوالسمیط حارثہ بن سراقہ بن معدی کرب اپنے گھر سے نکل کر زیاد بن لبید کے پاس آیا جو کھڑے ہوئے تھے' اس نے زیاد سے کہا کہ آپ اس شخص کی اونٹنی چھوڑ دیں اور اس کے عوض میں جوان اونٹ لے لیں اس میں کوئی ہرج معلوم نہیں ہوتا کیونکہ اونٹ کے عوض میں اونٹ دیا جائے مگر زیاد نے نہ مانا اور کہا کہ اب یہ نہیں ہو سکتا۔ ابوالسمیط نے کہا اگر تم یہودی ہو تو بے شک یہ نہیں ہو سکتا مگر اب تو ہو سکتا ہے' اس کے بعد اس نے اونٹنی کی طرف پلٹ کر اس کی ڈوری کاٹ ڈالی اور اس کے پہلو پر ضرب لگائی جس سے بدک کر وہ کھڑی ہو گئی' ابوالسمیط اسے بچانے کیلئے اس کے سامنے کھڑا ہو گیا' زیاد نے حضرموت اور سکون کے نوجوانوں کو حکم دیا کہ اسے پکڑ لو۔ انھوں نے ابوالسمیط کو جھٹکا دے کر پٹک دیا اور اس کی اور اس کے ساتھیوں کی مشکیں باندھ دیں اور بطور یرغمال ان کو نظر بند کر لیا۔ اور اس اونٹنی کو پھر پکڑ کر حسب سابق اس کے گلے میں ڈوری باندھ دی۔

اب اہل ریاض نے ایک شور و غوغا برپا کیا انھوں نے ایک دوسرے کو مدد کے لیے پکارا' معاویہ کے بیٹے حارثہ کی مدد کے لیے آمادہ ہوئے اور اب انھوں نے اپنے اصلی مسلک کا اظہار کر دیا۔ اسی طرح سکون اور حضرموت زیاد کی حمایت پر کمربستہ ہو گئے' دونوں حریفوں کے دو زبردست لشکر ایک دوسرے کے مقابل ایستادہ ہوئے مگر نہ بنو معاویہ نے اپنے ان ہم قوم لوگوں کی وجہ سے جو زیاد کے پاس قید تھے جنگ کی ابتدا کی اور نہ زیاد کی فوج کو ان کے خلاف کسی کارروائی کے شروع کرنے کا موقع ملا۔ اس حالت تعطل کو مٹانے کے لیے زیاد نے اپنے دشمنوں سے کہلا کر بھیجا کہ ہتھیار رکھ دو ورنہ جنگ کے لیے آمادہ ہو جاؤ اس کا جواب انھوں نے یہ دیا کہ ہم ہرگز اس وقت تک ہتھیار نہیں رکھیں گے جب تک کہ تم ہمارے آدمیوں کو رہا نہ کرو' اس کا جواب زیاد نے یہ دیا کہ ان قیدیوں کو ہرگز رہا نہیں کیا جائے گا جب تک کہ تم متفرق نہ ہو جاؤ۔

اور تم نہایت ہی ادنیٰ درجے کے ذلیل اور خبیث لوگ ہو تم حضر موت کے باشندے اور سکون کے ہمسایہ ہو تمھارے لیے یہ ہرگز زیبا نہیں تھا کہ تم حضر موت کے علاقے میں اور اپنے والی کے سامنے یہ تمردانہ روش اختیار کرتے۔

سکون نے زیاد سے کہا کہ یہ لوگ یوں تو باز آنے والے نہیں تم خود ان پر پیش قدمی کر کے حملہ کر دو، چنانچہ ایک رات زیاد نے خود اُن پر یورش کر کے ان کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا اور وہ بہت ہی سراسیمگی میں ہر طرف بھاگ نکلے۔ ان کے فرار کے بعد زیاد نے قیدیوں کو رہا کر دیا اور وہ اپنے اصلی مقام ظفر میں واپس چلے آئے۔

جب یہ قیدی رہا ہو کر اپنے لوگوں میں آئے انھوں نے حکومت سے لڑنے کی ٹھان لی اور ایک دوسرے سے اس کیلئے عہد لیا اور انھوں نے کہا کہ اس علاقے کی حالت ہمارے یا ہمارے حریفوں کے لیے اس وقت تک خوش آیند نہیں ہو سکتی جب تک کہ اس پر کسی ایک کا بلا شرکت غیرے تصرف کامل نہ ہو، اب سب نے جمع ہو کر چھاؤنی ڈالی اور سب میں منادی کر دی کہ کوئی زکوٰۃ نہ دے زیاد نے سردست ان کا پیچھا چھوڑ دیا نہ زیاد ان پر بڑھے اور نہ وہ زیاد پر۔ البتہ زیاد نے حصین بن نمیر کو قاصد کی حیثیت سے ان سے گفتگو کرنے بھیجا، حصین کی ایک طرف اہل ریاض اور دوسری طرف زیاد، سکون اور حضر موت کے درمیان متعدد بار آنے جانے کا نتیجہ یہ نکلا کہ دونوں فریق ایک دوسرے کی طرف سے مطمئن ہو گئے۔ یہ اہل ریاض کی دوسری یورش تھی۔ اس کے بعد وہ چند روز خاموش رہے پھر عمرو بن معاویہ کے بیٹے اپنی مختلف گڑھیوں اور محصور علاقوں میں جا کر مقابلے کے لیے قیام پذیر ہوئے، جمد، مخوص، مشرح، الضبعہ اور ان کی بہن عمرہ ایک ایک گڑھی میں جا کر مقیم ہوئے یہ لوگ یعنی عمرو بن معاویہ کے بیٹے اس علاقے کے رؤسا تھے۔ اسی طرح حارث بن معاویہ کے بیٹے اپنی اپنی گڑھیوں میں جا کر فروکش ہوئے اشعث بن قیس اور سمط بن الاسود بھی ایک ایک گڑھی میں مقیم ہو گئے۔ اس طرح تمام معاویہ کی اولاد نے اس بات پر اتحاد و اتفاق کیا کہ زکوٰۃ نہ دی جائے اور سب اسلام سے مرتد ہو جائیں البتہ شرحبیل بن السمط اور ان کے بیٹے نے بنی معاویہ کے درمیان کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ بخدا شریف قوموں کے لیے ترک مذہب کرنا بہت برا ہے، اعلیٰ درجے کے شرفا

کا تو یہ شیوہ ہوتا ہے کہ اگر ان کو اپنے مسلک کے متعلق شبہ بھی پیدا ہو تب بھی وہ بد نامی کے خوف سے اس مسلک کو ترک کر کے اس سے زیادہ صاف مسلک کو اختیار کرنے میں پس و پیش کرتے ہیں چہ جائیکہ ایک نہایت عمدہ مذہب اور حق کو چھوڑ کر باطل اور برے کی طرف عود کیا جائے، اے خداوندا ہم دونوں اس معاملے میں اپنی قوم سے موافقت نہیں کرتے اور آج تک انھوں نے اس بارے میں اونٹنی والے دن اور دوسرے موقع پر حکومت کے خلاف جو اجتماع کیا اس پر اظہار ندامت کرتے ہیں۔

اس کے بعد شرحبیل بن السمط اور ان کے بیٹے سمط دونوں زیاد بن لبید کے پاس چلے آئے اور ان کی جماعت میں شامل ہو گئے، ابن صالح اور امرؤ القیس بن عابس بھی زیاد کے پاس آئے اور انھوں نے زیاد سے کہا کہ آپ دشمن پر شب خون ماریں کیونکہ سکاسک، سکون اور حضرموت کے بعض لوگ اپنی جماعتوں سے بھاگے ہوئے اشخاص ان باغیوں کی جماعت میں جا کر مل گئے ہیں تاکہ جب ہم اُن پر حملہ کریں تو ان کی وجہ سے خود ہماری جماعت میں پھوٹ پڑ جائے اگر آپ ہماری رائے پر عمل پیرا نہ ہوں گے تو ہمیں یہ بھی اندیشہ ہے کہ اسی طرح خود ہماری جماعت کے لوگ جستہ جستہ ہمیں چھوڑ کر ان کی جماعت میں جا کر شامل ہو جائیں گے۔ انھیں لوگوں کے ان میں مل جانے کی وجہ سے ہمارے دشمن کے حوصلے بڑھ گئے ہیں وہ میدان میں جولانی کر رہا ہے اور اُمید باندھے ہے کہ ہماری جماعت کے اور لوگ بھی ہمارا ساتھ چھوڑ کر اس کے ساتھ مل جائیں گے۔

زیاد نے کہا اچھی بات ہے اسی مشورے پر عمل کیا جائے۔ چنانچہ انھوں نے اپنی فوج کو جمع کر کے دشمن پر رات کے وقت ان کی گڑھیوں میں شب خون مارا اور دیکھا کہ وہ آگ کے الاؤں کے گرد بیٹھے ہوئے ہیں ان میں مسلمانوں نے ان لوگوں کو جن کی نیت سے وہ آئے تھے شناخت کر لیا اور بنی عمرو بن معاویہ پر جو دشمن کے قوت بازو تھے پل پڑے انھوں نے مشرح۔ مخوص، جمد، ابضعہ، اور ان کی بہن عمردہ کو قتل کر دیا اور اس طرح اللہ کی لعنت ان پر پڑ گئی۔ نیز مسلمانوں نے ان کے اور بہت سے ہیروؤں کو قتل کیا جو بھاگ سکے وہ بھاگ گئے مگر اس واقعے سے بنی عمرو بن معاویہ کا خاتمہ ہو گیا اور اس کے بعد پھر وہ کبھی

کوئی نمایاں کام نہ کر سکے، زیاد قیدیوں اور مال غنیمت کو لے کر پلٹے اور ایسے راستے سے جو ان کو اشعث اور بنی الحارث بن معاویہ کے پڑاؤ پر پہنچا تا چلے جب ان کے قریب آئے بنی عمرو بن معاویہ کی گرفتار شدہ عورتوں نے بنی الحارث کو دہائی دی اور پکارا اشعث اشعث ہم تمہاری خالائیں ہیں جو اس طرح اسیر کر کے لے جائی جا رہی ہیں اشعث نے بنی الحارث کو اپنے ساتھ لے کر فوراً اس آواز پر یورش کی اور ان کو مسلمانوں کے ہاتھ سے چھڑا لیا، یہ ان کی تیسری شورش تھی۔

مگر اب اشعث نے محسوس کیا کہ جب زیاد اور ان کی فوج کو اس واقعے کا علم ہوگا وہ بنی الحارث بن معاویہ اور بنی عمرو بن معاویہ کا پیچھا نہیں چھوڑیں گے اس لیے اس نے ان دونوں خاندانوں کو اور اطراف کے قبائل سکاسک اور خصائص میں سے جو لوگ اس کے ہمنوا ہو سکے ان کو اپنے ساتھ ملا لیا اس واقعے کی وجہ سے حضرموت کے اکثر قبائل علانیہ متمرد ہو گئے مگر زیاد کے ہمراہی ان کی اطاعت پر ثابت قدم رہے اور کندہ اپنی بات پر اڑے رہے، جب نوبت یہاں تک پہنچی تو زیاد اور دوسرے لوگوں نے مہاجر کو خطوط لکھ کر واقعات سے مطلع کیا مہاجر کو یہ خطوط اس وقت ملے جب وہ صحرائے صہید کو جو مارب اور حضرموت کے درمیان واقع ہے طے کر رہے تھے انھوں نے عکرمہ کو لشکر پر اپنا نائب بنایا اور خود تیز رفتار لوگوں کو ساتھ لے کر بعجلت ممکنہ زیاد کے پاس پہنچے اور کندہ پر حملہ آور ہوئے اشعث ان کا امیر تھا زرقان کی گڑھی پر معرکہ آرائی ہوئی کندہ کو شکست ہوئی ان کے بہت سے آدمی مارے گئے اور انھوں نے بھاگ کر نجیر میں پناہ لی وہ اس قلعے کو تعمیر و ترمیم کر کے پہلے ہی سے مستحکم کر چکے تھے۔ مہاجر نے بڑھ کر نجیر کا محاصرہ کیا اس قلعے میں کندہ کے ساتھ سکاسک، سکون اور حضرموت کے کچھ باغی افراد بھی تھے۔ نجیر کو تین راستے جاتے تھے ان میں سے ایک کو زیاد نے دوسرے کو مہاجر نے روک لیا تیسرے سے دشمن کی آمد و رفت جاری تھی مگر جب عکرمہ آ گئے تو ان کو تیسرے راستے پر مقرر کر دیا گیا۔ جب دشمن کے لیے تمام راستے مسدود ہو گئے تو مہاجر نے اپنے رسالوں کو کندہ کی آبادیوں پر یورش کرنے اور ان کو پامال کرنے کا حکم دیا ان میں سے ایک دستے کے افسر

یزید بن قنان تھے انھوں نے بنی ہند سے لے کر برہوت تک تمام بستیوں میں قتل کا بازار گرم کر دیا اسی طرح مہاجر نے ساحل کی طرف خالد مخزومی اور ربیعہ حضرمی کو بھیجا انھوں نے اہل محا اور دوسرے قبائل کو قتل کیا کندہ کو جو اس وقت قلعے میں محصور تھے اپنی بستیوں کی بربادی کی اطلاع ملی تو وہ کہنے لگے اس ذلت اور بے بسی کی زندگی سے موت بہتر ہے اٹھو اپنی پیشانی کے بال کاٹو اپنی جانیں خدا کے سپرد کر دو یہاں تک خدا کے فضل سے تم کامیاب ہو جاؤ، یقین واثق ہے کہ خدا تمھیں ان ظالموں پر فتح دے گا۔ چنانچہ سب نے پیشانیوں کے بال کاٹ ڈالے اور ایک ایک نے جان لڑا دینے اور ایک دوسرے کی امداد سے گریز نہ کرنے کا عہد کیا۔ صبح ہوئی تو یہ لوگ قلعے سے نکل کر نجیر کے میدان میں اسلامی لشکر پر حملہ آور ہوئے بڑے زور کی لڑائی ہوئی مقتولین کی لاشوں سے تینوں راستے اور ان کے اطراف پٹ گئے کندہ کو اس طرح شکست ہوئی ان کے بیشمار آدمی مارے گئے۔

ایک قول یہ ہے کہ عکرمہ مہاجر کی امداد کے لیے اس وقت پہنچے جبکہ مہاجر دشمن کا استیصال کر چکے تھے اس لیے زیاد اور مہاجر نے اپنے رفقاء کے سامنے یہ تجویز پیش کی کہ تمھارے یہ بھائی تمھاری امداد کے لیے آئے ہیں اگرچہ تم پہلے ہی فتحیاب ہو چکے ہو مگر مناسب یہ ہے کہ مال غنیمت میں ان کو بھی شریک کرو، یہ رائے سب نے منظور کی اپنی فوج کے ساتھ سب کو سمجھا بجھا کر ان کو بھی حصہ دیا گیا خمس اور قیدی مہاجر نے دربار خلافت کو روانہ کئے ایک شخص فتح کی بشارت دینے کے لیے روانہ ہوا جو قیدیوں اور مال غنیمت سے آگے نکل گیا، یہ لوگ راستے میں جہاں سے گذرتے وہاں مسلمانوں کو اس فتح کی خوشخبری اور تمام واقعات سناتے جاتے۔

حضرت ابوبکر نے مغیرہ بن شعبہ کے ذریعے مہاجر کو یہ حکم بھیجا تھا کہ جب تم کو میرا خط ملے اور تم کو اس وقت تک فتح نہ ہوئی ہو تو جب تمھیں دشمن پر فتح حاصل ہو تو اگر وہ بزور شمشیر مغلوب کئے گئے ہوں تو تم ان کے جنگ جو مردوں کو قتل کر دینا اور ان کے اہل و عیال کو قید کر لینا یا اب وہ میرے تصفیے پر ہتیار رکھ دیں تو اس کی اجازت دو، اور اگر اس خط کے پہنچنے سے قبل مصالحت ہو چکی ہے تو اب یہ کیا جائے کہ وہ جلا وطن کر دیے جائیں کیونکہ ان کی اس بغاوت

اور شورش کے بعد میں اس بات کو برا سمجھتا ہوں کہ ان کو ان کے مکانوں میں رہنے دیا جائے تاکہ یہ کچھ تو اپنی بدکرداری کا خمیازہ بھگتیں اور ان کو معلوم ہو کہ جو حرکت انھوں نے کی ہے وہ بہت نازیبا تھی۔

ادھر جب نجیر کے محصورین نے دیکھا کہ مسلمانوں کو برابر امداد پہنچ رہی ہے اور وہ ہمارا پیچھا نہیں چھوڑیں گے تو ان پر دہشت طاری ہو گئی ان کو اور ان کے سرداروں کو اپنی موت نظر آنے لگی اس لیے انھوں نے یہ تیسری صورت اختیار کی کہ مغیرہ کی آمد تک صبر کریں اور ان کے آنے کے بعد جلا وطنی قبول کر کے صلح کر لیں، اس وجہ سے اشعث فوراً عکرمہ کے پاس پہنچکر ان سے امان کا طالب ہوا ان کے سوا کسی اور سے امان ملنے کی اس کو توقع بھی نہ تھی وجہ یہ تھی کہ اسما بنت نعمان عکرمہ کے نکاح میں تھی جس زمانے میں عکرمہ جند میں مہاجر کی آمد کے منتظر تھے انھوں نے اس سے نکاح کا پیام دیا تھا اور اس فتنے سے قبل ہی اسماء کے باپ نے اس کو عکرمہ کے پاس پہنچا دیا تھا، عکرمہ اشعث کو لے کر مہاجر کے پاس آئے اور درخواست کی کہ اس کو اور اس کے علاوہ نو افراد کو مع ان کے متعلقین کے اس شرط پر امان عطا کی جائے کہ یہ قلعے کا دروازہ کھول دیں، مہاجر نے یہ درخواست قبول کی اور اشعث کو حکم دیا کہ جاکر امان کا وثیقہ لکھ لائے اور ہماری مہر ثبت کرالے۔

ایک روایت یہ ہے کہ اشعث نے مہاجر کے پاس حاضر ہو کر اپنی جان و مال اپنے متعلقین اور دوسرے نو اعزا کے لیے اس شرط پر امان کی درخواست کی کہ وہ قلعے کا دروازہ کھول کر اپنی قوم کو مسلمانوں کے حوالے کر دے گا۔ مہاجر نے حکم دیا کہ جاؤ اور اپنی اپنی حسب خواہش فہرست لکھ کر پیش کرو اشعث نے اپنے اہل وعیال اور چچا کی اولاد اور ان کے متعلقین کے نام تو لکھ دیے مگر دہشت اور گھبراہٹ کی وجہ سے خود اپنا نام لکھنا بھول گیا اور مہاجر کے پاس آکر اس پر مہر ثبت کرالی اور چلا آیا اس طرح جن لوگوں کے نام امان نامے میں درج تھے وہ سب چھوڑ دیے گئے۔

ایک روایت یہ ہے کہ جب اشعث سب کے نام لکھ کر آخر میں اپنا نام لکھنا چاہتا تھا تو جحدم چھری لے کر اس پر جھپٹا اور اس نے کہا کہ میرا نام لکھو ورنہ میں

ابھی تمھارا کام تمام کرتا ہوں‘ مجبوراً اس نے جحدم کا نام لکھ دیا اور خود کو چھوڑ دیا۔
قلعے کا دروازہ کھلتے ہی مسلمانوں نے دشمن کو بے بس کر کے ایک ایک کی گردن مار دی اور جنگجو لوگوں میں سے کسی کو زندہ نہ چھوڑا‘ نجیرا اور اس کی خندق میں جو عورتیں گرفتار ہوئیں ان کی تعداد ایک ہزار تھی مال غنیمت اور قیدیوں پر نگران کار مقرر کر دیے گئے اس کام کی انجام دہی میں کثیر بھی شریک تھے۔
اس فتح کے بعد مہاجر نے اشعث اور دوسرے امان پانے والوں کو طلب کیا جن جن لوگوں کے نام امان نامے میں درج تھے ان کو معافی دی مگر اس میں اشعث کا نام درج نہ تھا یہ دیکھ کر مہاجر بہت خوش ہوئے اور کہا کہ اے اشعث‘ اے دشمن خدا! شکر ہے کہ تیرا مقدر تجھ سے برگشتہ ہو گیا‘ میری تمنا تھی کہ خدا تجھ کو ذلیل کرے یہ کہہ کر مہاجر نے اس کی مشکیں کسوا دیں اور قتل کا ارادہ کیا مگر عکرمہ نے کہا ذرا توقف فرمائیے اس کو حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں بھیج دیجیے اس کے معاملے میں وہی کوئی تصفیہ فرما سکتے ہیں کیونکہ گفتگوئے مصالحت خود اس کے ذریعے سے ہوئی ہے اگر اس فہرست میں یہ اپنا نام لکھنا بھول گیا ہے تو اس سے امان باطل نہیں ہو سکتی۔ مہاجر نے کہا اگرچہ اس کا معاملہ بالکل ظاہر ہے مگر میں تمھارے مشورے پر عمل کرنے کو ترجیح دیتا ہوں اس لیے مہاجر نے اسوقت اسے قتل نہیں کیا بلکہ اور قیدیوں کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں روانہ کر دیا۔ راستے بھر مسلمان اور خود اس کی قوم کے قیدی اس کو لعنت ملامت کرتے رہے اور اس کی ہم قوم عورتیں اس کو دوزخ کا کندہ اور غدار کہتی تھیں

مہاجر کے پاس جب مغیرہ پہنچے تو منشائے الٰہی کا یہ تماشا دیکھ کر حیران رہ گئے کہ دشمنوں کی لاشیں خون میں لتھڑی پڑی ہیں‘ قیدی گرفتار ہو چکے ہیں اور جانوروں پر سوار کر کے ان مدینے روانہ کیا جا چکا ہے۔
حضرت ابوبکرؓ کو فتح کی اطلاع ملی‘ اسیران جنگ خدمت میں پیش ہوئے‘ آپ نے اشعث کو طلب کیا اور فرمایا تو بنو ولیعہ کے فریب میں آگیا مگر وہ تیرے فریب میں نہیں آئے کیونکہ جانتے تھے کہ تو اس کام کا اہل نہیں ہے وہ خود ہلاک ہوئے اور تجھے بھی تباہ کیا۔ تجھے اس کا بھی خوف نہ ہوا کہ اگر رسول اللہ صلعم کی دعوت کچھ نہ کچھ تجھے پہنچی ہوتی تب بھی میں تیرے ساتھ کیا سلوک کرتا؟ اشعث نے کہا مجھے کیا معلوم

آپ اپنی رائے کو خود جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں تو تجھ کو قتل کرنا چاہتا ہوں اس نے کہا کہ مسلمانوں سے اپنے دس آدمیوں کی جاں بخشی کا تصفیہ خود میں نے کرایا ہے میرا قتل کیسے جائز ہو سکتا ہے آپ نے فرمایا کیا حق انتخاب تم کو دیا گیا تھا اس نے کہا جی ہاں، آپ نے کہا جب تم تحریر لکھ کر لائے تو کیا سپہ سالار اسلام نے اس پر مہر ثبت کر دی؟ اس نے کہا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ تحریر پر جب مہر ہوگئی تو وہ انھیں لوگوں کے لیے سند ہو سکتی ہے جن کے نام اس میں درج ہیں اور تیری مصالحت کنندہ کی حیثیت اس سے قبل تک تھی

اشعث کو جب خوف ہوا کہ اب جان گئی اس نے عرض کیا آپ مجھ سے آیندہ کسی بھلائی کی توقع کر سکتے ہیں تو براہ کرم ان قیدیوں کو آزاد کر دیجئے میرا قصور معاف فرمائیے اور میرا اسلام قبول کیجئے اور میرے ساتھ وہی سلوک روا رکھیے جو مجھ جیسوں کے ساتھ آپ کیا کرتے ہیں اور میری زوجہ کو میرے حوالے فرمائیے۔ اس واقعے سے قبل جب اشعث رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا تھا تو اس نے ام فروہ بنت ابی قحافہ کو پیام نکاح دیا تھا ابو قحافہ نے اپنی لڑکی اس کی زوجیت میں دے دی تھی اور رخصت کو اشعث کی دوبارہ آمد پر اٹھا رکھا تھا۔ اس عرصے میں رسول اللہ صلعم وفات فرما گئے اور اشعث کے اعمال آپ سن چکے ہیں اس لیے اُسے اندیشہ ہوا کہ اس کی بیوی اس کے حوالے نہ کی جائے گی اس لیے اس نے عرض کیا کہ آپ دیکھیں گے کہ میں اپنے علاقے والوں میں اسلام کا بہترین خادم ثابت ہوں گا، یہ سن کر حضرت ابوبکرؓ نے اس کی جاں بخشی فرما دی اس کا اسلام قبول کیا اور اس کی بیوی اس کے حوالے کر دی، اور فرمایا جاؤ آیندہ مجھے تمھارے متعلق بہتر اطلاعات ملنی چاہییں آپ نے تمام قیدیوں کو بھی آزاد فرما دیا اور وہ سب اپنے اپنے ٹھکانوں کو چلے گئے۔ اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے خمس مال غنیمت لوگوں کو تقسیم فرما دیا اور بقیہ چار خمس فوج نے آپس میں تقسیم کر لیے۔

ایک بیان یہ ہے کہ جب اشعث حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں حاضر کیا گیا اور آپ نے اس کی بدکرداریوں پر اس کو متنبہ فرما کر پوچھا کہ بتاؤ میں تمھارے ساتھ کیا سلوک کروں تو اس نے عرض کیا مجھ پر کرم کیجئے میرے طوق و سلاسل کھلوا دیجئے اور اپنی بہن سے میری شادی کر دیجئے کیونکہ میں تائب ہوتا ہوں اور اسلام لاتا ہوں،

حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا اچھا منظور، اور ام فروہ بنت ابی قحافہ کو اس کے نکاح میں دے دیا، اس کے بعد اشعث فتح عراق تک مدینے میں قیام پذیر رہا۔

جب حضرت عمرؓ خلیفہ ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ یہ بڑی نازیبا بات ہے کہ عرب عرب کی غلامی میں قید رہیں حالانکہ خدا نے اپنے فضل سے مملکت اسلامی کو کافی وسیع اور عجمیوں کو ہمارے زیر فرمان کر دیا ہے۔ آپ نے دور جاہلیت اور دور اسلام کے تمام عرب قیدیوں کے لیے سب کے مشورے سے چھ اونٹ اور سات اونٹ کا فدیہ مقرر فرمایا مگر ام ولد کو فدیے سے معاف رکھا نیز قبیلۂ حنیفہ اور کندہ کے لیے قدرے تخفیف فرما دی کیونکہ ان کے اکثر مرد قتل ہو چکے تھے، اہل دبا اور دوسرے تہی دستوں کو بھی آپ نے فدیے سے مستثنیٰ فرما دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ اپنی اپنی عورتوں کو گھر گھر تلاش کرتے پھرنے لگے، اس طرح اشعث کو بنو نہد اور بنو غطیف میں دو عورتیں ملیں، ہوا یہ کہ اشعث ان قبائل میں پہنچ کر پوچھنے لگا، دو کوے اور گدھ کہاں ہیں؟ کسی نے پوچھا اس سے تیرا کیا مطلب ہے اس نے کہا نجیر کی جنگ میں گدھ، کوے، بھیڑیے اور کتے ہماری عورتوں کو اچک لے گئے تھے، بنو غطیف نے کہا کوا تو یہ ہے، اشعث نے کہا اس کو تمہارے یہاں کیا حیثیت حاصل ہے؟ بنو غطیف نے کہا وہ ہماری حفاظت میں ہے اشعث نے کہا بہت اچھا اور چلا گیا۔

جب حضرت عمرؓ کی رائے پر مسلمانوں کا اجماع ہو گیا اور آپ نے اعلان فرما دیا کہ آج سے کوئی عربی کسی کی ملک میں نہ رہے۔ تو مہاجر نے اس عورت کے معاملے میں غور کیا جس کا باپ نعمان بن جون تھا اس عورت کا قصہ یہ ہے کہ اس کے باپ نے اس کو رسول اللہ صلعم کی خدمت میں ہدیۃً پیش کیا تھا اور اس کی خوبی یہ بتلائی تھی کہ آج تک یہ بیمار نہیں ہوئی پہلے تو آپ نے اس کو اپنے سامنے بیٹھنے کی اجازت دے دی تھی مگر یہ بات سن کر فرمایا کہ اس کو یہاں سے ہٹاؤ ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے اگر اس میں خدا کے نزدیک کوئی بھلائی ہوتی تو ضرور یہ کبھی بیمار ہوتی۔

مہاجر نے عکرمہ سے پوچھا تم نے اس سے کب شادی کی تھی عکرمہ نے کہا یہ میرے پاس جند میں لائی گئی تھی مارب کے سفر میں میرے ساتھ تھی پھر میں اس کو چھاؤنی میں لے آیا۔ بعض نے عکرمہ کو رائے دی کہ اس کو چھوڑ دو یہ رغبت کے

قابل نہیں ہے' اور بعض نے بحجامت چھوڑ دو۔ مہاجر نے اس کے بارے میں حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں لکھ کر استفسار کیا تو آپ نے جواب میں یہ واقعہ لکھا کہ اس کا باپ نعمان بن جون اس کو لے کر رسول اللہ صلعم کی خدمت میں آیا تھا اور اس کو آپ کے لیے آراستہ کیا تھا آپ نے فرمایا اسے یہاں لاؤ' جب وہ لے کر آیا تو اس نے کہا اس میں مزید خوبی یہ ہے کہ آج تک اسے کسی قسم کا مرض نہیں ہوا' آپ نے فرمایا اگر اس میں خدا کے نزدیک کوئی خیر ہوتی تو ضرور کبھی بیمار ہوتی چونکہ آپ نے اس عورت کو پسند نہیں کیا ہے لہذا تم لوگ بھی اسے پسند نہ کرو اور چھوڑ دو۔

عمرؓ نے جب تمام عرب قیدیوں کو زر فدیہ لے کر رہا کر دیا تو ان عورتوں میں سے جو قریش میں رہ گئیں چند کے نام یہ ہیں بشریٰ بنت قیس جو سعد بن مالک کے پاس تھی اس سے ان کا لڑکا عمر پیدا ہوا' زرعہ بنت شرح جو عبداللہ بن عباس کے پاس تھی اس سے ان کا لڑکا علی پیدا ہوا۔

حضرت ابوبکرؓ نے مہاجر کو لکھا کہ تم یمن اور حضرموت میں سے کسی ایک ملک کی حکومت پسند کر سکتے ہو انھوں نے یمن کو پسند کیا اس طرح یمن پر دو حاکم مقرر ہوئے فیروز اور مہاجر' اور حضرموت پر دو مقرر ہوئے عبیدہ بن سعد کندہ اور سکاسک پر اور زیاد بن لبید حضرموت پر جس علاقے میں ارتداد ہوا تھا اُس کے حکام کے نام حضرت ابوبکرؓ نے یہ حکم نافذ کیا تھا کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ لوگ حکومت میں صرف انھیں اشخاص کو شریک کریں جن کا دامن ارتداد کے داغ سے پاک رہا ہو آپ سب اسی پر عمل کریں اور اسی کو دوسروں کے لیے مثال بنائیں۔ فوج میں جو لوگ واپسی کے خواہاں ہوں ان کو واپسی کی اجازت دی جائے اور دشمن سے جہاد کرنے میں کسی مرتد سے ہرگز مدد نہ لی جائے۔

مہاجر کے سامنے دو گانے والی عورتوں کے مقدمات پیش ہوئے ایک نے رسول اللہ صلعم کی شان میں گالیوں کے اشعار گائے تھے' مہاجر نے اس کی سزا میں اس کا ایک ہاتھ قطع کرا دیا اور سامنے کے دو دانت تڑوا دیے حضرت ابوبکرؓ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ نے مہاجر کو لکھا کہ رسول اللہ صلعم کی شان میں گالیوں

اشعار گانے بجانے والی عورت کو جو سزا تم نے دی ہے مجھے اس کا حال معلوم ہوا، اگر مجھے پہلے علم ہوتا تو میں تمہیں اس کو قتل کرانے کا حکم دیتا، کیونکہ حد انبیاء اور لوگوں کے حدود کے مثل نہیں ہے پس اگر کسی مسلمان سے یہ گستاخی سرزد ہو تو وہ مرتد ہے اور ذمی اس کا ارتکاب کرے تو وہ باغی محارب ہے اور جس عورت نے مسلمانوں کی ہجو میں اشعار گائے تھے اس کے متعلق امیر المومنین نے مہاجر کو لکھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے اس کو ہاتھ کاٹنے اور دو دانت توڑنے کی سزا دی ہے، اگر وہ عورت مدعی اسلام تھی اس کو تادیب اور تنبیہ کرنا کافی تھا نہ کہ اس کے اعضا کاٹنا اور اگر ذمی تھی تو بخدا اس کے جس جرم سے تم نے اب تک درگذر کیا وہ اس سے کہیں زیادہ بڑا تھا۔ اگر میں اس قسم کی باتوں پر تمہاری گرفت کروں تو ممکن ہے کوئی ناگوار صورت پیش آجائے، لہٰذا بہتر یہ ہے کہ ایسا طرز عمل اختیار کرو جس میں امن رہے کبھی کسی کو قطع اعضا کی سزا نہ دو کیونکہ یہ گناہ ہے اور اس سے لوگوں کے دلوں میں نفرت پیدا ہوتی ہے البتہ قصاص کی صورت میں اور بات ہے۔

سنہ ۱۱ھ میں مزید واقعات یہ پیش آئے کہ حضرت معاذ بن جبل یمن سے واپس آئے، اور حضرت ابوبکرؓ نے عمرؓ کو قاضی مقرر کیا جس منصب کو وہ ابوبکرؓ کی آخر عمر تک انجام دیتے رہے۔ اس سال معتبر روایت یہ ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے عتاب بن اسید کو امیر حج مقرر کیا تھا مگر دوسرا قول یہ ہے کہ عبدالرحمان بن عوف نے بحیثیت امیر کے خلیفۂ وقت کے حکم سے لوگوں کو حج کرایا۔

سنہ ۱۲ھ کے واقعات

خالدؓ یمامہ کی مہم سے فارغ ہو کر ابھی وہیں ٹھیرے ہوئے تھے کہ حضرت ابوبکرؓ نے ان کو لکھا کہ عراق کی طرف روانہ ہو جاؤ اور اس میں داخل ہو جاؤ، اور ہندی سرحد سے جو ابلہ کے نام سے مشہور ہے آغاز کرو، اور باشندگان فارس اور وہاں کی دوسری اقوام کی تالیف قلوب کرو بعض لوگوں کا بیان ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے خالدؓ کو کوفے کی طرف جہاں کے حاکم مثنیٰ بن حارثہ تھے جانے کا

حکم دیا تھا اور خالد محرم سنہ ۱۲ھ میں بصرے سے ہوتے ہوئے جس کا رئیس قطبہ سدوسی تھا کوفے پہنچے۔

مگر واقدی کہتے ہیں کہ خالدؓ کے اس سفر کے متعلق مختلف اقوال ہیں کوئی کہتا ہے کہ وہ یمامہ سے سیدھے عراق چلے گئے۔ اور کوئی کہتا ہے کہ پہلے یمامہ سے مدینے واپس آئے اور پھر کوفے کے راستے سے عراق کا سفر کر کے حیرہ پہنچے۔

صالح بن کیسان کا بیان ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے خالد کو عراق جانے کا حکم بھیجا، خالدؓ عراق روانہ ہوئے وہاں پہنچکر سواد کی بستیوں بانقیا، باروسما اور الیس میں اترے، یہاں کے باشندوں نے خالدؓ سے صلح کر لی، آپ سے یہ مصالحت ابن صلوبا نے کی تھی، یہ سنہ ۱۲ھ کا واقعہ ہے۔ خالدؓ نے ان لوگوں سے جزیہ لینا قبول کر لیا اور حسب ذیل تحریر ان کو لکھ دی۔

بسم اللہ الرحمان الرحیم

یہ وثیقہ خالدؓ بن الولید کی طرف سے ابن صلوبا سوادی باشندۂ ساحل فرات کے حق میں لکھا جاتا ہے چونکہ تم نے جزیہ دے کر جان بچائی ہے اس لیے تم کو خدا کی امان دی جاتی ہے تم نے جزیے کی یہ رقم ایک ہزار درہم اپنی طرف سے اور اپنے خراج دہندوں اور جزیرے اور بانقیا، باروسما کے باشندوں کی طرف سے ادا کی ہے، میں اس کو قبول کرتا ہوں، میرے ساتھ کے تمام مسلمان اس تصفیے پر تم سے خوش ہیں۔ آج سے تم کو اللہ، اللہ کے رسول صلعم اور مسلمانوں کی حفاظت میں لیا جاتا ہے۔

ہشام بن ولید نے اس عہد نامے پر اپنی گواہی کے دستخط کیے۔

یہاں سے فارغ ہو کر خالدؓ اپنی افواج کو لیے ہوئے حیرہ پہنچے وہاں کے سر برآوردہ لوگ قبیصہ بن ایاس کی سرکردگی میں آپ کے پاس حاضر ہوئے کسریٰ نے نعمان بن منذر کے بعد قبیصہ کو حیرہ کا امیر مقرر کر دیا تھا خالدؓ نے اس کو اور اس کے رفقاء کو مخاطب کر کے کہا "میں تم کو اللہ کی طرف اور اسلام کی طرف بلاتا ہوں، اگر تم اسلام قبول کرتے ہو تو تم مسلمانوں میں داخل ہو جاؤ گے نفع نقصان میں تم اور وہ برابر ہوں گے اسلام لانا نہیں چاہتے تو جزیہ دینا قبول کرو، اگر جزیے سے بھی انکار ہے

تو تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ میں تمھارے سر پر ایسی قوم کو چڑھا کر لایا ہوں جو زندگی سے زیادہ موت کو پسند کرتی ہے، ہم تم سے جہاد کرتے رہیں گے یہاں تک کہ خدا ہمارے اور تمھارے درمیان کوئی فیصلہ کر دے۔

یہ سن کر قبیصہ بن ایاس نے کہا کہ ہم آپ سے لڑنا نہیں چاہتے بلکہ اپنے مذہب پر قائم رہ کر جزیہ دینا قبول کرتے ہیں، چنانچہ خالدؓ نے ان لوگوں سے نوے ہزار درہم پر مصالحت کر لی، یہ رقم اور ابن صلوبا کی بستیوں کی رقم عراق کا سب سے پہلا جزیہ ہے۔

ہشام ابن الکلبی کی روایت یہ ہے کہ جس وقت خالدؓ یمامہ میں ٹھیرے ہوئے تھے حضرت ابو بکرؓ نے ان کو لکھا کہ تم شام چلے جاؤ اور عراق سے گذرتے ہوئے اپنے سفر کا آغاز کرو، چنانچہ خالدؓ یمامہ سے روانہ ہوکر بناج میں فروکش ہوئے۔

ایک راوی کا یہ بیان ہے کہ حارثہ شیبانی حضرت ابو بکرؓ کی خدمت میں پہنچے اور درخواست کی مجھے میری قوم کا امیر مقرر کر دیجیے تو میں اپنے پڑوس کے اہل فارس سے جہاد کروں گا اور آپ کی طرف سے تنہا ان سے نمٹ لوں گا، حضرت ابو بکرؓ نے ان کی یہ درخواست منظور کر لی، مثنیٰ بن حارثہ نے اپنے وطن واپس آکر اپنی قوم کو جمع کر کے ایک فوج تیار کی اور اس کو لے کر وہ کبھی کسکر کے ایک حصے پر اور کبھی زیرین فرات پر حملے کرتے۔

خالدؓ بناج آئے تو اس وقت مثنیٰ بن حارثہ خفان میں اپنی فوج کے ساتھ مقیم تھے خالدؓ نے ان کو اپنے پاس بلایا اور حضرت ابو بکرؓ کا خط بھی بھیج دیا جس میں آپ نے مثنیٰ کو حکم دیا تھا کہ خالدؓ کی اطاعت کرو، یہ حکم ملتے ہی مثنیٰ فوراً خالدؓ سے جا ملے مگر بنو عجل کا یہ خیال ہے کہ مثنیٰ کے ساتھ ہمارے خاندان کا ایک شخص جہاد کے لیے نکلا تھا اس کا نام مذعور بن عدی تھا، مذعور اور مثنیٰ میں کسی بات پر بگڑ گئی، دونوں نے ابو بکرؓ کو خطوط لکھ کر واقعات کی اطلاع دی، ابو بکرؓ نے عجلی کو حکم دیا کہ خالدؓ کے ساتھ شام کو چلے جاؤ اور مثنیٰ کو اپنی جگہ برقرار رکھا، اس کے بعد عجلی مصر چلے گئے جہاں انھوں نے بڑے مناصب اور اعزازات حاصل کیے، ان کا محل آج تک مصر میں مشہور ہے۔

خالد آگے بڑھے الیس کا رئیس جابان آپ کا مزاحم ہوا آپ نے مثنی بن حارثہ کو اس کے مقابلے کے لیے بھیجا مثنی اس سے لڑے اور اس کو شکست دی، جابان کے بڑے بڑے سردار ندی کے کنارے مارے گئے، اسی واقعے کی وجہ سے وہ ندی خون کی ندی کے نام سے مشہور ہوگئی اس کے بعد الیس کے لوگوں نے حضرت خالدؓ سے صلح کر لی۔

خالدؓ آگے چل کر حیرہ کے قریب آئے آزاذبہ کی فوجیں مقابلے کے لیے نکلیں آزاذبہ کسریٰ کی ان تمام فوجی چوکیوں کا افسر اعلیٰ تھا جو کسریٰ کے دارالسلطنت سے لے کر عرب تک پھیلی ہوئی تھیں۔ ندیوں کے سنگم پر طرفین کی فوجوں کا مقابلہ ہوا مثنیٰ نے بڑھ کر دشمن پر حملہ کیا خدا نے دشمن کو شکست دی۔

یہ دیکھ کر اہل حیرہ خالدؓ کے استقبال کے لیے نکلے ان کے ساتھ عبدالمسیح بن عمرو اور ہانی بن قبیصہ بھی تھے، خالدؓ نے عبدالمسیح سے پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو؟ اس نے کہا اپنے باپ کی پشت میں سے۔ خالدؓ نے پوچھا کہ تم کہاں سے نکلے ہو، اس نے جواب دیا اپنی ماں کے پیٹ میں سے، خالدؓ نے فرمایا تم پر افسوس ہے یہ بتاؤ کہ تم کس چیز پر ہو؟ اس نے کہا ہم زمین پر ہیں۔ خالدؓ نے کہا ارے میاں تم کس شے میں ہو؟ اس نے کہا میں اپنے کپڑوں میں ہوں۔ خالدؓ نے کہا تم کچھ عقل سے بھی کام لیتے ہو، عبدالمسیح نے کہا ہاں عقل سے بھی کام لیتا ہوں اور قید سے بھی۔ خالدؓ نے کہا میں تم سے سوال کر رہا ہوں، اس نے کہا اور میں آپ کو جواب دے رہا ہوں خالدؓ نے پوچھا تم صلح کے خواہاں ہو یا جنگ کے؟ اس نے کہا ہم صلح چاہتے ہیں آپ نے کہا تو پھر ان قلعوں سے تمہارا کیا منشا ہے۔ اس نے کہا یہ قلعے ہم نے اس لیے بنائے ہیں کہ کوئی بیوقوف آئے تو ہم اسے قید کرلیں اور کوئی سمجھ دار آئے تو وہ ان سے بچ کر چلا جائے۔

خالدؓ نے اس کے بعد ان لوگوں سے کہا کہ میں تم کو خدا کی، اس کی عبادت کی اور اسلام کی طرف دعوت دیتا ہوں، اگر یہ قبول ہے تو ہمارے اور تمہارے حقوق برابر ہیں، اگر اس سے انکار ہے تو جزیہ دو، یہ بھی نہیں تو یاد رکھو کہ میں

تم پر ایسی قوم کو لایا ہوں جو موت کو اتنا ہی محبوب رکھتی ہے جتنا کہ تم شراب نوشی کو' انھوں نے کہا ہم آپ سے لڑنا نہیں چاہتے' خالد نے اُن سے ایک لاکھ نوے ہزار درہم پر صلح کرلی یہ سب سے پہلا جزیہ تھا جو عراق سے مدینے کو روانہ کیا گیا اس کے بعد خالدؓ بانقیا پہنچے وہاں بصبہری بن صلوبا نے آپ سے ایک ہزار درہم ادا رجبا بطور جزیہ ادا کرنے پر صلح کرلی' خالدؓ نے ان لوگوں کو ایک تحریر لکھ دی ۔

اہل حیرہ سے خالد نے اس شرط پر صلح کی تھی کہ یہ لوگ خالدؓ کے لیے جاسوسی کی خدمت انجام دیں گے جس کو انھوں نے قبول کیا ۔

شعبی کی روایت ہے کہ بنو بقیلہ نے مجھ کو وہ تحریر دکھلائی ہے جو خالدؓ نے اہل مدائن کے نام لکھی تھی جو حسب ذیل ہے ۔

خالدؓ بن الولید کی طرف سے سرداران فارس کے نام سلام ہے اُن پر جو ہدایت اختیار کرتے ہیں اما بعد شکر ہے اس خدا کا جس نے تمھاری شوکت کا خاتمہ کر دیا' تمھارا ملک سلب کرلیا' تمھارے مکر کو ناکام کر دیا' جو شخص ہماری طرح نماز پڑھے' ہمارے قبلے کی طرف رُخ کرے اور ہمارے ہاتھ کا ذبیحہ کھائے وہی مسلم ہے اس کے حقوق اور ہمارے حقوق برابر ہیں' اس خط کے پہنچتے ہی میرے پاس یرغمال بھیجو' اور میری طرف سے اپنی حفاظت کی ذمہ داری کا اطمینان حاصل کر لو ورنہ قسم ہے اس خدا کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے کہ میں تمھارے مقابلے میں ایک ایسی قوم کو بھیجوں گا جو موت کی ایسی ہی عاشق ہے جتنا کہ تم زندگی کے ۔

خالدؓ کا یہ خط پڑھ کر اہل فارس کو بیحد تعجب ہوا' یہ ۱۲ھ کا واقعہ ہے ۔

شعبی کی دوسری روایت یہ ہے کہ جب خالدؓ یمامہ کی مہم سے فارغ ہو گئے تو حضرت ابوبکرؓ نے ان کو لکھا کہ خدا تعالیٰ نے تم کو فتح عنایت فرمائی ہے اب عراق میں گھس جاؤ اور عیاض سے جا ملو اور عیاض بن غنم کو جو اس وقت بناج اور حجاز کے درمیان کسی جگہ تھے یہ لکھا کہ تم وہاں سے روانہ ہو کر مصیخ پہنچو اور مصیخ سے شروع کر کے بالائے عراق سے عراق میں داخل ہو جاؤ اور خالدؓ سے جا ملو اس کے بعد جو لوگ واپسی چاہتے ہوں ان کو اس کی اجازت دو' جبر کسی کو فتوحات میں شریک نہ کرو۔

خالدؓ اور عیاض کے پاس خلیفہ کا یہ حکم پہنچا اس کی تعمیل میں انھوں نے

لوگوں کو واپسی کی اجازت دے دی مدینے اور اس کے اطراف کے سب لوگ واپس ہو گئے اور خالدؓ اور عیاضؓ کو تنہا چھوڑ گئے اس لیے ان دونوں نے ابوبکرؓ سے امداد طلب کی آپ نے خالدؓ کی امداد کے لیے قعقاع بن عمرو تمیمی کو بھیجدیا، اس پر کسی نے کہا آپ اس شخص کی مدد جس کو اس کی فوج چھوڑ آئی ہے صرف ایک شخص سے کرتے ہیں، حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا جس فوج میں ایسا بہادر موجود ہوگا وہ کبھی شکست نہیں پا سکتی۔ آپ نے عیاض کی مدد کے لیے عبد بن عوف کو بھیجا، اور دونوں سرداروں کو لکھا کہ اپنے ساتھ ان لوگوں کو بھی جہاد میں لے لو جو مرتدین سے لڑ چکے ہیں اور جو رسول اللہ صلعم کے بعد اسلام پر ثابت قدم رہے ہیں۔ مگر مرتدین میں سے کوئی شخص جہاد میں تمھارے ساتھ اس وقت تک شریک نہ ہو جب تک کہ میں اس کے متعلق حکم نہ دوں اس لیے ان لڑائیوں میں کوئی مرتد شریک نہ ہو سکا۔

جب خالدؓ کے نام عراق کی امارت کا حکم پہنچا تو انھوں نے حرملہ، سُلمیٰ، مثنیٰ اور مذعور کو حکم بھیجا کہ مجھ سے آملو اور اپنی فوجوں کو ابلہ پہنچنے کا حکم دو، اس کی وجہ یہ تھی کہ ابوبکرؓ نے خالدؓ کو لکھا تھا کہ عراق پہنچکر ہند و سندھ کی نو آباد چھاؤنی سے آغاز کرنا، اور وہ مقام اس وقت ابلہ ہی تھا جو کسی واقعے کی یادگار میں اس نام سے موسوم ہوا تھا۔

خالدؓ نے اپنے جائے قیام سے لے کر عراق تک ربیعہ اور مضر کے قبائل میں سے کوئی آٹھ ہزار کا لشکر جمع کیا دو ہزار سپاہی ان کے پاس پہلے سے تھے یہ سب مل کر دس ہزار ہو گئے ان کے علاوہ آٹھ ہزار اُن چار امرائے عرب یعنی مثنیٰ مذعور سلمیٰ اور حرملہ کی فوجیں تھیں، اس طرح خالدؓ نے ہرمز کے مقابلے کے لیے یہ اٹھارہ ہزار کا لشکر تیار کیا۔

بعض راویوں کا بیان یہ ہے کہ ابوبکرؓ نے خالدؓ کو عراق کی لڑائی کا امیر بناتے ہوئے لکھا تھا کہ تم زیرین جانب سے عراق میں داخل ہونا، اور عیاض کو امیر بناتے ہوئے یہ لکھا تھا کہ تم بالائی جانب سے عراق میں داخل ہونا اس کے بعد تم دونوں حیرہ کی طرف جھپٹنا جو تم میں سے حیرہ پہلے پہنچ جائے وہی اپنے ساتھی کا افسر بالادست قرار پائے گا نیز یہ بھی لکھا تھا کہ جب تم دونوں حیرہ پہنچ جاؤ اور

اہل فارس کی چوکیوں کا خاتمہ کر لو اور یہ اطمینان ہو جائے کہ مسلمانوں پر پیچھے سے کوئی حملہ نہ ہوگا تو تم میں سے ایک مجاہدین کی امداد کے لیے محفوظ دستے کی حیثیت سے حیرہ میں ٹھیرے اور دوسرا اپنے اور خدا کے دشمن اہل فارس پر اور ان کے دار السلطنت ان کی عزت کے مرکز یعنی مدائن پر ٹوٹ پڑے۔

خالدؓ نے ہرمز کو جو اس وقت سرحدی افواج کا افسر علی التہاقبل اس کے کہ وہ آزاذبہ ابی الزیادہ کے ساتھ اُن کے مقابلے کے لیے یمامہ سے جہاں وہ دونوں مقیم تھے روانہ ہو یہ خط لکھا تھا۔

امابعد اسلام قبول کرو تم سلامت رہو گے یا اپنی اور اپنی قوم کے لیے حفاظت کی ضمانت حاصل کر لو اور جزیہ دینے کا اقرار کرو ورنہ اس کے بعد جو نتائج ہوں گے ان کے لیے تم بجز اپنے کسی اور کو ملامت نہیں کر سکو گے کیونکہ میں تمہارے مقابلے کے لیے ایسی قوم کو لایا ہوں جو موت کو ایسا ہی پسند کرتی ہے جیسا کہ تم حیات کو۔

مغیرہ بن عتبہ قاضی کوفہ کا بیان یہ ہے کہ خالدؓ نے یمامہ سے عراق کو کوچ کرتے وقت اپنی فوج کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا تھا اور سب کو ایک ساتھ آگے نہیں بڑھایا تھا بلکہ مثنی کو اپنے سے دو روز قبل روانہ کیا ان کے رہنما ظفر تھے ان کے بعد عدی بن حاتم اور عاصم بن عمرو کو ایک ایک دن کے فصل سے روانہ کیا ان کے رہنما مالک بن عباد اور سالم بن نصر تھے سب کے بعد خالدؓ خود روانہ ہوئے ان کے رہنما رافع تھے۔ ان سب سے حفیر پر ملنے اور مجتمع ہونے کا وعدہ کیا تاکہ وہاں سے ایک دم اپنے دشمن سے ٹکرائیں یہ فرج الہند اہل فارس کی بڑی زبردست اور معرکے کی چھاؤنی تھی۔ یہاں کا سپہ سالار ایک طرف خشکی میں عربوں سے نبرد آزما ہوتا تھا اور دوسری طرف سمندر میں اہل ہند سے' اس وقت خالدؓ کے ساتھ مہلب بن عقبہ اور عبدالرحمان بن سیاہ الاحمری بھی تھے الحمراء انھی کی طرف منسوب ہو کر حمرائے سیاہ کہلاتا ہے۔

جب خالدؓ کا خط ہرمز کے پاس پہنچا اس نے شیرہی بن کسریٰ اور اردشیر بن شیرہی کو اس کی اطلاع دی اور اپنی فوجیں جمع کیں اور ایک تیز دستے کو لے کر

فوراً خالد کے مقابلے کے لیے کوزظمہ پہنچا اور اپنی فوج کو آگے بڑھایا، مگر یہاں آکر اس کو معلوم ہوا کہ خالد کا راستہ اس طرف سے نہیں ہے اور اطلاع یہ ملی کہ مسلمانوں کا لشکر حفیر پر جمع ہو رہا ہے اس لیے پلٹ کر حفیر کی طرف جھپٹا وہاں پہنچتے ہی اپنی افواج کی صف آرائی کی، میمنہ و میسرہ فوج کے لیے ان دو شہزادوں کو مقرر کیا جن کا سلسلۂ نسب اردشیر اور شیری کے واسطوں سے اردشیر اکبر تک پہنچتا تھا ان میں سے ایک کا نام قباذ اور دوسرے کا نام انوشجان تھا،

اس لڑائی میں استقلال کے خیال سے ایرانیوں نے اپنے آپ کو زنجیروں سے جکڑ لیا تھا، اس پر لوگوں میں چہ میگوئیاں ہونے لگیں کہ تم لوگ دشمن کے لیے خود ہی اپنے کو پا بجولاں کرتے ہو، ایسا نہ کرو، یہ بدفالی ہے اس کا انھوں نے یہ جواب دیا کہ تمھارے متعلق تو ہم کو یہ اطلاع ملی ہے کہ تم بھاگنے کا ارادہ کر رہے ہو۔

جب خالد کو ہرمز کے حفیر پہنچنے کی اطلاع ملی تو آپ نے اپنی افواج کو کاظمہ کی طرف پلٹایا، ہرمز کو اس کا پتا چل گیا وہ فوراً کاظمہ پہنچکر ایک کھلے میدان میں فروکش ہوا اس سرحد کے امرا میں ہرمز عربوں کا بدترین پڑوسی تھا، تمام عرب اس سے جلے ہوئے تھے خباثت میں اس کو ضرب المثل بنا رکھا تھا ان کا قول تھا کہ فلاں شخص ہرمز سے بڑھ کر خبیث ہے اور ہرمز سے زیادہ کافر ہے۔

ایرانیوں نے اپنے آپ کو زنجیروں میں جکڑ لیا تھا پانی پر ان کا قبضہ تھا۔ خالد آئے تو ان کو ایسے مقام پر اترنا پڑا جہاں پانی نہیں تھا، لوگوں نے آپ سے اس کی شکایت کی آپ نے اپنے نقیب سے اس امر کا اعلان کرایا کہ سب لوگ اتر پڑیں اور سامان نیچے اتارلیں اور دشمن سے پانی چھین لینے کی کوشش کریں کیونکہ بخدا پانی پر ایسی جماعت کا قبضہ ہو جائے گا جو لڑائی میں زیادہ صابر رہے گی اور شرافت کا ثبوت دے گی۔ یہ سنتے ہی سامان اتار لیا گیا سوار فوج اپنی جگہ کھڑی رہی پیدل فوج نے پیشقدمی کی اور دشمن پر حملہ آور ہوئی دونوں طرف کے آدمی مارے جانے لگے، اتنے میں خدا نے ایک بدلی بھیجی جس نے برس کر مسلمانوں کی صفوں کے پیچھے پانی کے ڈبرے بھر دیے مسلمانوں کو اس تائید غیبی سے بڑی تقویت پہنچی اور دن ابھی پورے طور پر نہ چڑھا تھا کہ ہرمز خاک و خون میں لتھڑا ہوا پڑا تھا۔

مقطع بن الہثیم کی روایت سے مذکورہ بالا بیان کی تائید ہوتی ہے مگر بعض راویوں کا بیان یہ ہے کہ ہرمز نے پہلے چند لوگوں کو خالد پر دھوکے سے حملہ کرنے کے لیے تیار کر کے بھیجا۔ اس سازش کے بعد ہرمز میدان میں نکلا اس موقع پر کبھی ایک شخص اور کبھی دوسرا للکارتا "کہاں ہیں خالد۔ ہرمز اپنے سواروں سے بات طے کر ہی چکا تھا۔ خالد گھوڑے پر سے اتر پڑے ہرمز بھی اپنے گھوڑے سے نیچے اترا اور خالد کو مقابلے کی دعوت دی خالد چل کر آگے آئے دونوں کا مقابلہ ہوا دونوں طرف سے وار ہونے لگے خالد نے ہرمز کو پچھاڑ دیا، ہرمز کے حامی جھپٹے اور اصول جنگ کے خلاف خالد پر حملہ کرنے لگے مگر خالد نے اس کے باوجود ہرمز کا کام تمام کر دیا، قعقاع بن عمرو ہرمز کے حامیوں پر حملہ آور ہوئے اور خالد کے ساتھ مل کر ان سب کو سُلا دیا۔ ایرانیوں کو شکست ہوئی، مسلمان رات تک ان کا تعاقب کر کے ان کو مارتے رہے خالد نے مال غنیمت جمع کرایا اس میں اونٹ کے ایک بار کے برابر زنجیریں بھی ہاتھ آئیں ان کا وزن ایک ہزار رطل تھا۔ اسی لیے یہ لڑائی ذات السلاسل (زنجیروں والی) کے نام سے موسوم ہے۔ اس لڑائی میں قباذ اور انوشجان جان بچا کر بھاگ گئے تھے۔

شعبی کا بیان ہے کہ اہل فارس کی ٹوپیاں اس خاندانی اعزاز کے مطابق ہوتی تھیں جو ان کو اپنے خاندان میں حاصل ہوتا تھا، جس کا اعزاز بدرجۂ کمال پہنچ جاتا تھا اس کی ٹوپی ایک لاکھ کی ہوتی تھی اور ہرمز بھی اس اعزاز میں اعلیٰ درجہ حاصل کر چکا تھا اور اس کی ٹوپی بھی ایک لاکھ کی تھی اور جواہرات سے مرصع تھی حضرت ابوبکرؓ نے یہ ٹوپی خالد کو عنایت فرما دی اور اہل فارس میں کمال شرف یہ سمجھا جاتا تھا کہ کوئی شخص ان کے چوٹی کے سات مشہور خاندانوں میں سے ہو۔

حنظلہ بن زیاد کی روایت ہے کہ جب دشمن کا تعاقب کرنے والی فوجیں واپس آگئیں اور یہ معلوم ہو گیا کہ قباذ اور انوشجان بھاگ گئے ہیں تو خالد نے اپنی فوجوں کو کوچ کرنے کا حکم دیا اور خود بھی ان لوگوں کے ساتھ روانہ ہو کر بصرے میں اس مقام پر منزل کی جہاں اب بڑا پل ہے۔ خالد نے فتح کی خوشخبری بقیہ مال غنیمت اور ایک ہاتھی مدینے کو روانہ کر دیا اور سب طرف اسلامی لشکر کی فتح کا اعلان کرا دیا۔ جب زر بن کلیب مال غنیمت اور ہاتھی کو لے کر مدینے پہنچے تو لوگوں کے

دیکھنے کے لیے اس کو سارے شہر میں گشت کرایا گیا۔ بوڑھی بوڑھی عورتیں اس ہاتھی کو دیکھ کر بہت متعجب ہوئیں اور کہنے لگیں کیا یہ واقعی کوئی خدا کی مخلوق ہے! وہ سمجھیں کہ یہ کوئی بناوٹی چیز ہے۔ اس ہاتھی کو ابوبکرؓ نے زر کے ساتھ خالد کے پاس واپس بھیجدیا۔

بصرے میں اس مقام پر پہنچ کر جہاں اب بڑا پل واقع ہے خالد نے مثنیٰ بن حارثہ کو دشمن کے تعاقب میں روانہ کیا اور معقل بن مقرن مزنی کو ابلہ بھیجا کہ وہاں پہنچکر مال غنیمت جمع کرلیں اور قیدیوں کو گرفتار کرلیں، چنانچہ معقل وہاں سے روانہ ہوکر ابلہ پہنچے اور مال غنیمت اور قیدی جمع کرلیے۔

ابوجعفر کا بیان ہے کہ ابلہ کی فتح کا یہ قصہ عام اہل سیر اور صحیح تاریخی کتب کی روایت کے خلاف ہے، کیونکہ ابلہ کی فتح عمرؓ کے عہد میں ۱۴ھ میں عتبہ بن غزوان کے ہاتھ سے عمل میں آئی ہے، ہم انشاء اللہ اسی سنہ کے واقعات میں ابلہ کے حالات اور اس کی فتح کا قصہ بیان کریں گے۔

مثنیٰ روانہ ہوکر عورت کی نہر پر پہنچے اور اس قلعے کے پاس آئے جس میں وہ عورت مقیم تھی مثنیٰ نے اس جگہ معنی بن حارثہ کو چھوڑا، انھوں نے اس عورت کو اس کے محل میں محصور کرلیا اور خود مثنیٰ نے آگے بڑھ کر اس کے شوہر کو گھیر لیا اور اس سے اور اس کی فوج سے جبراً ہتھیار رکھوا لیے اور سب کو قتل کردیا اور ان کے تمام مال پر قبضہ کرلیا۔ اس کی اطلاع عورت کو ملی تو اس نے مثنیٰ سے صلح کرلی اور اسلام قبول کرلیا اس کے بعد معنیٰ نے اس سے نکاح کرلیا۔

خالد اور ان کے تمام افسروں نے ان فتوحات کے دوران میں کاشتکار طبقے سے کوئی تعرض نہیں کیا کیونکہ ابوبکرؓ کی طرف سے ان کو ایسی ہی ہدایات دی گئی تھیں البتہ ان جنگجو لوگوں کی اولاد کو جو اہل عجم کی خدمات فوجی انجام دیتے تھے گرفتار کرلیا، کاشتکاروں میں سے جو مقابلے پر نہیں آئے ان کو بحال رہنے دیا اور ان کو ذمی بنالیا، جنگ ذات السلاسل اور مثنیٰ میں سوار کو ایک ہزار درہم کا حصہ دیا گیا تھا اور پیدل کو اس کا ثلث۔

مذار کا واقعہ

یہ واقعہ صفر ۱۲ھ میں پیش آیا تھا اس روز لوگوں کی زبان پر یہ فقرہ

تھا صفر کا مہینہ آگیا ہے اس میں ہر ظالم سرکش قتل ہوگا۔ جہاں دریاؤں کا سنگم ہے۔
سیف کہتے ہیں کہ مختلف راویوں کا بیان ہے کہ ہرمز نے اردشیر اور شیری کو خالد کے خط اور ان کے یمامہ میں آنے کی اطلاع دی تو اس نے قارن کو ہرمز کی امداد کے لیے بھیجا مگر جب قارن ہرمز کی مدد کے لیے مدائن سے مذار پہنچا تو اس کو ہرمز کی شکست یابی کی اطلاع ملی اور شکست خوردہ لوگ اس سے آکر ملے یہاں ان لوگوں نے عہد وپیمان کیے فارس اور اہواز کے بھاگنے والوں نے سواد اور جبل کے بھاگنے والوں سے کہا اگر آج تم متفرق ہوگئے تو پھر کبھی جمع نہیں ہوسکتے اس لیے ایکدم واپسی کے لیے اکھٹے ہو جاؤ اس میں اپنے بادشاہ کی مدد ہے، اور یہ قارن ہمارے ساتھ ہے ممکن ہے خدا ہماری قسمت کو بدل دے، دشمن پر قابو حاصل ہو جائے اور ہم اپنے نقصانات کی تلافی کرلیں چنانچہ یہ سب لوگ جمع ہوگئے مذار میں ایک لشکر تیار ہوگیا قارن نے محفوظ دستے پر قباذ اور انوشجان کو مقرر کیا، دشمن کی اس تیاری کی اطلاع مثنی اور معنی نے خالد کو بھیجی، خالد نے قارن کی اطلاع پاتے ہی مال غنیمت انہیں مجاہدوں پر تقسیم کر دیا جن کو خدا نے دیا تھا اور خمس میں سے مزید صلے عطا کیے اور باقی مال غنیمت اور فتح کی خوشخبری ولید بن عقبہ کے ذریعے سے ابوبکرؓ کے پاس روانہ کر دی، اور اس امر سے بھی مطلع کیا کہ دشمنوں کی افواج مغیث اور ثنات ندیوں پر جمع ہو رہی ہیں، عرب ہر نہر کو ثنی کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

خالد روانہ ہو کر مذار میں قارن کی فوجوں کے مقابلے پر آئے، اپنی افواج کی صف آرائی کی، دونوں طرف سے مقابلہ ہوا، دونوں حریف نہایت غیظ وغضب سے ایک دوسرے سے دست وگریبان ہوگئے، قارن مبارزت کے لیے میدان میں نکلا ادھر سے خالد اور ابیض رکبان یعنی معقل بن الاعشی مقابلے کے لیے بڑھے دونوں قارن کی طرف لپکے مگر معقل نے خالد سے پہلے قارن کو جا لیا اور قتل کر دیا۔ اور عاصم نے انوشجان کو اور عدی نے قباذ کو تلوار کے گھاٹ اتارا۔ قارن اپنے شرف واعزاز میں بدرجۂ کمال پہنچ چکا تھا۔ اس کے بعد مسلمانوں نے کسی ایسے ذی مرتبہ ایرانی سردار کو قتل نہیں کیا جس کا اعزاز بدرجۂ کمال پہنچ چکا ہو۔ اس جنگ میں اہل فارس بہت بڑی تعداد میں مارے گئے اور جو لوگ پسپا ہوئے وہ اپنی کشتیوں میں سوار ہوکر

بھاگ گئے مسلمان تدیوں کی وجہ سے ان کا تعاقب نہ کر سکے، خالد نے مذار میں قیام کیا اور ہر مقتول کا سامان خواہ وہ کسی قیمت کا ہو اسی مجاہد کو عطا کیا جس نے اس کو قتل کیا تھا۔ اور مال غنیمت کے خمس میں سے ان لوگوں کو حصے عطا کیے جنھوں نے کارہائے نمایاں انجام دیے تھے، باقی مال غنیمت ایک وفد کے ہمراہ بنی عدی بن کعب کے سعید بن نعمان کی سرکردگی میں مدینے روانہ کر دیا۔

ابن عثمان کا بیان ہے کہ مذار کی رات کو تیس ہزار ایرانی قتل ہوئے یہ ان کے علاوہ ہیں جو دریا میں غرق ہوئے اور اگر یہ دریا مانع نہ ہوتے تو ان میں سے ایک بھی نہ بچتا پھر بھی جو لوگ بچ کر بھاگے ہیں وہ بہت پراگندہ حال اور اپنا سب چھوڑ کر بھاگے،

شعبی کا بیان ہے کہ عراق کی مہم میں خالد کا سب سے پہلا مقابلہ ہرمز سے کواظم میں ہوا تھا اس کے بعد خالد دو آبۂ فرات میں دجلے کے کنارہ فروکش ہوئے وہاں کوئی تکلیف وہ بات پیش نہیں آئی اور ان کو ہر طرح کا آرام ملا دجلے کے کنارے سے وہ ثنی پہنچے، ہرمز کے مقابلے کے بعد جتنے واقعات پیش آتے گئے وہ پہلے واقعات سے زیادہ شدید ثابت ہوئے ان سب کے بعد خالد دومۃ الجندل میں آئے واقعہ ذات السلاسل کے مقابلے میں ثنی کے معرکے میں سوار کا حصہ اور بڑھ گیا، ثنی میں قیام کر کے خالد نے جنگجو لوگوں کی اولاد اور ان کے معاونین کو گرفتار کیا، کاشتکاروں سے اور جن لوگوں نے دعوت اسلام کے بعد خراج دینا قبول کیا ان سے کوئی تعارض نہیں کیا ان سب پر بجبر قابو پایا گیا تھا لیکن جب ان سے جزیے کا مطالبہ کیا گیا تو انھوں نے جزیہ دینا منظور کر لیا اور وہ سب ذمی بنا لیے گئے۔ ان کی زمین ان کے قبضے میں رہنے دی گئی لیکن یہ عمل درآمد اس وقت تک کے لیے رکھا گیا جب تک کہ زمین تقسیم نہ ہو اس کے بعد یہ عمل باقی نہ رہے گا قیدیوں میں یہ لوگ بھی تھے حبیب ابو الحسن یعنی حسن بصری کے باپ نصرانی تھے عثمان کے غلام مافنہ اور مغیرہ بن شعبہ کے غلام ابو زیاد بھی تھے خالد نے فوج کا افسر سعید بن نعمان کو اور جزیے کا افسر سوید بن مقرن مزنی کو مقرر کیا تھا اور مزنی کو حکم دیا تھا کہ تم حفیر جاؤ اور اپنے عہدہ دار مقرر کرو اور لگان وصول کرو، اور خود خالد دشمن کے مقابلے کے لیے فروکش ہوئے اور اس کی نقل و حرکت کی جستجو کرنے لگے،

ولجہ کا واقعہ

اس کے بعد صفر ۱۲ھ میں ولجہ کا واقعہ پیش آیا ولجہ کسکر کے قریب خشکی کا علاقہ ہے۔ جب خالد ثنی کی لڑائی سے فراغت پا چکے اور اس کی اطلاع اردشیر کو پہنچی تو اس نے مسلمانوں کے مقابلے کے لیے اندرزغر کو بھیجا یہ شخص فارسی تھا اور سواد میں پیدا ہوا تھا۔

اور دوسرے راویوں کا بیان یہ ہے کہ جب اردشیر کو قارن اور اہل مذار کے قتل کی خبر ہوئی تو اس نے اندرزغر کو روانہ کیا اندرزغر فارسی تھا اور سواد میں پیدا ہوا تھا اگرچہ یہ شخص نہ تو مدائن میں پیدا ہوا اور نہ وہاں تربیت پائی مگر رتبے میں اہل فارس کا ہمسر تھا اس کے پیچھے اردشیر نے بہمن جاذویہ کو ایک فوج دیکر روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ اندرزغر کے راستے سے کترا کر جانا۔ اس سے قبل اندرزغر خراسان کی سرحدی چھاؤنی پر مقرر تھا اندرزغر مدائن سے چل کر کسکر آیا اور وہاں سے ولجہ کی طرف بڑھا، اس کے پیچھے بہمن جاذویہ چلا۔ اس نے دوسرا راستہ اختیار کیا اور وسط سواد میں سے گذرا۔ اندرزغر کے ساتھ حیرہ اور کسکر کے درمیانی علاقے کے عرب اور دوسرے ایرانی زمیندار مل گئے انھوں نے ولجہ میں اس کے پڑاؤ کے پہلو میں اپنا پڑاؤ ڈالا۔ اندرزغر اپنی حسب خواہش اتنی فوجیں جمع ہو جانے سے پھولے نہ سمایا اس نے خالد کی طرف بڑھنے کا پختہ ارادہ کرلیا۔

خالد اس وقت ثنی میں مقیم تھے، جب ان کو اندرزغر کی تیاریوں اور ولجہ میں آنے کی اطلاع ملی انھوں نے اپنی افواج کو روانگی کا حکم دے دیا، سوید بن مقرن کو اپنے پیچھے چھوڑا اور تاکید کردی کہ حفیر سے نہ ہٹیں، پھر ان لوگوں کے پاس پہنچے جن کو زیریں دجلہ پر پیچھے چھوڑ آئے تھے ان کو حکم دیا کہ دشمن سے ہر وقت چوکنے رہیں، غفلت اور فریب میں مبتلا نہ ہوں، اس کے بعد اپنی فوج کو لے کر ولجہ کی طرف پیش قدمی کی اور اندرزغر، اس کے لشکر اور اس کی معاون جماعتوں کے مقابل آکر اترے بڑے گھمسان کا رن پڑا، یہ معرکہ ثنی کے معرکے سے کہیں

بڑھ کر تھا۔

ابو عثمان راوی ہیں کہ اندرزغر سے خالد کا مقابلہ ولجہ میں صفر کے مہینے میں ہوا تھا بڑی سخت لڑائی ہوئی ہر دو فریق کے ہاتھ سے صبر کا دامن چھوٹ گیا، خالد اپنے گھات میں متعین دستوں کے آگے برآمد ہونے میں تاخیر محسوس کرنے لگے، کیونکہ آپ نے اپنی فوج کے دونوں طرف کمین کے دستے مقرر کئے تھے جن میں ایک کے افسر بسر بن ابی رہم اور دوسرے کے افسر سعید بن مرۃ حسم العجلی تھے۔ آخر کار کمین کے دونوں دستے دونوں طرف سے دشمن پر حملہ آور ہوئے عجمیوں کی فوجیں شکست کھا کر بھاگیں، مگر خالد نے سامنے سے اور کمین کے دستوں نے پیچھے سے ان کو ایسا گھیرا کہ ایک کو ایک کے قتل کی خبر نہ رہی، اندرزغر ہزیمت اٹھا کر بھاگا اور پیاس کی تکلیف سے مرگیا۔

اس فتح کے بعد خالد نے کھڑے ہو کر ایک تقریر کی جس میں مسلمانوں کو بلاد عجم کے فتح کرنے کی ترغیب دی اور کہا کہ عرب کے ملک میں کیا رکھا ہے، کیا تم نہیں دیکھتے کہ یہاں مٹی کے تودوں کی طرح کھانے کی چیزوں کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں خدا کی قسم اگر جہاد اور خدا کے نام کی تبلیغ ہم پر فرض بھی نہ ہوتی، بلکہ صرف طلب معاش کی ہم کو ضرورت ہوتی تب بھی میں تم کو مشورہ دیتا کہ ان شاداب علاقوں کے لیے لڑو اور ان کے مالک بن جاؤ اور بھوک اور قلتِ غذا کا تحفہ اُن کاہلوں کے لیے چھوڑ دو جو تمھاری جد وجہد میں شریک ہونے سے جان چراتے ہیں۔

کاشتکاروں کے ساتھ خالد نے وہی سلوک کیا جو ان کا اصول تھا ان میں سے کسی کو قتل نہیں کیا صرف جنگ جو لوگوں کی اولاد اور ان کے معاونین کو گرفتار کیا اور عام باشندگان ملک کو جزیہ دینے اور ذمی بن جانے کی دعوت دی جس کو ان لوگوں نے منظور کرلیا۔

شعبی بیان کرتے ہیں کہ ولجہ کی لڑائی میں خالد نے ایک ایسے ایرانی کو مقابلے کے لیے دعوت دی تھی جو قوت میں ایک ہزار آدمیوں کے برابر تھا اور جب خالد اس کو قتل کر کے فارغ ہو گئے تو اس کا تکیہ بنا کر بیٹھ گئے اور وہیں اپنا کھانا طلب کیا، اس جنگ میں بکر بن وائل کے اور لوگوں کے علاوہ ایک لڑکا جابر بن

بجیر کا اور ایک لڑکا عبد الاسود کا بھی قتل ہوا۔

اُلّیس کے واقعات

اُلیس دریائے فرات کے ساحل پر واقع ہے

مغیرہ بن عتیبہ کی روایت ہے کہ جب خالد نے بکر بن وائل کے ان نصرانیوں کو قتل کر دیا جنھوں نے اہل فارس کی امداد کی تھی تو ان کے ہم قوم نصرانی انتقام لینے پر تل گئے انھوں نے عجمیوں کو اور عجمیوں نے ان کو خطوط لکھے اور الیس کے مقام پر یہ سب جمع ہو گئے ان کا امیر عبد الاسود العجلی مقرر ہوا، بنو عجل کے مسلمان عتیبہ بن نہاس، سعید بن مرہ، فرات بن حیان، مثنیٰ بن لاحق اور مذعور بن عدی ان نصرانیوں کے سخت ترین دشمن تھے۔

اس وقت بہمن جاذویہ قسیاثا میں مقیم تھا، اہل فارس کے ہاں ہر مہینہ تیس دن کا ہوتا تھا اور دربار شاہی کے لیے ہر دن کا ایک جدا ایڈی کانگ مقرر تھا، بہمن کے دن کا ایڈی کانگ بہمن جاذویہ تھا اردشیر نے بہمن جاذویہ کو حکم دیا کہ تم اپنے لشکر کو لے کر اُلیس پہنچو اور وہاں فارس اور نصاریٰ عرب کی جماعتوں سے جا ملو، بہمن جاذویہ نے اپنے آگے جابان کو روانہ کیا اور اس کو حکم دیا کہ لوگوں کے دلوں میں جنگ کا جوش پیدا کرو مگر میرے آنے تک دشمن سے لڑائی شروع نہ کرنا ہاں وہ خود پہل کرے تو تم بھی لڑائی شروع کر دو، جابان اُلیس کی طرف روانہ ہوا اور بہمن جاذویہ اردشیر کے پاس گیا تاکہ اس سے مشورہ کرے اور مزید ہدایات حاصل کرے مگر یہاں آکر دیکھا کہ اردشیر بیمار پڑا ہے اس لیے بہمن جاذویہ تو اس کی تیمارداری میں لگ گیا اور جابان تنہا محاذ جنگ کی طرف روانہ ہو کر ماہ صفر میں الیس پہنچا۔

جابان الیس آیا تو اس کے پاس ان چوکیوں کی فوجیں جو عرب کے مقابلے میں متعین تھیں، بنو عجل کے نصرانی عربوں میں سے عبد الاسود، تیم اللات، ضبیعہ

اور حیرہ کے خالص عرب یہ سب جمع ہو گئے اور ایک نصرانی جابر بن بجیر عبدالاسود سے مل گیا۔
خالد کو عبدالاسود، جابر، زہیر اور ان کے ساتھ اور گروہوں کے اکھٹا ہونے کی اطلاع ملی تو آپ نے ان کے مقابلے کی تیاری کی آپ کو معلوم نہ تھا کہ جابان بھی قریب آگیا ہے خالد صرف ان عربوں اور نصرانیوں سے لڑنے کے ارادے سے آئے تھے مگر الیس میں جابان سے سامنا ہو گیا۔
اس موقع پر عجمیوں نے جابان سے پوچھا آپ کی کیا رائے ہے آیا پہلے ہم ان کی خبر لیں یا لوگوں کو کھانا کھلادیں ہمارا خیال تو یہی ہے کہ کھانے سے فارغ ہو جائیں اور پھر دشمن کا خاتمہ کریں جابان نے کہا کہ اگر سستی دشمن کی طرف سے ہو اور وہ تم سے کوئی تعرض نہ کریں تو تم بھی خاموش رہو مگر میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ تم پر جلد حملہ کریں گے اور تم کو کھانا کھانے کا موقع نہ دیں گے ان لوگوں نے جابان کا کہنا نہ مانا، دستر خوان بچھائے کھانا چنا گیا اور سب کو بلا کر کھانا کھانے میں مصروف ہو گئے۔
خالد دشمن کے مقابل پہنچکر ٹھہر گئے سامان اُتارنے کا حکم دیا اس کام سے فراغت ہوئی تو دشمنوں کی طرف متوجہ ہوئے، خالد نے خود اپنی پشت کی حفاظت کے لیے محافظ دستے مقرر کیے اور دشمن کی صف کی طرف بڑھے اور للکارے ابجر کہاں ہے، عبدالاسود کہاں ہے، مالک بن قیس کہاں ہے، یہ شخص جذرہ میں سے تھا، اور سب تو خاموش رہے مگر مالک میدان میں نکلا، خالد نے اس سے کہا اے بدکار عورت کے بیٹے اور سب دبک گئے تجھ کو میرے مقابل آنے کی کیسے جرأت ہوئی؟ تجھ میں کیا رکھا ہے یہ کہہ کر اس کو آپ نے ایک وار میں ختم کر دیا اور عجمیوں کو قبل اس کے کہ وہ کچھ کھائیں دستر خوان پر سے اٹھا دیا جابان نے اپنے لوگوں سے کہا میں نے تم سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ کھانا شروع نہ کرو بخدا مجھے کسی سپہ سالار سے ایسی وحشت نہیں ہوئی ہے جیسی کہ آج اس لڑائی میں ہو رہی ہے، وہ لوگ اگر چہ کھانا کھا نہیں سکتے تھے مگر اپنی بہادری جتانے کے لیے کہنے لگے اچھا کھانا ملتوی رکھو ان سے فارغ ہو کر کھالیں گے جابان نے کہا مگر میرا گمان یہ ہے کہ تم نے یہ کھانا دشمن کے لیے رکھ چھوڑا ہے تم نہیں سمجھتے

اب میری بات مانو اس میں زہر ملا دو اگر تم کامیاب ہوئے تو یہ کوئی بڑا نقصان نہیں ہے اور ناکامیاب ہوئے تو تم کچھ کام کر چکے ہو گے جس سے دشمن مصیبت میں مبتلا ہو گا مگر ان لوگوں نے اپنی طاقت پر گھمنڈ کر کے کہا نہیں اس کی ضرورت نہیں ہے۔

جابان نے میمنے اور میسرے پر عبد الاسود اور ابجر کو مقرر کیا، خالد نے اپنی افواج کی صف آرائی اسی اصول کے مطابق کی جیسا کہ اس سے قبل کی لڑائیوں میں کر چکے تھے بڑے زور وشور سے لڑائی ہونے لگی، مشرکین کو جاذویہ کے آنے کی توقع بندھی تھی اس لیے خوب جم کر بڑی شدت سے لڑے، مسلمانوں کو صرف اس بات کی آس تھی کہ علم الٰہی میں ہمارے لیے ضرور کوئی بھلائی ہے وہ لڑے اور خوب لڑے، خالد نے کہا کہ الٰہی اگر تو نے ہم کو ان پر فتح عنایت فرمائی تو میں تیرے نام کی یہ نذر مانتا ہوں کہ ان میں سے جس کسی پر ہم کو قابو حاصل ہوگا اس کو زندہ نہ رکھوں گا اور ان کے خون سے ایک نہر جاری کروں گا۔

خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی اور ان کے دشمن کو مغلوب کر دیا، خالد نے اعلان کر دیا قید کرو قید کرو، بجز اس کے جو تمہارا مزاحم ہو کسی کو قتل نہ کرو اسلامی فوجیں قیدیوں کو گرفتار کر کر کے ہانکتی ہوئی لانے لگیں اور خالد نے کچھ لوگوں کو متعین کر دیا کہ ان کی گردنیں اڑا کر ان کا خون نہر میں بہا دیں یہ عمل ایک رات اور ایک دن تک ہوتا رہا اگلے اور اس کے بعد دوسرے روز تک نہرین تک اور الیس کے چاروں طرف اتنے ہی فاصلے سے دشمنوں کو پکڑ پکڑ کر لاتے گئے اور قتل کرتے گئے، قعقاع اور ان جیسے اور لوگوں نے خالد سے کہا اگر روئے زمین کے تمام انسانوں کو بھی آپ قتل کر دیں گے تو ان کا خون نہیں بہے گا کیونکہ خون میں زیادہ رقت نہیں ہوتی اسی لیے اس کا سیلان رک جاتا ہے اور نہ زمین اس کو چوستی ہے، بہتر یہ ہے کہ آپ اس پر پانی بہا دیں آپ کی قسم پوری ہو جائے گی۔ خالد نے نہر کا پانی روک دیا تھا جب آپ نے نہر میں دوبارہ پانی جاری کرایا تو خالص سرخ خون بہتا ہوا نظر آنے لگا، اس واقعہ کی وجہ سے یہ نہر آج تک خون کی نہر کے نام سے مشہور ہے۔

دوسرے راویوں کا بیان یہ ہے کہ زمین جب حضرت آدم کے بیٹے کا

خون چوس چکی تو اس کو اور خون چوسنے کی اللہ کی جانب سے ممانعت کر دی گئی۔ اور خون کو بھی بہنے سے روک دیا گیا مگر اس قدر کہ جب تک ٹھنڈا نہ ہو۔

جب دشمن ہزیمت اٹھا چکا اور اس کی فوج پراگندہ ہو گئی اور مسلمان ان کے تعاقب سے فارغ ہو کر واپس آ گئے اور دشمن کے پڑاؤ میں داخل ہوئے اور خالد کھانے کے پاس آ کر کھڑے ہوئے تو کہا میں تمکو عطا کرتا ہوں یہ تمہارا ہے کیونکہ رسول اللہ صلعم جب کسی تیار کھانے پر قبضہ فرماتے تھے تو اس کو اپنی فوج کو بخش دیتے تھے۔ چنانچہ مسلمان رات کا کھانا کھانے کے لیے اسی دستر خوان پر بیٹھ گئے، جن لوگوں نے وہ شاداب علاقے اور وہ سفید روٹیاں نہیں دیکھی تھیں وہ پوچھنے لگے یہ سفید کپڑے کے ٹکڑے کیسے ہیں؟ جو جانتے تھے انھوں نے مذاق میں کہا تم رقیق العیش کو جانتے ہو انھوں نے کہا ہاں جانتے ہیں انھوں نے کہا یہ وہی ہے اسی واقعے کی وجہ سے روٹیوں کو رقاق کہنے لگے حالانکہ اس سے پہلے عرب ان کو قری کہتے تھے۔

خالد سے روایت ہے کہ خیبر کی جنگ میں رسول اللہ صلعم نے لوگوں کو روٹیاں شوربا اور بھنا ہوا گوشت اور جو کچھ وہ کھا گئے تھے بخش دیا تھا سوائے اس کے کہ جو کسی نے رکھ لیا تھا۔

مغیرہ کا بیان ہے کہ اس نہر پر پن چکیاں لگی ہوئی وہ سرخ پانی سے چل رہی تھیں ان میں تین روز تک اٹھارہ ہزار یا اس سے زیادہ آدمیوں کے لیے آٹا پستا رہا۔

اس فتح کی اطلاع خالد نے بنی عجل کے ایک شخص جندل نامی کے ذریعے روانہ کی تھی یہ بہت پختہ کار اور مضبوط آدمی تھے انھوں نے حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں پہنچکر الیس کی فتح کی خوشخبری مال غنیمت کی مقدار، قیدیوں کی تعداد، خمس میں جو جو چیزیں حاصل ہوئی تھیں اور جن جن لوگوں نے کارہائے نمایاں انجام دیے تھے ان سب کی تفصیل بہت عمدگی سے بیان کی؟ حضرت ابوبکرؓ کو ان کی پختہ کاری اور فتح کی خبر سنانے کا یہ انداز بہت پسند آیا آپ نے ان سے پوچھا تمہارا نام کیا ہے انھوں نے عرض کیا میرا نام جندل ہے آپ نے فرمایا واہ رے جلنداں (جلندل عربی میں پتھر کو کہتے ہیں) آپ نے ان کو اس

مال غنیمت میں سے ایک لونڈی بطور انعام عطا فرمائی جس سے ان کے ہاں اولاد پیدا ہوئی۔

الیس کی جنگ میں دشمنوں کے ستر ہزار آدمی کام آئے جو سب کے سب امغیشیا کے تھے عبید اللہ بن سعد کے چچا کا بیان ہے کہ میں نے حیرہ بن امنیشیا کے متعلق پوچھا تو لوگوں نے کہا وہ منیشیا ہے میں نے سیف سے دریافت کیا انہوں نے کہا اس کے دونوں نام ہیں۔

امغیشیا کے واقعات

امغیشیا کو خدا نے صفر کے مہینے میں جنگ کے بغیر ہی فتح کرا دیا تھا، ابوعثمان اور مغیرہ کا بیان ہے کہ جب خالد الیس کی فتح سے فارغ ہو گئے تو امغیشیا آئے مگر آپ کے آنے سے قبل ہی وہاں کے باشندے بستی چھوڑ کر بھاگ گئے اور سواد میں منتشر ہو گئے، اس روز سے سکرات سواد کے علاقے میں شامل ہو گیا، خالد نے امغیشیا اور اس کے قرب وجوار کے تمام مکانات منہدم کرا دیئے امیشیا حیرہ کے برابر کا شہر تھا، فرات بادقلی اس کے پاس سے گذرتا تھا، الیس اسی مقام کی فوجی چوکی تھی، اس میں مسلمانوں کو اس قدر مال غنیمت ہاتھ آیا کہ اس سے قبل کبھی ہاتھ نہ آیا تھا، فرات العجلی کہتے ہیں کہ ذات السلاسل سے لے کر امنیشیا کے واقعے تک مسلمانوں کو اس قدر مال غنیمت کہیں حاصل نہیں ہوا جتنا کہ امغیشیا میں حاصل ہوا علاوہ ان انعامات کے جو کارہائے نمایاں انجام دینے والوں کو عطا ہوئے اس جنگ میں سوار کو پندرہ سو درہم کا حصہ دیا گیا تھا، حضرت ابوبکرؓ نے مسلمانوں کو اس فتح کی خوشخبری دیتے ہوئے فرمایا تھا "اے گروہ قریش تمہارے شیر نے ایک شیر پر حملہ کیا اور اس کی گوہ میں گھس کر اس کو مغلوب کر دیا، عورتیں خالد جیسا بہادر پیدا نہیں کر سکیں۔

جنگ المقر اور فرات بادقلی کے دہانے کے واقعات

مغیرہ سے مروی ہے کہ آزاذبہ کا خاندان کسریٰ کے عہد سے آج تک حیرہ کی

امارت پر فائز تھا، یہ امرا، بادشاہ کی بلا اجازت ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے تھے، آزاذبہ کا اعزاز نصف درجے تک پہنچ چکا تھا اس کی ٹوپی کی قیمت پچاس ہزار تھی، جب خالد نے امغیشیا کو تباہ کر دیا اور اس کے باشندے سکرات میں جو دیہات کے زمینداروں کی ملک تھا آگئے، آزاذبہ نے محسوس کیا کہ اب میری خیر نہیں ہے، اس لیے اس نے خالد کے مقابلے کی تیاریاں شروع کر دیں اور اپنے بیٹے کو آگے روانہ کیا اور خود اس کے پیچھے چلا اور حیرہ کے باہر اپنے لشکر کو ٹھیرایا اس نے اپنے بیٹے کو حکم دیا کہ فرات کا پانی روک دو۔ جب خالد امغیشیا سے روانہ ہوئے اور پیدل فوج مع سامان اور مال غنیمت کے کشتیوں میں سوار کرا دی گئی تو یہ دیکھ کر خالد کو بڑی پریشانی لاحق ہوئی کہ کشتیاں پایاب ہو گئی ہیں اس کی وجہ سے سب پر خوف طاری ہو گیا، ملاحوں نے کہا کہ اہل فارس نے نہروں کو کھول دیا ہے تمام پانی دوسرے راستوں سے بہا جا رہا ہے جب تک نہریں بند نہ ہوں گی، ہمارے پاس پانی نہیں آسکتا، یہ سنتے ہی خالد فوراً سواروں کا ایک دستہ لے کر آزاذبہ کے لڑکے کی طرف بڑھے، فم عتیق پر اس کے ایک رسالے سے اچانک مڈبھیڑ ہو گئی وہ لوگ اس وقت خالد کی یورش سے بالکل بیفکر تھے، طرفین میں لڑائی ہوئی اور خالد نے ان سب کا مقرین خاتمہ کر دیا اور قبل اس کے کہ آزاذبہ کے بیٹے کو مقر کے حالات کا علم ہو خالد نے فرات بادقلی کے دہانے پر بڑھ کر اس کے لشکر پر حملہ کیا اور ان سب کو قتل کر دیا اس کے بعد آپ نے نہروں کو بند کر دیا جس سے فرات میں حسب دستور پانی جاری ہو گیا۔

خالد فرات بادقلی کے دہانے پر ابن آزاذبہ کا کام تمام کر چکے تو انھوں نے اپنے تمام سرداروں کو طلب کیا اور حیرہ کا قصد کیا، ان کا ارادہ تھا کہ خورنق اور نجف کے درمیان کہیں پڑاؤ کریں، خالد خورنق پہنچے مگر آزاذبہ بغیر لڑے ہوئے فرات کو عبور کر کے بھاگ گیا، اس کے بھاگنے کی وجہ یہ ہوئی کہ اس کو معلوم ہو گیا تھا کہ اردشیر مر گیا ہے اور خود اس کا لڑکا جنگ میں مارا جا چکا ہے، اس وقت آزاذبہ کا لشکر غزیین اور قصر ابیض کے درمیان مقیم تھا۔

خورنق میں خالد کے تمام افسران سے آکر مل گئے تو آپ اپنے لشکر سے

نکل کر غریین اور قصر ابیض کے درمیان اس جگہ پڑاؤ کیا جہاں آزاذبہ کی فوج مقیم تھی اہل حیرہ قلعہ بند تھے، خالد نے اپنی فوج کے ایک رسالے کو حیرہ میں داخل کر دیا اور ہر محل پر اپنا ایک ایک افسر متعین کر دیا کہ محل والوں کا محاصرہ کر لو اور ان سے لڑو چنانچہ ضرار بن ازور نے قصر ابیض کا محاصرہ کیا اس میں ایاس بن قبیصہ طائی تھا، اور ضرار بن الخطاب نے قصر عدسیین کا محاصرہ کیا اس میں عدی بن عدی المقتول تھا اور ضرار بن مقرن المزنی نے جو اپنے دس بھائیوں میں سے ایک تھے قصر بنی مازن کا محاصرہ کیا اس میں ابن اکال تھا اور مثنیٰ نے قصر ابن بقیلہ کا محاصرہ کیا اس میں عمرو بن عبدالمسیح تھا ان سرداروں نے ان سب لوگوں کو دعوت اسلام دی اور ایک روز کی مہلت دی مگر اہل حیرہ نے اسلام قبول کرنے سے انکار کیا اور اپنی بات پر اڑے رہے، اس پر مسلمانوں نے ان سے لڑائی شروع کر دی۔

بنو کنانہ کے ایک شخص کی روایت یہ ہے کہ خالد نے اپنے افسروں کو حکم دیا تھا کہ دعوت اسلام سے آغاز کرو، اگر وہ لوگ اس کو قبول کر لیں تو فبہا ورنہ ان کو ایک روز کی مہلت دو مگر ان کے حیلوں حوالوں پر کان نہ دھرنا ورنہ اندیشہ ہے کہ تمہیں نقصان پہنچانے کی ترکیبیں نکال لیں بلکہ ان سے لڑو اور مسلمانوں کو دشمنوں کے ساتھ لڑنے میں تردد میں مبتلا نہ کرو۔

ان افسروں میں پہلے شخص جنھوں نے ایک روز کی مہلت دیکر دشمن پر حملہ کیا ضرار بن ازور تھے وہ قصر ابیض والوں سے لڑنے کے لیے متعین تھے، جب صبح ہوئی اور انھوں نے اہل قصر کو اوپر سے جھانکتے ہوئے دیکھا تو ان کو ان تین چیزوں میں سے کسی ایک کے قبول کرنے کی دعوت دی، اسلام جزیہ اور مقابلہ، انھوں نے مقابلے کو انتخاب کیا اور اوپر سے چلائے کہ اب تم پر غلے برستے ہیں، ضرار نے اپنے لوگوں سے کہا تم ان کی زد سے ذرا ہٹ جاؤ، دیکھیں ان کی بکواس کی کیا اصلیت ہے، ضرار نے یہ کہا ہی تھا کہ اتنے میں قصر کی چوٹی آدمیوں سے بھر گئی ان سب کے ہاتھوں میں غلیلیں تھیں وہ مسلمانوں پر مٹی کے غلے برسانے لگے، ضرار نے کہا تم ان پر تیر برساؤ مسلمانوں نے آگے بڑھ کر تیر برسائے

جس سے تمام دیواروں کی چوٹیاں خالی ہوگئیں اس کے بعد ہر ایک نے اپنے پاس کے دشمنوں کو قتل کرنا شروع کر دیا اس صبح کو ہر ایک افسر نے اپنے اپنے دشمنوں کے ساتھ یہی سلوک کیا اور تمام مکانات اور کیسے فتح کر لیے گئے اور بے شمار آدمی مارے گئے، تمام پادری اور راہب چلا اٹھے کہ اے محلات والو ہمارے قتل کا باعث تم ہو، محلات والے چلائے کہ اے اہل عرب ہم ان تین چیزوں میں سے ایک کو قبول کرتے ہیں، ہمیں چھوڑ دو اور ہمارے قتل سے باز آجاؤ، اور ہم کو خالد کے پاس پہنچا دو۔

اس لیے ایاس بن قبیصہ اور اس کا بھائی، ضرار بن ازور کے پاس آئے اور عدی بن عدی اور زید بن عدی، ضرار بن خطاب کے پاس آئے یہ عدی الاوسط وہ ہے جو جنگ ذی قار میں مارا گیا تھا اور اس کی ماں نے اس کا مرثیہ کہا تھا، اور عمرو بن عبد المسیح، ضرار بن مقرن کے پاس اور ابن اکال مثنیٰ بن حارثہ کے پاس آئے تھے۔ ان افسروں نے ان لوگوں کو خالد کے پاس روانہ کر دیا اور خود اپنے اپنے مقاموں پر جمے رہے۔

مغیرہ کا بیان ہے کہ صلح کی خواہش سب سے پہلے عمرو بن عبد المسیح بن قیس بن الحارث نے کی تھی یہ حارث بقیلہ کے نام سے مشہور تھا بقیلہ کی وجہ تسمیہ یہ ہوئی کہ وہ لوگوں کے سامنے دو سبز چادریں پہن کر آیا لوگوں نے کہا حارث تم تو بقیلۂ خضرا یعنی سبزی معلوم ہوتے ہو عمرو بن عبد المسیح کے بعد اور لوگ بھی صلح کرنے پر آمادہ ہوگئے۔ اسلامی فوج کے افسروں نے ان لوگوں کے وفود کو اپنے ایک ایک معتمد علیہ شخص کی معیت میں خالد کی خدمت میں بھیجدیا تاکہ آپ اُن سے صلح کے معاملے میں گفتگو کر لیں۔

خالد نے ہر اہل قصر کو الگ الگ باریاب کیا سب سے پہلے آپ عدی کے وفد سے ملے اور ان سے کہا تم لوگ کون ہو، اگر تم عرب ہو تو عربوں سے کیوں عداوت رکھتے ہو؟ اور اگر عجمی ہو تو عدل و انصاف سے تمھیں کیوں دشمنی ہے۔ عدی نے جواب دیا کہ ہم عرب عاربہ ہیں اور دوسرے لوگ متعرب یعنی بنے ہوئے عرب ہیں خالد نے کہا کہ اگر تمھارا قول درست

ہے تو تم ہم سے کیوں لڑتے ہو اور ہماری حکومت کو کیوں ناپسند کرتے ہو، عدی نے کہا کہ ہمارے قول کی صحت کا ثبوت یہ ہے کہ ہم بجز عربی زبان کے اور کوئی زبان نہیں بولتے، خالد نے کہا ہاں تم ٹھیک کہتے ہو، اس کے بعد خالد نے کہا تین چیزوں میں سے تم ایک کو اختیار کرو یا تو ہمارے دین میں داخل ہو جاؤ اس صورت میں ہمارے تمھارے حقوق ایک ہو جائیں گے پھر خواہ تم یہاں سے کہیں ہجرت کر جاؤ یا اپنے وطن میں مقیم رہو، یا جزیہ دینا قبول کرو یا مقابلہ اور لڑائی کیونکہ خدا کی قسم میں تمھارے مقابلے کے لیے ایسی قوم کو لایا ہوں جو موت کی اس سے زیادہ فریفتہ ہے جتنا کہ تم زندگی کے، ان لوگوں نے کہا کہ ہم آپ کو جزیہ ادا کرتے ہیں خالد نے کہا کمبختو تم پر افسوس ہے، کفر گمراہی کا ایک میدان ہے احمق ترین عرب وہ ہے جو اس میدان میں بھٹکتا پھرتا ہو، اس کو دو رہنما ملیں ایک عربی مگر وہ اس کو چھوڑ دے دوسرا عجمی اور اس سے رہنمائی چاہے۔

ان لوگوں نے خالد سے ایک لاکھ نوے ہزار پر مصالحت کرلی اور دوسرے وفود نے بھی ان کی تقلید کی اور خالد کی خدمت میں تحائف بھیجے، خالد نے ہذیل کاہلی کے ذریعے سے فتح کی خوشخبری اور وہ تحائف حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں بھیج دیے، حضرت ابوبکرؓ نے ان کو جزیے میں محسوب کر کے قبول کرلیا، اور خالد کو لکھا کہ یہ تحائف اگر جزیے میں شامل ہیں تو خیر ورنہ تم ان کو جزیے میں شامل کر کے بقیہ رقم وصول کر کے اپنی فوج کی تقویت کے لیے کام میں لاؤ۔

بعض راویوں کا بیان ہے کہ یہ لوگ اپنے معاملات کے طے کرانے میں عمرو بن عبد المسیح کو آگے آگے رکھتے تھے۔ خالد نے اس سے پوچھا تمھاری عمر کیا ہے عمرو بن عبد المسیح نے کہا سیکڑوں سال، خالد نے پوچھا اس مدت میں تو نے عجیب ترین بات کیا دیکھی اس نے کہا میں نے دمشق سے حیرہ تک مسلسل آبادیاں دیکھیں اور دیکھا کہ ایک عورت حیرہ سے سفر کرتی ہے اور روٹی کے سوا اس کو کوئی اور توشہ نہیں دیا جاتا۔ خالد مسکرائے اور فرمایا اے عمرو بڑھاپے سے تیری عقل ٹھکانے نہیں رہی بخدا تو بہک گیا ہے، اس کے بعد آپ نے اہل حیرہ کی طرف مخاطب ہو کر کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم لوگ بڑے خبیث، دھوکے باز

اور مکار ہو سمجھ کیا بات ہے کہ تم اپنے معاملات کو ایک ایسے دماغ چلے بڈھے کے ذریعے طے کراتے ہو جسے یہ تک معلوم نہیں کہ کہاں سے آیا ہے، عمرو نے تجاہل کرتے ہوئے چاہا کہ کوئی ایسی بات دکھائے جس سے ان کو اس کی عقل اور اس کے قول کی سچائی کا ثبوت مل جائے اس نے کہا اے امیر آپ کے حق کی قسم میں خوب جانتا ہوں کہ میں کہاں سے آیا ہوں آپ نے پوچھا ہاں بتاؤ کہاں سے آئے ہو اس نے کہا قریب کی جگہ بتاؤں یا دور کی آپ نے کہا جو تمھارا دل چاہے اس نے کہا اپنی ماں کے پیٹ سے آپ نے پوچھا کہاں جانا چاہتے ہو اس نے کہا اپنے سامنے، آپ نے پوچھا اپنے سامنے کا کیا مطلب اس نے کہا آخرت، آپ نے پوچھا تیرا آغاز کہاں سے ہے، اس نے کہا باپ کی پیٹھ سے آپ نے پوچھا تو کس چیز میں ہے اس نے کہا اپنے کپڑوں میں ہوں، آپ نے پوچھا کہ تو کچھ عقل سے بھی کام لیتا ہے اس نے کہا ہاں بخدا اور گرفت بھی کرتا ہوں۔

اس کی یہ باتیں سن کر خالدؓ کو معلوم ہوا کہ واقعی یہ بڈھا بڑا گھاگ ہے، اور اس کے ہم وطن تو اس کو پہلے ہی جانتے تھے، خالدؓ نے کہا زمین اس شخص کو قتل کرتی ہے جو اس سے ناواقف ہے اور وہ شخص زمین کو قتل کرتا ہے جو اس سے بخوبی واقف ہے، اور ہم اس سرزمین سے بخوبی واقف ہیں اس پر عمرو نے کہا اے امیر چیونٹی اپنے گھر کے حال سے واقف ہوتی ہے نہ کہ اونٹ۔

ابن بقیلہ کے ساتھ اس کا خادم بھی تھا اس کی کمر میں ایک تھیلی لٹکی ہوئی تھی، خالدؓ نے وہ تھیلی لے لی اور اس میں جو کچھ تھا اس کو اپنی ہتھیلی پر الٹ کر پوچھا اے عمرو یہ کیا ہے اس نے کہا خدا کی امانت کی قسم یہ زہر قاتل ہے، آپ نے پوچھا یہ ساتھ لئے کیوں پھرتے ہو اس نے کہا مجھے اندیشہ تھا کہ شاید تم لوگ ہمارے ساتھ کوئی توہین آمیز سلوک کرو میں تو مرنے کے قریب ہوں، مگر اپنی قوم اور اہل وطن کی توہین کے مقابلے میں موت کو ترجیح دیتا ہوں، خالدؓ نے کہا کہ کوئی متنفس اپنی موت سے پہلے نہیں مر سکتا اور یہ دعا پڑھی، اس اللہ کے نام سے جس کے نام بہترین ہیں، جو زمین و آسمان کا رب ہے جس کے نام کی برکت سے ہم کو کوئی بیماری مضرت نہیں پہنچا سکتی جو رحمٰن ہے اور رحیم ہے یہ دیکھ کر لوگ

جھپٹے کہ آپ کو روکیں مگر آپ نے جلدی سے وہ زہر منہ میں ڈال لیا اور نگل گئے، عمرو یہ دیکھ کر دنگ رہ گیا اور کہا اے عربو! بخدا تم جس چیز کو چاہو اس کے مالک بن سکتے ہو۔

عمرو اہل حیرہ کے پاس پہنچا ان سے کہا کہ اقبال کی کھلی نشانی جیسی میں نے آج دیکھی ہے اس سے قبل کبھی نہیں دیکھی تھی۔

خالدؓ نے صلح کی قرارداد کے لئے اہل حیرہ سے یہ شرط لگائی کہ کرامہ بنت عبدالمسیح شویل کے حوالے کردی جائے، یہ مطالبہ ان کو سخت گراں گزرا مگر کرامہ نے کہا تم گھبراؤ نہیں مجھے حوالے کردو میں فدیہ دے کر آجاؤں گی، وہ لوگ مان گئے۔

خالدؓ نے اہل حیرہ کو حسب ذیل معاہدہ لکھ کر دیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ معاہدہ خالدؓ بن الولید نے عدی کے دونوں بیٹوں عدی اور عمر سے اور عمرو بن عبدالمسیح سے اور ایاس بن قبیصہ سے اور حیری جن اکال سے کیا ہے یہ لوگ اہل حیرہ کے نقیب ہیں انھوں نے ان لوگوں کو اس معاہدے کی تکمیل کے لئے مجاز گردانا ہے اور وہ اس معاہدے پر رضامند ہیں، معاہدہ اس امر پر ہے کہ اہل حیرہ سے اور ان کے پادریوں اور راہبوں سے سالانہ ایک لاکھ نوے ہزار درہم جزیہ وصول کیا جائے گا مگر غیر مستطیع تارک الدنیا راہب اس سے مستثنیٰ ہوں گے اس کے معاوضے میں ہم ان کے جان و مال کی حفاظت کریں گے، اور جب تک ہم حفاظت نہ کریں جزیہ نہ لیا جائے گا، اگر ان لوگوں نے اپنے کسی قول یا فعل سے اس کی خلاف ورزی کی تو یہ معاہدہ فسخ ہو جائے گا اور ہم انکی حفاظت کی ذمہ داری سے بری ہو جائیں گے۔

المرقوم ماہ ربیع الاول سنہ ۱۲ھ

یہ تحریر اہل حیرہ کے حوالے کردی گئی تھی مگر جب حضرت ابوبکرؓ کی وفات کے بعد اہل سواد مرتد ہو گئے تو ان لوگوں نے اس معاہدے کی توہین کی اور چاک کر ڈالا اور دوسرے لوگوں کے ساتھ یہ بھی مرتد ہو گئے اس کے بعد ان لوگوں پر اہل فارس کا تسلط ہو گیا۔

جب مثنیٰ نے حیرہ کو دوبارہ فتح کیا تو ان لوگوں نے اسی معاہدے پر تصفیہ چاہا مگر مثنیٰ نے اس کو منظور نہیں کیا اور ان پر دوسری شرط عائد کی، اس کے بعد

جب مثنیٰ بعض مقامات پر مغلوب ہو گئے تو ان لوگوں نے پھر وہی حرکت کی اور لوگوں کے ساتھ مرتد ہو گئے، باغیوں کی اعانت اور معاہدے کی توہین کی اور اس کو چاک کر دیا، پھر جب اس کو سعد نے فتح کیا تو ان لوگوں نے پھر سابقہ معاہدوں پر تصفیہ چاہا سعد نے کہا ان دونوں میں سے کوئی ایک معاہدہ پیش کرو، مگر وہ لوگ پیش کرنے سے قاصر رہے اس لئے سعد نے ان پر خراج عاید کیا اور ان کی مالی استطاعت کی تحقیقات کرنے کے بعد علاوہ موتیوں کے چار لاکھ کا خراج عائد کیا۔

جریر بن عبد اللہ ان لوگوں میں سے تھے جو خالد بن سعید بن العاص کے ہمراہ شام گئے تھے، وہاں انھوں نے خالد سے ابو بکرؓ کے پاس جانے اور ان سے اپنی قوم کے متعلق گفتگو کرنے کی اجازت چاہی، تاکہ اپنی قوم کے افراد کو جو اِدھر اُدھر عرب میں منتشر اور غلام بنے ہوئے تھے آزاد کرا کے جمع کر لیں اور ان کے امیر بن جائیں خالدؓ نے ان کو جانے کی اجازت دے دی یہ حضرت ابو بکرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کو نبی کریم صلعم کا وعدہ یاد دلایا اور اس کے متعلق شہادت پیش کی اور درخواست کی کہ وہ وعدہ پورا کیا جائے، ان کے اس مطالبے پر ابو بکرؓ بہت برہم ہوئے اور فرمایا کہ تم ہماری مصروفیت اور حالت دیکھ رہے ہو کہ ہم ان مسلمانوں کی مدد کرنے میں مشغول ہیں جو روم و فارس جیسے دو شیروں سے مقابلہ کر رہے ہیں مگر تم چاہتے ہو کہ ہم ایسے کام میں لگ جائیں جو اُس سے زیادہ خدا اور رسول کے نزدیک پسندیدہ نہیں ہے مجھے چھوڑو اور خالدؓ بن الولید کے پاس چلے جاؤ تاکہ میں دیکھوں خدا ان دونوں لڑائیوں کا کیا انجام دکھاتا ہے، چنانچہ جریر خالدؓ کے پاس چلے گئے اس وقت خالدؓ حیرہ میں تھے اس وجہ سے اس سے قبل جریر خالدؓ کے ساتھ عراق اور فتنۂ ارتداد کی کسی جنگ میں شریک نہیں ہوئے البتہ حیرہ کے بعد کی تمام لڑائیوں میں انھوں نے حصہ لیا ہے۔

حیرہ کے بعد کے واقعات

جمیل طائی کے والد کا بیان ہے کہ جب کرامہ بنت عبد المسیح شویل کے

حوالے کردی گئی تو میں نے عدی بن حاتم سے کہا بڑے تعجب کی بات ہے کہ شویل نے اس بڑھاپے میں کرامہ بنت عبدالمسیح کو طلب کیا ہے۔ عدی نے کہا وہ مدت سے اس پر فریفتہ تھے اور کہتے تھے کہ جب میں نے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان بلاد کا تذکرہ فرماتے ہیں جو آپ کے سامنے پیش کئے گئے ہیں اور آپ نے ان میں حیرہ کا بھی ذکر فرمایا کیونکہ اس کے محلات کے کنگرے کتے کے دانتوں کی شکل کے ہیں تو میں سمجھ گیا کہ وہ اس لئے دکھایا گیا ہے کہ وہ عنقریب فتح ہو جائے گا اس وجہ سے میں نے رسول صلعم سے کرامہ کی درخواست کی تھی۔

شعبی روایت کرتے ہیں کہ شویل خالدؓ کے پاس آئے اور کہا کہ جب میں نے رسول اللہ صلعم کو حیرہ کی فتح کی پیشین گوئی فرماتے ہوئے سنا تھا تو میں نے آپ سے کرامہ کی درخواست کی تھی آپ نے فرمایا کہ جب حیرہ جبراً فتح ہوگا وہ تمھاری ہے اور اس پر شویل نے شہادت بھی پیش کی چنانچہ خالدؓ نے اہل حیرہ سے اسی شرط پر مصالحت کی اور کرامہ شویل کو دے دی یہ بات کرامہ کے خاندان اور اہل وطن کو سخت گراں گزری اور اس میں اُس کے لئے اُن کو بڑا خطرہ محسوس ہوا، کرامہ نے کہا خطرے کی کوئی بات نہیں ہے، تم صبر سے کام لو۔ جس عورت کی عمر اسی سال کی ہو چکی ہے اس کے متعلق تمھیں کیا خوف ہے، معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص احمق ہے اس نے مجھے جوانی میں دیکھا ہوگا اور سمجھتا ہے کہ جوانی ہمیشہ قائم رہتی ہے چنانچہ ان لوگوں نے کرامہ کو خالدؓ کے پاس بھیجا اور خالدؓ نے اس کو شویل کے حوالے کردیا، کرامہ نے شویل سے کہا کہ میں بڑھیا تمھارے کس کام کی ہوں بہتر ہے کہ مجھ سے فدیہ لے لو شویل نے کہا اگر رقم متعین کرنے کا اختیار مجھے ہوگا کرامہ نے کہا ہاں تمھیں اختیار ہے جتنی چاہو مقرر کرو، شویل نے کہا میں اپنی ماں کی اولاد نہیں ہوں اگر تجھ سے ایک ہزار درہم سے کم لوں، کرامہ نے شویل کو دھوکا دینے کے لئے کہا او ہو یہ تو بہت ہے اس کے بعد وہ رقم لاکر شویل کو دے دی اور اپنے گھر واپس چلی گئی۔

لوگوں کو معلوم ہوا تو سب شویل کو برا بھلا کہنے لگے انھوں نے کہا کہ میں سمجھتا تھا کہ ہزار سے اوپر کوئی عدد نہیں ہے لوگوں نے کہا نہیں تم جاکر اُن سے جھگڑو شویل خالدؓ کے پاس آئے اور کہا میری مراد انتہائی عدد سے تھی

مگر لوگ کہتے ہیں کہ عدد ہزار سے اوپر بھی ہوتا ہے، خالدؓ نے کہا تم کچھ چاہتے تھے اور اللہ نے کچھ چاہا، ہم اس پر عمل کریں گے جو ظاہر ہے تم جانو تمہاری نیت جانے خواہ تم صادق ہو یا کاذب ہم اس تصفیے میں اب کوئی تبدیلی نہیں کر سکتے۔

حیرہ فتح ہوگیا تو خالدؓ نے نماز فتح پڑھی جس میں آٹھ رکعات ایک سلام سے ادا کیں اس سے فارغ ہو کر آئے تو کہا جنگ موتہ میں جب میں لڑا تھا اس وقت میرے ہاتھ میں نو تلواریں ٹوٹی تھیں، میں نے اہل فارس سے زیادہ بہادر کوئی قوم نہیں دیکھی اور ان میں بھی اہل الیس کو سب سے بڑھ کر پایا، ایک دوسری روایت میں یہی واقعہ مذکور ہے مگر اس میں رکعات کی تعداد نہیں ہے۔

قیس بن ابی حازم جریر کے ساتھ خالدؓ کے پاس آئے تھے ان کا بیان ہے کہ ہم خالدؓ کے پاس حیرہ پہنچے اس وقت خالدؓ ایک چادر اوڑھے ہوئے جس کو انہوں نے اپنی گردن میں باندھ رکھا تھا تنہا نماز پڑھ رہے تھے، جب نماز سے فارغ ہوئے تو کہنے لگے جنگ موتہ میں میرے ہاتھ میں نو تلواریں ٹوٹی تھیں مگر ان کے بعد ایک یمنی تلوار میرے ہاتھ ایسی چڑھی کہ آج تک کام دے رہی ہے۔

بعض راویوں کا بیان ہے کہ جب اہل حیرہ کی خالدؓ سے مصالحت ہوگئی اس وقت صلوبا بن نسطونا جو دیر ناطف کے پادری کا نقیب تھا خالدؓ کے پاس ان کے لشکر میں حاضر ہوا اور آپ سے بانقیا اور باسما کے قصبات کے متعلق مصالحت کرلی، اور وہ ان دونوں قصبوں اور ان کی ان تمام اراضی کے لگان کا ذمہ دار ہوگیا جو دریائے فرات کے کنارے پر واقع تھیں، اس نے اپنی ذات، اپنے خاندان اور اپنی قوم کی طرف سے دس ہزار دینار دینے کا وعدہ کیا اور کسریٰ کے موتی اس رقم کے علاوہ تھے، یہ جزیہ فی کس چار درہم کے حساب سے عائد کیا گیا تھا اس معاہدے کی باضابطہ تحریر لکھی گئی اور اس پر طرفین کے دستخط ثبت ہوگئے اور یہ جتا دیا گیا کہ اگر کبھی اہل فارس نے بغاوت کی تو اس کے بعد یہ معاہدہ کالعدم ہوگا اس معاہدے کی تحریر میں مجالد بھی شریک تھے۔ وہ معاہدہ حسب ذیل ہے۔

"بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ معاہدہ خالدؓ بن الولید کی طرف سے صلوبا بن نسطونا اور اس کی قوم کے لئے لکھا جاتا ہے میں تم سے جزیہ قبول کرتا ہوں اور اس کے معاوضے میں تمھاری دونوں بستیوں بانقیا اور باسما کی حفاظت کا ذمہ لیتا ہوں، اس جزیے کی رقم دس ہزار دینار ہے سوتی اس کے علاوہ ہیں یہ رقم ہر مستطیع اور جز معاش سے اس کی حیثیت کے مطابق سالانہ وصول کی جائے گی، اور تم کو اپنی قوم کا نقیب مقرر کیا جاتا ہے، جس کو تمھاری قوم قبول کرتی ہے میں اور میرے ساتھ کے سب مسلمان اس معاہدے پر رضامند ہیں اور اس کو قبول کرتے ہیں اسی طرح تمھاری قوم بھی رضامند ہے آج سے تم ہماری ذمہ داری اور حفاظت میں داخل ہو، ہم تمھاری حفاظت کریں گے تو جزیے کے حقدار ہوں گے ورنہ نہیں" اس معاہدے پر ہشام بن الولید قعقاع بن عمرو، جریر بن عبداللہ حمیری حنظلہ بن ربیع نے گواہی کے دستخط کئے اور یہ ماہ صفر ۱۲ھ میں لکھا گیا۔

مغیرہ کہتے ہیں کہ حیرہ کے اطراف کے زمیندار اس انتظار میں تھے کہ دیکھیں کہ اہل حیرہ خالدؓ کے ساتھ کیا معاملہ کرتے ہیں چنانچہ جب اہل حیرہ اور خالدؓ کے درمیان معاہدات طے پا گئے اور وہ خالدؓ کے مطیع ہو گئے تو ملطاطین کے زمیندار بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ان آنے والوں میں ایک تو زاذ بن بُہیش سریا کی ندی کا زمیندار تھا اور دوسرا صلوبا بن نسطونا بن بصبہری تھا اور ایک روایت یہ ہے کہ وہ صلوبا بن بصبہری تھا اور نسطونا تیسرا زمیندار تھا، چنانچہ ان لوگوں نے خالدؓ سے فلالیج سے لے کر ہرمزجرد تک کے علاقے کے لئے بیس لاکھ کی رقم پر مصالحت کر لی اور عبید اللہ کی روایت میں دس لاکھ رقم مذکور ہے۔ اور قرار پایا کہ آل کسریٰ کی تمام املاک مسلمانوں کی ملک ہے اور جو لوگ اپنا وطن چھوڑ کر ان کے ساتھ چل دیے ہیں وہ اس مصالحت سے خارج ہیں خالدؓ نے اپنے پڑاؤ میں اپنا خیمہ نصب کرایا اور ان لوگوں کے لئے یہ معاہدہ لکھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ تحریر خالدؓ بن الولید کی طرف سے زاذ بن بُہیش اور صلوبا بن نسطونا کے لئے لکھی جاتی ہے ہم تمھاری جان و مال کی حفاظت کے ذمہ دار ہیں اور تم پر جزیہ عائد کیا جاتا ہے، تم بہقباذ الاسفل اور اوسط کے باشندوں کے

نقیب اور ان کے ضامن ہو اور عبید اللہ کی روایت میں ہے کہ تم ان لوگوں کی جنگ کے جن کے تم نقیب قرار دیے گئے ہو ذمہ دار ہو، اس جزیے کی مقدار بیس لاکھ ہے جو تم میں کے صاحب مقدرت لوگوں سے سالانہ وصول کی جائے گی مگر بالقیا اور باسما کا محاصل اس رقم سے الگ ہے میں نے مسلمانوں نے تم نے نیز بہقبا ذاسقل اور بہقبا ذاوسط کے باشندوں نے ان شرائط کو تسلیم کیا ہے مگر آل کسریٰ اور جو لوگ ان کے ساتھ چلے گئے ہیں ان کی املاک کا اس معاہدے سے کوئی تعلق نہیں ہے اس پر گواہی کے دستخط ہشام بن الولید، قعقاع بن عمروؓ جریر بن عبد اللہ الحمیری، بشیر بن عبید اللہ بن الخصاصیہ اور حنظلہ بن الربیع نے کئے تھے اور یہ معاہدہ ماہ صفر ۱۲ھ میں تحریر کیا گیا تھا۔

اس کے بعد خالدؓ نے صوبہ داروں اور فوجی چوکیوں کے افسروں کا تقرر کیا، چنانچہ فلالیج کے بالائی علاقے پر عبد اللہ بن وثیمہ النصری کو بھیجا تاکہ وہ وہاں کے باشندوں کی حفاظت کریں اور جزیہ وصول کرتے رہیں، اور بالقیا اور باسما پر جریر بن عبد اللہ کو مامور کیا، اور نہرین پر بشیر بن الخصاصیہ کو مامور کیا انھوں نے بانبورا میں کویفہ کو اپنا مستقر بنایا، اور تستر کی طرف سوید بن مقرن کو بھیجا انھوں نے عقر میں قیام کیا جو آج تک عقر سوید کے نام سے مشہور ہے مگر سوید منقری دوسری جگہ ہے وہ ان کے نام سے موسوم نہیں ہے، اور روذمستان کی طرف اُط بن ابی اُط کو بھیجا انھوں نے نہر کو اپنا مستقر بنایا، آج تک یہ نہر، نہر اُط کہلاتی ہے یہ اُط بنی سعد بن زید مناۃ میں کے ایک شخص تھے، یہ مذکورۂ بالا اصحاب خالدؓ کے زمانے میں عہدہ داران خراج تھے، اور سرحدی چوکیوں پر جو اس وقت سیب کے مقام پر تھیں ضرار بن الازورؓ ضرار بن الخطاب، مثنیٰ بن حارثہ، ضرار بن مقرن، قعقاع بن عمرو وبسر بن ابی رہم اور عتیبہ بن النہاس کو متعین کیا تھا یہ لوگ سیب کے مقام پر پہنچ کر اپنی مملکت کے عرض میں قیام پذیر ہو گئے یہ سب خالدؓ کی طرف سے فوجی چوکیوں کے عہدہ دار تھے خالدؓ نے ان کو حکم دیا تھا کہ دشمن پر یورش کرتے رہو اور اس کو چین نہ لینے دو یہی وجہ تھی کہ ان لوگوں نے اپنی سرحد سے آگے دجلہ کے کنارے تک تمام علاقہ دشمنوں سے چھین لیا تھا۔

جب خالدؓ سواد کا ایک حصہ فتح کر چکے تو آپ نے اہل حیرہ میں سے ایک شخص کو بلا کر اس کے ہاتھ اہل فارس کے پاس ایک خط بھیجا وہ لوگ اس وقت مدائن میں تھے اور اردشیر کے انتقال کی وجہ سے ان میں اختلاف پیدا ہوگیا تھا اور جنگ کے معاملے کو ایک دوسرے پر ٹال رہے تھے، انھوں نے صرف اتنا کیا تھا کہ بہمن جاذویہ کو بھر سیر بھیجدیا تھا وہ گویا ان کا مقدمۃ الجیش تھا، بہمن جاذویہ کے ساتھ آزاذیہ اور اس جیسے اور چند سردار تھے نیز خالدؓ نے ایک اور شخص کو صلوبا کے پاس سے بلایا تھا ان میں سے ایک حیری اور دوسرا ابنطی تھا، خالدؓ نے ان دونوں کو ایک ایک خط دیا ان میں سے ایک خط خواص کے نام تھا اور دوسرا عوام کے نام خالدؓ نے اہل حیرہ کے قاصد سے پوچھا تمھارا نام کیا ہے اس نے کہا مُرّہ آپ نے کہا یہ خط لو اور اس کو اہل فارس کے پاس پہنچا دو خدا سے امید ہے کہ یا تو وہ ان کے عیش کو تلخ کردے گا یا وہ لوگ اسلام قبول کرلیں گے یا ہم سے مصالحت کرلیں گے اور صلوبا کے قاصد سے پوچھا تمھارا نام کیا ہے اس نے کہا میرا نام ہزقیل ہے خالدؓ نے کہا یہ خط لو اور کہا الٰہی ان دشمنوں کو زہق یعنے ضیق میں مبتلا کردے۔ ان خطوط کا مضمون حسب ذیل تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ خالدؓ بن الولید کی طرف سے ملوک فارس کے نام امابعد شکر ہے اس خدا کا جس نے تمھارا نظام ابتر کردیا، جس نے تمھاری مکاری ناکام کردی جس نے تم میں اختلافات پیدا کردیے۔ اور اگر خدا ایسا نہ کرتا تو اس میں تمھارا نقصان تھا لہذا تم ہماری حکومت کو قبول کرلو ہم تم کو اور تمھاری سرزمین کو چھوڑ کر آگے بڑھ جائیں گے ورنہ تمھارے علی الرغم تم ایسی قوم کے ہاتھوں مغلوب ہوگے جو موت کو اس سے زیادہ پسند کرتی ہے جتنا کہ تم زندگی کو پسند کرتے ہو۔

اور دوسرا خط حسب ذیل تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ خالدؓ بن الولید کی طرف سے فارس کے سرداروں کے نام امابعد تم لوگ اسلام قبول کرلو سلامت رہوگے یا جزیہ ادا کرو اور ہمارے ذمی بنجاؤ ورنہ یاد رکھو کہ میں تم پر ایسی قوم کو چڑھا کر لایا ہوں جو موت کی اتنی ہی فریفتہ ہے جتنا کہ تم شراب نوشی کے۔

یہ خراج پچاس دن میں خالد رضؓ کے پاس لا کر داخل کر دیا گیا تھا اس عرصے میں وہ لوگ جو اس خراج کے ضامن تھے اور بازاروں کے جو معززین خالدؓ کے پاس بطور یرغمال رُکے رہے یہ رقم خالدؓ نے مسلمانوں کو دے دی جس کو انھوں نے اپنی ضروریات میں صرف کیا۔ اس زمانے میں اردشیر کے مرنے کی وجہ سے اہل فارس میں اختلاف پیدا ہو رہا تھا اگرچہ خالدؓ سے لڑنے کے متعلق سب متفق الرائے تھے مگر لڑائی کو ایک دوسرے پر ٹال رہے تھے ایک سال تک اُن کی تو یہ کیفیت رہی اور مسلمان وجلہ تک ملک پر قبضہ کرتے چلے گئے اور حیرہ سے لے کر وجلہ تک اہل فارس کا مطلق اثر نہ رہا اور نہ اس علاقے کے لوگ ذمی بنے صرف وہ لوگ ذمی بنے جنھوں نے خالدؓ سے نامہ و پیام کر کے تحریریں لکھا لی تھیں، باقی اہل سواد میں سے کچھ تو جلا وطن تھے اور کچھ قلعہ بند تھے اور کچھ حرب و پیکار میں مصروف تھے۔ عمالِ خراج سے بھی تحریریں حاصل کی گئی تھیں انھوں نے سب کے لئے ایک ہی مضمون کی رسید لکھ دی جس کا مضمون یہ تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ فلاں فلاں لوگوں کے لئے جزیے کی رسید ہے جس کا تصفیہ ان سے ہمارے سپہ سالار خالدؓ نے کیا ہے، میں نے یہ طے شدہ رقم تم سے وصول کر لی ہے، خالدؓ اور مسلمان تمہارے حقوق کی حفاظت کے لئے اس شخص سے جنگ کریں گے جو اس صلح کے خلاف عمل کرے گا مگر یہ حفاظت اس وقت تک کی جائے گی جب تک کہ تم جزیہ ادا کرتے رہو گے اور معاہدے کے خلاف کوئی اقدام نہ کرو گے امان اور صلح کا برقرار رکھنا تمہارے ہاتھ ہے ہم وہی سلوک کریں گے جیسا کہ تمہارا طرز عمل ہوگا اس پر اُنھیں صحابیوں نے دستخط کئے جن کو خالدؓ نے گواہ بنایا تھا جو حسب ذیل ہیں۔ ہشام، قعقاع، جابر بن طارق، جریر، بشیر، حنظلہ، ازداذ، حجاج بن ذی العنق، مالک بن زید۔

عبد خیر کی روایت یہ ہے کہ جب خالدؓ حیرہ سے روانہ ہوئے تو ان لوگوں نے آپ کو یہ تحریر لکھ کر دی تھی۔

ہم نے جس جزیے پر معاہدہ کیا ہے اس کی رقم خدا کے نیک بندے خالدؓ کو اور خدا کے نیک بندوں مسلمانوں کو اس معاوضے میں ادا کی ہے کہ

یہ لوگ اور ان کا امیر ہم کو مسلمانوں کی اور دوسرے لوگوں کی ظلم وزیادتی سے بچائے گا۔

ایک دوسری روایت میں روانہ ہوئے کے بجائے فارغ ہوئے کے الفاظ ہیں اور باقی بیان اسی طرح ہے۔

خالدؓ نے اپنے اُن دونوں قاصدوں کو جن کا اس سے قبل ذکر آچکا ہے یہ حکم دیا تھا کہ میرے پاس ان خطوں کا جواب لے کر آؤ اس عرصے میں خالدؓ شام کو جانے سے قبل ایک سال تک حیرہ میں مقیم رہے اور اس کے بالائی اور اطراف کے علاقوں میں دورے کرتے رہے اور اہل فارس نے بجز اس کے کہ بحر سیر پر مدافعت کی اور بادشاہ بناتے اور معزول کرتے رہے اور کچھ نہیں کیا۔

اس کی وجہ یہ تھی کہ شیری بن کسری نے کسری بن قباذ کے خاندان کے ہر شخص کو تلوار کے گھاٹ اُتار دیا تھا، شیری اور اس کے بیٹے اردشیر کے بعد اہل فارس اُٹھے اور انھوں نے کسریٰ بن قباذ سے لے کر بہرام گور تک کی تمام اولاد کو قتل کر دیا، جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ انھیں کوئی ایسا شخص نہیں ملتا تھا جس کو بالاتفاق بادشاہ بنا سکیں۔

شعبی کا بیان ہے کہ حیرہ کی فتح کے بعد سے شام کو جانے تک ایک سال سے زیادہ عرصے تک خالدؓ ان علاقوں کے انتظامات میں مصروف رہے جو عیاض کے نامزد تھے، خالدؓ نے مسلمانوں سے کہا کہ اگر خلیفہ نے مجھ کو حکم نہ دیا ہوتا تو میں عیاض کے کاموں میں مصروف نہ ہوتا، دومہ میں عیاض کا سر زخمی ہوگیا تھا، فتح فارس سے قبل کا سارا سال عورتوں کے سال کی طرح بالکل بیکاری میں گزرا اور خلیفہ نے یہ حکم دیا تھا کہ دشمن کی منظم افواج کو اپنے پیچھے چھوڑ کر ان کے ملک میں نہ گھسنا اور اہل فارس کا ایک لشکر العین میں تھا دوسرا انبار میں تھا تیسرا افراض میں تھا۔

جب خالدؓ کا خط اہل مدائن کے پاس پہنچا تو آل کسری کی عورتوں نے مشورہ کر کے جب تک آل کسریٰ کسی ایک شخص کو بالاتفاق بادشاہ تسلیم کریں فرخ زاد کو نگران کار سلطنت مقرر کر دیا۔

مغیرہ اور دوسرے راویوں کا بیان ہے کہ ابوبکرؓ نے خالدؓ کو حکم دیا تھا کہ

تم زیرین عراق سے عراق میں داخل ہو اور عیاض کو حکم دیا تھا کہ تم بالائی عراق سے عراق میں داخل ہو تم میں سے جو حیرہ پہلے پہنچ جائے گا وہ حیرہ کا حاکم ہوگا اور جب تم دونوں خدا کے حکم سے حیرہ میں اکٹھے ہو جاؤ اور عرب اور فارس کے درمیان کی چوکیوں کو توڑ ڈالو اور تمھیں اطمینان ہو جائے کہ مسلمانوں پر پیچھے سے کوئی حملہ نہ ہوگا تو اس وقت تم میں ایک حیرہ میں قیام کرے اور دوسرا دشمن کے علاقے میں گھس کر اس کے ملک پر بزور شمشیر قبضہ کرتا چلا جائے اللہ سے ہر وقت مدد چاہتے رہو، اس سے ڈرتے رہو، آخرت کے معاملے کو دنیا پر ترجیح دو تمھیں دونوں ملجائیں گی، دنیا کو کبھی ترجیح نہ دینا ورنہ دونوں ہاتھ سے جاتی رہیں گی جن چیزوں سے خدا نے ڈرایا ہے ان سے ڈرتے رہو گناہوں سے بچتے رہو توبہ میں جلدی کرنا گناہوں پر اصرار نہ کرنا اور توبہ میں تاخیر نہ کرنا۔

چنانچہ خالدؓ اس حکم کے مطابق حیرہ پہنچ گئے اور فلالیج سے لے کر سواد اسفل تک کا تمام علاقہ ان کے زیر حکومت آگیا اس لئے انھوں نے اسی روز سواد حیرہ کو جریر بن عبداللہ الحمیری اور بشیر بن الخصاصیہ اور خالد بن الواشمہ اور ابن ذی العنق اور اط اور سوید اور ضرار میں تقسیم کر دیا اور سواد الابلہ کو سوید بن مقرن اور حسکہ الحبطی اور حصین بن ابی الحر اور ربیعہ بن عسل میں تقسیم کر دیا۔ اور سرحدات پر فوجی چوکیاں قائم کیں اور حیرہ پر قعقاع کو اپنا نائب مقرر کیا اور خود خالدؓ عیاض کی امداد اور ان کے اور اپنے درمیان کے حصے فتح کرنے کے لئے عیاض کے علاقے کی طرف گئے چنانچہ پہلے فلوجہ پہنچے وہاں سے کربلا گئے اس کی چوکی پر عاصم بن عمرو تھے اور خالدؓ کے مقدمے پر خالد الاقرع بن حابس تھے کیونکہ مثنیٰ اس وقت مدائن کی کسی چھاؤنی پر متعین تھے، اس طرح یہ لوگ خالدؓ کی حیرہ سے روانگی سے قبل اور اس کے بعد جب وہ عیاض کی مدد کے لئے گئے اہل فارس سے دست و گریباں رہتے اور دجلہ کے کنارے کی طرف بڑھتے جاتے تھے۔ کربلا میں خالدؓ کا چند روز قیام ہوا اس وقت عبداللہ بن وثیمہ نے ان سے مکھیوں کی شکایت کی خالدؓ نے کہا ذرا صبر کرو میں چاہتا ہوں کہ وہ تمام چوکیاں جن کے متعلق عیاض کو حکم دیا گیا تھا دشمنوں سے خالی کرالوں تاکہ ہم ان میں عربوں کو متعین کر سکیں اور مسلمانوں

کے لشکر کو دشمن کے پیچھے سے حملہ آور ہونے کا خطرہ نہ رہے اور عربوں کی آمد و رفت ہم تک باطمینان ہو سکے خلیفہ نے ہم کو یہی حکم دیا ہے اور ان کی رائے امت کی فلاح و بہبودگی کی مترادف ہوتی ہے۔

انبار یعنی ذات العیون اور کلواذی کے واقعات

خالدؓ کا لشکر حیرہ سے سابقہ ترتیب کے ساتھ نکلا، مقدمۃ الجیش پر اقرع بن حابس متعین تھے جب اقرع اس منزل پر ٹھیرے جس کے بعد انبار پہنچ جاتے تو وہاں لوگوں کی اونٹنیوں کے بچے پیدا ہو گئے جس کی وجہ سے ان کو آگے بڑھنا مشکل معلوم ہوا کیونکہ اونٹنیوں کے بچے ان کے ساتھ تھے مگر جب روانگی کا اعلان ہوا تو انھوں نے یہ ترکیب نکالی کہ ان بچوں کو جن میں چلنے کی قوت نہ تھی اونٹوں پر لاد دیا اور انکی ماؤں کو ہانک کر چلایا اسی طرح ان کو لادے انبار پہنچے اہل انبار قلعہ بند ہو گئے تھے اور انھوں نے قلعے کے اطراف خندق کھود لی تھی اور اپنے قلعے میں سے جھانک جھانک کر دیکھ رہے تھے ان کے لشکر کا سپہ سالار ساباط کا رئیس شیرزاذ تھا وہ اپنے زمانے میں بڑا عقلمند، معزز اور عرب و عجم میں ہر دلعزیز عجمی تھا، انبار کے عربوں نے فصیل پر سے چلا کر کہا آج کی صبح انبار کے حق میں بہت بری ہے اونٹوں پر اونٹوں کے بچے لدے ہوئے ہیں جن کو اونٹنیاں دودھ پلاتی ہیں، شیرزاذ نے پوچھا کہ یہ لوگ کیا کہہ رہے ہیں لوگوں نے اس کو اِن کی بات کا مطلب سمجھایا، شیرزاذ نے کہا کہ یہ لوگ جان کی بازی لگا کر آئے ہیں اور جو لوگ اس طرح آتے ہیں ان پر اپنے عہد کا پورا کرنا فرض ہو جاتا ہے، میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر خالدؓ یہاں سے کسی اور طرف نہ گئے تو میں اُن سے صلح کر لوں گا۔

اتنے میں خالدؓ اپنے مقدمۃ الجیش کو لئے ہوئے یہاں پہنچ گئے آپ نے خندق کے اطراف ایک چکر لگایا اور جنگ شروع کر دی ان کی عادت تھی کہ جہاں کہیں کوئی جنگ کا موقع ان کو نظر آتا یا سُن پاتے تو ان سے ضبط نہ ہو تا تھا، خالدؓ اپنے تیر اندازوں کے پاس گئے اور ان کو ہدایت کی اور کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ لوگ

اصول جنگ سے بالکل ناآشنا ہیں تم لوگ صرف ان کی آنکھوں کو اپنے تیروں کا نشانہ بناؤ اور اس کے سوا کہیں اور نہ مارو چنانچہ ان لوگوں نے ایک ساتھ تیر چلائے اور اس کے بعد اور کئی باڑھیں چلائیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس روز تقریباً ایک ہزار آنکھیں پھوٹ گئیں اسی لئے یہ جنگ ذات العیون کے نام سے موسوم ہوگئی دشمنوں میں شور مچ گیا کہ اہل انبار کی آنکھیں جاتی رہیں شیرزاذ نے اس کا مطلب پوچھا جب اس کو مطلب سمجھایا گیا تو اس نے کہا بس کرو بس کرو اور خالدؓ سے صلح کی بات چیت شروع کردی مگر شرائط ایسی پیش کیں جن کو خالدؓ نے منظور نہیں کیا اور اس کے قاصدوں کو واپس کردیا۔

اس کے بعد خالدؓ اپنی فوج کے کچھ جانور لے کر خندق پر ایسے مقام پر آئے جہاں وہ بہت تنگ تھی اور ان کو ذبح کرکے اس میں ڈال دیا جس سے وہ بھر گئی اور ان مذبوحہ جانوروں سے ایک پل بن گیا اب مسلمان اور مشرکین خندق میں اکٹھے ہوگئے آخر کار دشمنوں کو قلعے کی طرف پسپا ہونا پڑا شیرزاذ نے پھر خالدؓ سے صلح کے لئے مراسلت کی اور درخواست کی کہ مجھ کو سواروں کے ایک دستے کے ساتھ جن کے ساتھ سامان وغیرہ کچھ نہ ہوگا یہاں سے نکلنے اور اپنے ٹھکانے پر پہنچنے کی اجازت دی جائے خالدؓ نے اس کو منظور کیا، چنانچہ جب شیرزاذ یہاں سے جان سلامت لے کر بہمن جاذویہ کے پاس پہنچا اور اس کو واقعات سے مطلع کیا تو اس نے شیرزاذ کو بہت سخت سست کہا شیرزاذ نے کہا کہ میں وہاں ایسے لوگوں میں تھا جو عقل سے کورے تھے اور جو عربوں کی نسل سے تھے میں نے سنا کہ مسلمان ہماری طرف پختہ ارادے سے آرہے ہیں اور ان کی عادت یہ ہے کہ جب ایک دفعہ ارادہ کرلیتے ہیں تو اس کی تکمیل کو اپنا فرض سمجھتے ہیں چنانچہ جب ان سے ہماری فوج کا مقابلہ ہوا تو قلعے کی فصیل پر کے اور نیچے کے آدمیوں کی ایک ہزار آنکھیں پھوٹ گئیں اس سے مجھے معلوم ہوا کہ صلح کرنا ہی بہتر ہے۔

جب خالدؓ کو اور سب مسلمانوں کو انبار میں اطمینان حاصل ہوگیا اور اہل انبار بھی بے خوف ہوکر باہر آگئے تو خالدؓ نے دیکھا کہ وہ لوگ عربی زبان لکھتے پڑھتے ہیں اور عربی ہی سیکھتے ہیں۔ خالدؓ نے ان سے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو

انھوں نے کہا کہ ہم عرب ہیں اور ہم یہاں اُن عربوں کے پاس آکر اترے تھے جو ہم سے پہلے یہاں آباد تھے اور وہ پہلے عرب بخت نصر کے عہد میں جب اس نے عربوں کو شکست دی تھی یہاں آکر آباد ہوئے تھے اور پھر وہیں رہ پڑے۔ خالدؓ نے پوچھا تم نے لکھنا کس سے سیکھا ہے انھوں نے کہا کہ ہم نے لکھنا ایاد سے سیکھا ہے۔

اس کے بعد انبار کے اطراف کے لوگوں نے خالدؓ سے صلح کر لی جس کی ابتدا اہل بوازیج نے کی، اور اہل کلوذی نے خالدؓ کے پاس قاصد بھیجا تاکہ آپ اُن کیلئے صلح نامہ لکھ دیں چنانچہ خالدؓ نے ان کو ایک تحریر لکھدی اس وقت سے وہ لوگ دجلہ کے اس پار خالدؓ کے پشت پناہ بن گئے۔ مگر بعد میں اہل انبار اور اس کے اطراف کے لوگوں نے مسلمانوں سے کئے ہوئے معاہدات توڑ دیے البتہ اہل بانقیا اور ان کی طرح اہل بوازیج اپنے معاہدات پر ثابت قدم رہے۔

حبیب بن ثابت کا بیان ہے کہ واقعۂ عیون سے قبل اہل سواد میں سے بنی صلوبا جو اہل حیرہ ہیں اور کلواذی اور فرات کی چند بستیوں کے سوا کسی سے مسلمانوں کی صلح نہیں ہوئی تھی پھر جب یہ لوگ باغی ہو گئے تو ان کو زیر کر کے ذمی بنا لیا گیا۔

محمد بن قیس کہتے ہیں کہ میں نے شعبی سے پوچھا کیا سواد جبراً فتح ہوا تھا انھوں نے کہا ہاں بلکہ تمام ملک جبراً فتح ہوا تھا بجز چند قلعوں اور گڑھیوں کے کیونکہ ان میں سے بعض نے خالدؓ سے مصالحت کر لی تھی اور بعض بجبر زیر کئے گئے، پھر میں نے پوچھا کیا بھاگنے سے پہلے اہل سواد خود کو ذمی سمجھتے تھے شعبی نے کہا نہیں بلکہ بعد میں انکو دعوت دی گئی اور وہ خراج دینے پر رضامند ہو گئے تب وہ ذمی بنے۔

عین التمر کے واقعات

جب خالدؓ انبار سے فراغت پا چکے اور وہ مکمل طور پر ان کے قبضے میں آگیا تو اس پر انھوں نے زبرقان بن بدر کو اپنی طرف سے نائب مقرر کیا اور خود عین التمر کے

ارادے سے روانہ ہوئے عین التمر میں اس وقت مہران بن بہرام چوبیں عجمیوں کے ایک بڑے لشکر کے ساتھ مقیم تھا نیز عقہ بن ابی عقہ بھی وہاں تھا اور اس کے ساتھ نمر، تغلب، ایاد وغیرہ قبائل عرب کی بہت بڑی جماعت تھی، جب ان لوگوں کو خالدؓ کے آنے کی اطلاع ملی تو عقہ نے مہران سے کہا عربوں سے لڑنے کا ڈھنگ عرب خوب جانتے ہیں تم کچھ نہ کرو خالدؓ سے ہم نمٹ لیں گے مہران نے کہا بخدا تم ٹھیک کہتے ہو عربوں کے ساتھ لڑنے میں تم ایسے ہی ماہر ہو جیسا کہ ہم عجمیوں کے ساتھ لڑنے میں ماہر ہیں، یہ کہہ کر مہران نے عقہ کو دھوکا دیا اور خود کو جنگ کی مصیبت سے بچا لیا اور کہا جاؤ تم ان سے لڑو اگر ضرورت ہوئی تو ہم تمہاری مدد کے لئے موجود ہیں۔

جب عقہ خالدؓ کے مقابلے کے لئے چلا گیا تو عجمیوں نے مہران سے کہا کہ تم نے اس کتے سے یہ بات کیوں کہی مہران نے کہا تم میری بات میں دخل نہ دو میں نے جو ارادہ کیا ہے اس میں تمہارا فائدہ ہے اور ان کا نقصان ہے، کیونکہ اس وقت تمہارے مقابلے کے لئے ایک ایسا شخص آرہا ہے جس نے تمہارے سلاطین کو قتل کر دیا اور تمہاری شوکت وسطوت کا خاتمہ کر دیا اگر یہ عرب خالدؓ کے مقابلے میں فتحیاب ہو گئے تو اس میں تمہارا نفع ہے اور اگر دوسری بات پیش آئی تو دشمن تمہارے مقابلے میں اپنی طاقت کھو کر آئے گا ہم اس وقت طاقتور ہوں گے اور وہ کمزور ہو گا۔

عقہ نے خالدؓ کا راستہ جا روکا تھا اس کے میمنے پر بنی عبید بن سعد بن زہیر کا ایک شخص بجیر بن فلان تھا اور میسرے پر ہذیل بن عمران تھا عقہ اور مہران کے درمیان ایک دن کی مسافت تھی، اور عقہ کرخ کے راستے پر بطور بدرقے کے ٹھیرا ہوا تھا، جب خالدؓ آئے تو عقہ اپنی فوج کی صف آرائی کر رہا تھا خالدؓ نے آتے ہی اپنی فوج کو مرتب کیا اور اپنے بازوؤں سے کہا میں حملہ کرتا ہوں تم دشمن کو ہماری طرف نہ آنے دینا اور اپنے پیچھے چند محافظ متعین کئے اور حملہ کر دیا عقہ ابھی اپنی فوج کی صفیں ہی درست کر رہا تھا کہ خالدؓ نے اس کو جا لیا اور قید کر لیا، اس کی صفیں بغیر لڑائی کے پسپا ہو گئیں جس کی وجہ سے وہ لوگ بکثرت قید ہوئے۔

بجیر اور ہذیل بھاگ گئے مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا۔

مہران کو اس کی اطلاع ہوئی تو وہ اپنے لشکر کو لے کر قلعے سے فرار ہو گیا اور جب عقہ کے ساتھ کے عربی اور عجمی لوگ بھاگ کر قلعے کی طرف آئے تو وہ لوگ اس میں گھس گھس کر جان بچانے لگے خالدؓ اپنی افواج لے کر قلعے کے پاس فروکش ہوئے ان کے ساتھ عقہ اور عمرو بن صعق قید میں تھے یہ لوگ یہ سمجھتے تھے کہ خالدؓ اور عرب لیٹروں کی طرح ہوں گے مگر جب دیکھا کہ وہ ان کا پیچھا نہیں چھوڑتے تو امان کے طلبگار ہوئے خالدؓ نے کہا نہیں تم کو ہمارے فیصلے پر ہتھیار ڈالنے ہوں گے چارو ناچار اُن کو ماننا پڑا جب ان لوگوں نے قلعے کا دروازہ کھول دیا تو خالدؓ نے اُن کو مسلمانوں کے حوالے کر دیا چنانچہ وہ سب گرفتار ہو گئے۔

اب خالدؓ نے عقہ کے متعلق جو دشمنوں کا بدرقہ تھا قتل کا حکم صادر کیا تاکہ تمام قیدی زندگی سے مایوس ہو جائیں۔ چنانچہ اس کی گردن اُڑا دی گئی۔ جب قیدیوں نے اس کی لاش پل پر پڑی ہوئی دیکھی تو سب اپنی زندگی سے مایوس ہو گئے اس کے بعد خالدؓ نے عمرو بن صعق کو طلب کیا اور اس کی گردن اُڑا دی اس کے بعد تمام قلعے والوں کی گردنیں ماری گئیں اور ان سب لوگوں کو جو قلعے کو گھیرے ہوئے تھے خالدؓ نے گرفتار کر کے لونڈی غلام بنا لیا اور قلعے کے تمام مال پر قبضہ کر لیا۔

اس قلعے میں خالدؓ نے ایک کنیسہ دیکھا اس میں چالیس لڑکے انجیل کی تعلیم پاتے تھے کنیسہ کا دروازہ بند تھا آپ نے دروازے کو توڑ دیا اور ان سے پوچھا تم کون ہو انھوں نے کہا ہم اس کنیسہ کے لئے وقف ہیں خالدؓ نے ان سب کو ان مجاہدوں میں تقسیم کر دیا جنھوں نے کارہائے نمایاں انجام دیے تھے ان لڑکوں میں سے بعض لوگ حسب ذیل ہیں ابو عمرہ جو عبداللہ بن عبدالاعلیٰ شاعر کے دادا ہیں، سیرین ابو محمد بن سیرین، حریث، علاثہ ابو عمرہ شرحبیل بن حسنہ کو دیے گئے۔ حریث بنی عباد کے ایک شخص کو دیے گئے علاثہ معنیٰ کو دیے گئے۔ حمران عثمانؓ کو دیے گئے، انھی لوگوں میں سے عمیر اور ابو قیس ہیں شام کے قدیم موالیوں میں صرف وہی ایسے ہیں جو اپنے اصلی نسب پر قائم رہے، اور نصیر بنی یشکر کی طرف ابو عمرہ بنی مُرّہ کی طرف منسوب ہوتے تھے اور ان میں کے ایک صاحب ابن اخت النمر تھے۔

خالد کے فرستادے ولید بن عقبہ مال غنیمت لے کر حضرت ابو بکرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے ولید کو عیاض کی مدد کے لئے انکے پاس بھیجدیا۔ جب ولید عیاض کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ عیاض نے دشمن کو گھیر رکھا ہے اور دشمن نے عیاض کو گھیر رکھا ہے اور عیاض کا راستہ بھی مسدود کر دیا ہے۔ ولید نے عیاض سے کہا کہ بعض اوقات فوج کی کثرت تعداد کے مقابلے میں ایک عقل کی بات زیادہ کارگر ہوتی ہے میری رائے یہ ہے کہ آپ خالد کے پاس قاصد بھیجئے اور ان سے مدد طلب کیجئے عیاض نے ایسا ہی کیا جب ان کا قاصد طلب امداد کے لئے خالدؓ کے پاس پہنچا تو اس وقت عین التمر فتح ہو چکا تھا۔ خالدؓ نے عیاض کو فوراً جواب لکھا کہ میں ابھی تمھارے پاس آتا ہوں۔

لَبِث قلیلًا تاتک الجلائب یحملن اساد اَعلیھا القاشب کتائبٌ تبیعا کتائبُ

ذرا ٹھیر و تمھارے پاس ابھی اونٹنیاں آنے والی ہیں کہ جن پر کالے اور زہریلے ناگ سوار ہیں۔ فوج کے دستے ہیں جن کے پیچھے اور دستے ہیں۔

دومۃ الجندل کا واقعہ

خالدؓ نے عین التمر سے فارغ ہوکر اس پر عویم بن الکاہل کو چھوڑا اور خود اپنی فوج کو اس ترتیب کے ساتھ جو عین میں تھی لے کر روانہ ہوئے۔ اہل دومہ کو خالدؓ کے آنے کی اطلاع ملی تو انھوں نے بہراء، کلب، غسان، تنوخ اور ضجاعم کے قبیلوں سے جماعتیں طلب کیں، سب سے پہلے ان کے پاس ودیعہ کلب اور بہراء کے لوگوں کو لیکر آیا اس کا معاون ابن وبرہ بن رومانس تھا اور ابن الحدرجان ضجاعم کو لایا، ابن الایہم غسان اور تنوخ کی جماعتوں کو لایا، یہ سب ملکر عیاض کو اور عیاض ان کو پریشان کرتے رہے ان لوگوں کی فوج کے دو سردار تھے ایک اکیدر بن عبد الملک اور دوسرا جودی بن ربیعہ جب ان کو خالدؓ کی آمد کی اطلاع ملی تو ان میں اختلاف پیدا ہو گیا اکیدر نے کہا کہ میں خالدؓ کو خوب جانتا ہوں اس سے بڑھ کر کوئی شخص اقبال مند نہیں ہے، اور نہ اس سے زیادہ کوئی جنگ میں تیز ہے، جو قوم خالدؓ

سے مقابلہ کرتی ہے خواہ وہ تعداد میں کتنی ہی ہو ضرور شکست یاتی ہے تم لوگ میرے مشورے پر عمل کرو اور مسلمانوں سے صلح کر لو مگر ان لوگوں نے اکیدر کی بات نہیں مانی اکیدر نے کہا تم جانو تمہارا کام جانے، میں خالدؓ کے ساتھ لڑنے میں تمہارا ساتھ نہیں دے سکتا۔ یہ کہہ کر وہ وہاں سے چل دیا اس کی اطلاع خالد کو ہو گئی انھوں نے اس کا راستہ روکنے کے لئے عاصم بن عمرو کو بھیجا عاصم نے اکیدر کو جا پکڑا اس نے کہا تم مجھے اپنے امیر کے پاس لے چلو جب وہ خالد کے سامنے پیش کیا گیا تو انھوں نے اس کی گردن مروا دی۔ اور اس کے تمام سامان پر قبضہ کر لیا خالدؓ آگے بڑھ کر دومہ پہنچے اہل دومہ کے سردار حسب ذیل لوگ تھے جودی بن ربیعہ ودیعۃ الکلبی، ابن رومانس الکلبی، ابن الایہم اور ابن الحدرجان، خالدؓ نے دومہ کو اپنی اور عیاض کی فوج کے بیچ میں لے لیا نصرانی عرب جو اہل دومہ کی امداد کے لئے آئے تھے وہ قلعے کے اطراف پڑے ہوئے تھے کیونکہ قلعے میں ان کی گنجائش نہیں تھی جب خالدؓ باطمینان صف آرائی کر چکے جودی قلعے سے نکل کر ودیعہ سے آملا دونوں نے ملکر خالدؓ پر حملہ کیا، اور ابن الحدرجان اور ابن الایہم عیاض پر حملہ آور ہوئے طرفین میں شدت کی جنگ ہوئی مگر آخر میں خدا نے جودی اور ودیعہ کو خالدؓ کے ہاتھوں شکست دی اور عیاض نے اپنے مقابل والوں کو شکست دی اب مسلمان دشمنوں پر چڑھ دوڑے خالد نے جودی کو اور اقرع بن حابس نے ودیعہ کو گرفتار کر لیا باقی لوگ قلعے کی طرف پسپا ہوئے مگر قلعے میں کافی گنجائش نہیں تھی جب قلعہ بھر گیا تو اندر والوں نے بہت سے لوگوں کو باہر چھوڑ کر قلعے کا دروازہ بند کر لیا جس کی وجہ سے باہر کے لوگ حیران پریشان پھرنے لگے عاصم بن عمرو نے کہا اے بنو تمیم اپنے حلیف کلب کی مدد کرو اور ان کو پناہ دو کیونکہ تمہیں ان کی امداد کا ایسا موقع پھر کبھی نہیں ملے گا یہ سن کر بنی تمیم نے ان کی مدد کی اس روز صرف اس وجہ سے کہ عاصم نے بنی تمیم کو اشارہ کر دیا تھا کلب والوں کی جان بچ گئی۔

خالدؓ نے قلعے کی طرف پسپا ہونے والوں کا پیچھا کیا اور اتنے آدمی قتل کئے کہ ان کی لاشوں سے قلعے کا دروازہ مسدود ہو گیا، پھر جودی کو بلا کر اس کی گردن ماری اور تمام قیدیوں کو قتل کر دیا صرف کلب کے قیدی بچ گئے کیونکہ عاصم اور اقرع

اور بنی تمیم نے کہہ دیا تھا کہ ہم نے ان کو امان دی ہے خالد نے اُن سے کہا تم لوگوں کو کیا ہوگیا ہے کہ جاہلیت کے کاموں کی حفاظت کرتے ہو اور اسلام کے کاموں کو ضائع کرتے ہو۔ عاصم نے جواب دیا کہ آپ ان لوگوں کی عافیت پر حسد نہ کریں شیطان ان کو نہیں ورغلائے گا۔

پھر خالدؓ قلعے کے دروازے پر پہنچے اور اس کے ایسے پیچھے پڑے کہ اس کو توڑ کر دم لیا، مسلمان قلعے میں گھس گئے لڑنے والوں کو قتل کیا گیا اور نوعمروں کو لونڈی غلام بنا کر نیلام کیا گیا، جودی کی لڑکی کو جو بہت حسین وجمیل تھی خالدؓ نے خرید ا خالد دومہ میں ٹھہر گئے اور اقرع کو انبار واپس بھیجدیا۔

حیرہ دومہ سے صرف ایک رات کی مسافت پر تھا جب خالدؓ دومہ سے حیرہ واپس آئے تو اقرع نے اہل حیرہ کو خالدؓ کے استقبال کے لئے باجے بجانے کا حکم دیا چنانچہ یہ لوگ خالدؓ کو باجے بجاتے ہوئے آبادی میں لائے اس موقع پر یہ لوگ ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ یہاں سے جلدی نکل چلو یہ شر کی جگہ ہے۔

جس وقت خالد دومہ میں مقیم تھے اس وقت عجمی ان کے خلاف سازشوں میں مصروف تھے عقہ کے انتقام کے جوش میں جزیرہ کے عربوں نے ان عجمیوں سے خط وکتابت اور ساز باز کرلی تھی، بغداد سے زرمہر اور اس کے ساتھ روزبہ انبار کی طرف روانہ ہوئے اور دونوں نے حصید اور خنافس پر ملنے کا وعدہ کیا، زبرقان نے جو انبار پر تھے اس کی اطلاع قعقاع کو دی قعقاع اس وقت حیرہ پر خالد کے نائب تھے، قعقاع نے اعبد بن فدکی سعدی کو روانہ کیا اور ان کو حصید پہنچنے کا حکم دیا اور عروہ بن الجعد کو خنافس بھیجا اور دونوں کو ہدایت کی کہ اگر تمھیں آگے بڑھنے کا موقع ملے تو آگے بڑھ جانا یہ دونوں سردار وہاں پہنچکر دریان میں ایسے مقام پر ٹھیرے کہ حصید اور خنافس کا ریف سے تعلق منقطع ہوگیا اور ان کے راستے مسدود ہوگئے زرمہر اور روزبہ مسلمانوں سے مقابلہ کرنے کے لئے ربیعہ کے ان لوگوں کا جن سے اُن کے نامہ وپیام اور وعدے وعید ہوچکے تھے انتظار کررہے تھے۔ اِدھر خالد دومہ سے حیرہ واپس آئے، خالدؓ مدائن پر چڑھائی کرنے کا عزم کرچکے تھے مگر یہاں پہنچکر جب ان کو ان واقعات کا علم ہوا تو انھوں نے ابوبکرؓ کی ہدایت کے خلاف کام کرنا اور خود کو

مورد الزام بنانا مناسب نہ سمجھا۔ اور فوراً قعقاع بن عمرو اور ابن ابی لیلیٰ کو روزبہ اور زرمہر کے مقابلے کے لئے بھیجدیا قعقاع اور ابن ابی لیلیٰ خالد سے پہلے عین پہنچ گئے، خالدؓ کے پاس امرء القیس الکلبی کا خط آیا کہ ابن الہذیل بن عمران نے مصیخ میں اور ربیعہ بن بجیر نے ثنی اور بشر میں فوجیں جمع کی ہیں یہ لوگ عقہ کے انتقام کے جوش میں روزبہ اور زرمہر کے پاس جا رہے ہیں۔

یہ معلوم ہوتے ہی خالد نے حیرہ پر عیاض بن غنم کو اپنا نائب مقرر کیا اور خود وہاں سے روانہ ہوئے خالد کے مقدمۃ الجیش کے افسر اقرع بن حابس تھے، خالد نے خافس جانے کے لئے وہی راستہ اختیار کیا جس سے قعقاع اور ابی لیلیٰ گئے تھے عین میں آکر خالدؓ ان دونوں سے مل گئے، یہاں آکر خالدؓ نے قعقاع کو امیر فوج بنایا اور ان کو حصید روانہ کیا اور ابو لیلیٰ کو خنافس بھیجا اور حکم دیا کہ دشمنوں اور ان کے بھڑکانے والوں کو گھیر کر ایک جگہ جمع کرو، اور اگر وہ جمع نہ ہوں تو اسی حالت میں ان پر حملہ کردو مگر وہاں پہنچ کر انھوں نے توقف سے کام لیا۔

حصید کا واقعہ

قعقاع نے جب دیکھا کہ زرمہر روزبہ جنبش تک نہیں کرتے تو حصید کی طرف بڑھے اس طرف کی عربی اور عجمی فوجوں کا سردار روزبہ تھا، جب روزبہ نے دیکھا کہ قعقاع اس کے قصد سے آرہے ہیں تو اس نے زرمہر سے امداد طلب کی زرمہر نے اپنی فوج پر مہوزان کو اپنا نائب مقرر کیا اور بذات خود روزبہ کی مدد کے لئے آیا حصید پر طرفین کا مقابلہ ہوا بڑی شدت کی جنگ ہوئی اللہ نے عجمیوں کی بہت بڑی تعداد کو قتل کرایا، قعقاع نے زرمہر کو قتل کیا، روزبہ بھی مارا گیا، اس کو عصمہ بن عبداللہ نے جو بنی ضبہ میں سے حارث بن طریف کی اولاد میں سے تھے قتل کیا، عصمہ بررہ میں سے تھے، جس قبیلے کے تمام افراد نے ہجرت کی تھی وہ بررہ کہلاتا تھا اور جس قبیلے کے ایک حصے نے ہجرت کی تھی وہ خیرہ کہلاتا تھا اس طرح مسلمان مہاجرین بعض خیرہ تھے اور بعض بررہ اس جنگ میں کثیر مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا،

حصید کے بھاگے ہوئے لوگ خنافس میں جا کر جمع ہوئے۔

خنافس

ابو لیلیٰ بن فدکی اپنی اور کمک کی فوجوں کو لیکر خنافس کی طرف گئے حصید کے بھاگے ہوئے لوگ مہبوذان کے پاس پہنچے تھے، مہبوذان کو مسلمانوں کی آمد کی خبر ہوئی تو وہ خنافس چھوڑ کر سب کے ساتھ مصیخ بھاگ گیا، وہاں کا افسر ہذیل بن عمران تھا۔ خنافس کی فتح کے لئے ابو لیلیٰ کو کچھ دشواری پیش نہیں آئی۔ ان تمام فتوحات کی اطلاع خالدؓ کی خدمت میں بھیج دی گئی۔

مصیخ بنی البرشاء

خالدؓ کو حصید کی فتح اور اہل خنافس کے بھاگنے کی اطلاع ہوئی تو انھوں نے ایک خط لکھا جس میں قعقاع، عبد اور عروہ سے ایک رات اور ایک وقت مقرر کر کے مصیخ پر ملنے کا وعدہ کیا، مصیخ حوران اور قلت کے درمیان واقع ہے، خالد عین سے مصیخ روانہ ہوئے انھوں نے گھوڑوں کو ساتھ لیا اور اونٹ پر خود سوار ہوئے جناب اور بَردان میں منزلیں کرتے ہوئے حتیٰ پہنچے اور مقررہ رات کو طے شدہ وقت آتے ہی خالدؓ اور ان کے افسروں نے مصیخ پر ایک دم سے یورش کر دی اور ہذیل، اس کی فوج اور تمام پناہ گزینوں پر جو سب پڑے سو رہے تھے تین طرف سے حملہ کیا، ہذیل چند لوگوں کے ساتھ جان بچا کر بھاگ گیا مگر اور تمام لوگ قتل ہو گئے لاشوں سے میدان اس طرح پٹ گیا گویا بکریاں ذبح کی ہوئی پڑی ہیں۔

حرقوص بن نعمان نے ان لوگوں سے دانشمندانہ بات کہی تھی اور انکو مخلصانہ مشورہ دے کر مسلمانوں سے ڈرایا تھا۔ مگر انھوں نے اس کا کہا نہیں مانا، اس یورش سے قبل حرقوص نے چند اشعار کہے تھے جن کا ایک مصرعہ یہ ہے اَلَا سَقِیَانِی قَبلَ خَیلِ اَبِی بَکرٍ۔ مجھے ابوبکر کے سواروں کی آمد سے پہلے شراب

سے سیراب کردو۔ اس رات کو حرقوص بنی ہلال کی ایک عورت ام تغلب سے شادی رچانے میں مشغول تھا اس شب خون میں وہ عورت، اور عبادہ بن بشر اور امرا القیس بن بشر اور قیس بن بشر مارے گئے یہ سب بنی ہلال میں سے ثوریہ کی اولاد تھے۔

مصیخ کی لڑائی میں جریر بن عبداللہ کے ہاتھ سے قبیلۂ نمر کا ایک شخص عبدالعزی بن ابی رُہم بن قرواش بھی مارا گیا وہ اوس مناۃ نمری کا بھائی تھا، اس کے اور لبید بن جریر کے پاس ان کے اسلام لانے کے متعلق حضرت ابوبکرؓ کا عطا کیا ہوا ایک صداقت نامہ موجود تھا حضرت ابوبکرؓ نے اس کا نام عبدالعزی بدل کر عبداللہ رکھا تھا ابوبکرؓ کے پاس حملے کی رات کا اسکا یہ قول بھی پہنچا تھا، سبحانک اللھم رب محمد (ترجمہ) اے خدا اے محمد کے رب تیری ذات پاک ہے، اسی لئے آپ نے جریر اور لبید کا خونبہا ادا کیا، یہ دونوں معرکۂ جنگ میں قتل ہوئے تھے ابوبکرؓ نے فرمایا کہ یہ لوگ اہل حرب کے پاس ٹھیرے ہوئے تھے لہذا ہم پر ان کے قتل کی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی ان کی اولاد کی پرورش کا آپ نے مناسب انتظام کردیا تھا مالک بن نویرہ اور ان دونوں کے قتل کی وجہ سے عمرؓ خالد کو موردالزام قرار دیتے تھے لیکن ابوبکرؓ اس کے جواب میں یہ کہتے تھے کہ جو مسلمان دشمنوں کے ملک میں اُن کے ساتھ سکونت پذیر ہونگے ان کے لئے یہ صورت پیش آنا ممکن ہے۔

عدی بن حاتم کا بیان ہے کہ جس رات کو ہم نے اہل مصیخ پر یورش کی تھی ایک شخص حرقوص بن نعمان نامی قبیلۂ نمر کا تھا اس کی بیوی اور لڑکے اور لڑکیاں وہاں اس کے گرد جمع تھے درمیان میں شراب کا ایک کونڈا رکھا تھا وہ سب اس پر جھکے ہوئے تھے اور کہتے تھے اس وقت رات کی ان پچھلی گھڑیوں میں شراب کون پیئے حرقوص نے کہا ارے پی لو، یہ آخری پینا ہے، مجھے امید نہیں کہ پھر کبھی تم شراب پی سکو گے دیکھو خالدؓ العین میں ہے اور اس کی فوج حصید میں اس کو ہمارا یہاں جمع ہونا معلوم ہوگیا ہے اب وہ ہمیں نہیں چھوڑے گا پھر اس نے یہ اشعار پڑھے۔

اَلَا فَاشْرَبُوا مِنْ قَبْلِ قَاصِمَةِ الظُّهر ÷ بعید انتفاخ القوم بالعکر الاثر

وَقَبْلَ مَنَایَانَا الْمُصِیبَةِ بِالْقَدَرِ ÷ لحین لعمر لایزید ولا یحری

(ترجمہ) پی لو قبل اس کے کہ ہماری موت کی وہ گھڑی آئے جو خدا کی قسم ٹل نہیں سکتی، اور قبل اس کے کہ ہماری قوم کے لاشے پھولے ہوئے، کمر کی ہڈیاں ٹوٹے ہوئے اور مٹی میں ملے ہوئے زمین پر پڑے ہوں حرقوص اسی حالت میں تھا کہ ایک سوار نے بڑھ کر اس کا سر قلم کر دیا، اتفاق کی بات کہ اس کا سر اسی شراب کے کونڈے میں گرا۔ اس کے لڑکے قتل کر دیے گئے اور لڑکیاں گرفتار کر لی گئیں۔

الثنیّ اور الزمیل کا واقعہ

عقہ کے انتقام کے جوش میں ربیعہ بن بجیر اپنی فوج کو لے کر الثنی اور البشر میں آیا اس نے بعذبہ زرجہر اور ہذیل سے بھی آ ملنے کا وعدہ لے لیا تھا اودھر خالد رضی نے مصیخ کے معرکے کو سر کر کے قعقاع اور ابو یعلیٰ کو اپنے آگے روانہ کر دیا اور ایک رات مقرر کر کے طے کیا کہ ہم سب مصیخ کی طرح یہاں بھی تین مختلف سمتوں سے دشمن پر یورش کرینگے، اس کے بعد خالد مصیخ سے چل کر حوران پھر انق پھر الحماۃ پہنچے یہ مقام آج کل قبیلۂ کلب کی ایک شاخ بنی جادہ بن زہیر کے قبضے میں ہے الحماۃ سے بڑھ کر الزمیل آئے اس جگہ کا نام البشر بھی ہے اور الثنی اسی سے ملحق ہے، یہ دونوں مقام آج کل رصافہ کا شرقی حصہ ہیں الثنی سے خالدؓ نے اپنی مہم کا آغاز کیا یہاں ان کے دونوں ساتھی بھی ان سے مل گئے ان تینوں نے رات کے وقت تین طرف سے ربیعہ کی فوج پر اور ان لوگوں پر جو بڑی شان سے لڑنے کے لئے جمع ہوئے تھے شب خون مارا اور تلواریں سونت کر ان کا ایسا صفایا کیا کہ کوئی بھاگ کر کہیں خبر بھی نہ دے سکا ان کی عورتیں گرفتار کر لی گئیں، بیت المال کا خمس نعمان بن عوف بن نعمان شیبانی کے ذریعے ابو بکرؓ کی خدمت میں بھیج دیا گیا اور باقی مال غنیمت اور عورتیں مجاہدین میں تقسیم کر دی گئیں، ان میں سے بنت ربیعہ بن بجیر تغلبی کو حضرت علیؓ نے خرید اتھا جن سے آپ کے یہاں عمر اور رقیہ پیدا ہوئیں۔

ہذیل نے بھاگ کر الزمیل میں عتاب بن فلاں کے پاس پناہ لی عتاب ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ بشر میں فروکش تھا، اس سے پہلے کہ اس تک

ربیعہ کے خاتمے کی خبر پہنچے خالدؓ نے اس پر بھی تین طرف سے شب خون مارا اسس معرکے میں اس کثرت سے آدمی قتل ہوئے کہ اس سے قبل کبھی نہیں ہوئے تھے اور بے شمار مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ خالدؓ نے ایک قسم کھائی تھی کہ تغلب کو ان کے گھر میں گھس کر اچانک ختم کروں گا یہ قسم اس وقت پوری ہوگئی خالد نے مال غنیمت مسلمانوں میں تقسیم کر دیا اور خمس صباح بن فلان المزنی کے ذریعے ابوبکرؓ کی خدمت میں بھیجدیا اس خمس میں حسب ذیل عورتیں بھی تھیں موزن النمری کی لڑکی، لیلیٰ بنت خالد، ریحانہ بنت الہذیل بن ہبیرہ۔

خالدؓ البشر سے الرضاب کی طرف مڑے وہاں کا افسر ہلال بن عقہ تھا اس کی فوج کو جب خالدؓ کے آنے کی اطلاع ہوئی تو وہ اس سے منحرف ہوگئی مجبوراً ہلال وہاں سے کھسک گیا الرضاب کو لینے میں مسلمانوں کو کوئی وقت پیش نہیں آئی۔

الفراض کا واقعہ

تغلب کو اچانک ختم کرکے اور رضاب پر قبضہ کرکے خالد الفراض پہنچے الفراض پر شام، عراق اور جزیرے کے راستے آکر ملتے تھے۔ یہاں خالدؓ رمضان کے روزے نہیں رکھ سکے، اس سفر میں خالدؓ کو بہت سی لڑائیاں پے درپے پیش آئیں، شعرا نے جس قدر رجزیہ نظمیں ان لڑائیوں کے متعلق کہی ہیں ان سے قبل کی کسی لڑائی کے متعلق نہیں کہی تھیں۔

فراض میں مسلمانوں کے اجتماع کو دیکھ کر اہل روم کی رگ حمیت جوش میں آگئی اور وہ بہت غضبناک ہوئے۔ انھوں نے اپنے قریب کی اہل فارس کی فوجی چوکیوں سے نیز قبائل تغلب، ایاد اور نمر سے امداد طلب کی، ان سب نے رومیوں کو مدد دی اس کے بعد یہ لوگ خالدؓ سے لڑنے کے لئے آگے بڑھے جب دریائے فرات بیچ میں رہ گیا تو انھوں نے خالد سے کہا کہ دریا کو عبور کرکے یا تو تم اس طرف آؤ یا ہم تمھاری طرف آتے ہیں، خالدؓ نے کہا تم ہی عبور کرکے اس پار آجاؤ، انھوں نے کہا اچھا تم سامنے سے ہٹو ہم عبور کرکے آتے ہیں، خالد نے کہا

یہ نہیں ہو سکتا البتہ یہاں سے ذرا نیچے جاکر پار ہو سکتے ہو۔ یہ واقعہ ۱۵ ذیقعدہ ۱۲ھ کا ہے رومیوں اور فارسیوں میں اس پر اختلاف ہوا ان میں سے بعض کی رائے یہ تھی کہ ہم کو اپنے ہی ملک میں رہ کر لڑنا چاہئے کیونکہ یہ شخص اپنے دین کی حمایت کے لئے لڑ رہا ہے وہ بڑا دانشمند اور صاحب علم ہے بخدا وہ کامیاب ہوگا اور ہم لوگ ناکام ہوکر ذلت اٹھائیں گے، مگر اس رائے پر ان لوگوں نے عمل نہیں کیا، اور خالدؓ کی فوج سے نیچے جاکر دریا کو عبور کیا جب سب لوگ پار ہو گئے تو اہل روم نے اہل فارس سے کہا کہ اب الگ الگ ہو جاؤ تاکہ معلوم ہو جائے کہ اچھا یا بُرا نتیجہ کس کے سر ہے، چنانچہ یہ لوگ الگ الگ ہو گئے، اس کے بعد معرکہ شروع ہوا بہت دیر تک شدید خونریزی ہوتی رہی بالآخر اللہ نے انکو شکست دی، خالدؓ نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ ان کا پیچھا کرو اور ان کو دم نہ لینے دو چنانچہ ایک ایک ۔ ۔ ۔ ال۔ ار اپنے دستے کے تیروں سے دشمن کے بڑے بڑے گروہ کو گھیرتا تھا اور اس کے بعد تلوار کے گھاٹ اتارتا تھا، فراض کی لڑائی میں عین میدان جنگ میں اور پھر تعاقب میں ایک لاکھ آدمی کام آئے۔

اس جنگ سے فارغ ہوکر خالدؓ نے فراض میں دس روز تک قیام کیا اور ۲۵ ذی قعدہ ۱۲ھ کو اپنی فوج کو عاصم بن عمرو کی سرکردگی میں حیرہ واپس جانے کی اجازت دی اور ساقہ کے دستے پر شجرہ بن الاعز کو متعین کیا اور خود بظاہر ساقہ میں شریک ہوئے۔

خالدؓ کا حج کرنا

۲۵ ذی قعدہ کو خالد چپکے سے حج کرنے کے لئے روانہ ہوئے ان کے ساتھ اور بھی چند لوگ تھے خالدؓ شہروں اور بستیوں کو چھوڑتے ہوئے سیدھے مکے کی سمت چل کر پہنچے یہ راستہ اہل جزیرہ کے راستوں میں سے ایک تھا اس قدر عجیب اور دشوار گزار راستہ کہ کبھی ایسا دیکھنے میں نہیں آیا۔ اسی طرح فوج سے انکی غیر حاضری بہت تھوڑے عرصے رہی ابھی فوج کا آخری حصہ حیرہ میں نہ پہنچا تھا

کہ خالدؓ حج سے فارغ ہو کر اپنے بنائے ہوئے ساقہ سے آملے اور اُس کے ساتھ حیرہ میں داخل ہوئے، خالد اور ان کے رفیق سر منڈائے ہوئے تھے، ساقہ کے ان چند لوگوں کے سوا جو خالدؓ کے ساتھ تھے اور کسی کو خالدؓ کے حج کی مطلق خبر نہیں ہوئی۔ ابوبکرؓ کو بھی بعد میں اس کی اطلاع ہوئی آپ نے خالدؓ پر عتاب کیا اور عتاب یہ کیا کہ ان کو شام بھیجدیا۔

خالدؓ کا یہ سفر حج تمام شہروں کو چھوڑتے ہوئے سیدھے مکے کی سمت کو ہوا تھا یہ راستہ اس طرح گیا ہے کہ فراض سے ماء العنبری کو پھر مثقب کو پھر ذات عرق کو اور وہاں سے مشرق کی طرف مڑ کر عرفات پہنچا دیتا ہے، یہ راستہ الضد کے نام سے موسوم ہے، حج سے فارغ ہو کر خالدؓ حیرہ جا رہے تھے کہ ان کو راستے میں ابوبکرؓ کا حکم ملا کہ حیرہ سے دور اور شام سے قریب ہوتے چلے جاؤ ابوبکرؓ نے اپنے خط میں خالدؓ کو حکم دیا تھا کہ تم یہاں سے روانہ ہو کر یرموک میں مسلمانوں کی جماعت سے ملجاؤ کیونکہ وہاں وہ دشمن کے نرغے میں گھر گئے ہیں، اور یہ حرکت جو تمنے اب کی ہے آیندہ کبھی تم سے سرزد نہو۔ یہ خدا کا فضل ہے کہ تمہارے سامنے دشمن کے چھکے چھوٹ جاتے ہیں اور تم مسلمانوں کو دشمن کے نرغے سے صاف بچالاتے ہو، اے ابو سلیمان میں تم کو تمہارے خلوص اور خوش قسمتی پر مبارک باد دیتا ہوں اس مہم کو پایۂ تکمیل کو پہنچاؤ اللہ تمہاری مدد فرمائے گا تمہارے دل میں فخر پیدا نہ ہونا چاہئے کیونکہ فخر کا انجام خسارہ اور رسوائی ہے، اور نہ اپنے کسی فعل پر نازاں ہونا کیونکہ فضل وکرم کرنے والا صرف خدا ہے اور وہی اعمال کا صلہ دیتا ہے۔ ہیثم البکائی راوی ہیں کہ کوفے کے وہ لوگ جو ان جنگوں میں نبرد آزمارہ چکے تھے جب معاویہ کو اپنے ساتھ کوئی زیادتی کرتے دیکھتے تو کہا کرتے تھے کہ معاویہ کیا چاہتے ہیں انکو معلوم ہونا چاہئے کہ ہم ذات السلاسل کے شہسوار ہیں، وہ لوگ ذات السلاسل سے لیکر فراض تک کی جنگوں کو اس شان سے بیان کرتے تھے کہ گویا ان سے قبل اور بعد کی لڑائیاں بالکل ہیچ تھیں۔

علی بن محمدؒ کی روایت میں یہ مذکور ہے کہ خالدؓ انبار پہنچے اہل انبار نے جلاوطنی پر خالدؓ سے صلح کر لی مگر بعد میں ان لوگوں نے کچھ رقم پیش کی جس کو خالدؓ نے قبول کر لیا اور ان کو ان کے وطن میں برقرار رکھا، اس کے بعد خالدؓ نے بغداد کے بازار پر حملہ

کی منڈی کی طرف سے چڑھائی کی اور اس کے لئے مثنیٰ کو بھیجا مثنیٰ نے اس بازار پر حملہ کیا اس میں قضاعہ اور بکر کے لوگ جمع تھے اس بازار کا تمام مال مال غنیمت میں شامل کر لیا گیا، اس کے بعد خالدؓ عین التمر پہنچے اور اس کو بجبر فتح کیا جنگجو لوگوں کو قتل کیا اور باقی افراد کو لونڈی غلام بنایا اور ان کو ابوبکرؓ کی خدمت میں بھیجدیا یہ سب سے پہلے لونڈی غلام تھے جو عجم سے مدینے آئے۔ پھر خالدؓ دومۃ الجندل گئے وہاں اکیدر کو قتل کیا اور اس کی لڑکی جودی کو لونڈی بنایا اس کے بعد واپس آکر حیرہ میں قیام کیا یہ سب واقعات ۱۲ھ کے ہیں۔

اسی سنہ میں عمرؓ نے عاتکہ بنت زید سے نکاح کیا۔

اسی سنہ میں ابومرثد الغنوی فوت ہوئے۔

اسی سنہ میں ماہ ذی الحجہ میں ابوالعاص بن الربیع فوت ہوئے اور انھوں نے زبیر کو وصیت کی اور حضرت علیؓ نے اُن کی لڑکی سے نکاح کیا۔

اسی سنہ میں حضرت عمرؓ نے اپنے غلام اسلم کو خریدا۔

اس امر میں کہ اس سال امیر حج کون تھے ارباب سیر کا اختلاف ہے بعض کا قول ہے کہ اس سال کے امیر حج ابوبکرؓ تھے، اس کی تائید ابن ماجدہ السہمی کے اس بیان سے ہوتی ہے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے ۱۲ھ میں حج کیا تھا اور میں اپنے گھر کے ایک غلام سے سختی سے پیش آیا تھا اس نے اپنے دانتوں سے میرا کان پکڑ لیا اور اس میں کاٹ کھایا یا اس کے برعکس واقعہ پیش آیا غرضیکہ ہمارا قضیہ ابوبکرؓ کی خدمت میں پیش ہوا آپ نے فرمایا ان دونوں کو عمرؓ کے پاس لیجاؤ وہ تحقیق کریں اگر زخم ہڈی تک پہنچ گیا ہے تو قصاص لیں، جب ہم عمرؓ کے سامنے پیش کئے گئے تو انھوں نے دیکھ کر کہا خدا کی قسم یہ زخم تو ہڈی تک پہنچ گیا ہے، بلاؤ حجام کو اور حجام کا نام لیتے ہی حضرت عمرؓ نے یہ حدیث روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں نے اپنی خالہ کو ایک غلام دیا ہے خدا سے امید ہے کہ وہ ان کے لئے باعث برکت ثابت ہوگا مگر میں نے ان کو اس بات سے روک دیا ہے کہ وہ اس کو حجام یا قصاب یا سنار بنائیں چنانچہ عمرؓ نے اس غلام سے قصاص لیا۔

ابووجزہ یزید اپنے باپ سے راوی ہیں کہ ابوبکرؓ نے ۱۲ھ میں حج کیا تھا

اور عثمان بن عفان کو اپنے بجائے مدینے پر نائب مقرر کیا تھا۔

بعض لوگوں کا یہ قول ہے کہ ۱۲ھ میں امیر حج عمرؓ تھے، اس کی تائید ابن اسحاق کی روایت سے ہوتی ہے وہ کہتے ہیں کہ بعض لوگوں کا بیان یہ ہے کہ ابوبکرؓ نے اپنے زمانۂ خلافت میں کوئی حج نہیں کیا بلکہ ۱۲ھ کے حج کے لئے آپ نے عمرؓ یا عبدالرحمٰن بن عوف کو امیر حج مقرر کیا تھا۔

۱۳ھ کا آغاز

اس سال کے واقعات کا تذکرہ

اس سال ابوبکرؓ نے حج سے مدینے واپس آکر شام کو فوجیں روانہ کی تھیں، ابن اسحاق کا بیان ہے کہ ۱۲ھ کے حج سے واپس آکر ابوبکرؓ نے شام کو فوجیں بھیجنے کا انتظام کیا، چنانچہ عمرو بن العاص کو فلسطین کی جانب روانہ کیا انھوں نے معرقہ کا راستہ اختیار کیا جو ایلہ پر سے گزرتا ہے۔ اور یزید بن سفیان، ابوعبیدہ بن الجراح اور شرحبیل کو جن میں سے آخرالذکر ایک امدادی دستے کے افسر تھے، یہ حکم دیا کہ تم شام کے بالائی علاقۂ بلقا پر سے گزرتے ہوئے تبوک چلے جاؤ۔ اور علی بن محمدؒ کی روایت اس طرح سے ہے کہ اس کے بعد ابتدائے ۱۳ھ میں ابوبکرؓ نے شام کو فوجیں روانہ کیں سب سے پہلے شخص جن کو آپ نے علم دیکر امیر بنایا خالد بن سعید ہیں مگر قبل اس کے کہ وہ روانہ ہوں ان کو معزول کر کے یزید بن سفیان کو امیر بنا دیا، شام کو روانہ ہونے والے اُمرا میں یزید سب سے پہلے امیر ہیں، یہ لوگ سات ہزار مجاہدین کو لے کر شام گئے تھے۔

ابوبکرؓ نے خالد بن سعید کو اس لئے معزول کیا تھا کہ رسول اللہ صلعم کی وفات کے بعد جب خالد بن سعید یمن سے واپس آئے تو انھوں نے دو ماہ تک ابوبکرؓ سے بیعت نہیں کی تھی وہ کہتے تھے کہ مجھ کو رسول اللہ صلعم نے امیر بنایا تھا اور

اپنی وفات تک مجھے اس عہدے سے آپ نے معزول نہیں فرمایا یہ خالد علیؓ بن ابی طالب اور عثمانؓ بن عفان کے پاس گئے اور ان سے کہا اے بنی عبد مناف حکومت پر غیروں نے قبضہ کر لیا اور تم چین سے بیٹھے رہے ابو بکرؓ نے تو خالد کی ان باتوں کی کوئی پروا نہیں کی مگر عمرؓ کے دل میں ان کی طرف سے کھٹک پیدا ہو گئی، جب ابو بکرؓ نے شام کی مہم کے لئے لشکر تیار کیا تو سب سے پہلے اس کے ایک چوتھائی حصے پر خالد بن سعید کو امیر مقرر کیا مگر عمرؓ نے اس کو ناپسند کیا اور ابو بکرؓ سے کہا کہ آپ ایسے شخص کو امیر بناتے ہیں جس کے یہ اقوال اور افعال ہیں، اور اس پر ابو بکرؓ کو بار بار ٹوکتے رہے آخر کار ابو بکر نے خالد بن سعید کو معزول کر کے یزید بن ابی سفیان کو امیر مقرر کر دیا۔

خالد بن سعید یمن سے رسول اللہ صلعم کی وفات کے ایک ماہ بعد مدینے واپس آئے وہ اس وقت دیباج کا جبہ پہنے ہوئے تھے اسی لباس میں خالد بن سعید عمرؓ اور علیؓ بن ابی طالب سے ملے عمرؓ نے اپنے پاس والوں سے چلا کر کہا ان کا جبہ پھاڑ دو کیا یہ ریشم پہنتے ہیں حالانکہ بحالت امن مردوں کے لئے اس کا پہننا ممنوع ہے، لوگوں نے یہ سنتے ہی ان کے جبے کو پاش پاش کر دیا۔

خالد بن سعید نے کہا اے ابوالحسن، اے بنو عبد مناف کیا تم حکومت کے معاملے میں مغلوب ہو گئے ہو علیؓ نے کہا اس کو تم غلبہ سمجھتے ہو یا خلافت خالد نے کہا اے بنو عبد مناف، اہل کے لئے تم سے زیادہ مستحق کون ہو سکتا ہے، عمرؓ نے خالد سے کہا خدا تیرا منہ توڑ دے جھوٹے تیرے دماغ میں ایسی ہی باتیں سماتی رہیں گی، مگر یاد رکھ کہ اس کا خمیازہ تجھے بھگتنا پڑے گا۔

عمرؓ نے اس تمام گفتگو کا تذکرہ ابو بکرؓ سے کیا۔ ابو بکرؓ نے جب مرتدین کی سرکوبی کے لئے افسران فوج منتخب کئے اور اُن کو علم دیے تو ان میں سے ایک خالد بن سعید بھی تھے مگر عمرؓ نے اس کی مخالفت کی اور کہا کہ یہ تو ناکارہ اور کم عقل ہے، اس نے ایسی بے تکی باتیں زبان سے نکالی ہیں کہ جن سے ہمیشہ فتنے برپا رہیں گے اور اس کو اپنی ان باتوں پر گھمنڈ اور اصرار بھی ہے آپ اس سے کوئی کام نہ لیں، مگر ابو بکرؓ عمرؓ کی رائے سے ذرا متاثر نہ ہوئے اور خالد کو تیما میں امدادی دستے پر متعین کر دیا، عمرؓ کے

مشورے پر آپ کبھی عمل کرتے اور کبھی نہیں کرتے تھے۔

ابو بکرؓ نے خالد بن سعید کو تیما، جانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ تم اپنی جگہ سے نہ ہٹنا اطراف کے لوگوں کو اپنے سے ملنے کی دعوت دینا اور صرف ان لوگوں کو بھرتی کرنا جو مرتد نہ ہوئے ہوں بلکہ اسلام پر ثابت قدم رہے ہوں اور جب تک میرے احکام نہ ملیں جنگ کا آغاز نہ کرنا۔

خالد بن سعید تیما، پہنچکر مقیم ہو گئے اطراف کی بہت سی جماعتیں اُن سے آملیں رومیوں کو مسلمانوں کے اس عظیم الشان لشکر کی خبر ہوئی تو انھوں نے اپنے زیر اثر عربوں سے شام کی جنگ کے لئے فوجیں طلب کیں چنانچہ بہرا، کلب، سلیح، تنوخ، لخم، جذام اور غسان کے قبیلوں کی فوجیں زیزا، کے قریب مقام ثلث میں جمع ہو گئیں، خالد نے رومیوں کی تیاری اور عرب قبائل کی آمد کے متعلق ابو بکرؓ کو مطلع کیا ابو بکرؓ نے جواب میں لکھا کہ تم پیشقدمی کرو ذرا سست گھبراؤ اور اللہ سے مدد طلب کرو خالد یہ جواب ملتے ہی دشمن کی طرف بڑھے مگر جب قریب پہنچے تو دشمن پر کچھ ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ سب اپنی جگہ چھوڑ کر ادھر اُدھر منتشر ہو گئے اور بھاگ گئے خالد دشمن کے مقام پر قابض ہو گئے اکثر لوگ جو خالد کے پاس جمع ہو گئے تھے مسلمان ہو گئے۔ اس کامیابی کی اطلاع خالد نے ابو بکرؓ کو دی ابو بکرؓ نے ان کو لکھا کہ تم آگے بڑھو مگر اتنا آگے نہ نکل جانا کہ پیچھے سے دشمن کو حملہ کرنے کا موقع مل جائے۔ خالد اپنی فوج اور تیما، کے ملے ہوئے لوگوں کو لیکر اس مقام پر فروکش ہوئے جو آبل، زیزا، اور قسطل کے درمیان واقع ہے یہاں اُن کے مقابلے پر ایک رُومی پادری باہان نامی آیا خالد نے اس کو شکست دی اور اس کی فوج کو تہ تیغ کر دیا اور اس کی اطلاع ابو بکرؓ کو دے کر آپ سے مزید کمک طلب کی،

اس وقت ابو بکرؓ کے پاس یمن اور کلے اور یمن کے درمیان کے ذوالکلاع وغیرہ قبائل کے رضا کار آئے ہوئے تھے، نیز عکرمہ جن کے ساتھ تہامہ، عمان، بحرین اور السرو کے لوگ تھے جو جنگ میں کامیاب ہو کر واپس آئے تھے، ان سب کے متعلق ابو بکرؓ نے امرائے صدقات کو لکھا کہ تمہارے پاس کے جو لوگ تبدیلی کے خواہاں ہوں ان کو بدل دو اور ان کے بجائے ان تازہ دم سپاہیوں کو متعین کرو چنانچہ وہاں کے

سب لوگ تبدیل ہو گئے اسی لئے اس فوج کا نام جیش البدال پڑ گیا، یہ فوجیں خالد بن سعید کی کمک کے لئے ان کے پاس پہنچیں، اس کے بعد بھی ابوبکرؓ لوگوں کو شام کی جنگ کے لئے ابھارتے رہے اور اس کے لئے آپ نے سخت مشقت برداشت کی۔

عمرو بن العاص کے عمان جانے سے قبل ان کو رسول اللہ صلعم نے سعد ہذیم عذرہ اور اس کے ملحقات جذام اور حدس وغیرہ قبائل کے صدقات کی وصولی کے لئے مامور کیا تھا جب عمرو عمان کو روانہ ہوئے تو اس وقت بھی آنحضرت صلعم نے ان سے وعدہ فرمایا کہ عمان سے واپس آؤ گے تو اس عہدے پر تمھیں کو بھیجا جائے گا، چنانچہ ابوبکرؓ نے رسول اللہ صلعم کے وعدے کو پورا کیا اور ان کو عامل بنا کر بھیجدیا۔

جب جنگ شام چھڑی اور ابوبکرؓ لوگوں کو اس میں شرکت کی ترغیب دینے لگے تو عمرو بن العاص کو آپ نے ایک خط لکھا جس میں یہ مضمون تحریر کیا کہ رسول اللہ نے تم کو جس عہدے پر مامور فرمایا تھا اور تمہارے عمان جانے سے قبل تم سے اسکا دوبارہ وعدہ فرمایا تھا میں نے آنحضرت کے وعدے کی تکمیل کے لئے تم کو اس عہدے پر بھیجدیا، اس طرح تمہارا تقرر دو مرتبہ عمل میں آیا ہے۔ اے ابوعبداللہ میں تم کو ایک ایسے کام میں مصروف کرنا چاہتا ہوں جو تمہاری دنیا اور آخرت دونوں کے لئے بہترین ہے سوائے اس کے کہ تمھیں یہی کام پسند ہو جو اب انجام دے رہے ہو تو تمہاری مرضی۔

اس کے جواب میں عمرو بن العاص نے ابوبکرؓ کو یہ لکھا کہ میں اسلام کے تیروں میں سے ایک تیر ہوں اور اللہ کے بعد آپ ہی ایسے شخص ہیں جو ان تیروں کو چلاتے اور جمع کرتے ہیں پس آپ ان میں سے ایسا تیر انتخاب کیجئے جو نہایت سخت زیادہ خوفناک اور بہترین ہو اور اس کو اس طرف چلا دیجئے جس طرف آپ کو کوئی دقت پیش آرہی ہو۔

اسی مضمون کا خط ابوبکرؓ نے ولید بن عقبہ کو لکھا تھا مگر انھوں نے اس کے جواب میں اپنی خدمات جہاد کے لئے پیش کر دیں قاسم بن محمد کا بیان ہے کہ ابوبکرؓ نے عمرو اور ولید بن عقبہ کو لکھا تھا۔ ولید قضاعہ کے نصف حصے کے صدقات کی تحصیل کے لئے مقرر کئے گئے تھے۔ جب ان دونوں کو آپ نے ان عہدوں پر مامور کر کے روانہ کیا تھا تو ان کی مشایعت میں کچھ دور تشریف لے گئے تھے اور دونوں

کو ایک ساتھ یہ نصیحت فرمائی تھی۔ ظاہر و باطن میں خدا سے ڈرتے رہو کیونکہ من یتق اللہ یجعل لہ مخرجاً و یرزقہ من حیث لا یحتسب و من یتق اللہ یکفر عنہ سیاتہ و یعظم لہ اجراً (ترجمہ) جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اس کے لئے اللہ رہائی کا راستہ پیدا کر دیتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے کہ جہاں سے ملنے کا اس کو گمان بھی نہیں ہوتا، جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کی غلطیوں کو معاف کر دیتا ہے اور اس کو بڑا اجر دیتا ہے، تقوی ان چیزوں میں بہترین شے ہے جس کی وصیت بندگان خدا ایک دوسرے کو کرتے ہیں۔ تم خدا کے راستوں میں سے ایک راستے پر جا رہے ہو، لہذا جو امر تمہارے دین کی قوت اور تمہاری حکومت کی حفاظت کا موجب ہو اس میں تمہارا غفلت، کوتاہی اور فراموشی اختیار کرنا ناقابل عفو جرم ہے پس تمہاری طرف سے سستی اور سہل انگاری ہرگز نہ ہونی چاہیے۔

ابوبکرؓ نے ان دونوں کو تحریری حکم بھیجا تھا کہ تم اپنے علاقوں میں اپنی طرف سے تحصیلداروں کا تقرر کرو اور اپنے اطراف کے لوگوں کو دعوت جہاد دو۔ چنانچہ عمرو نے بالائی قضاعہ پر عمرو بن فلان العذری کو تحصیلدار مقرر کیا تھا اور ولید نے مضافات قضاعہ پر جو دومہ سے متصل ہے امرء القیس کو تحصیلدار مقرر کیا تھا، نیز عمرو اور ولید نے لوگوں کو شرکت جہاد کی ترغیب دی جس کی وجہ سے بیشمار آدمی ان کے پاس آکر جمع ہو گئے۔ اس کے بعد یہ دونوں ابوبکرؓ کے احکام کا انتظار کرنے لگے۔

ابوبکرؓ نے لوگوں کے مجمع میں کھڑے ہو کر ایک تقریر کی جس میں حمد و ثنا اور صلوۃ و سلام کے بعد یہ کہا کہ اے لوگو، ہر چیز کا ایک بلند معیار ہے جو شخص اس معیار کو حاصل کر لیتا ہے پس وہ اس کے لئے کافی ہوتا ہے، جو شخص صرف اللہ کے لئے عمل کرتا ہے اللہ اس کے ہر کام کو پورا کرتا ہے کوشش اور قصد تمہارا فرض ہے قصد موثر ترین حربہ ہے۔ یاد رکھو جس کے دل میں ایمان نہیں اس کے پاس دین بھی نہیں، قرآن کریم میں جہاد فی سبیل اللہ کا بڑا ثواب آیا ہے، مسلمان کا فرض ہے کہ اپنے آپ کو جہاد کے لئے وقف کر دے یہ وہ تجارت ہے کہ جس کی طرف اللہ نے خاص توجہ دلائی ہے اور اس کو رسوائی سے بچنے اور دارین کی سعادت حاصل کرنے کا ذریعہ قرار دیا ہے۔

اس طرح جو رضاکار مجاہدین جمع ہوئے اُن میں سے بعض کو آپ نے عمرو کی ماتحتی میں دیا اور عمرو کو فلسطین کا امیر مقرر کر کے ایک خاص راستے سے جانے کی ہدایت کی۔

اور بعض کو ولید کی ماتحتی میں دیا اور ان کو اُردن جانے کے لئے لکھا ان کے علاوہ اور رضاکاروں کے ایک بہت بڑے لشکر پر یزید بن ابی سفیان کو امیر بنایا ان کے لشکر میں مکے کے لوگوں میں سے سہیل بن عمرو اور ان جیسے اور ذی مرتبہ لوگ بھی شریک تھے اور ایک اور جماعت کا امیر ابو عبیدہ بن الجراح کو بنایا اور ان کو حمص پر متعین کیا جب یہ فوج روانہ ہوئی تو یزید بن ابی سفیان اور ابو عبیدہ لوگوں کے بیچ میں پیدل چل رہے تھے اور حضرت ابو بکرؓ اُن کی مشایعت فرما رہے تھے اور ان کو ضروری ہدایات دیتے جاتے تھے۔

جب ولید محاذ جنگ پر پہنچے تو خالد بن سعید کو اُن کی بروقت آمد سے امداد ملی نیز مسلمانوں کی وہ فوج بھی آگئی جس کو ابو بکرؓ نے خالد بن سعید کی مدد کے لئے بھیجا تھا اور وہ جیش البدال کے نام سے موسوم ہوئی تھی خالد کو ان لوگوں کی آمد سے اطمینان ہوگیا اور ان کو یہ بھی معلوم ہوگیا کہ اور اُمراء بھی فوجیں لے کر یہاں پہنچا چاہتے ہیں اس لئے خالد بن سعید نے اس طمع میں کہ اس جنگ کی کامیابی کا سہرا میرے سر بندھے دوسرے امراء کی آمد سے پہلے ہی رومیوں پر حملہ کردیا اور اپنی پشت خالی چھوڑدی باہان اپنے دستے کے ساتھ اُن کے سامنے سے ہٹ کر دمشق کی طرف پسپا ہوگیا خالد دشمن کی فوج میں آگے تک گھستے ہوئے مرج الصفر تک جو واقوصہ اور دمشق کے درمیان واقع ہے پہنچ گئے، اس وقت ان کے ہمراہ ذوالکلاع، عکرمہ اور ولید بھی تھے خالد کے مرج الصفر میں پہنچتے ہی باہان کی فوجی چوکیوں نے ایک ساتھ ملکر ان کو محصور کرلیا اور ان کے راستے روک لئے خالد کو اس کی خبر تک نہ ہوئی اس کے بعد باہان نے پیشقدمی کی ایک جگہ خالد کے لڑکے سعید بن خالد کو کچھ لوگوں کے ساتھ پانی کی تلاش میں گھومتے ہوئے پالیا باہان نے اُن سب کو ختم کردیا خالد کو اس کی خبر ہوئی، تو سواروں کے ایک دستے کے ساتھ وہاں سے بھاگے ان کے ساتھ کے بعض اور لوگ بھی جن کو موقع ہاتھ آیا گھوڑوں اور اونٹوں پر فرار ہوکر اپنے لشکر سے منقطع ہوگئے، اس ہزیمت نے ذی المروۃ تک خالد کا پیچھا نہ چھوڑا اگر عکرمہ اپنی جگہ سے نہیں ہٹے بلکہ مسلمانوں کی مدد کرتے رہے انھوں نے باہان اور اس کی فوج کو خالد کا تعاقب کرنے سے باز رکھا، اس وقت عکرمہ کا قیام شام کے متصل کسی مقام پر تھا۔

اسی اثنا میں شرحبیل خالد بن الولید کے پاس سے قاصد بنکر ابو بکرؓ کی خدمت میں آئے تھے انھوں نے لوگوں کو اپنے ساتھ جہاد پر جانے کی ترغیب دی ابو بکرؓ نے ان کو ولید کی جگہ مقرر کر دیا اور مدینے کے باہر تک ان کو نصیحتیں کرتے ہوئے اور سمجھاتے تشریف لائے۔ شرحبیل خالد بن سعید کے پاس پہنچے تو ان کی فوج کا بیشتر حصہ شرحبیل کے ساتھ ہوگیا۔ اس کے بعد ابو بکرؓ کے پاس اور لوگ جمع ہو گئے آپ نے معاویہ کو ان کا امیر بنایا اور ان کو یزید سے مل جانے کا حکم دیا معاویہ روانہ ہو کر یزید سے جا ملے جب معاویہ کا گذر خالد کے پاس سے ہوا تو ان کی فوج کا بقیہ حصہ بھی معاویہ کے ساتھ ہوگیا۔

عروہ راوی ہیں کہ عمرؓ ابو بکرؓ سے خالد بن الولید اور خالد بن سعید کے بارے میں کہتے رہتے تھے مگر آپ نے خالد بن الولید کے متعلق ان کی رائے نہیں مانی اور کہا کہ وہ ایک تلوار ہے جس کو خدا نے کفار کے سروں پر کھینچا ہے میں اس کو نیام میں نہیں رکھوں گا۔ اور خالد بن سعید کے متعلق جب کہ اُن سے یہ غلطی سرزد ہوئی عمرؓ کی بات مان گئے، شام کی جنگ کے لئے عمرو تو مُعرقہ کے راستے سے گئے تھے اور ابو عبیدہ اپنے مقررہ راستے سے اسی طرح یزید تبوکیہ کی طرف سے اور شرحبیل اپنے مقررہ راستے سے، ابو بکرؓ نے ان سب اُمراء کے لئے شام کے الگ الگ شہر مخصوص کر دیئے تھے اور اس خیال سے کہ رومی ان کو جنگ میں بہت جلد مشغول کرلیں گے یہ حکم دینا مناسب سمجھا کہ جو لوگ بالائی علاقے پر متعین کئے گئے ہیں وہ اطراف سے جائیں اور جو اطراف پر متعین کئے گئے ہیں وہ بالائی علاقے سے گذریں اور جنگ میں اپنی اپنی آزاد رائے پر عمل کریں تاکہ ان میں خود اعتمادی پیدا ہو اور معاملات کو ایک دوسرے کے بھروسے پر نہ چھوڑ بیٹھیں چنانچہ اُن لوگوں نے ایسا ہی عمل کیا۔

ابو بکرؓ کو خالد بن سعید کے شکست کھانے اور ذی المرہ میں آنے کی اطلاع ہوئی تو آپ نے خالد کو لکھا کہ تم اب وہیں رہو، خدا کی قسم تمھیں مہمات میں آگے بڑھنا آتا ہے مگر بڑے بزدل اور سڑکوں سے جان بچا کر بھاگنے والے ہو تم کو مہمات کو پایۂ تکمیل کو پہنچانا اور مشکلات میں صبر وضبط سے کام لینا نہیں آتا۔ بعد میں جب خالد کو مدینے میں داخل ہونے کی اجازت مل گئی تو انھوں نے ابو بکرؓ سے معافی طلب کی اس وقت اخطل نے کہا تم میدان جنگ میں بڑے بزدل ہو، جب خالد ابو بکرؓ کے پاس سے اُٹھ کر گئے تو

آپ نے کہا کہ خالد بن سعید کو عمرؓ اور علیؓ خوب جانتے تھے اگر میں ان کا کہنا مانتا تو خالد سے ڈرتا اور احتراز کرتا۔

امرائے اسلام اپنی فوجوں کو لیکر شام پہنچے عکرمہ ان کے پشت پناہ بنے، رومیوں کو اس کی اطلاع ہوئی انھوں نے ہرقل کو لکھا ہرقل خود چلکر حمص آیا اور رومیوں کے لئے بڑا لشکر تیار کیا اور اس کی صف آرائی کی، چونکہ اس کے پاس فوج کافی بلکہ اس سے بھی زیادہ تھی اس لئے اس نے مسلمان امراء کے مقابلے کے لئے الگ الگ امیر مقرر کئے عمرو کے مقابلے پر اپنے حقیقی بھائی تذارق کو بھیجا اس کے ساتھ نوے ہزار فوج تھی اور اس کے پیچھے ایک افسر کو ساقہ متعین کیا اُس کو بالائی فلسطین میں ثنیہ جلق پر متعین کیا، اور یزید بن ابی سفیان کے مقابلے پر جرجہ بن توذرا کو صف آرا کیا اور شرجیل بن حسنہ کے مقابلے پر دُراقص کو بھیجا اور فیقار بن نسطور کو ساٹھ ہزار فوج دیکر ابو عبیدہ کے مقابلے پر بھیجا۔

دشمن کی یہ عظیم الشان تیاری دیکھ کر مسلمانوں پر ہیبت طاری ہوگئی کیونکہ ان کی پوری فوج عکرمہ کے چھ ہزار چھوڑ کر صرف اکیس ہزار تھی سب نے گھبرا کر عمرو کے پاس خطوط اور قاصد دوڑائے اور پوچھا کہ بتلائیے اب کیا چارۂ کار ہے عمرو نے ان سب کو قاصدوں کے ذریعے یہ کہلا بھیجا کہ اب بہترین صورت یہ ہے کہ تم سب ایک جگہ جمع ہوجاؤ کیونکہ جمع ہونے کے بعد باوجود قلت تعداد کے تمھارا مغلوب کرنا کھیل نہیں ہے مگر تم متفرق رہے تو یاد رکھو کہ تم میں سے ایک متنفس ایسا باقی نہ رہے گا جو کسی آگے والے کے کام آسکے۔ کیونکہ ہم میں سے ہر ایک پر بڑی بڑی فوجیں مسلط کردی گئی ہیں۔ چنانچہ طے یہ ہوا کہ یرموک پر سب جمع ہو جائیں۔

جو مضمون عمرو کے پاس لکھ کر بھیجا گیا تھا وہی ابو بکرؓ کے پاس بھی بھیجا گیا تھا ابو بکرؓ کے پاس سے بھی ان لوگوں کو وہی ہدایت آئی جس کا مشورہ عمرو نے دیا تھا کہ جمع ہو کر ایک لشکر بن جاؤ اور اپنی فوجوں کو مشرکین کی فوجوں سے بھڑا دو تم اللہ کے ساتھی ہو اللہ اس کا مددگار ہے جو اللہ کا مددگار ہے اسکو ذلیل کرتا ہے جو اس کا انکار کرتا ہے، تم جیسے لوگ قلت تعداد کی وجہ سے کبھی مغلوب نہیں ہو سکتے دس ہزار بلکہ اس سے کہیں زیادہ اگر گناہوں کے طرفدار بن کر اٹھیں گے تو وہ دس ہزار سے ضرور مغلوب ہوجائیں گے۔ لہذا تم گناہوں سے محترز رہو اور یرموک میں ملکر کام کرنے کے لئے جمع ہوجاؤ،

تم میں سے ہر امیر اپنی فوج کے ساتھ نماز ادا کرے۔

ہرقل کو مسلمانوں کے یرموک پر جمع ہونے کی اطلاع ہوئی تو اس نے اپنے پادریوں کو لکھا کہ تم رومیوں کے پاس جمع ہو جاؤ اور ان کو ایسے مقام پر فروکش کرو جس میں کافی گنجائش اور وسعت ہو اور بھاگنے والوں کے لئے راستہ تنگ ہو تمہاری فوج کا سپہ سالار تذارق کو مقرر کیا جاتا ہے مقدمے پر جرجہ اور میمنے اور میسرے پر باہان اور دُراقص متعین کئے جائیں اور امیر حرب فیقار کو بنایا جائے میں تمہیں یہ خوشخبری دیتا ہوں کہ باہان تمہارے عقب میں تمہاری مدد کے لئے موجود ہے، چنانچہ پادریوں نے ہرقل کے احکام کی تعمیل کی واقوصہ میں اپنی فوجوں کو فروکش کیا واقوصہ یرموک کے کنارے پر واقع ہے، اس وادی نے اُن کو خندق کا کام دیا جس کی وجہ سے وہ ایک ناقابل تسخیر گھاٹی بن گیا، باہان کی اور اس کے رفیقوں کی خواہش یہ تھی کہ رومیوں کے دل سے مسلمانوں کی دہشت نکل جائے اور وہ اُن کو ہوا سمجھنا چھوڑ دیں۔

مسلمان اپنی جائے اجتماع سے اُٹھ کر رومیوں کے بالکل سامنے ان کے راستے پر ٹھیر گئے، رومیوں کے لئے اس کے سوا اور کوئی راستہ نہ تھا، یہ دیکھکر عمرو بول اُٹھے مسلمانوں مبارک ہو بخدا رومی محصور ہو گئے اب اُن سے کچھ بن آنا مشکل ہے مسلمان رومیوں کے سامنے اُن کا راستہ روکے ہوئے صفر ۱۳ھ سے ربیع الاول ربیع الثانی تک پڑے رہے اور اُن کا کچھ نہ بگاڑ سکے اور نہ خود اُن تک پہنچ سکے کیونکہ رومیوں کے پیچھے واقوصہ کی گھاٹی تھی اور سامنے خندق تھی، مسلمان جب کبھی اُن پر بڑھتے پسپا کر دیے جاتے۔ ربیع الاول یوں ہی ختم ہو گیا ماہ صفر میں مسلمانوں نے یہاں کے واقعات کی اطلاع ابوبکرؓ کو دے دی تھی اور اُن سے کمک طلب کی تھی، ابوبکرؓ نے خالد بن الولید کو لکھا کہ تم امداد کے لئے پہنچو اور عراق پر مثنیٰ کو اپنا نائب مقرر کر جاؤ چنانچہ خالد ربیع الآخر میں اسلامی لشکر سے جا ملے۔

سیف کا بیان ہے کہ جب مسلمان یرموک پہنچے تو انھوں نے ابوبکرؓ کو امداد کے لئے لکھا ابوبکرؓ نے کہا کہ اس مہم کے لئے خالد کی ضرورت ہے، خالد اس وقت عراق کے والی تھے ابوبکرؓ نے خالد کو تاکید لکھا کہ شام روانہ ہو جاؤ اور جلد پہنچنے کا حکم دیا۔ خالد فی الفور شام پہنچے ادھر باہان رومیوں کی مدد کے لئے آیا اس نے اپنی فوج کے آگے آگے

آفتاب پرستوں، راہبوں اور پادریوں کو متعین کیا تھا کہ یہ لوگ فوج کو جنگ کے لئے بھڑکائیں اور اُن کے دلوں میں جوشش پیدا کریں، اتفاق سے خالدؓ اور باہان کی آمد تک وقت ہوئی باہان جنگ کے لئے اس انداز سے بڑھا گویا میدان اس کا ہے، خالدؓ باہان سے نپٹنے لگے اور دوسرے امراء اپنے مقابلے کے رومیوں سے لڑنے لگے باہان نے شکست کھائی اور اس کے بعد اور رومیوں نے بھی یکے بعد دیگرے ہزیمت اٹھائی اور اپنی خندق میں گھس گئے، رومیوں نے تو باہان کی آمد کو فال نیک تصور کیا تھا اور مسلمانوں کو خالد کے آنے سے خوشی ہوئی تھی مسلمان خوب جوش سے لڑے اور مشرکین بھی زور شور سے لڑے مشرکین کی تعداد دو لاکھ چالیس ہزار تھی اُن میں سے اسی ہزار کے پاؤں میں بیڑیاں پڑی ہوئی تھیں اور چالیس ہزار زنجیروں میں بندھے ہوئے تھے تاکہ جان دینے کے سوا بھاگنے کا خیال بھی ان کے دل میں نہ آئے اور چالیس ہزار نے خود کو اپنے عماموں سے باندھ لیا تھا۔ اسی ہزار سوار اور اسی ہزار پیدل تھے۔ اور مسلمان ستائیس ہزار تو پہلے سے موجود تھے اور نو ہزار خالدؓ کے ساتھ آئے تھے جس سے ان کی مجموعی تعداد چھتیس ہزار ہو گئی تھی۔ جمادی الاولیٰ میں ابوبکرؓ بیمار پڑ گئے اور جمادی الاخریٰ کے وسط میں اس فتح سے دس روز قبل انتقال فرما گئے۔

یرموک کا واقعہ

ابوبکرؓ نے شام کے امیروں کے لئے جدا جدا شہر نامزد کئے تھے، ابو عبیدہ بن عبداللہ بن الجراح کے لئے حمص، یزید بن ابی سفیان کے لئے دمشق، شرحبیل بن حسنہ کے لئے اردن اور عمرو بن العاص اور علقمہ بن مجزز کے لئے فلسطین کا تعین کیا تھا مگر علقمہ اس جنگ سے فراغت پانے کے بعد مصر چلے گئے تھے۔ جب مسلمان شام کے قریب پہنچے تو دشمنوں کا ٹڈی دل دیکھ کر اُن کے ہوش اُڑ گئے اس لئے سب کی یہ رائے قرار پائی کہ ایک جگہ جمع ہو جائیں اور مسلمانوں کی پوری فوج کو دشمن کی پوری فوج سے بھڑا دیا جائے خالدؓ نے یہ دیکھ کر کہ مسلمان اُمرا الگ الگ آزادانہ رائے سے اپنی فوجوں کو

لڑار ہے ہیں اُن سے کہا اے سردار و! کیا آپ ایسا مشورہ ماننے کے لئے تیار ہیں جس سے امید ہے کہ خدا دین کو سربلند کریگا اور آپ کے مراتب میں کوئی کمی نہ آئے گی۔

خالدؓ اور عبادہ کا بیان ہے کہ شام میں ان چاروں امرا کے ساتھ ستائیس ہزار کا لشکر پہنچا تین ہزار سپاہی خالد بن سعید کے پاس کے بھاگے ہوئے تھے جن کا امیر ابوبکرؓ نے معاویہ اور شرجبیل کو بنایا تھا اور دس ہزار عراق کی کمک کے تھے جو خالد بن الولید کے ساتھ آئے تھے۔ علاوہ ازیں چھ ہزار وہ تھے جو خالد بن سعید کے بعد عکرمہ کے ساتھ پیچھے اور پشت پناہ بنے رہے تھے اس طرح مسلمانوں کا پورا لشکر چھیالیس ہزار نفوس پر مشتمل تھا۔

خالد کے آنے تک یہ سب امرا اپنی فوجوں کے لڑانے میں کسی ایک امیر کے تابع نہیں تھے یرموک میں ابوعبیدہ کا لشکر عمرو بن العاص کے لشکر کے پڑوس میں تھا اور شرجبیل کا لشکر یزید بن ابی سفیان کے لشکر کے پڑوس میں مقیم تھا، کبھی کبھی ابوعبیدہ عمرو کے ساتھ اور شرجبیل یزید کے ساتھ نماز پڑھ لیتے تھے مگر عمرو اور یزید ابوعبیدہ اور شرجبیل کے ساتھ کبھی نہیں پڑھتے تھے، خالد نے آکر یہ حالت دیکھی تو انھوں نے اپنے لشکر کو علٰحدہ ٹھیرایا اور اہل عراق کے ساتھ نماز پڑھی۔

اس وقت مسلمان رومیوں کی کمک دیکھ کر پریشان ہو رہے تھے اور رومی باہان اور اس کی فوجوں کے آنے سے خوش تھے اب طرفین میں لڑائی ہوئی رومیوں کو خدا نے شکست دی وہ اور انکی امدادی فوج مجبوراً پسپا ہوکر خندقوں تک ہٹ گئی واقوصہ ان خندقوں کی آخری حد تھی ایک مہینے تک یہ لوگ اپنی خندقوں میں گھسے رہے راہب پادری اور آفتاب پرست اُن کو ابھارتے اور کہتے کہ اگر آج تم نہ بڑھے تو نصرانیت کا خاتمہ ہے اس سے رومیوں میں ایسا جوش پیدا ہوا اور وہ اس شدید لڑائی کے لئے میدان کی طرف بڑھے جس کی نظیر بعد کی لڑائیوں میں نہیں ملتی۔

مسلمانوں کو رومیوں کے میدان کی طرف آنے کی اطلاع ہوئی تو انھوں نے آزادانہ لڑنے کا ارادہ کیا مگر خالد نے سب امرا کو جمع کیا اور حمد و ثنا کے بعد حسب ذیل تقریر کی آج کا دن خدا کے اہم ترین دنوں میں سے ہے آج کسی کو فخر اور خود رائی نہ کرنی چاہیے خلوص نیت سے جہاد کرو عمل صرف خدا کے لئے کرو آج کی کامیابی ہمیشہ کی کامیابی

ہے ایک مرتب اور منظم لشکر سے تمہارا آزادی اور انتشار کے ساتھ لڑنا کسی طرح جائز اور موزوں نہیں ہے اگر ان کو جو تم سے دور ہیں یہاں کی کیفیت کا ایسا ہی علم ہو جیسا کہ تم کو حاصل ہے تو وہ بھی تم کو اس طرح لڑنے کی ہرگز اجازت نہ دیں گے، جس امر میں تمھیں کوئی خاص حکم نہیں ملا ہے اس کو ایک ایسی رائے کے ساتھ انجام دو گویا وہ تمہارے والی اور اس کے خیر خواہوں کا حکم ہے۔

یہ سن کر ان لوگوں نے کہا بتلاؤ تمھاری کیا رائے ہے، خالدؓ نے کہا، ابوبکرؓ نے ہم لوگوں کو یہ خیال کر کے بھیجا تھا کہ ہم اس مہم کو آسانی سے سر کر لیں گے، اگر ان کو یہاں کے واقعات اور حالات کا علم ہوتا تو وہ تم کو متفرق رکھنے کے بجائے اکٹھا رکھتے مسلمانوں کے لئے یہ موقع اس سے پہلے کے مواقع کی بہ نسبت بہت سخت ہے اور مشرکین کو چونکہ کافی مدد مل گئی ہے اس لئے ان کے حق میں ساز گار ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ دنیا نے تم کو متفرق کر دیا ہے اللہ اکبر تم میں سے ہر ایک شخص الگ الگ شہر کے لئے نامزد کر دیا گیا ہے، اگر تم ان سرداروں میں سے کسی ایک کے مطیع ہو جاؤ تو اس سے نہ تمہارے مراتب میں فرق آئے گا اور نہ اس کو کوئی بڑائی حاصل ہو گی کسی ایک کو اپنا امیر تسلیم کر لینے سے خدا اور خلیفۂ رسول کے نزدیک تمھارا درجہ کم نہ ہوگا، دیکھو دشمن کی تیاری کتنی عظیم الشان ہے اگر آج ہم نے ان کو خندق میں دھکیل دیا تو پھر ہمیشہ دھکیلتے رہیں گے اور اس کے برعکس اگر آج انھوں نے ہمیں شکست دے دی تو آیندہ ہمارے پنپنے کا کوئی امکان نہیں، ہونا یہ چاہئے کہ امارت کے عہدے کو باری باری کر دیا جائے آج ہم میں سے ایک شخص امیر ہو کل دوسرا اور پرسوں تیسرا یہاں تک کہ آپ سب کو امیر بننے کا موقع ملجائے، اور آج کا امیر مجھے بنا دو، چنانچہ سب نے خالدؓ کو امیر تسلیم کر لیا۔ یہ لوگ یہ سمجھتے تھے کہ رومیوں کی آج کی یورش بھی اور دنوں کی طرح کی ہے اور ابھی یہ چپقلش اور طول کھینچے گی، مگر اب کی دفعہ رومیوں کی صف آرائی ایسی باضابطہ تھی کہ اس کی مثال اس سے قبل دیکھنے میں نہیں آئی تھی اس کے مقابلے میں خالدؓ نے اپنے لشکر کو جس طریقے سے مرتب کیا وہ عربوں کے لئے بالکل نیا تھا۔

خالدؓ نے اپنی فوج کو بہت سے دستوں میں منقسم کر دیا جن کی تعداد چھتیس تا چالیس بیان کی جاتی ہے خالدؓ نے کہا تمہارے دشمن کی تعداد بہت زیادہ ہے اور

وہ اپنی کثرت پر اترایا ہوا ہے ایسی ترتیب کہ ہمارا لشکر دشمن کو بظاہر زیادہ نظر آئے صرف یہ ہے کہ اس کے بہت سے دستے بنا دیے جائیں۔ چنانچہ خالدؓ نے قلب کے متعدد دستے بنائے اور ان پر ابو عبیدہ کو متعین کیا، اور میمنے کے متعدد دستے بنا کر اُن پر شرجیل کو متعین کیا، میسرے کے کئی دستے بنائے اور اُن پر یزید بن ابی سفیان کو متعین کیا، عراق کی فوجوں کے ایک دستے پر قعقاع بن عمرو تھے، ایک دستے پر مذعور بن عدی، اور ایک دستے پر عیاض بن غنم ایک دستے پر ہاشم بن عُتبہ، ایک دستے پر زیاد بن حنظلہ، اور خالد بن سعید ایک دستے میں تھے اور خالد بن سعید کے بھاگے ہوئے لوگوں کے ایک دستے پر وحید بن خلیفہ، اور ایک دستے پر امرؤ القیس ایک دستے پر یزید بن یحنس، ایک دستے پر ابو عبیدہ ایک دستے پر عکرمہ، ایک دستے پر سہیل، ایک دستے پر عبد الرحمٰن بن خالد، اُنکی عمر اس وقت اٹھارہ سال کی تھی، ایک دستے پر حبیب بن مسلمہ، ایک دستے پر صفوان بن امیہ، ایک دستے پر سعید بن خالد، ایک دستے پر ابو الاعور بن سفیان ایک دستے پر ابن ذی الخمار، اور میمنے کے ایک دستے پر عمارہ بن مخشی بن خویلد، ایک دستے پر شرجیل ان کے ساتھ خالد بن سعید بھی تھے، ایک دستے پر عبداللہ بن قیس، ایک دستے پر عمرو بن عبسہ، ایک دستے پر سمط الاسود، ایک دستے پر ذو الکلاع، ایک اور پر معاویہ بن حُدیج، ایک دستے پر جندب بن عمرو بن حممہ، ایک دستے پر عمرو بن فلان، ایک دستے پر لقیط بن عبد القیس بن بجرہ جو بنی فزارہ میں کے بنی ظفر کے حلیف تھے اور میسرے میں ایک دستے پر یزید بن ابی سفیان، ایک دستے پر زبیرؓ، ایک دستے پر حوشب ذو ظلیم ایک دستے پر قیس بن عمرو بن زید بن عوف بن مبذول بن مازن بن صعصعہ جو قبیلۂ ہوازن سے تھے اور بنی نجار کے حلیف تھے، ایک دستے پر عصمہ بن عبداللہ جو بنی نجار کے حلیف اور بنی اسد میں سے تھے ایک دستے پر ضرار بن الازور، ایک دستے پر مسروق بن فلان، ایک دستے پر عتبہ بن ربیعہ بن بہز جو بنی عصمہ کے حلیف تھے، ایک دستے پر جاریہ بن عبداللہ الاشجعی جو بنی سلمہ کے حلیف تھے ایک دستے پر قباث تھے، اور لشکر کے قاضی ابو الدرداء تھے اور قصہ گو ابو سفیان بن حرب تھے اور ہر اول کے افسر قُباث بن اشیم اور سامان کے افسر عبداللہ بن مسعود تھے۔

نیز ایک روایت میں یہ ہے کہ اس لشکر کے قاری مقداد تھے، بدر کے بعد رسول اللہ صلعم نے یہ سنت جاری فرمادی تھی کہ مقابلے کے وقت جہاد کی صورت یعنی سورۂ انفال تلاوت کی جائے بعد میں مسلمانوں نے اس پر ہمیشہ عمل کیا۔

عبادہ اور خالد کا بیان ہے کہ یرموک کی جنگ میں ایک ہزار صحابۂ رسول اللہ صلعم

شریک تھے اور ان میں ایک سو وہ صحابہ تھے جن کو شرکت بدر کی سعادت حاصل ہو چکی تھی، ابو سفیان کچھ دور چلتے پھر دستوں کے سامنے ٹھیر جاتے اور یہ کہتے اللہ اللہ تم حامیانِ عرب اور انصار اسلام ہو اور وہ حامیان روم اور انصار شرک ہیں الٰہی یہ جنگ صرف تیرے نام کے لئے ہے اے خدا اپنے ان بندوں پر اپنی مدد نازل فرما۔

ایک شخص نے خالدؓ سے کہا او ہو رومی کتنے زیادہ ہیں اور مسلمان کتنے کم ہیں! خالدؓ نے کہا او ہو رومی کتنے کم اور مسلمان کتنے زیادہ ہیں! اس کے بعد آپ نے کہا فوجیں نصرت سے کثیر اور ناکامی سے قلیل ہوتی ہیں نہ کہ آدمیوں کی تعداد سے، اے کاش میرے کمیت کا پاؤں اچھا ہوتا پھر چاہے دشمن تعداد میں دو گنے ہوتے، خالدؓ کے گھوڑے کا پاؤں چلتے چلتے زخمی ہو گیا تھا۔

تمام انتظامات سے فارغ ہو کر خالد نے عکرمہ اور قعقاع کو جو قلب کے دونوں بازوؤں پر متعین تھے جنگ کے شروع کرنے کا حکم دیا چنانچہ ان دونوں صاحبوں نے رجزیہ اشعار پڑھ کر جنگ کو شروع کر دیا۔ جنگ کی آگ بھڑک گئی، لوگ ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑے اور سواروں پر سوار حملے کرنے لگے یہاں یہ ہو ہی رہا تھا کہ اتنے میں مدینے سے برید آیا سواروں نے اس کو گھیر لیا اور پوچھا کہو کیا خبر ہے اس نے کہا کچھ نہیں خیریت ہے، تمھاری امداد کے لئے فوجیں آ رہی ہیں، مگر اصل واقعہ یہ تھا کہ وہ ابو بکرؓ کی وفات کی اطلاع اور ابو عبیدہ کی امارت کا حکم لایا تھا، لوگوں نے برید کو خالدؓ کے پاس پہنچا یا، اس نے خالدؓ کو چپکے سے ابو بکرؓ کی وفات کی اطلاع دی، اور فوج کے لوگوں سے جو کچھ کہا تھا اس سے بھی خالدؓ کو باخبر کر دیا، خالدؓ نے کہا تم نے بہت اچھا کیا، تم ٹھیرو، اور اس کے ہاتھ سے خط لیکر اپنے ترکش میں ڈال لیا کیونکہ خالدؓ کو اندیشہ ہوا کہ اگر یہ خبر لشکر کو معلوم ہو گئی تو ان میں ابتری پھیل جائے گی، محمیہ بن زُنیم خالدؓ کے پاس کھڑے ہو گئے مدینے کے قاصد یہی تھے۔

جرجہ اپنی فوج سے نکل کر دونوں صفوں کے درمیان کھڑا ہو گیا اور آواز دی خالدؓ اپنی فوج سے نکل کر میرے پاس آئیں، خالد بڑھ کر اس کے پاس پہنچے اور اپنی جگہ ابو عبیدہ کو کھڑا کر گئے، جرجہ نے خالدؓ کو دونوں صفوں کے درمیان ٹھیرا لیا، دونوں اتنے قریب ہو گئے کہ ان کے گھوڑوں کی گردنیں آپس میں مل گئیں کیونکہ دونوں نے

ایک دوسرے کو امان دیدی تھی۔

جرجہ نے کہا اے خالدؓ سچ کہنا، جھوٹ نہ بولنا، شریف جھوٹا نہیں ہوتا، اور نہ مجھے دھوکا دینا کیونکہ کریم النفس انسان ایسے شخص کو دھوکا نہیں دیتا جو خدا کا واسطہ دیکر آتا ہے، کیا اللہ نے تمہارے نبی پر آسمان سے کوئی تلوار اُتاری ہے اور انھوں نے وہ تلوار تم کو دے دی ہے کہ تم جس قوم پر اس تلوار کو کھینچتے ہو وہ شکست ہی پاتی ہے، خالدؓ نے کہا ایسا تو نہیں ہے جرجہ نے پوچھا پھر تمھارا نام سیف اللہ کیوں ہے خالدؓ نے کہا اللہ نے ہم میں اپنے ایک نبی کو مبعوث کیا اس نے ہم کو دعوت دی پہلے تو ہم میں سے کسی نے اس کی بات نہ مانی بلکہ اس سے الگ الگ رہے مگر کچھ عرصے کے بعد بعض لوگوں نے اس کی تصدیق کی اور اس کے پیرو ہو گئے اور بعض اس سے دور رہے اور اس کو جھٹلایا، میں بھی ان لوگوں میں سے تھا جنھوں نے اس کی تکذیب کی اس سے دور رہے اور اس سے لڑے۔ مگر پھر اللہ نے ہمارے دلوں اور پیشانیوں کو پکڑ لیا اور ہم کو ہدایت دی ہم نے اس کی پیروی کی، پھر اس پیغمبر خدا نے مجھ کو فرمایا کہ تم اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہو جس کو اللہ نے مشرکین پر کھینچا ہے آپ نے میرے لئے نصرت کی دعا فرمائی ہے، یہی وجہ ہے کہ میں سیف اللہ مشہور ہوں اور مشرکوں کے لئے سب سے زیادہ سخت مسلمان ہوں، جرجہ نے کہا بیشک تم مجھ سے سچ سچ کہہ رہے ہو۔

جرجہ نے پھر کہا اے خالدؓ بتلاؤ تم مجھے کن باتوں کی طرف دعوت دیتے ہو خالد نے کہا میں تم کو اس امر کی طرف دعوت دیتا ہوں کہ تم شہادت دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمدؐ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اور اقرار کرو کہ محمدؐ جو کچھ لائے ہیں وہ اللہ کی طرف سے ہے، جرجہ نے کہا اور جو شخص تمھاری اس بات کو نہ مانے، خالد نے کہا وہ جزیہ ادا کرے ہم اس کے جان مال کی حفاظت کریں گے، جرجہ نے کہا اگر کوئی جزیہ بھی نہ دے، خالد نے کہا ہم اس کو اعلان جنگ دیں گے اور اس کے بعد اس سے لڑیں گے، جرجہ نے کہا اچھا جو شخص تمھاری اس دعوت کو آج قبول کرے اس کا درجہ کیا ہو گا خالد نے کہا خدا تعالیٰ نے ہم پر جو فرائض عائد کئے ہیں ان کے لحاظ سے اعلیٰ، ادنیٰ اور اول، آخر سب

مساوی اور ہم رتبہ ہیں۔

جرجہ نے کہا اے خالد جو شخص آج تمہارے مذہب میں داخل ہوتا ہے کیا اس کو وہی اجر و ثواب ملےگا جو تم کو ملیگا خالدؓ نے کہا ہاں بلکہ ہم سے زیادہ، اس نے کہا وہ تمہارے برابر کیسے ہو سکتا ہے حالانکہ تم اس سے سبقت رکھتے ہو، خالد نے کہا اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم لوگ اسلام میں اس وقت داخل ہوئے تھے اور اپنے نبی صلعم سے ہم نے اس وقت بیعت کی تھی جبکہ وہ ہم میں بقید حیات تھے آسمان پر سے آپ پر خبریں آتی تھیں آپ ہم کو کتابوں کی خبریں سناتے تھے اور اللہ کی نشانیاں دکھاتے تھے، ہماری طرح جس شخص نے یہ چیزیں دیکھی اور سنی ہیں اس کا تو فرض تھا کہ وہ اسلام قبول کر کے آپ سے بیعت کر لے مگر تم نے وہ عجیب باتیں اور وہ خدائی نشانیاں کہاں دیکھی یا سنی ہیں جن کا ہم کو موقع ملا ہے، اس لئے تم میں سے جو شخص صداقت اور خلوص نیت سے اس دین میں داخل ہوگا وہ ہم سے افضل ہوگا۔

جرجہ نے کہا خالدؓ قسمیہ کہو کہ تم نے مجھ سے یہ سب باتیں سچ کہی ہیں تم نے مجھے دھوکا تو نہیں دیا اور نہ میرا دل خوش کرنا چاہا، خالدؓ نے کہا بخدا میں نے تم سے سچ کہا ہے، مجھے تمہارا یا تم میں سے کسی کا ڈر اخوف نہیں ہے خدا گواہ ہے کہ میں نے تمہارے سوالات کا جواب ٹھیک ٹھیک دیا ہے، جرجہ نے کہا میں آپ کی صداقت کو تسلیم کرتا ہوں، پھر اس نے اپنی ڈھال کو پلٹ دیا اور خالدؓ کے ساتھ چلا آیا اور اُن سے درخواست کی کہ آپ مجھے اسلام کی تعلیم دیجئے خالدؓ جرجہ کو اپنے ہمراہ اپنے خیمے میں لائے، اس کے اوپر مشکیزہ اونڈیل کر آپ نے اسکو غسل کرایا اس کے بعد جرجہ نے دو رکعت نماز پڑھی۔

جرجہ کو خالدؓ کے ساتھ پلٹتے دیکھ کر رومیوں نے حملہ کر دیا وہ سمجھے کہ جرجہ حملہ کرتا ہوا جا رہا ہے رومیوں نے اس حملے سے مسلمانوں کو اُن کی جگہ سے ہٹا دیا مگر مددگار دستے جن کے افسر عکرمہ اور حارث بن ہشام تھے اپنی جگہ جمے رہے، اس کے بعد خالدؓ اور ان کے ساتھ جرجہ اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر واپس آئے اس وقت رومی مسلمانوں کی فوج میں گھسے ہوئے تھے، خالدؓ نے مسلمانوں کو للکارا

جس سے اُن کے قدم جم گئے اور رومی اپنی جگہوں کو واپس ہو گئے، خالدؓ رومیوں پر چڑھ دوڑے تلواروں پر تلواریں چلنے لگیں یہاں تک کہ دن چڑھتے سے لے کر غروب آفتاب تک خالد اور جرجہ دشمنوں کی گردنیں اُڑاتے رہے آخر کار جرجہ شہید ہو گئے، جرجہ نے بجز اُن دو رکعات کے جو انھوں نے اسلام لانے کے وقت پڑھی تھیں اور کوئی نماز سجدے کے ساتھ ادا نہیں کی، ظہر اور عصر کی نمازیں سب نے اشاروں سے ادا کی تھیں۔

رومیوں کے پاؤں اکھڑ گئے خالدؓ ان کے قلب میں سواروں اور پیدلوں کے بیچ میں گھس گئے دشمنوں کا یہ میدان لڑنے کے لئے تو کافی وسیع تھا مگر بھاگنے کے لئے اس کا راستہ تنگ تھا خالدؓ آگے بڑھ آئے تو دشمن کے سواروں کو بھاگنے کا راستہ مل گیا اور وہ بھاگ گئے اور اپنی پیدل فوج کو میدان جنگ میں چھوڑ گئے اُن بھاگنے والوں کو ان کے گھوڑے جنگل میں اِدھر اُدھر بھگائے لئے پھرنے لگے۔ اس وقت مسلمانوں نے نمازیں دیر کر دی چنانچہ فتح حاصل ہونے کے بعد نماز ادا کی۔

مسلمانوں نے یہ دیکھ کر کہ رومی سوار بھاگنا چاہتے ہیں ان کو راستہ دیدیا اور اور مزاحم نہیں ہوئے یہ لوگ بھاگ کر مختلف شہروں میں منتشر ہو گئے۔ پھر خالدؓ اور مسلمان پیدلوں کی طرف متوجہ ہوئے اور ان کو کاٹ کاٹ کر یہ حالت کر دی گویا کہ ایک عظیم الشان دیوار تھی جو منہدم ہو گئی، رومی اپنی خندق میں گھس گئے خالد وہاں بھی پہنچے وہاں سے جان بچا کر رومیوں نے واقوصہ کی گھاٹی کی طرف رُخ کیا جن لوگوں کے پاؤں میں بیڑیاں اور زنجیریں پڑی ہوئی تھیں، وہ اس گھاٹی میں دھڑا دھڑ گرنے لگے بلکہ ان میں سے جو لڑنے کے لئے جم کر کھڑے رہنا چاہتے ان کو وہ لے مرتا جیکے دل پر دہشت طاری ہوئی تھی ایک ایک کے گرنے سے دس دس کی جان پر آبنتی تھی، ذرا دو آدمی جھکتے اور ان کے ساتھ کے باقی لوگ بے بس ہو جاتے، ایک لاکھ بیس ہزار رومی واقوصہ کی گھاٹی کی نذر ہوئے ان میں سے اسی ہزار پابجولاں تھے اور چالیس ہزار کھلے ہوئے یہ تعداد ان سواروں اور پیدلوں کے علاوہ ہے جو معرکے میں قتل ہوئے، اس جنگ کے مال غنیمت میں سے ہر سوار کو پندرہ سو کا حصہ دیا گیا تھا۔

فیقار اور بعض دوسرے معزز رومی سرداروں نے مارے شرم اور غیرت کے

اپنی ٹوپیوں سے اپنے منہ چھپا لئے اور بیٹھ گئے اور کہا آج اگر ہم نصرانیت کی حمایت کرنے اور یوم مسرت دیکھنے کے قابل نہیں ہیں تو ہم اس ذلت اور بدبختی کے دن کو بھی دیکھنا نہیں چاہتے چنانچہ اُن لوگوں کو اسی حالت میں قتل کر دیا گیا۔

خالدؓ خندق میں داخل ہونے کے بعد تذارق کے خیمے میں جا ٹھہرے اور صبح تک اسی میں قیام کیا آپ کے سوار اس خیمے کو ٹھیرے رہے اور لوگ صبح تک قتل و غارت میں مصروف رہے۔

اُسی روز عکرمہ بن ابی جہل نے جوش میں آ کر کہا میں وہ شخص ہوں جس نے ہر میدان میں رسول اللہ صلعم سے جنگ کی ہے، کیا آج کی لڑائی میں تم سے ڈر کر بھاگ جاؤں گا، اس کے بعد عکرمہ نے بلند آواز سے کہا آؤ موت کے لئے کون بیعت کرتا ہے، یہ سنتے ہی حارث بن ہشام اور ضرار بن الازور اور اُن کے علاوہ چار سو ذی مرتبت مسلمانوں اور شہ سواروں نے عکرمہ کے ہاتھ پر موت کے لئے بیعت کی انھوں نے خالد کے خیمے کے سامنے قتل کا بازار گرم کر دیا جب لڑتے لڑتے یہ لوگ زخموں سے چور ہو گئے تو میدان سے اٹھا کر لائے گئے ان میں سے اکثر مجاہد شہید ہو گئے کچھ لوگ تندرست ہوئے جن میں سے ایک ضرار بن الازور ہیں۔

جب صبح ہوئی تو لوگ عکرمہ کو زخمی حالت میں خالدؓ کے پاس لائے خالدؓ نے انکا سر اپنی ران پر رکھا اس کے بعد اسی حالت میں عکرمہ کے بیٹے عمرو کو لائے خالدؓ نے اُن کا سر اپنی پنڈلی پر رکھا خالدؓ ان دونوں جانباز باپ بیٹے کے منہ سے خون پوچھتے جاتے اور ان کے حلق میں پانی کے قطرے ٹپکاتے جاتے اور کہتے جاتے تھے کہ ابن الخنتمہ نے غلط کہا تھا کہ ہم لوگ حصول شہادت سے گریز کریں گے۔

ابو امامہ اور عبادہ بن الصامت جنگ یرموک میں شریک تھے ابو امامہ کا بیان ہے کہ یرموک کے معرکے میں مسلمان عورتیں بھی لڑی تھیں چنانچہ ابوسفیان کی بیٹی جویریہ بھی ایک جماعت کے ساتھ نکل کر لڑی تھیں یہ اپنے شوہر کے ساتھ تھیں ایک شدید لڑائی کے بعد شہید ہو گئیں۔ اسی روز ابوسفیان کی آنکھ میں ایک تیر آ کر لگا تھا جس کو ابو حثمہ نے اُن کی آنکھ سے نکالا تھا۔

ارطاۃ بن جُہیش کی روایت ہے کہ یرموک کی لڑائی میں اَشتر موجود تھے

یہ جنگ قادسیہ میں شریک نہیں ہوئے تھے اُس روز رومیوں کی صف میں سے ایک شخص نکل کر آیا اور اس نے للکارا کون مقابلے پر آتا ہے یہ سن کر اشتر اس کے مقابلے کے لئے نکلے دونوں نے ایک دوسرے پر وار چلائے، اشتر نے کہا یہ لے اور میں ایادی نوجوان ہوں، رومی نے کہا کہ خدا نے تجھ ایسے میری قوم میں بکثرت پیدا کئے ہیں، اگر تو میری قوم سے نہ ہوتا تو میں رومیوں کے لئے تجھ کو ختم کر دیتا مگر اب میں ان کی مدد نہیں کرتا۔

جنگ یرموک میں تین ہزار مسلمان زخمی اور شہید ہوئے تھے اُن میں یہ لوگ بھی تھے عکرمہ، عمرو بن عکرمہ، سلمہ بن ہشام، عمرو بن سعید، ابان بن سعید، خالد بن سعید یہ تندرست ہو گئے تھے پھر معلوم نہیں انکا کہاں انتقال ہوا ہے، اور جندب بن عمرو بن حمہ دوسی اور طفیل بن عمرو، اور ضرار بن الازور یہ تندرست ہو کر زندہ رہے، اور طلیب بن عُمیر بن وہب جو بنی عبد بن قصی سے تھے اور ہبار بن سفیان اور ہشام بن العاص۔

عمرو بن میمون اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جب خالد شام کو اہل یرموک کی امداد کے لئے جا رہے تھے تو اُن کو رومی علاقے کا ایک عرب ملا، اُس نے کہا اے خالد رومیوں کی تعداد دو لاکھ یا اس سے بھی زیادہ ہے اس لئے اگر تم اپنے مددگاروں میں واپس چلے جاؤ تو بہتر ہے، خالدؓ نے کہا کیا تو مجھے رومیوں سے ڈراتا ہے، خدا کی قسم میری آرزو تو یہ ہے کہ میرے گھوڑے کا پاؤں تندرست ہو اور رومی اپنی تعداد سے دو چند ہوں، چنانچہ خدا نے رومیوں کو باوجود کثرت تعداد کے خالد کے ہاتھوں شکست دی۔

ارطاۃ بن جُہیش کہتے ہیں کہ اُس روز خالدؓ نے یہ کہا، تعریف اُس خدا کے لئے زیبا ہے جس نے ابوبکرؓ پر موت کا حکم جاری کر دیا، وہ مجھے عمرؓ سے زیادہ محبوب تھے، اور تعریف اُس خدا کے لئے زیبا ہے جس نے عمرؓ کو حاکم بنا دیا وہ مجھے ابوبکرؓ کے مقابلے میں ناپسند تھے مگر پھر مجھ سے جبراً ان کی محبت کرائی۔

خالد بن سعید کی شکست یابی سے پہلے ہرقل حج کے لئے بیت المقدس گیا ہوا تھا، ابھی وہ وہاں مقیم تھا کہ اس کو مسلمانوں کے لشکر کے قریب آنے کی اطلاع ملی، اس نے رومی سرداروں کو جمع کر کے کہا کہ میری رائے میں تم ان لوگوں سے

جنگ نہ کرو بلکہ مصالحت کر لو، کیونکہ خدا کی قسم اگر شام کی نصف آمدنی کو اُن کو دیدو اور نصف تم رکھو اور اس کے معاوضے میں روم کے تمام پہاڑ تمھارے قبضے میں رہ جائیں تو یہ اس سے کہیں بہتر ہے کہ وہ لوگ روم کے پہاڑوں میں تمھارے حصہ دار بن جائیں ہرقل کی یہ بات سن کر اس کے بھائی اور داماد نے بہت ناک چڑھائی اور دوسرے حاضرین نے بھی اس کی رائے کو ناپسند کیا۔

ہرقل نے یہ دیکھ کر کہ یہ لوگ اس کے مشورے کے مخالف اور اس پر معترض ہیں اپنے بھائی کو مقابلے کے لئے بھیجا اور افسران فوج کا تعین کیا اور مسلمانوں کے ہر لشکر کے مقابلے کے لئے الگ لشکر روانہ کیا، اور جب مسلمانوں کے لشکر سب ایک جگہ جمع ہو گئے تو اس نے بھی اپنی فوجوں کو حکم دیا کہ سب ایک وسیع اور مستحکم مقام پر پڑاؤ ڈالیں، اس لئے وہ لوگ واقوصہ میں ٹھیرے اور خود ہرقل بیت المقدس سے حمص میں آگیا، یہاں آکر جب اس کو یہ اطلاع ملی کہ خالدؓ نے سُوی پر پہنچ کر پہلے اس کے خاندان اور املاک کا خاتمہ کر دیا ہے پھر بُصریٰ جا کر اس کو بھی فتح کر لیا ہے اور عذراء کی بھی اینٹ سے اینٹ بجا دی ہے تو اس نے اپنے اہل دربار سے کہا دیکھا، میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ تم ان لوگوں سے نہ لڑو تم میں اس قوم سے مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں ہے، اُن کا دین ایک نیا دین ہے جو اُن کے صبر و ثبات کو تقویت پہنچاتا رہتا ہے ان کے مقابلے میں جانا گویا موت کے منہ میں جانا ہے۔

اہل دربار نے ہرقل کی یہ گفتگو سن کر کہا کہ آپ کو چاہئے کہ اپنے دین کی حفاظت کے لئے جنگ کریں، لوگوں کو بزدل نہ بنائیں اور جو آپ کا فریضہ ہے اس کی انجام دہی میں کوتاہی نہ کریں، ہرقل نے کہا، میری خواہش اور کیا ہو سکتی ہے میں بھی تو تمھارے مذہب کی ترقی کا دل سے شیدا ہوں۔

جب اسلامی فوجیں یرموک پہنچیں تو مسلمانوں نے رومیوں کے پاس یہ کہلا بھیجا کہ ہم تمھارے سپہ سالار سے ملنا اور گفتگو کرنا چاہتے ہیں لہذا ہمیں اس کا موقع دو اس کی اطلاع رومی سپہ سالار کو کی گئی، اس نے مسلمانوں کے وفد کو آنے کی اجازت دی اس وفد کے ارکان حسب ذیل حضرات تھے، (ابو عبیدہ، یزید بن ابی سفیان، حارث بن ہشام، ضرار بن الازور اور ابو جندل بن سہیل، اس روز بادشاہ کے بھائی کے

لشکر کے بیچ میں تیس ریشمی خیمے نصب کئے گئے تھے اور اُن پر تیس دیبا کے پردے آویزاں کئے گئے تھے، جب مسلمانوں کا وفد اُن آراستہ خیموں کے پاس پہنچا تو اُنھوں نے اُس کے اندر قدم رکھنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ ہمارے مذہب میں ریشم کا استعمال حرام ہے تمھارے سپہ سالار کو چاہئے کہ ہم سے ملنے کے لئے باہر آئے، مجبوراً اس کو باہر کے فرش پر آنا پڑا، اس واقعے کی اطلاع ہرقل کو ہوئی تو اس نے کہا کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا، یہ پہلی ذلت ہے، مگر شام، اے کاش شام برباد ہوا افسوس رومی منحوس بچے کی وجہ سے ہلاک ہو گئے، رومیوں اور مسلمانوں کی مصالحت کی گفتگو ناکام رہی ابو عبیدہ اور اُن کے رفقاء واپس آگئے اور رومیوں کو دھمکی دے کر آئے چنانچہ لڑائی ہوئی اور مسلمان فتح یاب ہوئے۔

شام کے لوگوں اور بوڑھوں کا بیان ہے کہ جس روز خالدؓ امیر لشکر بنے اسی رات کو اللہ نے رومیوں کو شکست دی، مسلمان گھاٹی کی چٹانوں پر چڑھ دوڑے اور لشکر کے مال پر قابض ہو گئے اس جنگ میں رومیوں کے بڑے ذی مرتبت لوگ بڑے بڑے سردار اور ستر سوار قتل ہوئے ہرقل کا بھائی تذارق بھی گرفتار اور قتل ہوا اس ہزیمت کی اطلاع ہرقل کو ہوئی وہ اس وقت حمص سے اِس طرف مقیم تھا، وہ فوراً وہاں سے چل دیا اور حمص کو اپنے اور اپنی فوج کے درمیان کر لیا اور دمشق کی طرح یہاں بھی ایک شخص کو امیر بنا کر حمص میں چھوڑ گیا، شکست دینے کے بعد مسلمان سواروں کے دستوں نے رومیوں کا دور تک تعاقب کیا، جب منصب امارت ابو عبیدہ کو ملا تو انھوں نے کوچ کا حکم دیدیا مسلمان رومیوں کا پیچھا کرتے ہوئے سفر کرتے رہے یہاں تک کہ انھوں نے مرج الصفر میں اپنی فوجوں کو ٹھیرایا۔

ابو امامہ کہتے ہیں کہ مرج الصفر پہنچ کر مجھ کو طلایہ گردی کے لئے روانہ کیا گیا میرے ساتھ دو سوار اور تھے میں غوطہ پہنچا اور اس کے مکانوں اور درختوں کے درمیان پھر کر حالات معلوم کرتا رہا، میرے ایک رفیق نے کہا، جہاں تک کا تم کو حکم دیا گیا تھا وہاں تک پہنچ چکے ہو اب واپس چلو اور ہماری جانیں نہ گنواؤ، میں نے اس سے کہا اچھا تم صبح تک یا میری واپسی تک یہیں ٹھیرو اور میں آگے چلا یہاں تک کہ شہر پناہ کے دروازے تک پہنچ گیا وہاں مجھے ایک شخص بھی باہر پھرتا ہوا نظر

نہیں آیا، میں نے اپنے گھوڑے کی لگام نکالی اور توبرا اس کے منہ میں لٹکا دیا اور اپنے نیزے کو زمین میں گاڑ دیا اس کے بعد اپنا سر رکھ کر سو گیا جب دروازہ کھولنے کے لئے کنجی کو حرکت دی گئی اس وقت میں بیدار ہوا، میں اٹھا، صبح کی نماز ادا کی، پھر گھوڑے پر سوار ہوا، اس کے بعد دربان پر نیزے سے حملہ کر کے اس کا کام تمام کیا اور وہاں سے جلدی سے واپس ہوگیا، اندر کے لوگ مجھے پکڑنے کے لئے نکلے مگر اس ڈر سے کہ مبادا میرا کوئی ساتھی کمین میں بیٹھا ہو، مجھ سے الگ الگ رہے، اتنی دیر میں میں اپنے اس رفیق کے پاس پہنچ گیا جس کو وہاں کھڑا کر آیا تھا، جب ان لوگوں نے اس کو دیکھا تو کہا ہاں اس کا کمین وہ ہے اب وہ اپنے کمین کے پاس پہنچ گیا، پھر وہ لوگ واپس ہو گئے۔ اس کے بعد میں اور میرا ساتھی چلکر اپنے پہلے ساتھی کے پاس پہنچے اور وہاں سے روانہ ہو کر ہم مسلمانوں کے لشکر میں داخل ہو گئے۔

ابو عبیدہ نے ارادہ کر لیا تھا کہ عمرؓ کی رائے اور ان کا حکم آنے تک یہاں سے نہیں ٹلوں گا چنانچہ جب حکم آگیا تو وہاں سے انھوں نے کوچ کیا اور دمشق پر آکر اُترے اور یرموک میں بشیر بن کعب بن ابی الحمیری کو فوج کا ایک دستہ دیکر چھوڑ آئے۔

قُباث کہتے ہیں کہ فتح یرموک کی اطلاع لے جانے والے وفد میں جو مدینے جا رہا تھا، میں بھی شریک تھا اس جنگ میں ہم لوگوں کو بہت کافی مال غنیمت ملا تھا، اس سفر میں ہمارا رہبر ہم کو ایک ایسے شخص کے چشمے پر لے گیا جس کی زمانۂ جاہلیت میں میں نے شاگردی کی تھی۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ جب میں بڑا ہو گیا اور مجھ کو یہ احساس ہوا کہ اپنے لئے کچھ کمانا چاہئے تو بعض لوگوں نے مجھے اس شخص کا پتا دیا، میں اس کے پاس پہنچا اور اپنا ارادہ ظاہر کیا اس نے کہا تم نے بہت اچھا کیا کہ میرے پاس چلے آئے، میں نے اس شخص کو دیکھا تو وہ عرب کے شیروں میں سے ایک شیر تھا اس کے کھانے کی یہ کیفیت تھی کہ ایک دن میں اونٹ کا پٹھا مع کھال کے چٹ کر جاتا تھا اور پٹھے کے علاوہ اتنا ہی اور گوشت کھا جاتا تھا صرف اتنا باقی چھوڑتا کہ جس سے میرا پیٹ بھر جائے۔ جب وہ کسی قبیلے پر غارتگری کے لئے جاتا تو مجھ کو

قریب میں چھوڑ دیتا تھا، اور کہتا کہ جب کوئی شخص تمھارے پاس سے یہ رجز گاتا ہوا گزرے تو تم سمجھ جانا کہ وہ میں ہوں اور میرے ساتھ لگ جانا، اس طرح ایک عرصے تک میں اس کے ساتھ رہا اس نے میرے لئے کافی مال جمع کر دیا، وہ مال لے کر میں اپنے گھر آیا، وہ میری پہلی کمائی تھی، اس کے بعد میں اپنی قوم کا سردار ہو گیا اور عرب کے بڑے لوگوں میں میرا اشمار ہونے لگا۔

جب ہمارا رہبر ہم کو اس چشمے پر لایا تو میں نے اس جگہ کو پہچان لیا، میں نے لوگوں سے اس شخص کا مکان دریافت کیا انھوں نے کہا ہم کو معلوم نہیں مگر یہ معلوم ہے کہ وہ زندہ ہے اس کے بعد مجھے اس کا پتا مل گیا میں اس کے لڑکوں کے پاس پہنچا جو میرے بعد پیدا ہوئے ہوں گے اُن سے میں نے اپنا واقعہ بیان کیا لڑکوں نے کہا کہ آپ کل تشریف لائیے کیونکہ صبح کے وقت اس کی حالت ذرا اس قابل ہوتی ہے کہ آپ اُس سے مل سکیں، چنانچہ میں صبح کو اُس کے پاس گیا اس کے لڑکوں نے اُس کو اُس کی کھوہ سے باہر نکالا اور مجھ سے ملاقات کرانے کے لئے اس کو بٹھایا، دیر تک میں اس کو پچھلے واقعات یاد دلاتا رہا، آخر اس کو یاد آگیا اور شوق سے سننے لگا اور سن سن کر مزے لے لیکر جھومنے لگا اور مجھ سے کہتا رہا اور سناؤ ہم دونوں دیر تک بیٹھے ہوئے باتیں کرتے رہے یہاں تک کہ اس کے لڑکوں کو اب ہمارا بیٹھنا گراں گزرنے لگا اس لئے انھوں نے اس کو کسی ایسی چیز سے جس سے وہ ڈرنے لگا تھا ڈرایا تاکہ وہ اپنے غار میں گھس جائے یہ بات اس کی عقل میں آگئی اور مجھ سے کہا کہ اُس زمانے میں میں کسی چیز سے نہیں ڈرتا تھا میں نے کہا بیشک اس کے بعد میں نے اس کو اس کے سب گھر والوں کو کچھ دیکر ان کے ساتھ کچھ سلوک کیا اور پھر چلا آیا۔

مروان بن الحکم نے قباث سے سوال کیا کہ تم بڑے ہو یا رسول اللہ صلعم؟ قُباث نے کہا کہ رسول اللہ صلعم مجھ سے بڑے ہیں مگر میں آپ سے پہلے پیدا ہوا ہوں۔ مروان نے پوچھا تمھیں سب سے زیادہ پرانی کیا بات یاد ہے قُباث نے کہا کہ ہاتھی کی لینڈیاں ایک سال تک، پھر پوچھا تم نے عجیب ترین چیز کیا دیکھی ہے قُباث نے کہا کہ قبیلۂ قضاعہ کا ایک شخص دیکھا ہے جب میں جوان ہو گیا اور کچھ کمانے کا خیال ہوا تو مجھ کو ایسے شخص کی تلاش ہوئی جس کے ساتھ رہ کر میں بھی لوٹ مار کیا کروں مجھے لوگوں

نے اس کا پتا دیا، اور وہی قصہ مروان کو سنایا جو اوپر بیان ہو چکا ہے۔

صالح بن کیسان کی روایت ہے کہ جب اسلامی فوج روانہ ہوئی اس وقت ابوبکرؓ یزید بن ابی سفیان کو نصیحتیں کرتے ہوئے مدینے سے باہر تک آئے تھے یزید گھوڑے پر سوار تھے اور آپ پیدل چل رہے تھے نصیحتوں سے فارغ ہو کر آپ نے یزید سے کہا السلام علیکم، اب میں تم کو خدا کے سپرد کرتا ہوں، یہ کہہ کر ابوبکرؓ واپس ہو گئے اور یزید روانہ ہو کر تبوکیہ پہنچے۔ ان کے پیچھے شرحبیل بن حسنہ گئے اور اُن دونوں کی امداد کے لئے چوتھائی فوج کے افسر ہو کر ابوعبیدہ بن الجراح روانہ ہوئے ان تینوں نے ایک ہی راستہ اختیار کیا تھا، ان کے بعد عمرو بن العاص روانہ ہوئے وہ غمر العربات میں جا کر اُترے ان کے مقابلے پر رومیوں کی ستر ہزار فوج فلسطین کے بالائی علاقے میں ثنیہ جلق میں آکر ٹھیری اس کا سپہ سالار ہرقل کا حقیقی بھائی تذارق تھا، عمرو بن العاص نے فوراً ابوبکرؓ کو رومیوں کی عظیم الشان تیاری سے مطلع کیا اور امداد طلب کی، اسی اثنا میں یہ واقعہ پیش آیا کہ خالد بن سعید بن العاص جو اسوقت علاقۂ شام میں مرج الصفر میں تھے پانی کی تلاش میں نکلے ہوئے تھے کہ رومی دیہاتیوں نے اُن کو گھیر کر قتل کر دیا۔

مگر علی بن محمد کی روایت میں یہ ہے کہ یزید بن ابی سفیان کی شام کو روانگی کے کئی روز بعد ابوبکرؓ نے شرحبیل بن حسنہ کو روانہ کیا تھا، اور وہ شرحبیل بن عبداللہ ابن المطاع بن عمرو قبیلۂ کندہ یا بقول بعض ازد سے تھے، وہ سات ہزار فوج لیکر گئے تھے، اُن کے بعد ابوعبیدہ بن الجراح سات ہزار فوج لے کر گئے، یزید نے بلقاء میں قیام کیا اور شرحبیل نے اُردن میں اور بعض کا قول ہے کہ بُصریٰ میں۔ اور ابوعبیدہ جابیہ میں ٹھیرے، پھر ان سب کی امداد کے لئے ابوبکرؓ نے عمرو بن العاص کو بھیجا اور وہ غمر العربات میں جا کر مقیم ہوئے، ابوبکرؓ لوگوں کو جہاد کی ترغیب دینے لگے لوگ مدینے میں آتے تھے اور آپ اُن کو شام کی طرف بھیجتے رہتے تھے ان میں سے بعض لوگ ابوعبیدہ کی فوج میں شریک ہو جاتے اور بعض یزید کی فوج میں اس کا ان کو اختیار تھا۔

سب سے پہلی صلح جو علاقۂ شام میں ہوئی وہ مآب کی تھی مآب کوئی شہر نہیں تھا

بلکہ ایک خیموں کی بستی تھی بلقار سے اس کا تعلق تھا اس پر سے ابوعبیدہ کا گزر ہوا تھا پہلے تو وہاں کے لوگوں نے ابوعبیدہ سے جنگ کی مگر پھر صلح کے خواستگار ہوئے چنانچہ ابوعبیدہ نے ان سے صلح کرلی۔

رومی فلسطین کے علاقے میں عربہ پر بہت بڑی تعداد میں جمع ہوئے، یزید نے ان کے مقابلے پر ابو امامہ الباہلی کو بھیجا انھوں نے رومیوں کی اس جمعیت کو پارہ پارہ کردیا، کہتے ہیں کہ سریہ اسامہ کے بعد شام میں پہلی جنگ عربہ پر ہوئی تھی، اس کے بعد رومی الدائنہ پہنچے اس کو الداثن بھی کہتے ہیں ابوامامہ الباہلی نے وہاں انکو شکست دی اور ان کے ایک پادری کو قتل کردیا، اسکے بعد مرج الصفر کا واقعہ پیش آیا جس میں اور بجار چار ہزار دیہاتیوں کو لیکر خالدؓ پر حملہ آور ہوا جس سے خالدؓ اور کچھ مسلمان شہید ہوگئے ایک روایت سے یہ پتا چلتا ہے کہ اس لڑائی میں خالدؓ کے ایک لڑکے شہید ہوئے تھے اور خالدؓ یہ خبر سنکر میدان جنگ سے ہٹ گئے تھے۔

اس کے بعد ابوبکرؓ نے شام کے جملہ امرا پر خالدؓ کو امیر بنایا، خالدؓ حیرہ سے ربیع الآخر ۱۲ھ میں آٹھ سو یا بقول بعض پانچ سو کی جمعیت لیکر روانہ ہوئے اور حیرہ پر اپنے بجائے مثنیٰ بن الحارثہ کو چھوڑ گئے صندوداء میں خالدؓ کا دشمن سے مقابلہ ہوا خالدؓ ان پر فتحیاب ہوئے وہاں آپ نے ابن حرام الغفاری کو چھوڑا اس کے بعد مصیخ اور حصید پر ایک جماعت سے مقابلہ ہوا اس کا سردار ربیعہ بن بجیر تغلبی تھا خالدؓ نے انکو بھی شکست دی اور لونڈی غلام بنائے اور مال غنیمت حاصل کیا پھر قراقر ہوتے ہوئے سوی پہنچے اور اہل سُوی پر چھاپہ مارکر اُن کا مال لوٹ لیا اور حرقوص بن النعمان البہرانی کو قتل کردیا، پھر آپ ارک آئے۔ یہاں کے لوگوں نے آپ سے صلح کرلی اسکے بعد تدمر آئے یہاں کے لوگ قلعہ بند ہوگئے بعد میں انھوں نے صلح کرلی پھر آپ القریتین پہنچے وہاں والوں سے لڑائی ہوئی خالدؓ فتحیاب ہوئے اور مال غنیمت حاصل کیا اسکے بعد آپ حوارین آئے وہاں والوں سے بھی جنگ ہوئی جس میں آپ نے ان کو شکست دی لوگوں کو قتل کیا اور عورتوں کو لونڈی غلام بنایا پھر آپ قصم آئے وہاں مونشجع نے جو قضاعہ سے تھے آپ سے صلح کرلی، وہاں سے چلکر آپ مرج راہط آئے اور قبیلہ غسان پر ٹھیک ان کی فصح کی عید (ایسٹر) کے دن ان پر چھاپہ مارا اُن کے مَردوں کو قتل کیا اور عورتوں کو لونڈیاں بنایا پھر آپ نے بسر بن ارطاۃ اور حبیب بن مسلمہ کو غوطہ کی طرف بھیجا یہ دونوں ایک کنیسہ پر پہنچے

اور اس میں کے سب مرد عورت گرفتار کر لیئے اور بچوں کو خالدؓ کے پاس بھیجدیا۔
اسی اثنا میں خالد کے پاس جب وہ حج کر کے حیرہ کو واپس ہو رہے تھے ابوبکرؓ کا خط پہنچا کہ تم یہاں سے یرموک جا کر مسلمانوں کی فوجوں کے پاس پہنچو کیونکہ اب تک وہ دشمنوں کو اور دشمن ان کو دق کر رہے ہیں، اور یہ حرکت جو تم نے اب کی ہے آئندہ نہ ہونی چاہیئے، یہ محض خدا کا فضل ہے کہ تمھاری طرح دشمن پر کوئی اور شخص قابو نہیں پاتا اور نہ تمھاری طرح کوئی شخص دشمن کے نرغے سے صحیح سلامت نکلتا ہے میں تم کو تمھاری حسن نیت اور کامیابی پر مبارک باد دیتا ہوں، تم اس مہم کو پایۂ تکمیل کو پہنچاؤ اللہ تمھاری مدد فرمائے گا، اگر تمھارے دل میں خود پسندی پیدا نہ ہونی چاہئے یہ خسارے اور رسوائی کا باعث ہوتی ہے، اور نہ تمھیں اپنے کسی عمل پر نازاں ہونا چاہئے، کیونکہ لطف و عنایت وہ کرتا ہے اور اسی کے ہاتھ میں اعمال کی جزا ہے۔
ہیثم البکائی کا بیان ہے کہ اہل کوفہ میں سے جو لوگ ان لڑائیوں میں کام کر چکے تھے جب ان کو معاویہ کی طرف سے کوئی شکایت پیدا ہوتی تو وہ معاویہ کو دھمکاتے تھے اور کہتے تھے کہ معاویہ کیا چاہتے ہیں اُن کو معلوم ہونا چاہئے کہ ہم ذات السلاسل والے ہیں، یہ لوگ ذات السلاسل سے لے کر الفراض تک کی لڑائیوں کے مقابلے میں بعد کی لڑائیوں کا تذکرہ بہت حقارت سے کرتے تھے۔
جب ابوبکرؓ نے خالد بن الولید کو عراق بھیجا تھا اسی وقت خالد بن سعید بن العاص کو شام روانہ کیا تھا اور دونوں کو ایک طرح کی ہدایات دی تھیں، خالد بن سعید شام پہنچے وہاں انھوں نے دشمن پر حملہ نہیں کیا بلکہ بہت سے لوگوں کو اپنی فوج میں بھرتی کرتے رہے، یہ دیکھ کر رومیوں کے دل میں خالدؓ کی ہیبت پیدا ہو گئی اور اُن کے مقابلے سے ہٹ گئے اس موقع پر خالدؓ نے ابوبکرؓ کی ہدایت کے مطابق صبر سے کام نہیں لیا بلکہ دشمن کی طرف بڑھ گئے رومیوں نے سامنے سے ہٹ کر خالدؓ کو راستہ دیتے دیتے صُفّر میں پہنچا دیا اور جب خالدؓ وہاں پہنچ کر بے فکر ہو گئے تو رومی ان کی طرف بڑھے اتفاق سے اُن کو خالد کے ایک لڑکے جو بارش سے بچکر کہیں بیٹھے ہوئے تھے مل گئے رومیوں نے ان کو اور اُن کے چند رفیقوں کو قتل کر دیا، اس کی اطلاع

خالد کو ہوئی، خالد وہاں سے نکل کر بھاگے تاکہ صحرا میں کہیں ٹھیریں، اس کے بعد رومی یرموک کی طرف گئے اور وہاں قیام کیا، رومیوں نے کہا خدا کی قسم ہم ابوبکرؓ کو ایسا پریشان کریں گے کہ وہ ہمارے ملک میں اپنے سواروں کا بھیجنا بھول جائیں، خالدؓ بن سعید نے ان واقعات سے ابوبکرؓ کو مطلع کیا۔

ابوبکرؓ نے عمرو بن العاص کو لکھا وہ اس وقت قضاعہ میں تھے کہ تم یرموک چلے جاؤ انھوں نے اس کی تعمیل کی نیز ابوبکرؓ نے ابوعبیدہ بن الجراح اور یزید بن ابی سفیان کو بھی روانہ کیا، ان دونوں کو آپ نے غارتگری کا حکم دیا اور یہ ہدایت کی کہ جب تک عقب محفوظ نہ ہو دشمن کے علاقے میں آگے نہ بڑھنا۔ شرجیل بن حسنہ خالدؓ کے پاس سے کسی فتح کی خوشخبری لیکر آئے تھے ابوبکرؓ نے ان کو بھی ایک فوج دیکر شام کو روانہ کردیا ان فوجوں کے ہر امیر کے لئے ابوبکرؓ نے الگ الگ علاقے نامزد کردیے تھے جب یہ لوگ یرموک پہنچے اور رومیوں نے اُن کا اجتماع دیکھا تو اپنی کرتوت پر بہت نادم ہوئے اور ابوبکرؓ کو دھمکیاں دینا بھول گئے، کچھ عرصے تک رومی اور مسلمان ایک دوسرے کو پریشان اور دق کرتے رہے مگر بعد میں رومیوں نے واقوصہ کی گھاٹی میں قیام کیا۔

ابوبکرؓ نے کہا میں خالد بن الولید کے ہاتھوں رومیوں کے دماغ سے شیطانی وسوسے نکال دوں گا، اور آپ نے خالد کو وہ خط لکھا جو اس کے قبل مذکور ہو چکا ہے اور یہ حکم دیا کہ عراق پر مثنیٰ بن الحارثہ کو نصف فوجیں دیکر اپنا نائب بنا جاؤ، اور جب خدا تعالیٰ شام کو مسلمانوں کے لئے فتح کرادے تم عراق کی حکومت پر واپس آجانا۔

خالدؓ نے ان مجاہدوں کو جنھوں نے کارہائے نمایاں انجام دیے تھے انعامات دینے کے بعد باقی خمس عمر بن سعد انصاری کے ذریعے ابوبکرؓ کے پاس روانہ کردیا اور اپنے شام کو روانہ ہونے کی اطلاع بھی دیدی۔ اور رہبروں کو ساتھ لیکر حیرہ سے رومہ کی طرف چلے پھر صحرا میں قراقر تک گئے اس کے بعد کہا یہاں سے مجھ کو ایسا راستہ ملنا چاہئے جس سے میں رومیوں کے عقب میں پہنچوں کیونکہ اگر میں ان کے سامنے سے گیا تو وہ مجھ کو روک لیں گے اور مسلمانوں کی امداد نہ کرنے دیں گے، رہبروں نے کہا ایسا راستہ صرف ایک ہے مگر وہ فوجوں کے

گزرنے کے قابل نہیں ہے، البتہ تنہا ایک سوار جا سکتا ہے، آپ ہم کو مصیبت میں مبتلا نہ کریں مگر خالدؓ اسی راستے سے جانے پر اڑ گئے کوئی رہبری پر آمادہ نہ ہوتا تھا آخر کار رافع بن عمیر ڈرتے ڈرتے رہنمائی پر تیار ہوئے۔

خالدؓ لوگوں کے مجمع میں کھڑے ہوئے اور کہا تم میں اختلاف اور ضعف ایمان پیدا نہ ہونا چاہئے یاد رکھو خدا کی طرف سے مدد بقدر نیت آتی ہے اور اجر بقدر خلوص ملتا ہے، مسلمان کی شان سے یہ بعید ہے کہ وہ کسی دشواری میں گرفتار ہو کر پریشان ہو جائے کیونکہ اس کے ساتھ اللہ کی مدد ہے، اس کے جواب میں لوگوں نے کہا کہ تم ایسے آدمی ہو کہ اللہ نے کامیابی اور بہتری تمہارے لئے جمع کر دی ہے لہذا تم جو چاہتے ہو کرو ہم تمہارے ساتھ ہیں سب نے اپنے دلوں میں وہی نیت، خلوص اور جذبہ پیدا کر لیا جو خالدؓ کے دل میں موجزن تھا۔

وہ لوگ خالدؓ کے حکم سے پانچ دن کے لئے سیراب ہو گئے آپ نے ہر سوار کو حکم دیا کہ اپنے گھوڑے کو جتنا پانی پیے پلا دو نیز ہر قائد نے یہ کیا کہ بقدر ضرورت بڑی بڑی اونٹنیوں کو پہلے پیاسا کیا اور پھر اُن کو خوب پانی پلایا اور پھر پلایا، اس کے بعد ان کے کان خوب مضبوطی سے باندھ کر بند کر دیے اور اُن کی دُمیں کھول دیں پھر یہ لوگ سوار ہو کر قراقر سے سُوئی کی طرف روانہ ہوئے سوئی کا دوسری طرف کا علاقہ شام سے متصل تھا ایک دن سفر کرنے کے بعد گھوڑوں کی تمام تعداد کے لئے دس اونٹنیوں کے پیٹ چاک کئے اور اُن کے معدوں میں سے جو کچھ دودھ پانی نکلا اس سب کو آمیز کر کے گھوڑوں کو پلا دیا اور اپنے ہونٹ بھی پانی سے تر کر لیے چار دن تک اسی ترکیب سے سفر کیا، محرز بن حریش المحاربی نے خالدؓ سے کہا آپ صبح کے تارے کو اپنی دائیں ابرو کی سیدھ میں رکھ کر چلتے رہیں وہ آپ کو سوئی پہنچا دے گا چنانچہ یہ ترکیب سب سے بہتر رہنما ثابت ہوئی۔

سُوئی پہنچکر خالدؓ کو اندیشہ ہوا کہ کہیں گرمی کی شدت سے مسلمان پست ہمت نہ ہو جائیں آپ نے کہا اے رافع اب تمہارے پاس کیا خبر ہے، رافع نے کہا عمدہ خبر ہے آپ نے سیرابی کو پا لیا اب آپ پانی پر ہیں یہ کہہ کر رافع نے لوگوں کی ہمت بڑھائی حالانکہ وہ خود متحیر تھے اور ان کی آنکھیں چندھیا رہی تھیں، رافع

نے کہا لوگو دیکھو یہاں کہیں دو پستان نما ٹیلے تلاش کرو، لوگوں نے وہ ٹیلے پائے اور کہا وہ ٹیلے تو یہ ہیں، رافع اُن کے پاس آکر کھڑے ہوئے اور کہا دائیں طرف اور بائیں طرف ایک جھاڑی تلاش کرو جو آدمی کے سرین کی مانند ہے، لوگوں نے ڈھونڈا تو اس کی جڑ ملی، انھوں نے کہا یہاں جڑ تو موجود ہے مگر جھاڑی کا کہیں پتا نہیں، رافع نے کہا یہاں جس جگہ تم چاہو کھود ڈالو انھوں نے کھودا تو ایک جگہ سے پانی رِس رِس کر نکلنے لگا، رافع نے کہا اے امیر میں اس پانی پر تیس سال کے بعد آیا ہوں بچپن میں صرف ایک مرتبہ یہاں اپنے والد کے ساتھ آیا تھا۔ جب مسلمان پانی پی کر تازہ دم ہوگئے تو انھوں نے دشمنوں پر چھاپہ مارا، ان لوگوں کے وہم وگمان میں بھی نہ تھا کہ کوئی فوج ان تک رسائی پاسکے گی۔

ظفر بن دہی کہتے ہیں کہ خالدؓ نے ہم لوگوں کو ساتھ لے کر سوی سے روانہ ہوکر قبیلۂ بہراء کی بستی مصیخ پر چھاپہ مارا تھا یہ مقام قصوانی کے علاقے میں ایک چشمہ ہے، جب صبح کے وقت خالدؓ نے مصیخ اور النمر پر چھاپہ مارا اس وقت وہ لوگ بالکل بیخبر تھے ایک جگہ ایک جماعت بیٹھی ہوئی تھی شراب کا دور چل رہا تھا اور ساقی یہ راگ الاپ رہا تھا اَلَا صَبِّحَانِی قَبْلَ جَیْشِ ابی بکر (ترجمہ) دوستو! مجھ کو ابوبکرؓ کی فوج کی آمد سے پہلے صبح کی شراب پلا کر مست کردو۔ ظفر کہتے ہیں کہ میں نے اس ساقی کی گردن اڑا دی اور اس کا خون اس کی شراب میں مل گیا۔

قبیلۂ غسان کو خالدؓ کی سوی پر چڑھائی اور اس کی بربادی نیز مصیخ بہراء پر غارتگری اور اس کی تباہی کا علم ہوا تو وہ لوگ مرج راہط میں جمع ہوگئے، خالدؓ کو اس کا پتا چل گیا، اِدھر خالدؓ رومیوں کی سرحدی چوکیوں اور فوجوں کو جو عراق سے ملحق تھیں پیچھے چھوڑ کر اُن کے اور یرموک کے درمیانی علاقے میں آگئے تھے اس لئے آپ نے اُن پر چڑھائی کردی، آپ بہراء کے لونڈی غلاموں کو لیکر سوی واپس آگئے تھے، اب وہاں سے چلکر راستے میں رمانتین علمین میں اُترے اس کے بعد الکثب میں اُترے وہاں سے دمشق کی طرف چل کر مرج الصفر میں پہنچے یہاں غسانیوں سے اُن کی مڈبھیڑ ہوئی اُن کا سردار حارث بن ایہم تھا خالدؓ نے اُن کے لشکر اور اہل وعیال کا خاتمہ کردیا مرج میں آپ نے کئی روز قیام کیا

یہاں سے مال غنیمت کا خُمس بلال بن الحارث المزنی کے ذریعے ابوبکرؓ کی خدمت میں روانہ کیا۔ مرج سے روانہ ہو کر خالد قناۃ بُصریٰ پہنچے، مرج علاقۂ شام کا پہلا شہر تھا جو خالدؓ اور ان کی عراقی فوجوں کے ہاتھوں سے فتح ہوا تھا۔ اس کے بعد آپ واقوصہ میں اپنی نو ہزار کی جمعیت کے ساتھ مسلمانوں کی فوجوں میں جا ملے۔

سیف سے مروی ہے کہ جب خالدؓ حج سے واپس آئے ان کو حضرت ابوبکرؓ کا خط ملا جس میں آپ نے لکھا تھا کہ نصف فوج تم لے کر چلے جاؤ اور باقی نصف پر مثنیٰ بن الحارثہ کو اپنا جانشین بنا کر چھوڑ جاؤ اور جہاں جہاں فتح حاصل کرتے جاؤ وہاں اپنے دستے متعین کرتے جاؤ، اور جب خدا شام کو فتح کرا دے تو تم ان لوگوں کو اپنے ساتھ عراق واپس لے جانا اور وہاں اپنی سابقہ خدمت کا جائزہ لے لینا۔

یہ حکم پاتے ہی خالدؓ نے ان لوگوں کو چنا جن کو رسول اللہ صلعم کی صحبت کا شرف حاصل تھا اور غیر صحبت یافتہ لوگوں کو مثنیٰ کے لئے چھوڑ دیا اس کے بعد اُن لوگوں کو چن لیا جو رسول اللہ صلعم کی خدمت میں وفد یا غیر وفد کی صورت میں حاضر ہوئے تھے اور جو اس شرف سے بھی محروم تھے اُن کو مثنیٰ کے لئے چھوڑ دیا ان لوگوں کو اپنے حصے میں لگا کر پوری فوج کو نصف نصف تقسیم کر لیا، مگر مثنیٰ نے اس تقسیم کو ناپسند کیا اور کہا کہ تقسیم اُسی طرح ہونی چاہئے جس طرح امیر المومنین نے حکم دیا ہے تاکہ صحابہ کی نصف یا اس سے کچھ کم تعداد میرے حصے میں بھی آسکے بخدا اصحابہ کے بغیر مجھے دشمن پر کامیاب ہونے کی امید نہیں ہے آپ مجھے ان حضرات سے کیوں محروم کرتے ہیں، جب خالد نے ان کو معترض پایا تو اُن کو اتنے صحابہ دیکر اور لوگ معاوضے میں لے لئے جس سے مثنیٰ رضامند ہو گئے جن صحابہ کو خالد نے عوض میں دیا تھا اُن میں سے بعض کے نام حسب ذیل ہیں فرات بن حیان العجلی، بشیر بن الخصاصیہ، حارث بن حسان الذہلیان، معبد بن معبد الاسلمی، عبداللہ بن ابی اوفی الاسلمی، حارث بن بلال المزنی، عاصم بن عمرو التمیمی، جب مثنیٰ کا مقصد پورا ہو گیا اور وہ خوش ہو گئے تو خالد نے اپنا سفر شروع کر دیا مثنیٰ ان کی مشایعت کے لئے قراقر تک آئے تھے اور خالدؓ کو وہاں تک

پہنچاکر محرم میں حیرہ واپس آگئے اور اپنی حکومت کے انتظامات میں مصروف ہو گئے۔
مثنیٰ نے اپنی چوکی پر جو سیب میں واقع تھی اپنے بھائی کو متعین کیا اور ضرار بن الخطاب کی جگہ عتیبہ بن النہاس کو اور ضرار بن الازور کی جگہ اپنے دوسرے بھائی مسعود کو متعین کیا اسی طرح اُن سب عہدہ داروں کی جگہ جو خالدؓ کے ساتھ چلے گئے تھے انھیں جیسے تجربہ کار لوگوں کو متعین کر دیا، ان میں ایک مقام پر مذعور بن عدی کو مقرر کیا تھا۔
خالدؓ کی حیرہ میں آمد سے لیکر اُنکی روانگی سے کچھ قبل تک تقریباً ایک سال ۱۳ھ میں اہل فارس پر شہریار بن اردشیر بن شہریار کی حکومت رہی شہر براز خاندان کسریٰ سے تعلق رکھتا تھا اس کے بعد سابور حکمراں ہوا اس نے مثنیٰ کے مقابلے پر ہرمز جاذویہ کی سرکردگی میں دس ہزار کا عظیم الشان لشکر بھیجا اس کے ہمراہ ایک ہاتھی بھی تھا، سرحدی عہدہ داروں نے ہرمز کی آمد کی اطلاع مثنیٰ کو دی، مثنیٰ اس کے مقابلے کے لئے حیرہ سے چلے انھوں نے اپنی چوکیوں کی فوجیں بھی ساتھ لے لیں، دونوں بازوؤں پر حارثہ کے بیٹوں معنّیٰ اور مسعود کو متعین کیا اور بابل میں دشمن کے انتظار میں ٹھہر گئے، ہرمز جاذویہ بھی آگے آیا اُسکی فوج کے دونوں بازوؤں پر کوکبذ اور خوکبذ تھے، شہر براز نے مثنیٰ کو اس مضمون کا ایک خط لکھا۔
یہ خط شہر براز کی طرف سے مثنیٰ کی طرف لکھا جاتا ہے تم کو معلوم ہونا چاہئے کہ میں تمھارے مقابلے کے لئے اہل فارس کے اراذل والفار کی فوج بھیج رہا ہوں یہ لوگ مرغیاں اور خنزیر پالنے والے ہیں میں تمھیں انھی لوگوں کے ہاتھوں سے قتل کراؤں گا۔
مثنیٰ نے اس خط کا یہ جواب دیا، یہ خط مثنیٰ کی طرف سے شہر براز کے نام لکھا جاتا ہے، تم دو حال سے خالی نہیں رہا تو جو تم نے لکھا ہے وہی تمھارا اصلی منشا ہے تو اس میں تمھارے لئے برائی اور ہمارے لئے بھلائی ہے، یا جھوٹے ہو مگر یاد رکھو کہ اگر بادشاہ جھوٹا ہوتا ہے تو وہ سب سے زیادہ مستوجب سزا اور خدا اور اس کے بندوں کی نظر میں ذلیل ہوتا ہے تمھارے خط کے مفہوم سے ہمیں پتا چلا لیا ہے کہ تم ان کمینوں اور نفروں سے کام لینے پر مجبور ہو گئے ہو، لہٰذا ہم اس خدا کا شکر ادا کرتے ہیں جس نے تمھارے کید و مکر کو مرغیاں

اور بجریاں پالنے والوں تک پہنچا دیا تھی کا یہ جواب پڑھ کر اہل فارس حواس باختہ ہو گئے اور کہنے لگے کہ شہر براز ایک منحوس اور ذلیل مقام کی پیداوار ہے، (وہ میسان میں رہا کرتا تھا، بعض مقامات کا قیام اپنے باشندوں کے لئے باعث اہانت ہوتا ہے) انھوں نے کہا کہ آپ نے اپنی تحریر سے دشمن کو ہم پر جری بنا دیا ہے آئندہ جب کبھی آپ کسی کو خط لکھیں تو اس کے متعلق ہم سے مشورہ کر لیا کریں۔

بابل پر طرفین کا مقابلہ ہوا پہلے راستے کے قریبی کنڈ کے پاس شدت کی لڑائی ہوئی تھی اور ان کے ساتھ چند اور لوگوں نے ہاتھی پر حملہ کیا ہاتھی مسلمانوں کی صفوں اور دستوں میں گھس کر انتشار پیدا کر رہا تھا، یہ لوگ اس کے مارنے میں کامیاب ہو گئے اہل فارس نے شکست کھائی، مسلمان ان کا تعاقب کرتے اور مارتے مارتے اُن کی فوجی چوکیوں سے بھی آگے بڑھ گئے اور پھر انھی چوکیوں میں آکر مقیم ہو گئے، تعاقب کرنے والے دستے دشمنوں کا تعاقب کرتے کرتے مدائن تک پہنچ گئے۔

یہاں تو ہرمز جاذویہ کو شکست ہوئی اور ادھر شہر براز کا انتقال ہو گیا جس سے اہل فارس میں اختلاف پیدا ہو گیا سواد کا وہ تمام علاقہ جو دجلہ اور بُرس سے اس طرف واقع تھا تھی اور مسلمانوں کے قبضے میں رہ گیا۔

اس کے بعد اہل فارس نے اتفاق کر کے شہر براز کے بعد کسریٰ کی لڑکی دخت زنان کو تخت نشین کیا مگر اس سے انتظام سلطنت نہ سنبھل سکا اس لئے اس کو معزول کر کے سابور بن شہر براز کو بادشاہ بنایا، اس کا مدار المہام فرخ زاد بن بندوان بنا اور اس نے سابور سے کہا کہ کسریٰ کی بیٹی آزرمیدخت کو میرے نکاح میں دید و سابور نے فرخ زاد کی درخواست منظور کی اور آزرمیدخت کا نکاح فرخ زاد سے کر دیا، اس پر آزرمیدخت بہت غضبناک ہوئی اور کہا اے ابن عم کیا تم میرا نکاح میرے غلام سے کرتے ہو، اس نے کہا تمھیں ایسی بات کہنے سے شرمانا چاہیئے، آئندہ کبھی نہ کہنا، وہ تمھارا شوہر ہے، آزرمیدخت نے سیاوخش کو بلایا وہ بڑا قاتل عجمی تھا اور اس سے اپنے معاملے کی خطرناک صورت بیان کی اُس نے کہا اگر آپ کو یہ بات ناپسند ہے تو اب اپنی ناراضی کا اظہار نہ کیجئے اور اس کو اپنے پاس آنے کے لئے کہلا بھیجے میں اس سے نبٹ لوں گا چنانچہ آزرمیدخت

نے ایسا ہی کیا اور سابور نے فرخ زاد کو بلا بھیجا ادھر سیادخش تیار ہو گیا جب شب عروسی آئی اور فرخ زاد اندر داخل ہوا سیادخش نے بڑھ کر اس کا کام تمام کر دیا اور اس کے ساتھ والوں کو بھی قتل کر دیا، اس سے فارغ ہو کر آزرمیدخت کو سابور کے پاس لے گیا وہ سابور کے پاس اندر پہنچی تو یہ لوگ بھی گھس گئے اور انھوں نے سابور کو قتل کر دیا، اس کے بعد آزرمیدخت تخت پر بٹھائی گئی۔

اہل فارس ان داخلی امور میں مصروف رہے اور مسلمانوں کے پاس ابوبکرؓ کے پاس سے اطلاعات وصول ہونے میں تاخیر ہو رہی تھی اس لئے مثنیٰ نے فوج پر بشیر بن الخصاصیہ کو اپنا نائب بنایا اور ان کی چوکی پر سعید بن المرۃ العجلی کو مقرر کیا اور خود ابوبکرؓ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے روانہ ہوئے تاکہ محاذ جنگ اور مسلمانوں اور کافروں کے حالات سے اُن کو باخبر کر دیں اور مزید اعانت کے لئے اُن سے یہ درخواست کریں کہ مرتد ہونے والے لوگوں میں سے جن کی ندامت اور توبہ پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے اور وہ جنگی خدمات ادا کرنے کے خواہاں ہیں، اُن کو شرکت جہاد کی اجازت عطا فرمائی جائے نیز اس سے بھی ان کو مطلع کر دیں کہ مہاجرین کی امداد اور اہل فارس سے جنگ کرنے کے لئے وہ لوگ سب سے زیادہ جوش میں بھرے ہوئے ہیں۔

مثنیٰ مدینے پہنچے تو ابوبکرؓ کو بیمار پایا ابوبکرؓ کی علالت اسی وقت سے شروع ہو چکی تھی جس وقت کہ خالدؓ شام کو روانہ ہوئے اسی علالت میں چند ماہ بعد ابوبکرؓ انتقال فرما گئے تھے، جب مثنیٰ مدینے پہنچے تو اس وقت اُن کا مزاج ذرا سنبھل گیا تھا اور انھوں نے عمرؓ کو اپنے بعد جانشین مقرر کر دیا تھا، مثنیٰ نے آپ کو واقعات سے مطلع کیا، آپ نے کہا عمرؓ کو بلاؤ، عمرؓ آپ کے پاس آئے آپ نے اُن سے کہا اے عمرؓ میں جو کچھ کہتا ہوں اسے غور سے سنو پھر اس پر عمل کرنا، آج دوشنبہ کا دن ہے میں تو توقع کرتا ہوں کہ میں آج ہی انتقال کر جاؤں گا اگر میں انتقال کر جاؤں تو شام ہونے سے قبل لوگوں کو جہاد کی ترغیب دیکر مثنیٰ کے ساتھ کر دینا، اور اگر مجھے رات تک دیر لگے تو صبح سے پہلے مسلمانوں کو جمع کر کے مثنیٰ کے ساتھ کر دینا، میری موت کی مصیبت خواہ کتنی ہی عظیم ہو تمکو دین کے

احکام اور اوامر خداوندی کی تعمیل سے ہرگز باز نہ رہنے دے، تم نے دیکھا ہے کہ رسول اللہ صلعم کی وفات کے موقع پر میں نے کیا کیا تھا حالانکہ لوگوں کے لئے وہ عظیم ترین حادثہ تھا بخدا اگر میں اُس وقت خدا اور رسول کے احکام کی تعمیل میں ذرا تاخیر جائز رکھتا تو خدا ہم کو ذلیل کر دیتا ہم کو سزا دیتا اور مدینے میں آگ کے شعلے بھڑک اُٹھتے، جب خدا شام کو وہاں کے امرا کے لئے فتح کرا دے تو خالد کی فوجوں کو عراق واپس کر دینا کیونکہ وہ لوگ عراق کے لئے اہل اور کامیاب عہدہ دار ہیں اور وہاں کے طریق سیاست سے بخوبی آشنا اور بڑے جری ہیں۔

رات آتے ہی ابو بکرؓ کا انتقال ہو گیا، عمرؓ نے رات ہی کو اُن کو دفن کر دیا اور مسجد میں آپ ہی نے نماز جنازہ پڑھائی ابو بکرؓ کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہوتے ہی عمرؓ نے مثنیٰ کے لئے فوج بھرتی کی، عمرؓ نے کہا کہ ابو بکرؓ جانتے تھے کہ میں عراق کی جنگ کے لئے خالدؓ کی امارت کو ناپسند کروں گا اس لئے انھوں نے انکی فوج کی واپسی کا حکم دیا مگر خود ان کا ذکر چھوڑ دیا۔

آزرمیدخت کو ابو بکرؓ کی وفات کی اطلاع ہو گئی سواد کا نصف حصہ ابو بکرؓ کی قلمرو میں آچکا تھا اس کے بعد آپ کا انتقال ہو اتھا اور اہل فارس اپنے داخلی امور میں ایسے مصروف تھے کہ ابو بکرؓ کے زمانۂ حکومت سے لیکر عمرؓ کے برسر حکومت آنے اور مثنیٰ کے ابو عبیدہ کی معیت میں عراق کو واپس ہونے تک مسلمانوں کو علاقۂ سواد سے بیدخل کرنے کا اُن کو ذرا موقع نہ ملا، اس زمانے میں عراقی فوجوں کا مستقر حیرہ تھا۔ اور فوجی چوکیاں سیب میں تھیں اُن کی لوٹ مار دجلہ کے کنارے تک پہنچ رہی تھی دریائے دجلہ عرب وعجم کے درمیان حائل تھا، ابو بکرؓ کے دور حکومت کے حالات از ابتدا تا انتہا بیان کئے جا چکے ہیں۔

ابو اسحاق کی روایت ہیں مذکورۂ بالا واقعات کا تذکرہ اس طرح ہے کہ خالدؓ حیرہ میں تھے ابو بکرؓ نے ان کو لکھا کہ تمھارے پاس جو جنگ کی قوت رکھنے والے لوگ موجود ہوں ان کو لیکر اہل شام کی امداد کے لئے چلے جاؤ اور ضعیف و کمزور افراد پر انھیں میں سے کسی کو افسر بنا کر چھوڑ جاؤ، جب خالدؓ کو یہ خط ملا تو انھوں نے کہا کہ یہ اُعیسر بن ام شملہ یعنی عمرؓ کا کام ہے عراق کو میرے ہاتھوں فتح ہوتا ہوا دیکھکر

ان کو حسد ہوا، چنانچہ خالدؓ قومی لوگوں کو اپنے ساتھ لے گئے اور کمزوروں اور عورتوں کو مدینے یعنے مدینۂ رسول اللہ صلعم بھیجدیا، اور عمیر بن سعد انصاری کو ان کا افسر بنا دیا، اور ربیعہ اور عراق کے دوسرے نوسلموں پر مثنی بن حارثہ الشیبانی کو اپنا نائب مقرر کیا' خالدؓ نے یہاں سے روانہ ہو کر عین التمر والوں پر چھاپہ مارا جس میں ان کو بہت سا مال غنیمت حاصل ہوا اس کے بعد آپ نے اس کے ایک قلعے کو جس میں کسریٰ نے جنگجو لوگوں کو متعین کر رکھا تھا محصور کر لیا جب انھوں نے ہتیار ڈال دیے تو اُن کو قتل کر دیا عین التمر میں اور اس قلعے میں بہت سے لونڈی غلام ہاتھ آئے خالدؓ نے ان سب کو ابو بکرؓ کی خدمت میں بھیجدیا ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں "ابو عمرہ شبان کے غلام انکی کا نام ابو عبد الاعلی بن ابی عمرہ ہے، اور ابو عبید معلی کے غلام جو بنی زریق میں کے انصاری ہیں، اور ابو عبد اللہ زہرہ کے غلام، اور خیر، ابو داؤد انصاری کے غلام جو بنی مازن بن نجار سے تھے، اور یسار، محمد بن اسحاق کے دادا، وہ قیس بن مخرمہ بن مطلب بن عبد مناف کے غلام تھے اور افلح ابو ایوب انصاری کے غلام جو بنی مالک، بن نجار میں سے ایک تھے، اور حمران بن ابان، حضرت عثمان بن عفان کے غلام۔

خالدؓ نے عین التمر میں ہلال بن عقہ بن بشر النمری کو قتل کر کے سولی پر چڑھا دیا وہاں سے روانہ ہو کر اُن کا ارادہ تھا کہ قراقر ہوتے ہوئے جو قبیلۂ کلب کا چشمہ تھا سوی پہنچیں یہ قبیلۂ بہراء کا چشمہ تھا یہ پانچ رات کی مسافت تھی، مگر خالد راستہ نہ پا سکے آپ نے رہبر کو طلب کیا لوگوں نے رافع بن عمیرہ طائی کا نام لیا، خالدؓ نے ان سے کہا تم فوج کو لے چلو رافع نے کہا کہ آپ اتنی فوج اور ساز و سامان کے ساتھ اس راستے سے نہیں گزر سکتے وہ راستہ تو ایسا ہے کہ اکیلا سوار بھی اس سے ڈرتے ہوئے جان سے ہاتھ دھو کر گذرتا ہے پوری پانچ رات کا سفر ہے، راستہ بھٹک جانے کے خوف کے سوا پانی کا کہیں نام نہیں ہے، خالد نے کہا ان باتوں کو چھوڑو مجھے یہی کرنا ہے خلیفہ نے اشد ضروری حکم دیا ہے لہذا تم اپنی کہو رافع نے کہا تو پھر آپ حکم دے دیجئے کہ لوگ بہت سا پانی ساتھ لے لیں اور جس جس سے ہو سکے وہ اپنی اونٹنی کو پانی پلا کر اس کا کان باندھ دے۔ کیونکہ یہ سفر خطرات سے پر ہے ہاں خدا

مدد فرمائے تو کوئی بات نہیں، نیز مجھے آپ بیس اونٹنیاں بڑی بڑی موٹی تازی اور عمر رسیدہ دے دیجئے خالدؓ نے رافع کو ان کی خواہش کے مطابق اونٹنیاں دے دیں، رافع نے پہلے اُن کو خوب پیاسا کیا یہاں تک کہ وہ پیاس کی شدت سے نڈھال ہوگئیں اس کے بعد ان کو خوب پانی پلایا جب اونٹنیوں نے اچھی طرح پانی سے پیٹ پر کر لئے تو اُن کے ہونٹ کاٹ کر باندھ دیئے تاکہ جگال نہ کر سکیں، اس کے بعد رافع نے اُن کی دُمیں کھول دیں اور خالدؓ سے کہا چلئے خالدؓ اپنے لشکر اور سامان کو ساتھ لئے ہوئے اس کے ہمراہ تیزی سے روانہ ہوئے، جہاں کہیں منزل کرتے اُن میں سے چار اونٹنیوں کے پیٹ چاک کرتے اور جو کچھ اُن کے معدے میں سے نکلتا وہ گھوڑوں کو پلا دیتے تھے اور اپنے ساتھ کے پانی سے لوگ اپنی تشنگی دور کرتے

جب اس صحرائے لق ودق کے سفر کا آخری دن آیا تو خالدؓ نے کہا اے رافع اب تمھارے پاس کیا خبر ہے رافع کی آنکھیں چوندھیائی ہوئی تھیں رافع نے کہا آپ گھبرائیے نہیں اب آپ انشاء اللہ پانی پر پہنچ جاتے ہیں، جب دو ٹیلوں کے پاس پہنچے رافع نے لوگوں سے کہا دیکھو یہاں کوئی جھاڑی آدمی کے سرین کی مانند نظر آتی ہے، انھوں نے کہا یہاں ہم کو کوئی جھاڑی نظر نہیں آتی رافع نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون افسوس اب میں بھی ہلاک ہوا اور تم بھی برباد ہوئے جس طرح ہوسکے اس کو ڈھونڈ نکالو، لوگوں نے پھر تلاش کیا اب کی بار وہ مل گئی مگر کسی نے اس کو کاٹ دیا تھا صرف اس کا تنا باقی رہ گیا تھا، جب وہ جھاڑی مل گئی تو مسلمانوں نے بلند آواز سے تکبیر کہی اور رافع نے بھی تکبیر کہی رافع نے کہا اس کی جڑ میں سے مٹی کھودو، لوگوں نے مٹی کھودی اور اس میں سے ایک چشمہ نکال لیا جس سے سب نے سیر ہو کر پانی پیا اس کے بعد خالدؓ قریب قریب منزلیں کرتے ہوئے چلے گئے رافع نے کہا خدا کی قسم میں اس چشمے پر عمر بھر میں صرف ایک دفعہ اپنے والد کے ساتھ بچپن میں آیا تھا۔

جب خالدؓ سوی پہنچ گئے تو وہاں جاتے ہی صبح ہونے سے ذرا قبل اس کے باشندوں پر شب خون مارا یہ لوگ قبیلۂ بہرا کے تھے، اُن میں کی ایک جماعت

شراب نوشی کا لطف اُٹھا رہی تھی درمیان میں شراب کا کونڈا رکھا تھا اور مطرب یہ اشعار گا رہا تھا۔

الا عللانی قبل جیش ابی بکر	لعل منایانا قریب وما ندری
الا عللانی بالزجاج وکررا	علی کمیت اللون صافیۃ تجری
الا عللانی من سلافۃ قھوۃ	تسلی ھموم النفس من جید الخمر
اظن خیول المسلمین وخالداً	ستطرقکم قبل الصباح من البشر
فھل لکم فی السیر قبل قتالکم	وقبل خروج المعصرات من الخدر

(ترجمہ) دوستو مجھے ابوبکر کی فوج کے آنے سے پہلے پلا دو، شاید ہماری موت قریب آگئی ہے جس سے ہم بے خبر ہیں تم مجھے بلور کے جام میں شراب ارغوانی پلا دو اور پھر پلا دو، ہاں ایسی نفیس شراب پلا دو جس سے سارے رنج و غم دور ہو جائیں، میں سمجھتا ہوں کہ صبح ہونے پائے گی کہ بشر کی طرف سے خالد اور اس کی فوج تم پر چھاپہ مارے گی لہذا اگر قتل و غارت سے پہلے اور کنواریوں کے بے پردہ ہونے سے پہلے تم یہاں سے بھاگنا چاہتے ہو تو بھاگ جاؤ۔

بعض لوگوں کا بیان ہے کہ وہ مطرب اس حملے میں قتل ہوگیا اور اس کا خون اس شراب کے کونڈے میں مل گیا۔

سوئی سے روانہ ہو کر خالدؓ نے مرج راہط میں غسان پر چھاپہ مارا وہاں سے بڑھ کر قناۃ بصریٰ پہنچے، وہاں ابوعبیدہ بن الجراح، شرجیل بن حسنہ، اور یزید بن ابی سفیان پہلے سے موجود تھے ان سب نے ملکر قناۃ بصریٰ کو محصور کر لیا، مجبوراً بصریٰ والوں نے جزیہ پر صلح کر لی اور خدا نے بصریٰ پر مسلمانوں کو فتح عنایت فرما دی۔ شام کے علاقے کا یہ پہلا شہر ہے جو ابوبکرؓ کے زمانۂ خلافت میں فتح ہوا۔ اس کے بعد یہ سب اُمرا عمرو بن العاص کی امداد کے لئے فلسطین کی طرف روانہ ہوئے عمرو اس وقت فلسطین کے نشیبی علاقے میں عربات میں مقیم تھے۔ رومیوں کو مسلمانوں کی آمد کی خبر ہوئی تو وہ جلق چھوڑ کر اجنادین میں پہنچے ان کا سپہ سالار ہرقل کا حقیقی بھائی تذارق تھا، اجنادین فلسطین کے علاقے میں رملہ اور بیت جبرین کے درمیان ایک شہر ہے عمرو بن العاص کو جب ابوعبیدہ بن الجراح، شرجیل حسنہ اور یزید بن ابی سفیان کے آنے کی اطلاع ملی تو وہ اُن کے ساتھ مل گئے اور سب نے اجنادین پر جمع ہو کر رومیوں کے سامنے صف آرائی کی۔

عروہ بن زبیر کی روایت یہ ہے کہ رومیوں کا سپہ سالار اُن میں کا ایک شخص قُبقلار نامی تھا ہرقل قسطنطنیہ جاتے وقت اس کو شام کے اُمرد پر اپنا نائب مقرر کر گیا تھا اور تذارُق اپنے ساتھ کی رومی فوجوں کو لیکر اس کے پاس آ گیا تھا مگر علمائے شام کا خیال یہ ہے کہ رومیوں کا سپہ سالار تذارق تھا واللہ اعلم۔

جب طرفین کے لشکر قریب ہو گئے قبقلار نے ایک عربی شخص کو بلایا جس کے متعلق سنا گیا ہے کہ وہ قبیلۂ قضاعہ کے تزید بن حیدان کے خاندان سے تھا جس کا نام ابن ہزارف تھا، قُبقلار نے اس سے کہا تم ان لوگوں میں جا کر ایک دن رات ٹھیرو اس کے بعد آ کر مجھے ان کے حالات سے باخبر کرو، وہ شخص عربوں کی فوج میں داخل ہو گیا عربی وضع قطع ہونے کی وجہ سے کسی نے اس کو اجنبی نہ سمجھا وہ ایک رات اور ایک دن وہاں مقیم رہا، پھر قبقلار کے پاس واپس آیا اس نے پوچھا کہو کیا خبر لائے ہو اس نے کہا وہ لوگ رات کو راہب ہیں اور دن کو شہ سوار ہیں ان کے انصاف کا یہ حال ہے کہ اگر ان کے بادشاہ کا فرزند بھی چوری کرے تو وہ اس کا ہاتھ کاٹ ڈالتے ہیں اور اگر زنا کا مرتکب ہو تو وہ اس کو سنگسار کرتے ہیں۔

قبقلار نے یہ سن کر کہا کہ اگر تم یہ باتیں سچ کہہ رہے ہو تو سطح زمین پر ان سے مقابلہ کرنے کی بہ نسبت میں یہ بہتر سمجھتا ہوں کہ زمین کے اندر سما جاؤں، اے کاش خدا مجھ پر اتنا کرم فرمائے کہ مجھے اُن سے چھٹکارا دلا دے نہ میں ان پر فتح پاؤں اور نہ وہ مجھ پر۔

اس کے بعد لڑائی شروع ہو گئی لوگ ایک دوسرے پر جھپٹ پڑے اور قتل کا بازار گرم ہو گیا، مسلمانوں کی لڑائی کا حال دیکھ قُبقلار پریشان ہو گیا اس نے رومیوں سے کہا تم میری آنکھوں پر پٹی باندھ دو انھوں نے پوچھا کیوں اس نے کہا آج کا دن بڑا منحوس ہے، میں اس کو دیکھنا نہیں چاہتا میں نے دنیا میں آج تک ایسا سخت دن نہیں دیکھا ہے، چنانچہ جب مسلمانوں نے اس کا سر قلم کیا تو وہ کپڑے میں لپٹا ہوا تھا، اجنادین کی جنگ ۲۸ جمادی الاولیٰ ۱۳ھ کو واقع ہوئی تھی۔

اس لڑائی میں مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت قتل ہوئی تھی اُن میں سے بعض کے نام یہ ہیں مسلمہ بن ہشام بن مغیرہ ہبار بن الاسود بن عبد الاسود، نعیم بن عبداللہ النحام، ہشام بن العاصی بن وائل، ان کے علاوہ قریش کے اور لوگ بھی قتل ہوئے تھے مگر ان میں کسی انصاری کا نام نہیں لیا جاتا۔

اسی سال ابوبکرؓ نے ۲۲ ریا ۲۳ رجادی الآخرہ کو وفات پائی شام کی جنگ کے متعلق علی بن محمد کی روایت یہ ہے کہ خالد دمشق آئے ان کے مقابلے کے لئے بُصریٰ کے رئیس نے فوجیں جمع کیں خالدؓ اور ابوعبیدہ اس کی طرف پہنچے، اور نجار سے مقابلہ ہوا مسلمان فتحیاب ہوئے اور دشمنوں نے شکست کھائی اور وہ اپنے قلعے میں گھس گئے، اس کے بعد صلح کے خواستگار ہوئے خالدؓ نے اس شرط پر صلح کی کہ فی کس سالانہ ایک دینار اور ایک جریب گیہوں ادا کیا جائے، اس کے بعد دشمن پھر مسلمانوں سے آمادۂ جنگ ہوئے اجنادین پر ۲۸ رجادی الاولیٰ ۱۳ھ شنبہ کے دن طرفین کا مقابلہ ہوا۔ مسلمان کامیاب ہوئے اور دشمنوں کو خدا نے شکست دی ہرقل کا نائب بھی مارا گیا۔ اس جنگ میں مسلمانوں میں سے کچھ بہادر شہید ہوئے پھر ہرقل خود مسلمانوں سے لڑنے کیلئے آیا اور واقوصہ پر مقابلہ ہوا میدان میں شدت کی جنگ ہو رہی تھی طرفین کے آدمی مارے جا رہے تھے کہ اسی اثنا میں ابوبکرؓ کی وفات کی اطلاع اور ابوعبیدہ کی امارت کا حکم پہنچا، یہ ماہ رجب کا واقعہ ہے۔

مگر ایک بیان یہ ہے کہ ابوبکرؓ نے ۲۲ رجادی الآخرہ بروز دوشنبہ ۶۳ سال کی عمر میں وفات پائی ہے، آپ کی وفات کا سبب یہ تبلایا جاتا ہے کہ آپ کو یہودیوں نے چانولوں میں یا دلیے میں زہر دیدیا تھا آپ کے ساتھ کھانے میں حارث بن کلدہ بھی شریک تھے انھوں نے لقمہ لیا مگر پھر رُک گئے اور ابوبکرؓ سے کہا کہ آپ نے زہر ملا ہوا کھانا کھالیا ہے اس زہر کا اثر ایک سال میں ظاہر ہوتا ہے، چنانچہ آپ ایک سال کے بعد انتقال فرما گئے آپ پندرہ روز بیمار رہے کسی نے آپ سے کہا آپ طبیب کو بلا لیتے تو اچھا ہوتا آپ نے فرمایا وہ مجھے دیکھ چکا ہے لوگوں نے پوچھا کہ اس نے آپ سے کیا کہا ہے آپ نے کہا اس نے یہ کہا ہے کہ میں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں، اسی روز مکے میں عتاب بن اسید فوت ہوئے ان دونوں کو ایک ساتھ زہر دیا گیا تھا۔

لیکن اور روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوبکرؓ کی علالت کا باعث یہ ہوا ہے، ۷ رجادی الآخرہ دوشنبہ کے دن آپ نے غسل کیا اس روز خوب سردی تھی اس وجہ سے آپ کو بخار ہو گیا اور پندرہ روز تک رہا یہاں تک کہ آپ نماز کے لیے بھی باہر آنے کے قابل نہ رہے، آپ نے حکم دے دیا تھا کہ عمرؓ نماز پڑھاتے رہیں لوگ آپ کی عیادت کے لئے آتے تھے مگر روز بروز آپ کی طبیعت خراب ہوگئی اس زمانے میں ابوبکرؓ اس مکان میں مقیم تھے جو اُن کو رسول اللہ صلعم نے عنایت فرمایا تھا اور جواب عثمانؓ بن عفان کے مکان کے سامنے واقع ہے علالت کے زمانے میں زیادہ تر آپ کی تیمارداری عثمانؓ کرتے رہے، ابوبکرؓ نے سہ شنبہ کی شام کو بتاریخ ۲۲ رجادی الآخرہ ۱۳ھ انتقال فرمایا آپ کا عہد خلافت دو سال تین مہینے دس روز رہا۔

ابو معشر کہا کرتے تھے کہ ابوبکرؓ کا زمانۂ خلافت دو سال چار مہینے مگر چار دن کم رہا ہے لیکن اس پر سب راویوں کا اتفاق ہے کہ آپ نے تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی اور رسول اللہ صلعم کی عمر تک پہنچ گئے تھے، ابوبکرؓ واقعۂ فیل کے تین سال بعد پیدا ہوئے تھے۔

سعید بن المسیب کہتے تھے کہ ابوبکرؓ نے اپنے زمانۂ خلافت میں اپنی عمر رسول اللہ کی عمر کے برابر کرلی چنانچہ آپ کی وفات رسول اللہ صلعم کے سن کو پہنچکر ہوئی ہے۔

جریر کہتے ہیں کہ میں معاویہ کے پاس بیٹھا تھا انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے وفات پائی آپ اس وقت تریسٹھ سال کے تھے، ابوبکرؓ نے وفات پائی وہ اس وقت تریسٹھ سال کے تھے عمرؓ قتل کئے گئے وہ اس وقت تریسٹھ سال کے تھے۔ اور جریر کی دوسری روایت یہ کہ معاویہ نے کہا کہ رسول اللہ صلعم اس جہان سے اٹھائے گئے اُس وقت آپ تریسٹھ سال کے تھے عمرؓ قتل کئے گئے وہ اُس وقت تریسٹھ سال کے تھے اور ابوبکرؓ نے وفات پائی وہ اُس وقت تریسٹھ سال کے تھے۔

علی بن محمد کی روایت میں یہ ہے کہ ابوبکرؓ کا عہد خلافت دو سال تین مہینے بیس روز اور بقول بعض دس روز تھا۔

ابوبکر کی تجہیز و تکفین، وفات اور نماز کے اوقات
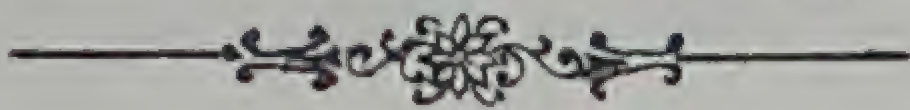
اور نماز جنازہ کس نے پڑھائی

حضرت عائشہ کی روایت ہے کہ ابوبکرؓ نے مغرب اور عشا کے درمیان انتقال کیا، اسما بنت عمیس کہتی ہیں کہ ابوبکرؓ نے مجھ سے کہا تھا کہ تم مجھ کو غسل دینا میں نے کہا کہ یہ کام میں کیسے کر سکوں گی تو آپ نے کہا کہ عبدالرحمن بن ابی بکر پانی ڈال کر تمھاری مدد کریں گے۔

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ الصدیق نے یہ وصیت کی تھی کہ انکو انکی بیوی اسما غسل دیں اور ان سے کام نہ چل سکے تو میرے لڑکے محمد ان کی مدد کریں۔

محمد بن عمر کہتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ محمد ابوبکرؓ کی وفات کے وقت صرف تین سال کے تھے۔

عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ابوبکرؓ نے مجھ سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلعم کو کتنے کپڑوں میں کفنایا گیا تھا میں نے کہا کہ تین کپڑوں میں آپ نے کہا کہ تم لوگ میرے یہ دونوں کپڑے دھولو، وہ دونوں کپڑے دریدہ تھے اور ایک کپڑا میرے لئے خرید لو، میں نے کہا ابا جان ہم لوگ تو خوشحال ہیں، آپ نے کہا، اے بیٹی مردے کی بہ نسبت زندہ آدمی نئے کپڑے کا زیادہ مستحق ہے اور یہ دونوں کپڑے پرانے اور بوسیدہ ہونے والوں کے لئے مناسب ہیں۔

عبدالرحمن بن قاسم کا بیان ہے کہ ابوبکرؓ نے غروب آفتاب کے بعد عشاء کے وقت منگل کی رات کو وفات پائی اور وہ رات ہی کے وقت دفن کر دیے گئے۔

ابوبکرؓ اسی پلنگ پر اٹھائے گئے تھے جس پر رسول اللہ صلعم کو اٹھایا گیا تھا آپ کے جنازے کی نماز عمرؓ نے مسجد نبوی صلعم میں پڑھائی تھی اور قبر میں عمرؓ، عثمانؓ

طلحہ اور عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ اترے تھے عبداللہ نے بھی اترنا چاہا مگر عمرؓ نے ان سے کہا اب تمہاری ضرورت نہیں ہے، ابوبکرؓ نے عائشہؓ کو وصیت کی تھی کہ مجھکو رسول اللہ صلعم کے پہلو میں دفن کیا جائے، چنانچہ جب آپ کا انتقال ہوگیا تو آپ کے لئے قبر کھودی گئی اور ابوبکرؓ کا سر رسول اللہ صلعم کے شانۂ مبارک کے قریب اور انکی لحد کو رسول اللہ صلعم کی لحد سے ملحق رکھا گیا، پھر اس میں دفن کئے گئے۔

عبداللہ بن زبیر کا بیان ہے کہ ابوبکرؓ کا سر رسول اللہ کے شانوں کے برابر اور عمرؓ کا سر ابوبکرؓ کی کوکھ کے برابر رکھا گیا تھا۔

قاسم بن محمدؒ کہتے ہیں کہ میں نے عائشہؓ سے عرض کیا اماں جان ذرا مجھے رسول اللہ صلعم اور آپ کے دونوں رفیقوں کی قبریں کھول کر دکھائیے چنانچہ آپ نے میرے لئے حجرہ کھولا اس میں تین قبریں تھیں نہ بہت اٹھی ہوئی نہ زمین سے ملی ہوئی اُن پر سرخ میدان کی ریتی پڑی ہوئی تھی میں نے دیکھا کہ اُن میں سے رسول اللہ صلعم کی قبر پہلے ہے اور ابوبکرؓ کی قبر حضور کے سر مبارک کے پاس ہے اور عمرؓ کی قبر ابوبکرؓ کے سر کے پاس ہے۔

ایک روایت یہ ہے کہ ابوبکرؓ کی قبر رسول اللہ صلعم کی قبر کی طرح مسطح بنائی گئی تھی اور اس پر پانی چھڑکا گیا تھا اور عائشہ نے اس پر نوحہ کرنے والیوں کو بٹھایا تھا۔

سعید بن المسیب کی روایت ہے کہ جب ابوبکرؓ کا انتقال ہوگیا تو عائشہ نے اُن پر نوحہ کرنے والیوں کو بٹھایا، اتنے میں عمرؓ آ گئے اور ان کے دروازے کے پاس آکر کھڑے ہو گئے آپ نے اُن کو ابوبکرؓ پر نوحہ اور بین کرنے سے روکا مگر اُن عورتوں نے باز آنے سے انکار کردیا عمرؓ نے ہشام بن الولید کو حکم دیا کہ تم اندر جا کر ابو قحافہ کی بیٹی ابوبکرؓ کی بہن کو پکڑ کر میرے پاس لاؤ جب عائشہؓ نے عمرؓ کو ہشام کو یہ حکم دیتے ہوئے سنا تو بولیں ہشام میں تمہیں اپنے مکان میں داخل ہونے کی ممانعت کرتی ہوں عمرؓ نے ہشام سے کہا اندر جاؤ میں تم کو اجازت دیتا ہوں، ہشام اندر گھس گئے اور اُم فروہ ابوبکرؓ کی بہن کو عمرؓ کے پاس پکڑ لائے عمرؓ نے دُرّہ اٹھا کر ان کے کئی بار رسید کیا دُرّے کی آواز سن کر نوحہ کرنے والیاں سب بھاگ گئیں علی بن محمد کا بیان ہے کہ ابوبکرؓ نے اپنے مرض الموت میں یہ اشعار پڑھے تھے۔

وکل ذی ابل موروث وکل ذی سلب مسلوب
وکل ذی عیبۃ یؤب وغائب الموت لا یئوب

(ترجمہ) ہر دولتمند کا مال میراث میں بٹ جائیگا اور ہر سامان والے سے اس کا سامان چھن جائے گا، ہر غائب ہونیوالا واپس آجاتا ہے مگر مر کر غائب ہونے والا کبھی واپس نہیں آتا۔

آپ کی زبان پر آخری الفاظ یہ تھے رب توفنی مسلماً والحقنی بالصالحین (ترجمہ) بار الہا! مجھ کو بحالت اسلام موت دے اور مجھ کو صالحین کے پاس پہنچا دے۔

عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ عائشہؓ اپنے کجاوے میں بیٹھی تھیں آپ نے سامنے سے ایک عرب کو گزرتے ہوئے دیکھا اور اس کو دیکھ کر فرمایا کہ میں نے اس شخص سے زیادہ کسی کو ابوبکرؓ کے مشابہ نہیں دیکھا، ہم نے عرض کیا آپ ہم سے ابوبکرؓ کا حلیہ بیان کیجئے عائشہؓ نے فرمایا ابوبکرؓ گورے، دُبلے کلے پچکے ہوئے اور جھکے ہوئے آدمی تھے ان سے ازار نہیں سنبھلتی تھی بلکہ کمر پر سے سرک سرک جاتی تھی چہرہ پر گوشت نہیں تھا آنکھیں اندر دھنسی ہوئی پیشانی اٹھی ہوئی اور بھنویں صاف تھیں۔

علی بن محمد کی روایت میں یہ ہے کہ ابوبکرؓ کا رنگ گورا زردی مائل تھا آپ خوش قامت، نحیف اور جھکے ہوئے تھے نازک مزاج اور فیاض تھے، ناک ستواں رخسار پتلے اور آنکھیں اندر کو تھیں اور آپ کی پنڈلیاں پتلی اور رانیں صاف تھیں، مہندی اور کسم کا خضاب کرتے تھے۔

جب ابوبکرؓ کا انتقال ہوا اس وقت آپ کے والد مکے میں زندہ تھے جب، ان کو ابوبکرؓ کے انتقال کی اطلاع ہوئی تو انھوں نے کہا افسوس بہت بڑا سانحہ ہے۔

ابوبکرؓ کا نام، نسب اور عرفیت

اہل سیر کا اس پر اتفاق ہے کہ ابوبکرؓ کا نام عبداللہ تھا اور عتیق ان کو اُن کی فیاضی کی وجہ سے کہتے تھے، اور بعض لوگوں کا بیان یہ ہے کہ ان کو عتیق اس لئے کہتے تھے کہ رسول اللہ صلعم نے ان کو فرمایا تھا انت عتیق من النار (ترجمہ) تم

عذاب دوزخ سے آزاد ہو، اور عائشہؓ سے یہ روایت ہے کہ اُن سے کسی نے پوچھا کہ ابوبکرؓ عتیق کیوں کہلاتے تھے عائشہؓ نے فرمایا کہ ایک روز رسول اللہ صلعم نے انکی طرف دیکھا اور فرمایا ھذا عتیق اللہ من النار (ترجمہ) ان کو اللہ نے عذاب دوزخ سے آزاد فرمایا ہے، ابوبکرؓ کے والد کا نام عثمان اور ان کی کنیت ابو قحافہ تھی، ابوبکرؓ کا شجرۂ نسب اس طرح تھا' ابوبکرؓ عبداللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مُرّہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک، اور آپ کی والدہ کا شجرہ یہ ہے ام الخیر بنت صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مُرہ۔

واقدی کا قول یہ ہے کہ ابوبکرؓ کا نام عبداللہ ابن ابی قحافہ اور ان کے والد کا نام عثمان بن عامر تھا اور آپ کی والدہ ام الخیر تھیں اور ان کا نام سلمیٰ بنت صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مُرّہ تھا۔

ہشام کہتے ہیں کہ مجھ تک یہ روایت پہنچی ہے کہ ابوبکرؓ کا نام عتیق بن عثمان بن عامر تھا، اور عمارہ بن غزیہ کہتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمٰن بن قاسم سے ابوبکرؓ کا نام دریافت کیا تو انھوں نے کہا عتیق، یہ تین بھائی ابو قحافہ کے بیٹے تھے عَتیق، مُعتِق اور عُتَیق۔

ابوبکر کی بیویوں کے نام

علی بن محمد کی روایت ہے کہ ابوبکرؓ نے زمانۂ جاہلیت میں قُتَیلہ سے نکاح کیا تھا، واقدی اور کلبی بھی اس روایت سے متفق ہیں وہ کہتے ہیں کہ قُتیلہ کا شجرہ یہ ہے قُتیلہ بنت عبدالعزیٰ بن عبد بن اسعد بن جابر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوئی، قُتیلہ سے آپ کے یہاں عبداللہ اور اسما پیدا ہوئیں، نیز زمانۂ جاہلیت میں آپ نے اُم رومان بنت عامر بن عمیرہ بن ذُہل بن دہمان بن الحارث بن غنم بن مالک بن کنانہ سے نکاح کیا تھا، اور بعض لوگوں کا قول ہے کہ وہ ام رومان بنت عامر بن عُویمر بن عبد شمس بن عتاب بن اُذینہ بن سُبیع بن دہمان بن الحارث بن غنم بن مالک بن کنانہ تھیں، ان کے بطن سے آپ کے یہاں عبدالرحمان اور عائشہؓ

پیدا ہوئیں آپ کی یہ چاروں اولادیں جو اُن دو بیویوں سے پیدا ہوئیں جن کا ہم نے ذکر کیا ہے زمانۂ جاہلیت میں پیدا ہوئی تھیں اور زمانۂ اسلام میں آپ نے اسما بنت عمیس سے نکاح کیا تھا ابوبکرؓ سے پہلے وہ جعفر بن ابی طالب کے پاس تھیں اسما کا شجرہ یہ ہے اسما بنت عمیس بن معد بن تیم بن الحارث بن کعب بن مالک بن قحافہ بن عامر بن ربیعہ بن عامر بن مالک بن نسر بن وہب اللہ بن شہران بن عفرس بن حلف بن افتل اور افتل ہی کا نام خثعم ہے، اسما سے آپ کے یہاں محمد بن ابی بکر پیدا ہوئے، نیز آپ نے زمانۂ اسلام میں حبیبہ بنت خارجہ بن زید بن ابی زہیر سے جو بنی الحارث بن خزرج سے تھیں نکاح کیا تھا جب ابوبکرؓ نے وفات پائی اُس وقت حبیبہ حاملہ تھیں آپ کی وفات کے بعد ان سے آپ کے یہاں ایک لڑکی پیدا ہوئیں اُن کا نام اُم کلثوم رکھا گیا۔

ابوبکرؓ کے قاضیوں منشیوں اور عمال صدقات کے نام

مسعر سے روایت ہے کہ جب ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے تو ابوعبیدہ نے کہا کہ میں آپ کی طرف سے محکمۂ مال کی خدمات انجام دونگا اور عمرؓ نے کہا میں آپ کی طرف سے عدالت کی خدمات انجام دونگا، عمرؓ دو سال تک انتظار کرتے رہے اس عرصے میں کوئی دو آدمی بھی آپ کے پاس اپنا مقدمہ لیکر نہیں آئے اور بعض لوگوں کا بیان یہ ہے کہ ابوبکرؓ نے اپنے زمانۂ خلافت میں عمرؓ کو قاضی بنا دیا تھا، عمرؓ ایک سال منتظر رہے اس عرصے میں ایک شخص بھی آپ کے پاس اپنا قضیہ لیکر نہیں آیا۔

ابوبکرؓ کے کاتب زید بن ثابت تھے اور خبریں عثمانؓ بن عفان لکھتے تھے اور کبھی جو شخص موجود ہوتا اس سے لکھا لیتے تھے۔

ابوبکرؓ کی طرف سے مکے کے عامل عتاب بن اُسید تھے، طائف کے عامل عثمان بن ابی العاصی تھے، صنعا کے عامل مہاجر بن ابی اُمیہ تھے، حضرموت کے عامل زیاد بن لبید تھے، خولان کے عامل لیلیٰ بن امیہ تھے زبید اور رمع کے عامل ابوموسیٰ اشعری تھے جند کے عامل معاذ بن جبل تھے بحرین کے عامل العلاء بن الحضرمی تھے اور عبداللہ بن ثور کو بنی غوث میں کے ایک

شخص تھے آپ نے جُرش کی طرف بھیجا تھا اور عیاض بن غنم فہری کو آپ نے دومۃ الجندل کی طرف بھیجا تھا اور شام میں ابو عبیدہ، شرجیل بن حسنہ، یزید بن ابی سُفیان اور عمرو بن العاص مامور تھے یہ سب ایک ایک لشکر کے امیر تھے اور ان سب کے امیر خالد بن الولید تھے۔

ابو بکرؓ سخی، نرم مزاج اور انساب عرب کے ماہر تھے۔ اور حیان صائغ کی روایت ہے کہ ابو بکرؓ کی مہر پر نعم القادر اللہ کندہ تھا، کہتے ہیں کہ ابو قحافہ ابو بکرؓ کی وفات کے بعد صرف چھ مہینے زندہ رہے انھوں نے ستانوے سال کی عمر میں محرم سنہ ۱۴ھ میں مکے میں وفات پائی۔

ابو بکرؓ نے اپنے مرض الموت کے زمانے میں عمرؓ کو اپنے بعد خلیفہ مقرر کر دیا تھا، کہتے ہیں کہ جب آپ نے اس کا ارادہ کیا تھا اس وقت عبد الرحمٰن بن عوف کو بلایا تھا چنانچہ واقدی کی روایت ہے کہ ابو بکرؓ نے اپنی وفات کے وقت عبد الرحمٰن بن عوف کو بلایا اور اُن سے کہا بتلاؤ عمرؓ کے متعلق تمھاری کیا رائے ہے عبد الرحمٰن نے کہا اے خلیفۂ رسول وہ اوروں کی بہ نسبت آپ کی رائے سے بھی افضل ہیں مگر ان کے مزاج میں ذرا شدت ہے ابو بکرؓ نے کہا یہ شدت اس وجہ سے تھی کہ وہ مجھ کو نرم دیکھتے تھے جب زمام خود اُن کے تفویض ہوگی تو اس قسم کی اکثر باتیں چھوڑ دیں گے، اے ابو محمد میں نے ان کو بغور دیکھا ہے کہ جس وقت میں کسی شخص پر کسی معاملے میں غضبناک ہوتا تھا تو عمرؓ مجھ کو اس پر راضی ہونے کا مشورہ دیتے تھے اور جب کبھی میں کسی پر نرم ہوتا تھا تو وہ مجھ کو اس پر سختی کرنے کا مشورہ دیتے، اے ابو محمد یہ باتیں جو میں نے تم سے کہی ہیں تم ان کا کسی اور سے ذکر نہ کرنا عبد الرحمٰن نے کہا بہت اچھا۔

اس کے بعد ابو بکرؓ نے عثمانؓ بن عفان کو بلایا اور اُن سے کہا اے ابو عبداللہ مجھے بتلاؤ کہ عمرؓ کیسے ہیں عثمانؓ نے کہا آپ ان کو سب سے زیادہ جانتے ہیں ابو بکرؓ نے کہا ہاں اے ابو عبداللہ اس کی ذمہ داری مجھ پر ہے پھر آپ نے کہا بار الہا! میں عمر کے باطن کو اُن کے ظاہر سے بہتر سمجھتا ہوں، ہم میں اُن جیسا کوئی دوسرا شخص نہیں ہے، پھر ابو بکرؓ نے کہا اے ابو عبد اللہ تم پر رحم فرمائے

ان باتوں کا تم کسی سے ذکر نہ کرنا عثمانؓ نے کہا بہت اچھا، اس کے بعد ابوبکرؓ نے کہا اگر میں نے عمرؓ کو چھوڑ دیا تو تمھیں نہیں چھوڑوں گا، مجھے معلوم نہیں، ممکن ہے عمرؓ اس کو قبول نہ کریں، اُن کے لئے تو یہی بہتر ہے کہ وہ تمھاری حکومت کا بار اپنے سر نہ لیں، میری خواہش تو یہ تھی کہ میں تم لوگوں کے اس معاملے سے بے تعلق رہتا اور اپنے پیشرو کے طریقے کو اختیار کرتا، اے ابوعبداللہ میں نے جس کام کے لئے تمھیں بلایا ہے اور عمرؓ کے متعلق جو کچھ تم سے کہا ہے تم کسی سے اس کا ذکر نہ کرنا۔

ابوالسفر کی روایت ہے کہ ابوبکرؓ نے اپنے گوشے سے جھانکا اسماء بنت عمیس جن کے ہاتھ گودے ہوئے تھے آپ کو پکڑے ہوئے تھیں آپ نے کہا لوگو! میں جس شخص کو تم پر خلیفہ بناتا ہوں کیا تم اس کو پسند کرتے ہو، کیونکہ میں نے اس کے متعلق غور کرنے میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہیں کیا اور نہ میں نے اپنے کسی قرابتدار کو انتخاب کیا ہے، میں نے عمرؓ بن الخطاب کو تمھارا خلیفہ بنایا ہے تم ان کا حکم سنو اور ان کی اطاعت کرو، یہ سن کر سب نے کہا ہم بسروچشم منظور کرتے ہیں اور ہم اُن کی اطاعت کریں گے۔

قیس کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ عمرؓ بن الخطاب بیٹھے ہیں ان کے ہاتھ میں ایک چھڑی ہے اور وہ کہتے ہیں کہ تم اپنے خلیفہ کا حکم سنو اور ان کی اطاعت کرو وہ کہہ رہے ہیں کہ میں نے تمھاری خیر خواہی میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی، اس وقت عمرؓ کے پاس ابوبکرؓ کا غلام بیٹھا ہوا تھا جس کو لوگ شدید کہتے تھے اس کے ہاتھ میں ایک کاغذ تھا جس میں عمرؓ کی خلافت کا حکم درج تھا۔

محمد بن ابراہیم کا بیان ہے کہ ابوبکرؓ نے عثمانؓ کو تخلیے میں بلایا اور اُن سے کہا لکھو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ عہد نامہ ابوبکرؓ بن ابی قحافہ نے مسلمانوں کے نام لکھا ہے امابعد اسکے بعد ابوبکرؓ پر غشی طاری ہوگئی اور وہ بیخبر ہوگئے اس لئے عثمانؓ نے یہ لکھدیا امابعد میں تم پر عمرؓ بن الخطاب کو خلیفہ مقرر کرتا ہوں میں نے حتی المقدور تمھاری خیر خواہی میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی ہے، پھر ابوبکرؓ ہوش میں آگئے آپ نے عثمانؓ سے کہا سناؤ تم نے کیا لکھا ہے، عثمان نے پڑھ کر سنایا، ابوبکرؓ نے تکبیر پڑھی اور کہا میں سمجھتا ہوں کہ شاید تمھیں یہ اندیشہ ہوا کہ اگر اس غشی میں میری روح پرواز کر گئی تو لوگوں میں اختلاف

پیدا ہو جائے گا عثمانؓ نے کہا ہاں میں نے یہی خیال کیا تھا، ابو بکرؓ نے کہا اللہ تم کو اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر دے اس کے بعد ابو بکرؓ نے اُس مضمون کو وہیں تک برقرار رکھا۔

عبدالرحمٰن بن عوف سے مروی ہے کہ وہ ابو بکرؓ کے مرض الموت کے زمانے میں اُن کے پاس گئے اور ان کو کچھ غمگین سا پایا عبدالرحمٰن نے آپ سے کہا خدا کا شکر ہے کہ آپ نے تندرستی کے ساتھ صبح کی ہے، ابو بکرؓ نے کہا کیا تم اس بات کو دیکھ رہے ہو؟ عبدالرحمٰن نے کہا ہاں، ابو بکرؓ نے کہا کہ میں نے تمھاری حکومت ایک ایسے شخص کے حوالے کی ہے جو میرے نزدیک تم سب سے بہتر ہے مگر اس سے تم سب کی ناکیں پھول گئیں، ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ یہ منصب خود اُس کو ملجائے، اب تم لوگوں نے دنیا کو آتے دیکھ لیا ہے، دنیا جب آئے گی تو اس وقت تم ریشم کے پردے اور دیباج کے گدے استعمال کرو گے اور آذری اون پر لیٹے ہوئے تمھیں ایسی تکلیف ہوگی جیسے کسی کو کانٹوں پر لیٹنے سے تکلیف ہوتی ہے، دنیا داری میں گرفتار ہونے سے یہ کہیں بہتر ہے کہ حد شرعی کے بغیر تمھاری گردن اُڑا دی جائے، تم ہی لوگوں کو سب سے پہلے گمراہ کرنے اور راہ راست سے ہٹانے والے ہو، اے راہ مستقیم دکھانے والے بلاشبہ وہ یا تو صبح کی روشنی کے مانند ہے یا ڈبونے والے سمندر کی مانند ہے، عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ میں نے کہا امیرالمومنین اس قدر جوش میں نہ آیئے اس سے آپ نڈھال ہوئے جاتے ہیں، لوگوں میں ہر شخص دو حال سے خالی نہیں ہے یا تو اس کی رائے بھی وہی ہے جو آپ کی ہے تو وہ آپ کے ساتھ ہے یا آپ کی رائے کے خلاف کہنے والا ہے تو وہ آپ کو مشورہ دے رہا ہے مگر آپ کی پسند اور منشاء کے ساتھ ہے، ہم جانتے ہیں کہ آپ صرف خیر خواہی چاہتے ہیں، آپ ہمیشہ صالح اور مصلح رہے ہیں، اور آپ کے دل میں دنیا کی کسی چیز کی حسرت نہیں ہے۔

ابو بکرؓ نے کہا کہ ہاں میرے دل میں دنیا کی کوئی حسرت نہیں ہے، مگر تین چیزیں ایسی ہیں جو میں نے کی ہیں مگر کاش نہ کرتا، اور تین چیزیں ایسی ہیں جو میں نے چھوڑ دی ہیں مگر کاش اُن کو کرتا اور تین چیزیں ایسی ہیں کہ کاش میں

رسول اللہ صلعم سے اُن کے متعلق دریافت کر لیتا، وہ تین چیزیں جن کو میں چھوڑ دیتا تو اچھا ہوتا یہ ہیں کہ کاش میں فاطمہؓ کا گھر نہ کھولتا اگرچہ وہ لوگ جنگ کے لئے اس کا دروازہ بند کرتے، اور کاش میں الفجاءۃ سلمی کو نہ جلاتا، بلکہ یا تو اس کو باندھ کر قتل کر دیتا یا آزاد چھوڑ دیتا، اور کاش بنی سقیفہ کے روز میں اس امارت کو دو میں سے کسی ایک شخص کے گلے میں ڈال دیتا، ابوبکرؓ کا اشارہ عمرؓ اور ابوعبیدہ کی طرف تھا، دونوں میں سے کوئی ایک امیر ہوتا اور میں وزیر ہوتا۔

اور جو چیزیں مجھ سے چھوٹ گئی ہیں وہ یہ ہیں کہ کاش جب اشعث میرے سامنے اسیر کر کے لایا گیا تھا میں اس کی گردن مار دیتا کیونکہ بعد میں میں نے دیکھا کہ جو بُرا کام اس کو نظر آتا ہے وہ اس کا معاون بن جاتا ہے، اور کاش جب میں نے خالدؓ کو مرتدین کے مقابلے کے لئے روانہ کیا تھا اس وقت میں ذی القصہ میں جا کر قیام کرتا اگر مسلمان فتحیاب ہوتے تو خیر اور اگر شکست پاتے تو میں مقابلے کے درپے ہوتا یا مددگار بن جاتا، اور کاش جب میں نے خالد بن الولید کو شام کی طرف بھیجا تھا اس وقت عمرؓ بن الخطاب کو عراق کی طرف بھیجدیتا اور اس طرح خدا کی راہ میں اپنے دونوں ہاتھ پھیلا دیتا یہ کہہ کر ابوبکرؓ نے اپنے دونوں ہاتھ پھیلا دیے۔

اور کاش میں رسول اللہ صلعم سے پوچھ لیتا کہ یہ امارت کس کو ملنی چاہئے تاکہ پھر کسی کو نزاع کا موقع نہ رہتا، اور کاش میں آپ سے پوچھ لیتا کہ کیا انصار کے لئے اس حکومت میں کچھ حصہ ہے اور کاش میں آپ سے بھتیجی اور پھوپی کی میراث کے متعلق دریافت کر لیتا، کیونکہ میرے دل میں اس کے متعلق کچھ بے اطمینانی ہے۔

ابوبکرؓ امیر المومنین ہونے سے قبل تجارت کرتے تھے اور اس وقت اُنکا مکان سُنح میں تھا مگر پھر مدینے میں منتقل ہو گئے تھے عائشہؓ کی روایت ہے کہ میرے والد سنح میں اپنی بیوی حبیبہ کے پاس رہتے تھے حبیبہ کا شجرہ یہ ہے حبیبہ بنت خارجہ بن زید بن ابی زہیر جو بنی الحارث بن الخزرج سے تھے ابوبکرؓ نے اس مکان پر کھجور کی شاخوں سے ایک حجرہ بنایا تھا، ابھی اُس سے زیادہ اور کچھ نہیں بنانے پائے تھے کہ مدینے میں اپنے مکان میں منتقل ہو گئے، بیعت خلافت کے بعد چھ مہینے تک آپ سنح ہی میں مقیم رہے،

اور ہر روز صبح کو مدینے پیدل آتے رہے اور کبھی کبھی گھوڑے پر آتے تھے ان کے جسم پر ایک تہمد اور ایک پرانی چادر ہوتی تھی، آپ مدینے پہنچکر لوگوں کو نماز پڑھاتے اور عشاء کی نماز پڑھا کر اپنے گھر سنح کو واپس چلے جاتے، جب آپ آتے تو خود نماز پڑھاتے اور جب نہ آتے تو عمرؓ نماز پڑھاتے، اور جمعہ کے روز دن چڑھے تک سُنح میں رہتے سر اور ڈاڑھی کو خضاب لگاتے اور جمعہ کی نماز کے وقت آکر لوگوں کو نماز جمعہ پڑھاتے تھے۔

ابو بکر تجارت پیشہ آدمی تھے آپ ہر روز صبح کو بازار جاتے خرید و فروخت میں مشغول رہتے تھے ان کے پاس بکریوں کا ایک ریوڑ تھا کبھی آپ خود اس کو چرانے کے لئے لیجاتے اور کبھی آپ کا یہ کام کوئی اور شخص کر دیتا تھا، آپ قبیلے والوں کی بکریوں کا دودھ دوہ دیا کرتے تھے چنانچہ جب آپ خلیفہ ہوئے تو قبیلے کی ایک لڑکی نے کہا کہ اب ہمارے گھر کی بکریاں نہیں دوہی جائینگی اس کی یہ بات ابو بکرؓ نے سُن لی آپ نے کہا ہاں بخدا میں تمھاری بکریاں ضرور دوہونگا، اور مجھے امید ہے کہ اس منصب سے میری سابقہ عادات میں کوئی تغیر واقع نہوگا، چنانچہ خلیفہ ہو کر بھی ابو بکرؓ قبیلے کی بکریوں کا دودھ نکالتے رہے اکثر ایسا ہوتا کہ آپ قبیلے کی لڑکی سے پوچھتے کہ اگر تم چاہتی ہو تو تمھاری بکریاں میں چرالاؤں یا تم کہو تو انکو کھولکر چھوڑ دوں لڑکی کبھی کہتی آپ انکو چرا لائیے۔ اور کبھی کہتی انکو چھوڑ دیجئے۔ چنانچہ جیسا وہ کہتی آپ اسکی مرضی کے مطابق کر دیا کرتے سُنح کے قیام کے زمانے میں چھ مہینے تک آپ کا یہی طرز عمل رہا، پھر آپ مدینے اُٹھ آئے اور وہیں قیام کر لیا آپنے فرائض خلافت اور اپنے مسئلۂ معاش پر غور کیا اور کہا بخدا لوگوں کے معاملات کی نگرانی کے ساتھ تجارت نہیں ہو سکتی اس خدمت کے لئے فراغت اور پوری توجہ کی ضرورت ہے ادھر میرے اہل و عیال کے لئے بھی کچھ ضروری ہے اس لئے آپ نے تجارت ترک کر دی اور بیت المال سے اپنی اور اپنے متعلقین کی ضروریات کے لئے روزانہ خرچ لینے لگے لوگوں نے آپ کے ذاتی مصارف کے لئے سالانہ چھ ہزار درہم کی رقم منظور کی تھی،

جب ابو بکرؓ کی وفات کا وقت ہوا تو انھوں نے کہا بیت المال کا جو کچھ سامان ہمارے پاس ہو سب واپس کر دو، کیونکہ میں اُس مال میں سے اپنے ذمے کچھ رکھنا نہیں چاہتا، میری وہ زمین جو فلاں مقام پر واقع ہے وہ اس رقم کے معاوضے

میں دیدو جو آج تک میں نے بیت المال سے لی ہے چنانچہ وہ زمین، ایک اونٹنی، ایک قلعی گر غلام اور کچھ غلہ جس کی قیمت پانچ درہم ہوگی یہ سب چیزیں عمرؓ کو دیدی گئیں عمرؓ نے کہا کہ ابوبکرؓ نے اپنے بعد والوں کو کس قدر مشکل میں مبتلا کر دیا ہے۔

ایک روایت یہ ہے کہ ابوبکرؓ نے لوگوں سے کہا کہ حساب لگاؤ کہ جب سے میں خلیفہ ہوا ہوں میں نے بیت المال کی کتنی رقم خرچ کی ہے جو کچھ میزان نکلے اس کو میری جائداد سے وصول کر لو چنانچہ حساب لگایا گیا تو پورے زمانۂ خلافت کی رقم آٹھ ہزار درہم نکلی۔

اسما بنت عمیس کہتی ہیں کہ طلحہ بن عبیداللہ ابوبکرؓ کے پاس آئے اور کہا آپ نے عمرؓ کو لوگوں پر خلیفہ مقرر کیا ہے حالانکہ آپ کو معلوم ہے کہ آپ کی موجودگی میں لوگوں کو ان سے کیا کیا تکلیفیں پہنچتی رہی ہیں جب سب کچھ ان کے ہاتھ میں ہوگا تو نہ جانے کیا کیفیت ہوگی، آپ خدا کے سامنے جارہے ہیں وہ آپ سے آپ کی رعایا کے حقوق کے متعلق بازپرس کرے گا، ابوبکرؓ لیٹے ہوئے تھے یہ سن کر آپ نے کہا مجھے بٹھا دو، لوگوں نے آپکو بٹھا دیا آپ نے طلحہ سے کہا تم مجھے خدا سے ڈراتے ہو تم مجھے خدا کا خوف دلاتے ہو یاد رکھو جب میں خدا کے سامنے جاؤں گا اور وہ مجھ سے بازپرس کریگا تو میں کہوں گا میں نے تیری مخلوق پر اُن میں سے بہترین شخص کو خلیفہ بنایا ہے۔

گزشتہ صفحات میں ہم ابوبکرؓ کے عمرؓ کو خلیفہ مقرر کرنے، ابوبکرؓ کی وفات پانے اور عمرؓ کے اُن کی نماز جنازہ پڑھانے اور صبح ہونے سے قبل رات ہی کو ان کی تدفین عمل میں آنے کے واقعات بیان کر چکے ہیں، اس رات کے ختم ہوتے ہی صبح کو عمرؓ نے جو سب سے پہلا کام کیا اس کے متعلق شداد کی روایت یہ ہے کہ خلیفہ ہونے کے بعد عمرؓ منبر پر چڑھے اور کہا میں چند کلمات کہنا چاہتا ہوں تم لوگ اُن پر آمین کہو اسی طرح مُرّی کا بیان ہے کہ خلیفہ ہونے کے بعد عمرؓ نے جو سب سے پہلی گفتگو کی وہ یہ تھی کہ عربوں کی مثال ایسی ہے جیسے نکیل میں بندھا ہوا اونٹ جو اپنے قائد کے پیچھے پیچھے چلتا رہتا ہے لہذا قائد کا فرض ہے کہ سوچ سمجھ کر اس کی قیادت کرے، اور میں قسم ہے، رب کعبہ کی اُن کو سیدھے راستے پر لیکر چلوں گا۔

خلیفہ ہونے کے بعد عمرؓ نے سب سے پہلا خط ابوعبیدہ کو لکھا جس میں ان کو

خالدؓ کے لشکر کا امیر مقرر کیا اور لکھا کہ میں تم کو اُس خدا سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں جو باقی رہنے والا ہے اور جس کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے، جس نے ہم کو گمراہی سے نکال کر راہ راست پر لگایا، اور ظلمت سے نکال کر نور میں داخل کیا، میں تم کو خالدؓ کے لشکر کا امیر مقرر کرتا ہوں تم مسلمانوں کے حقوق ادا کرنے کے لئے کھڑے ہو جاؤ تم غنیمت کی حرص میں آکر مسلمانوں کو ہلاکت میں مبتلا نہ کرنا اور نہ کسی اجنبی مقام میں وہاں کے حالات اور نتائج سے بیخبر ہو کر اُن کو ٹھیرانا، جب تم کسی جماعت کو جنگ کے لئے بھیجو تو معقول تعداد کے بغیر نہ بھیجنا، مسلمانوں کو ہلاکت میں ہرگز مبتلا نہ کرنا، خدا نے تمھارا معاملہ میرے ہاتھ میں اور میرا معاملہ تمھارے ہاتھ میں دیا ہے دنیا کی محبت سے اپنی آنکھیں بند کرلو اور اپنے دل کو اس سے بے نیاز کرلو خبردار اگلے لوگوں کی طرح ہلاکت میں مت ڈالو، اُن کے پچھڑنے کے میدان تمھاری آنکھوں کے سامنے ہیں۔

جو لوگ شام میں ابوبکرؓ کی وفات کی اطلاع لیکر گئے تھے ان کے نام یہ ہیں شداد بن اوس بن ثابت انصاری، محمیہ بن جزء اور یرفا، انھوں نے مسلمانوں کے فتحیاب ہونے تک اس خبر کو لوگوں سے پوشیدہ رکھا اس وقت مسلمان یاقوصہ کی گھاٹی پر رومی دشمنوں سے برسرپیکار تھے یہ رجب کا واقعہ ہے، اس کے بعد ان لوگوں نے ابوعبیدہ کو ابوبکرؓ کی وفات پانے کی اطلاع دی اور بتایا کہ عمرؓ نے آپ کو شام کی جنگ کا سپہ سالار مقرر کیا ہے اور تمام امراء کو آپ کا ماتحت بنایا ہے اور خالدؓ کو معزول کر دیا ہے۔

ابن اسحاق کی روایت ہے کہ جب مسلمان اجنادین کے معرکے سے فارغ ہو گئے تو وہاں سے فحل کی طرف جو علاقۂ اُردن میں واقع ہے چلے گئے کیونکہ رومی بھاگ کر وہاں جمع ہو گئے تھے، مسلمان بدستور اپنے امراء کے ماتحت تھے خالدؓ مقدمۃ الجیش پر تھے، رومیوں نے بیسان پر پہنچکر اس کی نہروں کے بند توڑ دیے، وہاں کی زمین شور تھی جس سے تمام زمین دلدل بن گئی، بیسان فلسطین اور اُردن کے درمیان واقع ہے، جب مسلمان وہاں پہنچے تو وہ رومیوں کی کارستانی سے لاعلم تھے ان کے گھوڑے دلدل میں پھنس گئے اور انھیں سخت مصیبت اٹھانی پڑی مگر خدا نے

ان کو وہاں سے سلامتی سے نکال دیا بیسان کا نام اس زحمت کی وجہ سے جو مسلمانوں کو وہاں اٹھانی پڑی ذات الردغہ (دلدل والی جگہ) پڑ گیا، اس کے بعد مسلمان رومیوں کے پاس پہنچے وہ اس وقت فحل میں تھے، طرفین میں جنگ ہوئی رومیوں نے شکست کھائی، مسلمان فحل میں داخل ہو گئے اور بھاگے ہوئے رومی دمشق پہنچ گئے، فحل کا واقعہ عمرؓ کی خلافت کے چھ ماہ بعد ذی قعدہ ۱۳ھ میں پیش آیا تھا اس سال کے امیر حج عبدالرحمٰن بن عوف تھے۔

فحل کے بعد مسلمان دمشق کی طرف متوجہ ہوئے مقدمۃ الجیش پر خالدؓ بن الولید تھے رومی دمشق میں ایک شخص باہان نامی کے پاس جمع ہو گئے تھے، عمرؓ نے خالدؓ بن الولید کو معزول کر کے ابو عبیدہ کو سپہ سالار مقرر کر دیا تھا دمشق کے اطراف مسلمانوں اور رومیوں میں بڑی شدت کی جنگ ہوئی، اس جنگ میں خدا نے رومیوں کو شکست دی اور مسلمانوں کو بہت سا مال غنیمت حاصل ہوا، رومی دمشق میں گھس گئے اور اس کے دروازے بند کر لئے، مسلمانوں نے بڑھ کر دمشق کا محاصرہ کر لیا اور آخر کار اس کو فتح کر کے رہے، رومیوں نے جزیہ دینا قبول کیا۔

عمرؓ کے پاس سے ابو عبیدہ کے نام ان کی امارت اور خالدؓ کی معزولی کا حکم پہنچا تو انھوں نے شرم کی وجہ سے وہ خط خالدؓ کو نہیں دکھلایا جب دمشق خالدؓ کے ہاتھوں فتح ہو گیا اور صلحنامہ انھیں کے نام سے لکھا جا چکا تب ابو عبیدہ نے خالدؓ کو اس خط کے مضمون سے مطلع کیا جب اہل دمشق نے صلح کر لی تو باہان جس نے مسلمانوں سے جنگ کی تھی ہرقل کے پاس چلا گیا، دمشق رجب ۱۴ھ میں فتح ہوا تھا، اس کے بعد ابو عبیدہ نے اپنی امارت اور خالدؓ کی معزولی کو ظاہر کر دیا مسلمانوں اور رومیوں کا مقابلہ پہلے ایک شہر عین فحل میں ہوا تھا عین فحل فلسطین اور اردن کے درمیان واقع ہے وہاں بڑے زور کا معرکہ ہوا تھا اس کے بعد رومی دمشق میں پہنچے تھے۔

مگر خالدؓ اور عبادہ کی روایت میں یہ ہے کہ جب برید مدینے سے ابوبکرؓ کی وفات کی اطلاع اور ابو عبیدہ کی امارت کا حکم لیکر مسلمانوں کے پاس یرموک پہنچا اُس وقت مسلمانوں اور رومیوں میں بڑی شدت کی جنگ ہو رہی تھی اسکے بعد راوی نے تمام واقعہ یرموک کا بیان کیا ہے اور دمشق کا واقعہ اس طرح بیان نہیں کیا جسطرح کہ ابن اسحاق نے

بیان کیا ہے میں اس روایت کا کچھ حصہ بعد میں ذکر کروں گا۔
خلیفہ ہونے کے بعد عمرؓ خالد بن سعید اور ولید بن عقبہ سے خوش ہو گئے ان دونوں کو مدینے میں داخل ہونے کی اجازت دیدی، ابوبکرؓ نے جنگ سے بھاگنے کی پاداش میں ان دونوں کو مدینے میں داخل ہونے کی ممانعت کر دی اور ان کو شام واپس کر دیا تھا اور ان سے یہ کہہ دیا تھا کہ اب میں تم کو اچھی طرح آزمانا چاہتا ہوں، جاؤ ہمارے جس امیر کے ساتھ تم چاہتے ہو ملجاؤ، چنانچہ یہ دونوں فوج میں آکر شریک ہو گئے تھے اور انھوں نے سخت معرکوں میں بڑے کارہائے نمایاں انجام دیے تھے۔

دمشق کا واقعہ سیف کی روایت کے مطابق

خالدؓ اور عبادہ بیان کرتے ہیں کہ جب خدا نے یرموک کی فوجوں کو شکست دیدی اور واقوصہ کے لوگ تتر بتر ہو گئے اور مال غنیمت اور انعامات تقسیم ہو چکے اور خمس اور وفود بھیجے جا چکے، تب ابوعبیدہ نے اس اندیشے سے کہ مبادا امر تدین یرموک پر حملہ کر کے قابض ہو جائیں اور ہماری رسد کے راستے بند کر دیں یرموک پر بشیر بن کعب بن ابی الحمیری کو اپنا نائب بنا کر چھوڑ دیا اور خود صُفّر کے ارادے سے آگے بڑھے ابوعبیدہ بھاگنے والوں کا تعاقب کرنا چاہتے تھے اُن کو معلوم نہیں تھا کہ رومی کہیں جمنا چاہتے ہیں یا منتشر ہونا چاہتے ہیں اتنے میں اُن کے پاس اطلاع آئی کہ رومی فحل پر جمع ہو رہے ہیں اور یہ بھی اطلاع ملی کہ اہل دمشق کی مدد کے لئے حمص سے کمک آرہی ہے اس وقت ابوعبیدہ متردد ہوئے کہ آغاز دمشق سے کریں یا فحل سے جو علاقۂ اردن کا ایک شہر ہے اسلئے انھوں نے اس بارے میں عمرؓ کی خدمت میں لکھ کر ہدایت طلب کی اور جواب کے انتظار میں صُفّر میں ٹھہر گئے، عمرؓ نے یرموک کی فتح کی اطلاع کے بعد جملہ اُمراء کو اُن کے عہدوں پر برقرار رکھا مگر خالدؓ کو ابوعبیدہ کے ماتحت کر دیا اور عمرو کو جنگ کے اثرات فلسطین پہنچنے تک مسلمانوں کی امداد کے لئے مقرر کر دیا اور لکھ دیا کہ جب جنگ فلسطین میں ہونے لگے تو عمرو وہاں کے سپہ سالار ہونگے۔
لوگوں کا خیال ہے کہ عمرؓ نے خالدؓ کو اُن کی کسی گفتگو کی وجہ سے معزول کر دیا تھا

ابوبکرؓ کے پورے زمانۂ خلافت میں عمرؓ خالدؓ سے ناراض رہے اور ان کے اعمال کو ناپسند کرتے رہے کیونکہ انھوں نے ابن نویرہ کو قتل کر دیا تھا اور نیز ان سے جنگ میں بعض بے ضابطگیاں سرزد ہوئی تھیں، چنانچہ خلیفہ ہوتے ہی جو بات سب سے پہلے عمرؓ کی زبان سے نکلی وہ خالدؓ کے معزول کرنے کے متعلق تھی آپ نے کہا کہ میرے زمانے میں خالدؓ کبھی کسی ذمہ دار عہدے پر نہیں رہیں گے۔

عمرؓ نے ابوعبیدہ کو خط لکھا کہ اگر خالدؓ اپنے نفس کی تکذیب یعنے اپنے قصوروں کا اعتراف کرتے ہیں تو وہ علی حالہٖ سپہ سالار ہیں اور اگر وہ اس کے لئے تیار نہیں ہیں تو تم اُن کی جگہ سپہ سالار مقرر کئے جاتے ہو اس کے بعد تم ان کے سر سے اُن کی دستار اُتار لینا اور ان کا تمام مال اُن سے نصفا نصف بے تقسیم کرا لینا۔

جب ابوعبیدہ نے خالدؓ سے اس حکم کا ذکر کیا تو خالدؓ نے کہا مجھے ذرا مہلت دو میں اپنی بہن سے اس معاملے میں مشورہ کرتا ہوں، ابوعبیدہ نے اُن کو مہلت دیدی، خالدؓ اپنی بہن فاطمہ بنت الولید کے پاس گئے وہ حارث بن ہشام کی بیوی تھیں، خالدؓ نے اُن سے اس معاملے کا ذکر کیا، فاطمہ نے کہا بخدا عمرؓ تمھیں کبھی پسند نہیں کریں گے وہ صرف یہ چاہتے ہیں کہ تم اعتراف قصور کرو اور پھر وہ تمھیں معزول کر دیں، خالدؓ نے یہ رائے سن کر اپنی بہن کا سر چوم لیا اور کہا بیشک تم سچ کہتی ہو، چنانچہ خالدؓ نے معزول ہونا قبول کیا مگر اپنے نفس کی تکذیب پر تیار نہ ہوئے۔

ابوبکرؓ کے غلام بلال ابوعبیدہ کے پاس پہنچے اور کہا تم کو خالدؓ کے متعلق کیا حکم دیا گیا ہے ابوعبیدہ نے کہا مجھ کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ ان کا عمامہ اُتار لوں اور ان کے مال کو آدھوں آدھ تقسیم کرلوں چنانچہ ابوعبیدہ نے خالدؓ کا تمام مال تقسیم کرلیا آخر میں اُن کی جوتی کا جوڑا رہ گیا ابوعبیدہ نے کہا یہ صرف ان ہی کے کام کا ہے، خالدؓ نے کہا ہاں مگر میں امیرالمومنین کی نافرمانی نہیں کرسکتا تم کو جیسا حکم ملا ہے ویسا ہی کرو، اس پر ابوعبیدہ نے ایک جوتا لے لیا اور خالدؓ کو دیدیا، معزول ہونے کے بعد خالدؓ عمرؓ کے پاس مدینے آگئے۔

سلیمان بن یسار کہتے ہیں کہ جب عمرؓ خالدؓ کے پاس سے گزرتے تو اُن سے کہا کرتے اے خالدؓ خدا کا مال جو تم دبائے بیٹھے ہو اس کو نکالو، خالدؓ کہتے بخدا

میرے پاس کوئی مال نہیں ہے، اور جب عمرؓ نے ان کا زیادہ پیچھا لیا تو خالدؓ نے کہا اے امیر المومنین میں نے تمہاری سلطنت میں سے جو کچھ لیا ہے اس کی قیمت چالیس ہزار درہم بھی نہیں ہے، عمرؓ نے کہا میں تمہارا تمام اثاثہ چالیس ہزار درہم میں تم سے خریدتا ہوں خالدؓ نے کہا مجھے منظور ہے عمرؓ نے کہا میں نے تم سے لے لیا خالدؓ کے پاس سوائے گھر کے سامان اور چند غلاموں کے اور کچھ نہ نکلا، اس کی قیمت کا حساب لگایا گیا تو اسی ہزار درہم ہوئی عمرؓ نے وہ سب مال اُن سے لے لیا اور انکو چالیس ہزار درہم دے دیئے کسی نے عمرؓ سے کہا امیر المومنین اگر آپ خالدؓ کا سامان اُن کو واپس دیدیں تو مناسب ہے عمرؓ نے کہا بخدا میں مسلمانوں کا تاجر ہوں ہرگز واپس نہیں کروں گا۔ مگر خالدؓ کے ساتھ یہ معاملہ کرنیکے بعد عمرؓ کا دل ان کی طرف سے صاف ہو گیا تھا۔

جب عمرؓ کے پاس ابو عبیدہ کا خط یہ دریافت کرنے کے لئے آیا کہ حملہ کس مقام پر پہلے کیا جائے تو عمرؓ نے اس کا یہ جواب دیا اما بعد تم کو چاہیے کہ پہلے دمشق پر حملہ کرو کیونکہ دمشق شام کا قلعہ اور دشمنوں کا دار الحکومت ہے، اور فحل والوں کے مقابلے میں اپنا دستہ چھوڑ کر اُن کو اُلجھائے رکھو تاکہ وہ لوگ تمہاری طرف توجہ نہ کرسکیں، اسی طرح اہل فلسطین اور اہل حمص کو بھی مصروف کردو، اگر یہ مقامات دمشق سے پہلے فتح ہو گئے تو ہماری مراد بر آئیگی اور اگر خدا نے دمشق کو ان سے پہلے فتح کرادیا تو اس کی حفاظت کے لئے ایک امیر کو چھوڑ دینا اور باقی اُمراء اور تم جاکر فحل پر حملہ کرنا جب فحل فتح ہو جائے تو تم اور خالدؓ حمص کی طرف مڑ جانا اور شرحبیل اور عمرو کو اُردن اور فلسطین میں چھوڑ دینا اور ہر شہر اور ہر فوج کے امراتا حکم ثانی اپنی اپنی خدمات پر برقرار رہیں گے۔

ابو عبیدہ نے فحل کی طرف دس قائد روانہ کئے ابو الاعور السلمی، عبد عمرو بن یزید بن عامر الجرشی عامر بن حثمہ، عمرو بن کلیب جو یحصب کے قبیلے کے تھے، عمارہ بن الصعق بن کعب، صیفی بن علبہ بن شامل، عمرو بن الحبیب بن عمرو، لبدہ بن عامر بن خثعمہ، بشر بن عصمہ، عمارہ بن مخش یہ سب لوگ قائد تھے اور ان میں سے ہر ایک کی ماتحتی میں پانچ پانچ قائد اور تھے، سرداری کے لئے

جہاں تک ہو سکتا صحابہ ہی میں سے لوگ منتخب ہوتے تھے، یہ سب لوگ صُفّر سے روانہ ہو کر فحل کے قریب ٹھیر گئے، مگر جب رومیوں کو مسلمانوں کی فوجوں کے متعلق اطلاع ملی کہ وہ اُن کے ارادے سے آرہی ہیں تو رومیوں نے فحل کے اطراف کی ندیوں کے بند توڑ دیے جس سے تمام زمین میں پانی پھیل گیا اور وہ دلدل بن گئی، اس کی وجہ سے مسلمانوں کو بہت پریشانی ہوئی اور اسی ہزار شہ سوار اُن کے حملے سے محفوظ رہ گئے مسلمانوں نے شام کے شہروں میں سب سے پہلے فحل کا محاصرہ کیا اور اُسکے بعد دمشق کا محاصرہ کیا ۔

ابو عبیدہ نے ذوالکلاع کو دمشق اور حمص کے درمیان متعین کیا تا کہ وہ وہاں پشت پناہی کا کام انجام دیں اور علقمہ بن حکیم اور مسروق کو دمشق اور فلسطین کے درمیان متعین کیا ان کے امیر یزید تھے، یزید ابو عبیدہ کے ساتھ مرج سے روانہ ہوئے تھے، اور مقدمے پر خالد بن الولید کو مامور کیا تھا خالدؓ کے دونوں بازوؤں پر عمرو اور ابو عبیدہ تھے، سواروں کے افسر عیاض اور پیدل کے افسر شرجبیل تھے، مسلمانوں نے دمشق کی طرف پیشقدمی کی، اہل دمشق کا سردار نسطاس بن نسطوس تھا، مسلمانوں نے اہل دمشق کا محاصرہ کرلیا اور دمشق کے اطراف فروکش ہو گئے، ایک طرف ابو عبیدہ تھے ایک طرف عمرو تھے، ایک طرف یزید تھے ہرقل اس زمانے میں حمص میں ٹھیرا ہوا تھا حمص کا شہر اس کے اور مسلمانوں کے درمیان واقع تھا مسلمانوں نے دمشق کا ستر دن تک سخت محاصرہ کئے رکھا جس میں حملوں تیراندازیو اور منجنیقوں سے دشمن کو خوب پریشان کرتے رہے وہ لوگ شہر میں پناہ گزین تھے اور امداد کی آس لگائے بیٹھے تھے، ہرقل ان سے قریب ہی تھا اُس سے انھوں نے مدد طلب کی، مگر ذوالکلاع دمشق سے ایک رات کے فاصلے پر اسلامی لشکر اور حمص کے درمیان گویا حمص پر حملہ آور ہونے کے لئے مقیم تھے، جب ہرقل کی فوجیں اہل دمشق کی امداد کے لئے آئیں تو ذوالکلاع کے شہ سواروں نے اُن پر حملہ کر دیا اور ان کو امداد سے روک دیا مجبوراً وہ لوگ پیچھے ہٹ گئے اور ذوالکلاع کے مقابلے کے لئے ٹھیر گئے اور اہل دمشق اسی حالت میں گرفتار رہے ۔

جب اہل دمشق کو یقین ہو گیا کہ ان کو امداد نہیں پہنچ سکتی تو ان میں کمزوری

اور بزدلی پیدا ہو گئی اور انھوں نے مزید جدوجہد ترک کر دی اور مسلمانوں کے دلوں میں اُن کو زیر کرنے کا جذبہ بڑھ گیا، رومی سمجھتے تھے کہ مسلمانوں کی یہ یورش اس سے قبل کی لوٹ مار کے مانند ہے جب سردی زیادہ ہو جائے گی تو یہ لوگ خود ہی یہاں سے بھاگ جائیں گے، مگر سردی شروع ہو گئی تب بھی مسلمان واپس نہ ہوئے یہ دیکھ کر رومیوں کی امیدوں کا رشتہ ٹوٹ گیا اور دمشق میں پناہ گزین ہونے پر بہت نادم ہوئے، اسی عرصے میں اہل دمشق کے پادری کے یہاں لڑکا پیدا ہوا اس خوشی میں اس نے سب لوگوں کی دعوت کی رومیوں نے خوب کھایا اور پیا یہاں تک کہ وہ لوگ اپنی اپنی متعینہ جگہ کی نگرانی سے بالکل بیخبر ہو گئے مسلمانوں میں خالدؓ کے سوا اور سب لوگ رومیوں کی اس حالت سے ناواقف تھے، خالدؓ کی کیفیت یہ تھی کہ نہ خود سوتے اور نہ کسی کو سونے دیتے تھے، ان کو رومیوں کی سب باتوں کا علم رہتا اُن کی آنکھیں بہت تیز تھیں وہ اپنی سمت میں ہمیشہ مصروف رہتے چنانچہ آپ نے کچھ رسیاں اور ڈوریاں سیڑھیوں اور کمندوں کی شکل کی تیار کیں، اور اس دعوت کے روز شام ہوتے ہی خالدؓ اور ان کے سپاہیوں نے پیش قدمی کی سب سے آگے خود خالدؓ اور قعقاع بن عمرو اور مذعور بن عدی اور اُن جیسے اور چند اصحاب روانہ ہوئے اور اپنے لوگوں کو یہ ہدایت کر گئے کہ جب شہر پناہ سے تم لوگ ہماری تکبیروں کی آوازیں سنو تو فوراً ہماری طرف چڑھ آؤ اور دروازے پر حملہ کر دو۔

جب خالد اور اُن کے رفیق اپنے قریب کے دروازے کے پاس پہنچ گئے تو ان لوگوں نے وہ ڈوریاں شہر پناہ کے کنگروں پر پھینک دیں اس وقت انکی کمروں پر وہ مشکیں بندھی ہوئی تھیں جن کے ذریعے سے انھوں نے خندق کو تیر کر پار کیا تھا، جب ڈوریاں ان کنگروں میں بخوبی اٹک گئیں تو قعقاع اور مذعور ان کو پکڑ کر اوپر چڑھ گئے اور ان دونوں نے باقی تمام رسیاں اور ڈوریاں اوپر کنگروں سے باندھ دیں۔

شہر پناہ کے جس حصے پر مسلمانوں نے یورش کی تھی وہ نہایت مستحکم اور ناقابل مرور تھا خالدؓ کے تمام ساتھی کچھ اوپر چڑھ گئے اور کچھ دروازے پر پہنچ گئے جب فصیل پر سب لوگ باطمینان چڑھ گئے تو خالدؓ نے اسی مقام پر دوسرے چڑھنے والوں کی

حفاظت کے لئے کچھ محافظ چھوڑ دیے اور خود اپنی جماعت کو لیکر نیچے اترے اور اوپر والوں کو تکبیر کہنے کا حکم دیا ان کی تکبیروں کی آوازیں سنتے ہی کچھ مسلمان دروازے کی طرف دوڑے اور کچھ ان رسیوں کی طرف جھپٹ پڑے اور چھلانگیں مارتے ہوئے اوپر چڑھ گئے خالدؓ نے اپنے قریب کے دشمنوں پر حملہ کر دیا اور اُن کو وہیں سلا دیا اس کے بعد دروازے پہنچکر دربانوں کا خاتمہ کر دیا۔

اہل شہر اور دوسرے تمام لوگوں پر پریشانی اور بدحواسی کی کیفیت طاری ہوگئی وہ سب اپنی اپنی جگہوں پر پہنچے ان کی کچھ سمجھ میں نہ آتا تھا کہ یہ واقعہ کیا ہے، مسلمان ہر طرف اپنے اپنے پاس والوں کو تہ تیغ کر رہے تھے، خالدؓ اور ان کے رفیقوں نے دروازے کی زنجیروں کو تلواریں مار مار کر کاٹ دیا اور دروازے کو اسلامی لشکر کے لئے کھول دیا مسلمان اندر گھس گئے خالدؓ کے دروازے کے پاس ایک بھی جنگجو ایسا نہ رہا جس کو قتل نہ کر دیا گیا ہو۔

جب خالدؓ کو اس حملے میں خاطر خواہ کامیابی ہوگئی اور وہ اپنی طرف کے دروازے پر بہ جبر قابض ہو گئے تو اس طرف کے دشمن بھاگ کر دوسرے دروازوں کی طرف پناہ لینے کے لئے دوڑے، اُن دروازوں کی طرف کے دشمنوں کو مسلمانوں نے نصف نصف تقسیم پر مصالحت کی دعوت دی تھی مگر اس تجویز کو انھوں نے مسترد کر دیا تھا اور دفاع پر اڑے رہے تھے، مگر جب خالدؓ نے اُن پر اچانک حملہ کر دیا تو وہ لوگ فوراً اپنی طرف کے مسلمانوں سے صلح کے خواستگار ہو گئے مسلمانوں نے اس کو منظور کر لیا چنانچہ رومیوں نے اندر سے دروازے کھول دیے اور مسلمانوں سے کہا جلد اندر آؤ اور ہم کو اُس دروازے کے حملہ آوروں سے بچاؤ، اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ ان تمام دروازوں کی طرف کے مسلمان صلح کے ساتھ شہر میں داخل ہوئے اور خالدؓ اپنے دروازے سے بہ جبر فتح کرتے ہوئے شہر میں داخل ہوئے خالدؓ اور دوسرے اسلامی اُمرا وسط شہر میں اس طرح ایک دوسرے سے ملے کہ ایک جماعت قتل اور غارتگری میں مصروف تھی اور دوسری جماعت صلح اور امن دہی کے ساتھ داخل ہو رہی تھی مگر جب صلح ہوگئی تو مسلمانوں نے خالدؓ کی طرف کے حصے کو بھی صلح کے حکم میں شامل کر دیا۔

دمشق کی مصالحت زر نقد اور زمینوں کی تقسیم پر اور فی کس سالانہ ایک دینار پر

منعقد ہوئی تھی مقتولین کا سامان مسلمانوں نے آپس میں بانٹ لیا تھا خالدؓ کے سپاہیوں کو بھی اتنا ہی حصہ ملا جتنا کہ دوسرے امرا کے سپاہیوں کو دیا گیا تھا، ملک کا باقی حصہ بھی اسی صلح میں شامل تھا چنانچہ زمین پر فی جریب ایک جریب پیداوار کا محصول لگایا گیا تھا مگر شاہی خاندان اور اس کے ساتھ جانے والوں کا تمام مملوکہ سامان مال غنیمت قرار دیا گیا، مال غنیمت میں سے ذوالکلاع اور اُن کی فوج، ابوالاعور اور ان کی فوج بشیر اور ان کی فوج کو بھی حصے دیے گئے تھے۔ اس فتح کی خوشخبری فوراً حضرت عمرؓ کی خدمت میں بھیجی گئی۔

ابوعبیدہ کے پاس عمرؓ کا حکم آیا کہ عراق کی فوجوں کو عراق واپس بھیجدو اور ان کو حکم دو کہ وہ سعد بن مالک سے جاکر ملجائیں، اسی لئے ابوعبیدہ نے عراق کی فوج کا امیر ہاشم بن عتبہ کو مقرر کیا اس فوج کے مقدمے کے افسر قعقاع بن عمرو تھے میمنے اور میسرے کے افسر عمرو بن مالک الزہری اور ربعی بن عامر تھے، دمشق کے بعد یہ لوگ سعد کی طرف روانہ ہوئے چنانچہ ہاشم عراق کی فوجوں کو لیکر عراق کو گئے، اور دوسرے قائدین فحل کی طرف روانہ ہوئے، ہاشم کے ساتھ دس ہزار سپاہیوں کا لشکر تھا اُن میں سے جو لوگ شہید ہو گئے تھے اُن کے بجائے اور لوگوں کو بھرتی کرلیا گیا تھا، اُن ہی میں سے قیس اور اشتر ہیں۔ ایلیا کی طرف علقمہ اور مسروق گئے اور اس کے راستے پر فروکش ہو گئے یزید بن ابی سفیان یمن کے قائدین کے ساتھ دمشق میں ٹھیرے ان میں سے بعض لوگوں کے یہ نام ہیں عمرو بن شمر بن غزیہ سہم بن المسافر بن ہزمہ، مشافع بن عبداللہ بن مشافع،

دمشق کی فتح کے بعد یزید بن ابی سفیان نے دحیہ بن خلیفۃ الکلبی کو سواروں کا ایک دستہ دے کر تدمر روانہ کیا اور ابوالزہراء القشیری کو بثنیہ اور حوران کی طرف روانہ کیا مگر ان مقامات کے لوگوں نے ان دونوں سرداروں سے دمشق کی صلح کی شرائط پر صلح کرلی ان مفتوحہ علاقوں کے انتظامات ان ہی دونوں سرداروں کے تفویض کردیے گئے،

محمد بن اسحاق کا بیان ہے کہ دمشق کی فتح رجب ۱۴ھ میں عمل میں آئی تھی اور فحل کا واقعہ دمشق سے پہلے پیش آیا تھا اور فحل کے بھاگے ہوئے لوگ دمشق کی

طرف چلے گئے تھے اور مسلمانوں نے اسی طرف ان کا تعاقب کیا تھا، محمد بن اسحاق کا خیال ہے کہ فحل کا واقعہ ذی قعدہ ۱۳ھ میں ہوا۔

واقدی بھی ابن اسحاق کے قول کے مطابق یہی رائے رکھتے ہیں کہ دمشق ۱۴ھ میں فتح ہوا تھا اور کہتے ہیں کہ مسلمانوں نے چھ ماہ تک اس کا محاصرہ کیا تھا اور یرموک کا واقعہ ۱۵ھ میں پیش آیا تھا۔ یرموک کے بعد ہرقل ماہ شعبان میں انطاکیہ سے قسطنطنیہ کو چلا گیا تھا اور یرموک کے بعد پھر کوئی واقعہ پیش نہیں آیا تھا مگر ہم سیف کی روایت اس سے قبل بیان کر چکے ہیں کہ یرموک کا واقعہ ۱۳ھ میں ہوا تھا اور یرموک ہی میں مدینے کا قاصد مسلمانوں کے پاس حضرت ابوبکرؓ کی وفات کی اطلاع لیکر اس روز شام کے وقت پہنچا تھا جبکہ رومی شکست کھا چکے تھے اور یہ کہ حضرت عمرؓ نے مسلمانوں کو حکم دیا تھا کہ تم لوگ یرموک سے فارغ ہو کر دمشق چلے جانا، اور یہ کہ فحل کا واقعہ دمشق کے بعد ہوا تھا اور اس کے بعد کی لڑائیاں جو مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان ہوئی ہیں وہ ہرقل کے قسطنطنیہ جانے سے قبل پیش آئی ہیں، ہم ان لڑائیوں کو انشاء اللہ اُن کے موقعوں پر بیان کریں گے۔

اس سال یعنی ۱۳ھ میں عمرؓ نے ابو عبید ابن مسعود ثقفی کو عراق کی طرف روانہ کیا تھا اور وہ بقول واقدی اس سال شہید ہو گئے تھے، مگر ابن اسحاق کا بیان ہے کہ یوم الجسر جو جسر ابی عبید ثقفی کے نام سے مشہور ہے ۱۴ھ میں ہوا تھا۔

فحل کے واقعات سیف کی روایت کے مطابق

اب ہم فحل کے واقعات بیان کرتے ہیں اس روایت میں شام کی فوجوں کی فتوحات اور بعض اور امور کے متعلق نامناسب اختلافات موجود ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ یہ واقعات ایک دوسرے سے قریب قریب زمانے میں واقع ہوئے ہیں، ابن اسحاق کے بیان اور اس کی تفصیلات کو ہم گزشتہ صفحات میں ذکر کر چکے ہیں مگر سری بہ روایت سیف یہ بیان کرتے ہیں کہ مسلمانوں نے دمشق کو فتح کر کے یزید بن ابی سفیان کو مع اُن کی فوج کے دستے کے دمشق میں چھوڑ دیا اور سب لوگ

فحل کی طرف روانہ ہو گئے مسلمانوں کے سپہ سالار شرحبیل بن حسنہ تھے انھوں نے خالد کو مقدمے پر ابوعبیدہ اور عمرو کو بازوؤں پر ضرار بن الازور کو سواروں پر اور عیاض کو پیدلوں پر مامور کیا تھا، ان لوگوں نے ہرقل کی طرف بڑھنا نامناسب خیال کیا کیونکہ اسی ہزار رومی ان کے عقب میں موجود تھے اور یہ معلوم تھا کہ فحل کی فوجیں رومیوں کے لئے سپر کا کام دے رہی ہیں اور انھیں سے رومیوں کی توقعات وابستہ ہیں اگر یہ معرکہ سر ہو گیا تو سارا شام مسلمانوں کے زیر اقتدار آجائے گا۔

جب مسلمان ابوالاعور کے پاس پہنچے تو انھوں نے ان کو طبریہ کی طرف آگے بڑھایا طبریہ پہنچکر مسلمانوں نے اس کا محاصرہ کر لیا اور باقی تمام لشکر نے فحل پر جو علاقۂ اردن میں واقع ہے پڑاؤ ڈالا، ابوالاعور فحل کی طرف آئے تو وہاں کے لوگ پسپا ہو کر بیسان چلے گئے، شرحبیل اسلامی فوجوں کو لیکر فحل میں مقیم ہوئے رومیوں نے بیسان میں قیام کیا، مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان وہ پانی اور دلدلیں حائل تھیں جن کا اس سے قبل ذکر ہو چکا ہے۔

مسلمانوں نے محاذ جنگ کی اطلاعات حضرت عمرؓ کی خدمت میں روانہ کیں خلیفہ کے پاس سے جواب آنے تک ان لوگوں کا ارادہ ٹھیرے رہنے اور فحل پر حملہ نہ کرنے کا تھا، نیز اس وقت دشمن پر پیش قدمی کرنا ممکن بھی نہیں تھا کیونکہ سامنے کیچڑ اور دلدلیں موجود تھیں، عرب اس جنگ کو فحل، ذات الروغہ اور بیسان کے ناموں سے موسوم کرتے تھے، یہاں کے قیام کے زمانے میں مسلمانوں کو علاقۂ اردن کی نفیس ترین پیدا وار سے مشرکین سے زیادہ مستفید ہونے کا موقع ملا، ان کا سلسلۂ رسد برابر قائم تھا اور بہت فراغ بالی سے گذر رہی تھی اس وجہ سے دشمنوں نے یہ خیال کیا کہ مسلمان بالکل بیخبر بنے ہوئے ہیں رومیوں کا سپہ سالار سقلار بن مخراق تھا ان کو توقع تھی کہ ہم لوگ مسلمانوں کو اچانک جالیں گے، چنانچہ رومیوں نے مسلمانوں پر حملہ کیا مگر مسلمان بےخبر نہ تھے وہ ہر وقت ہوشیار اور چوکنے رہتے تھے، شرحبیل رات دن صف آرائی میں مصروف رہتے تھے، جب مشرکوں نے مسلمانوں پر حملہ کیا تو انھوں نے مشرکین کو ایک دم اپنی تلواروں اور نیزوں پر رکھ لیا اور ان کو ذرا مہلت نہ لینے دی، فحل میں یہ معرکہ اس زور شور سے پیش آیا کہ

اس سے قبل اس شدت کی جنگ کبھی نہیں ہوئی تھی رات بھر اور اگلے روز رات تک میدان کارزار گرم رہا، دشمنوں کی آنکھوں میں دنیا اندھیری ہو گئی وہ سخت حیران و پریشان تھے انھوں نے فاش شکست کھائی اور ان کا سپہ سالار سقلاء بن مخراق اور دوسرے بڑے بڑے سردار جن میں سے ایک نسطور بھی تھا قتل ہوئے مسلمانوں کو نہایت شاندار فتح نصیب ہوئی۔

مسلمانوں نے پسپا ہونے والوں کا تعاقب کیا وہ سمجھتے تھے کہ دشمن ابھی تک مدافعت کے لئے جمنا چاہتا ہے مگر بعد میں معلوم ہوا کہ وہ لوگ سخت حیران و پریشان اور اپنے ٹھکانے سے بالکل ناآشنا ہیں، شکست اور پریشانی نے اُن کو دلدل اور کیچڑ میں دھکیل دیا، مسلمانوں کی فوج کے آگے کے دستوں نے جو دشمن سے قریب تھے اُن کا تعاقب کیا رومی دلدل میں دھنس گئے اُن کی یہ کیفیت ہو گئی کہ کوئی اُن کو چھوتا تو وہ روکتے نہیں تھے مسلمانوں نے ان کو اپنے نیزوں سے کچو کے دیے دشمنوں کو ہزیمت تو فحل میں ہوئی اور دلدل میں قتل ہوئے اس روز اسی ہزار رومی قتل ہوئے تھے بہت تھوڑے لوگ جان بچا کر بھاگ سکے تھے۔

مسلمان اس دلدل کو بہت ناپسند کر رہے تھے مگر خدا نے اسی دلدل کو اپنی قدرت سے دشمنوں کے لئے مصیبت اور مسلمانوں کے حق میں کارآمد اور مفید بنا دیا تاکہ مسلمانوں کو بصیرت حاصل ہو اور اُن کی جد و جہد میں ترقی ہو جائے مال غنیمت تقسیم کر دیا گیا، اس کے بعد ابو عبیدہ اور خالدؓ فحل سے حمص کو واپس ہو گئے، اور سُمیر بن کعب کو اپنے ہمراہ لے کر ذوالکلاع اور ان کی فوج کے پاس پہنچے اور شرحبیل اور ان کی فوج کو اپنے پیچھے چھوڑ گئے۔

بیسان کا ذکر

جب شرحبیل فحل کی جنگ سے فراغت پا چکے وہ اپنی فوج اور عمرو کو لے کر اہل بیسان کی طرف بڑھے اور اُن کا محاصرہ کر لیا اس وقت ابو الاعور اور چند اور سردار طبریہ کا محاصرہ کئے ہوئے پڑے تھے اردن کے علاقوں میں دمشق کے واقعات

اور فحل اور دلدلوں میں رومیوں اور سقلار کے انجام کی کیفیت پھیل چکی تھی اور لوگوں کو معلوم ہوگیا تھا کہ شرجیل اور اُن کے ساتھ عمرو بن العاصی اور حارث بن ہشام اپنی افواج کو لیئے ہوئے بیسان کے ارادے سے جارہے ہیں اس لئے ہر جگہ کے لوگ قلعہ گیر ہو گئے، شرجیل نے بیسان پہنچکر اس کا محاصرہ کرلیا جو چند روز تک جاری رہا مگر بعد میں وہاں کے کچھ لوگ مقابلے کے لئے باہر نکلے مسلمان اُن سے لڑے اور ان کا خاتمہ کردیا باقی لوگوں نے مصالحت کی درخواست کی جس کو مسلمانوں نے دمشق کی شرائط پر منظور کرلیا۔

طبریہ

جب اہل طبریہ کو اطلاع پہنچی تو انھوں نے ابوالاعور سے اس شرط پر صلح کرلی کہ اُن کو شرجیل کی خدمت میں پہنچا دیا جائے ابوالاعور نے ان کی درخواست کو منظور کرلیا چنانچہ اہل طبریہ اور اہل بیسان سے دمشق کی شرائط پر مصالحت ہوگئی اور یہ بھی طے ہوا کہ شہروں اور اس کے مضافات کی آبادیوں کے تمام مکانات میں سے نصف مسلمانوں کے لئے خالی کردیے جائیں اور باقی نصف میں خود رومی سکونت اختیار کریں اور فی کس سالانہ ایک دینار اور فی جریب زمین سے ایک جریب گیہوں یا جو یا جس چیز کی کاشت کریں ادا کی جائے، اس کے بعد مسلمان قائدین اور انکی فوجیں آبادی میں مقیم ہوگئیں اور اردن کی صلح پایۂ تکمیل کو پہنچ گئی، اور تمام امدادی دستے اردن کے علاقے میں مختلف مقامات میں سکونت پذیر ہو گئے اور فتح کی بشارت عمرؓ کی خدمت میں روانہ کردی گئی۔

مثنیٰ بن حارثہ اور ابوعبید بن مسعود کے واقعات

محمد بن عبداللہ اور دوسرے راویوں کا بیان ہے کہ جس رات کو ابوبکرؓ کی وفات ہوئی عمرؓ نے نماز فجر سے قبل سب سے پہلے جو کام کیا وہ یہ تھا کہ لوگوں کو

مثنیٰ بن الحارثہ الشیبانی کے ساتھ اہل فارس کی لڑائی پر آمادہ کیا اور جب صبح ہوئی تو لوگوں سے بیعت لی اور پھر جنگ فارس کے لئے مدعو کیا، لوگ بیعت کے لئے لگاتار آتے رہے تین روز میں بیعت سے فراغت ہوگئی آپ لوگوں کو ہر روز جنگ فارس کے لئے ابھارتے تھے مگر کسی کی ہمت نہ پڑتی تھی کیونکہ اہل فارس کے تسلط اور شوکت اور مختلف اقوام پر ان کی حکمرانی کی وجہ سے عربوں کے دلوں پر اُن کا بہت زیادہ رعب چھایا ہوا تھا وہ ان کی طرف رخ کرتے ہوئے گھبراتے تھے اچوتھے دن پھر عمرؓ نے لوگوں کو جنگ عراق کی دعوت دی چنانچہ سب سے پہلے جن لوگوں نے اس دعوت پر لبیک کہی وہ ابوعبید بن مسعود اور سعد بن عبید انصاری بنی فزارہ کے حلیف تھے یہ جنگ جسر میں بھاگ گئے تھے اس لغزش کے بعد اُن کے سامنے اور کئی سمتیں شرکت جہاد کے لئے پیش کی گئیں مگر انھوں نے عراق کے سوا اور کہیں جانا پسند نہیں کیا وہ کہتے تھے کہ میں عراق کی جنگ سے بھاگ کر خدا کی ناراضی میں گرفتار ہوا ہوں اور مجھے اس کی ذات سے امید ہے کہ وہیں کی جنگ میں وہ مجھ سے اپنی خفگی کو دور کرے گا، اس کے بعد مسلمانوں نے اس جنگ کے لئے اپنی خدمات مسلسل پیش کرنی شروع کر دیں۔

قاسم بن محمد راوی ہیں کہ اس موقع پر مثنیٰ بن حارثہ نے ایک تقریر کی جس میں انھوں نے کہا اے لوگو تم عراق کی جنگ کو کوئی بہت بڑا معرکہ نہ سمجھو کیونکہ ہم نے فارس کے شاداب علاقوں پر قبضہ جمالیا ہے اور سواد کے بہترین نصف پر ہم غالب ہوگئے ہیں اور تقسیم کر کے ہم ان سے بہت کچھ حاصل کر چکے ہیں اور ہمارے پیشرو افراد کو اُن پر جرأت حاصل ہوگئی ہے خدا کی ذات سے امید ہے کہ آیندہ بھی ہم کو ایسی ہی کامیابی حاصل ہوگی۔

عمرؓ نے کھڑے ہو کر یہ تقریر کی مسلمانو! تم کو معلوم ہونا چاہئے کہ حجاز میں تمہاری بود و باش کی صرف یہی صورت ہے کہ تم چارے کی تلاش میں اِدھر اُدھر گھومتے رہو اس کے سوا یہاں کوئی ذریعۂ معاش نہیں ہے۔ کہاں ہیں وعدۂ الٰہی پر غربت اختیار کرنے والے اور وطن ترک کرنے والے، تم اُس ملک میں جاؤ جس کے وارث بنانے کا خدا نے تم سے اپنی کتاب میں وعدہ کیا ہے کیونکہ وہ قرآن میں

فرماتا ہے لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ (ترجمہ : تاکہ تمام مذاہب پر اسلام کو غالب کردیا جائے) اللہ تعالیٰ اپنے دین کو غالب اور اس کے مددگاروں کو عزت دینا چاہتا ہے اور ان کو دوسری قوموں کے ملک و دولت کا والی بنانا چاہتا ہے، خدا کے نیک اور صالح بندے کہاں ہیں۔

حضرت عمرؓ کی اس تقریر کو سن کر سب سے پہلے ابو عبید بن مسعود نے اپنی خدمات پیش کیں اُن کے بعد سعد بن عبید یا سُلیط بن قیس نے اپنے آپ کو پیش کیا جب فوج جمع ہوگئی تو لوگوں نے خلیفہ کو رائے دی کہ اس فوج پر مہاجرین یا انصار میں سے کسی سابق الاسلام شخص کو امیر بنایئے مگر آپ نے فرمایا کہ میں ایسا نہیں کرونگا کیونکہ خدا تعالیٰ نے تم لوگوں کو جو فوقیت عطا فرمائی ہے وہ اس وجہ سے ہے کہ تم نے دشمن کے مقابلے میں سبقت اور سرعت دکھلائی تھی مگر جبکہ تم بزدل بن گئے ہو اور دشمن کا سامنا کرنے سے گھبراتے ہو تو امارت کے لئے وہی شخص زیادہ بہتر ہے جس نے تم سے پہلے اپنے آپ کو پیش کیا ہے اور دعوت جنگ پر لبیک کہی ہے بخدا میں ایسے ہی شخص کو اس فوج کا امیر بناؤں گا جس نے سب سے پہلے اپنا نام جہاد کے لئے پیش کیا ہے اس کے بعد آپ نے ابو عبید، سلیط اور سعید کو طلب کیا اور دونوں آخر الذکر سے فرمایا کہ اگر تم ابو عبید پر سبقت کرتے تو میں تم کو امیر بناتا اور شرف قدامت کے ساتھ یہ منصب بھی تم کو حاصل ہوتا، چنانچہ آپ نے ابو عبید کو امیر لشکر بنایا اور اُن کو ہدایت کی کہ صحابۂ رسولؐ کے مشوروں کو ماننا اور ہر معاملے میں ان کو شریک رکھنا تاوقتیکہ صورت حال بالکل آشکارا نہو کبھی جلد بازی نہ کرنا کیونکہ یہ جنگ ہے اور جنگ کے لئے وہی شخص موزوں ہوتا ہے جو جلد باز نہو اور موقع اور محل کو خوب سمجھتا ہو۔

ایک انصاری شخص کا بیان ہے کہ عمرؓ نے ابو عبیدہ سے فرمایا تھا کہ میں نے سلیط کو صرف اس لئے امیر نہیں بنایا ہے کہ اُن کے مزاج میں جلد بازی ہے جنگ کے معاملات میں جلد بازی واضح صورت حال کے سوا مضرت رساں ہوتی ہے اگر وہ جلد باز نہوتے تو میں اُنھی کو امیر بناتا مگر جنگ کے لئے وہ شخص زیادہ بہتر ہوتا ہے جو تامل اور سوچ بچار کے بعد کام کرے۔

شعبی کی روایت ہے کہ مثنیٰ بن حارثہ ۱۳ھ میں ابو بکرؓ کی خدمت میں

حاضر ہوئے ابو بکرؓ نے اُن کے ہمراہ ایک فوج روانہ کی اس فوج کی بھرتی کے لئے آپ نے تین روز تک لوگوں کو دعوت دی مگر کوئی آمادہ نہ ہوا آخر میں ابو عبید اور ان کے بعد سعد بن عبید تیار ہوئے ابو عبید نے کہا کہ اس معرکے کے لئے میں حاضر ہوں، اور سعد نے کہا کہ اس معرکے کے لئے میں حاضر ہوں سعد سے اس سے قبل ایک لغزش سرزد ہوگئی تھی اور وہ اس کا کفارہ چاہتے تھے، سلیطا کا بیان ہے کہ بعض لوگوں نے عمرؓ سے کہا کہ اس فوج پر اس شخص کو امیر بنائیے جس کو شرف صحبت حاصل ہو عمرؓ نے فرمایا کہ صحابہ کو جو بزرگی حاصل ہے وہ اس لئے ہے کہ وہ دشمن کے مقابلے کے لئے جلد تیار ہو جاتے ہیں اور جو لوگ جہاد سے کترانے والوں کے مقابلے میں اپنی خدمات پیش کرتے ہیں چونکہ یہ حضرات اپنا کام کر چکے ہیں اور اب سست پڑ گئے لہذا ان کے مقابلے میں وہ لوگ اولے تر ہوں گے جو بھاری ہوں یا ہلکے جہاد کے لئے دوڑے چلے جاتے ہیں، واللہ میں اسی شخص کو امیر مقرر کروں گا جو سب سے پہلے جہاد کے لئے تیار ہوا ہے چنانچہ آپ نے ابو عبید کو امیر لشکر بنایا اور فوج کی قیادت کے متعلق ان کو مناسب ہدایات دیں۔

سالم کی روایت ہے کہ عمرؓ نے سب سے پہلے جو فوج جنگ کے لئے روانہ کی وہ ابو عبید کی سرکردگی میں تھی اُن کے بعد یعلیٰ بن امیہ کو یمن کی طرف روانہ کیا اور ان کو حکم دیا کہ اہل نجران کو جلا وطن کر دیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی علالت کے زمانے میں اور ابو بکرؓ نے اپنی خلافت کے زمانے میں اس کی وصیت فرمائی تھی، عمرؓ نے یعلیٰ بن امیہ سے فرمایا تھا کہ تم ان لوگوں کے پاس جاؤ اُن کو ان کے دین کے بارے میں پریشان نہ کرو بلکہ ان کو مہلت دو اُن میں سے جو لوگ اپنے مذہب پر قائم رہیں اُن کو جلا وطن کر دو اور جو لوگ اسلام قبول کر لیں اُن کو ان کے وطن میں مقیم رہنے دو اور جلا وطنی کے بعد اس سرزمین کو ان کے وجود سے بالکل صاف کر دو اور ان سے کہدو کہ تم کو دوسرے شہروں میں جانے کا اختیار ہے اور ان کو بتلا دو کہ ہم تم کو اس لئے جلا وطن کر رہے ہیں کہ خدا اور رسول کا حکم ہے کہ جزیرۃ العرب میں دو مذہب باقی نہ رکھے جائیں اس لئے جو شخص اپنے مذہب پر رہنا چاہتا ہے وہ یہاں سے نکلجائے چونکہ وہ لوگ ہمارے ذمی ہیں

اور خدا اور رسولؐ کے حکم کے مطابق ہم پر ان کا حق واجب ہے اس لئے ہم زمین کے عوض ان کو زمین عطا کریں گے۔

نمارق کا واقعہ

شعبی سے روایت ہے کہ ابو عبید کی روانگی کے وقت اُن کے ساتھ سعد بن عبید اور بنی عدی بن النجار کے سلیط بن قیس اور بنی شیبان کے خاندان بنی ہند کے ایک شخص مثنیٰ بن حارثہ بھی تھے۔

بوران کسریٰ کی لڑکی تھی مدائن میں جب اختلافات رونما ہوئے تو رفع نزاع کیلئے بوران کو تخت نشین کر دیا گیا، جس وقت فرخ زاد بن البندوان قتل ہوا اور رستم نے آکر آزرمی دخت کو قتل کیا تو اس وقت سے یزدجرد کے تخت نشین کئے جانے تک بوران ہی حکمراں رہی۔

ابو عبید کی آمد کے زمانے میں بوران ہی برسر حکومت تھی اور رستم وزیر جنگ تھا، بوران نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیے اور تحفے روانہ کئے تھے کیونکہ اس میں اور شیرؔی میں مخالفت تھی مگر بعد میں بوران اس کی مطیع ہوگئی اور شیرئی رئیس اور بوران حاکم عدل قرار پائی،

زیاد اور دوسرے راویوں کا بیان ہے کہ جب سیاؤخش نے فرخ زاد بن البندوان کو قتل کر دیا اور آزرمی دخت ملکہ بن بیٹھی تو اہل فارس میں اختلافات رونما ہوگئے اور مدینے سے مثنیٰ کی واپسی تک وہ لوگ مسلمانوں کی طرف متوجہ نہو سکے، بوران نے رستم کو حالات سے مطلع کیا اور اس کو جلد آنے کے لئے لکھا، رستم اس وقت خراسان کی چھاؤنی پر متعین تھا، وہ فوراً اپنی فوجوں کو لے کر مدائن روانہ ہوا راستے میں جہاں کہیں آزرمی دخت کی فوجیں ملتی رہیں اُن کو شکست دیتا ہوا مدائن پہنچا، مدائن میں طرفین میں جنگ ہوئی سیاؤخش شکست یاب ہوا اور وہ اور آزرمی دخت محصور ہوگئی اور اسکو مغلوب کر لیا گیا رستم نے سیاؤخش کو قتل کر دیا اور آزرمی دخت کی آنکھیں نکال دیں اسکے بعد بوران ملکہ بن گئی اس نے رستم کو اہل فارس کے انتظام کیلئے مدعو کیا اور اس سے شکایت کی کہ

اہل فارس میں بہت ضعف پیدا ہو گیا ہے انکی قوت میں زوال رونما ہو رہا ہے اس لئے مناسب یہ ہے کہ تم دس سال تک تخت نشین رہو اس کے بعد اگر آل کسریٰ میں سے کوئی لڑکا مل گیا تو وہ بادشاہ ہوگا ورنہ اس خاندان کی لڑکیاں تخت نشین ہوتی رہیں گی۔

رستم نے کہا میں آپ کا فرماں بردار اور مطیع ہوں اور اس کے صلے میں کسی معاوضے اور انعام کا طالب نہیں ہوں اگر آپ لوگ مجھے کوئی شرف و اعزاز عطا فرمانا چاہتے ہیں تو یہ آپ کے شایان شان ہے میں آپکا تیر اور آپ کا تابع فرمان ہوں، بوران نے رستم سے کہا تم کل صبح میرے پاس آؤ، اگلے روز رستم بوران کی خدمت میں حاضر ہوا، بوران نے ایرانی سرداروں کو طلب کیا اور رستم کے لئے ایک فرمان اس مضمون کا تحریر کیا کہ تم ہماری خواہش سے جنگ فارس کے امیر اعلیٰ قرار دیے جاتے ہو خدائے عزوجل کے سوا کوئی تم پر حاکم بالادست نہیں ہے ہم لوگ تمہارے احکام کو تسلیم کرینگے تمہارا ہر وہ حکم جو ملک کی حفاظت اور اہل ایران کو افتراق سے بچانے کی غرض سے ہوگا جائز ہوگا، اس کے بعد بوران نے رستم کے سر پہ تاج رکھا اور اہل ایران کو حکم دیا کہ اس کی اطاعت اور اس کے احکام کی تعمیل کرو چنانچہ ابو عبید کی آمد کے وقت اہل ایران رستم کے زیر فرمان تھے۔

سب سے پہلا کام جو عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ کی وفات کے بعد رات ہی کو انجام دیا وہ یہ تھا کہ مسلمانوں کو جمع ہونے کا حکم دیا اور ان کو جہاد پر جانے کی ترغیب دی مگر بغیر اس کے کہ کوئی شخص آمادہ ہو سب لوگ منتشر ہو گئے، چوتھے روز پھر آپ نے لوگوں کو جہاد کی دعوت دی اس روز سب سے پہلے ابو عبید آمادہ ہوئے ان کے بعد اور لوگ یکے بعد دیگرے آمادہ ہوئے اس فوج میں حضرت عمرؓ نے مدینے اور اس کے اطراف کے تقریباً ایک ہزار آدمی بھرتی کئے اور اُن پر ابو عبید کو امیر بنایا، اس پر بعض لوگ معترض ہوئے اور کہا کہ صحابہ میں سے کسی کو امیر بنایئے عمرؓ نے فرمایا کہ اے صحابۂ رسولؐ بخدا یہ کبھی نہیں ہوگا، میں تم کو دعوت جہاد دیتا ہوں مگر تم سست بن جاتے ہو اور دوسرے لوگ اس کو قبول کرتے ہیں تو کیا ایسی صورت میں میں تم کو اُن پر امیر بناؤں، تم کو جو فضیلت حاصل تھی وہ اس لئے تھی کہ تم جہاد کے لئے سب سے پہلے پیش قدمی کرتے تھے مگر جب تم سست پڑ گئے تو اوروں کو تم پر فضیلت حاصل ہوگئی

اس لئے میں تم پر اُس شخص کو امیر بناؤں جو تم سے پہلے جہاد کی دعوت قبول کرے گا۔ مثنیٰ نے روانگی میں جلدی کی تو عمرؓ نے کہا ذرا ٹھیرو تاکہ تمہارے رفیق تمہارے ساتھ ہی روانہ ہوں۔

عمرؓ نے اپنی بیعت خلافت کے بعد سب سے پہلے ابو عبید کے لشکر کو روانہ کیا اور اس کے بعد اہل نجران کی فوج بھیجی اور پھر اُن لوگوں کو دعوت جہاد دی جو فتنۂ ارتداد میں مبتلا ہو گئے تھے وہ لوگ بڑی سرعت کے ساتھ ہر سمت سے آکر جمع ہو گئے عمرؓ نے اُن کو شام اور عراق کی جنگوں پر بھیج دیا۔

حضرت عمرؓ نے اہل یرموک کو لکھا کہ تمہارے سپہ سالار ابو عبیدہ مقرر کئے جاتے ہیں اور ابو عبید کو لکھا کہ تم فوج کے امیر مقرر کئے جاتے ہو، اگر اللہ تعالیٰ تم کو اس مہم میں کامیاب کر دے تو اہل عراق کو عراق کی طرف واپس کر دینا اور دوسرے امدادی دستوں کے جو لوگ واپس ہونا چاہیں ان کو بھی واپس کر دینا۔ چنانچہ عمرؓ کو سب سے پہلے جس فتح کی اطلاع ملی وہ یرموک کی فتح تھی یہ فتح ابو بکرؓ کی وفات سے بیس روز بعد ہوئی تھی، جنگ یرموک کے امدادی دستوں میں عمرؓ کے عہد خلافت میں قیس بن ہبیرہ بھی تھے یہ اہل عراق کے ساتھ واپس آگئے تھے یہ اہل عراق میں سے نہیں تھے اور جہاد میں اس وقت شریک ہوئے تھے جبکہ عمرؓ نے اہل ارتداد کو شرکت جہاد کی اجازت دے دی تھی۔

شہر براز کی موت کی وجہ سے اہل فارس مسلمانوں کی طرف زیادہ التفات نہ کر سکے کچھ عرصے کیلئے شاہ زنان ملکہ بن گئی پھر سب نے بالاتفاق سابور بن شہر براز بن اردشیر بن شہریار کو بادشاہ تسلیم کر لیا مگر آزرمی دخت نے بغاوت کر کے سابور اور فرخزاد کو قتل کر دیا اور خود ملکہ بن گئی، رستم بن فرخزاد اس وقت خراسان کی چھاؤنی پر متعین تھا بوران نے رستم کو تمام واقعات سے مطلع کیا، مثنیٰ مدینے روانہ ہو کر دس روز میں حیرہ پہنچ گئے اور ایک مہینے کے بعد ابو عبید بھی آکر اُن کے ساتھ ہو گئے مثنیٰ نے حیرہ میں پندرہ روز قیام کیا۔

رستم نے سواد کے دہقانوں کو لکھا کہ تم لوگوں کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکاؤ اس نے تمام منڈیوں میں وہاں کے باشندوں کو برانگیختہ کرنے کے لئے ایک ایک

آدمی بھیجا، چنانچہ اس غرض کے لئے جابان کو بہقباذ الاسفل کی طرف بھیجا اور نرسی کو کسکر کی طرف روانہ کیا اور ان لوگوں سے ملنے کے لئے ایک دن مقرر کر دیا اور ایک لشکر مثنیٰ سے لڑنے کے لئے بھیجدیا۔ مثنیٰ کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی تو انھوں نے اپنی چوکیوں کی فوجوں کو اپنے ساتھ ملا لیا اور خطرے کے لئے چوکنے ہو گئے۔

جابان تیزی سے بڑھا اور نمارق میں فروکش ہوا، یہ لوگ حملے کی ٹھان بیچے تھے، نرسی بڑھ کر زندورد میں اُترا، اور منڈیوں کی آئی ہوئی فوجیں فرات کے بالائی حصے سے چلکر زیرین فرات آگئیں، مثنیٰ اپنی ایک جماعت کو لیکر خفان میں اُترنے کے ارادے سے نکلے تاکہ اُن کے عقب میں دشمن کوئی ایسی کارروائی نہ کر سکے جو ان کے حق میں مضر ہو اس عرصے میں ابو عبید بھی اُن کے پاس آگئے فوج کے سپہ سالار ابو عبید تھے ابو عبید نے اپنے ساتھیوں کے جمع ہونے تک خفان میں قیام کیا، ادھر جابان کے پاس بھی بہت شمار لوگ جمع ہو گئے۔

جب ابو عبید کے پاس فوجیں اور سواریاں جمع ہو گئیں تو انھوں نے اپنے لشکر کی صف آرائی کی، مثنیٰ کو سواروں پر مامور کیا اور میمنے پر والق بن جیدارہ کو اور میسرے پر عمرو بن الہیثم بن الصلت بن حبیب السلمی کو مامور کیا، جابان کے میمنے اور میسرے پر جشنس ماہ اور مردانشاہ تھے، اسلامی لشکر نے نمارق میں جابان پر حملہ کیا بڑی شدت کی جنگ ہوئی خدا نے اہل فارس کو شکست دی، جابان گرفتار ہوا اس کو مطر بن فضۃ التیمی نے گرفتار کیا تھا، اور مردانشاہ بھی گرفتار ہوا اس کو اکتل بن شماخ العُکلی نے گرفتار کیا تھا، اکتل نے تو مردانشاہ کی گردن مار دی مگر مطر بن فضہ کا قصہ یہ ہوا کہ جابان نے ان کو دھوکا دے دیا اور اُن کو کچھ دیکر بھاگ گیا، مگر مسلمانوں نے اس کو پکڑ لیا ابو عبید کے سامنے پیش کر کے کہا کہ یہ شخص بادشاہ ہے انھوں نے ابو عبید کو مشورہ دیا کہ اس کو قتل کر دو، مگر ابو عبید نے کہا کہ میں اسکو قتل کرتے ہوئے خدا سے ڈرتا ہوں کیونکہ ایک مسلمان اسکو پناہ دے چکا ہے اور تمام مسلمان محبت اور امداد میں ایک جسم کی مانند ہیں جو بات ان میں سے کسی ایک پر واجب ہوتی ہے، وہ سب پر واجب ہوتی ہے، لوگوں نے کہا کہ وہ بادشاہ ہے ابو عبید نے کہا ہوا کرے میں بدعہدی ہرگز نہیں کرونگا چنانچہ اس کو چھوڑ دیا گیا۔

ابو عمران جعفی کی روایت ہے کہ اہل فارس نے رستم کو دس سال کیلئے

امیر جنگ اور بادشاہ مقرر کیا تھا وہ بڑا منجم اور ستارہ شناس تھا کسی نے اس سے پوچھا کہ تم کو اس کام کے لئے کس چیز نے آمادہ کر دیا حالانکہ حالات کی نزاکت سے تم بخوبی واقف ہو، رستم نے کہا کہ طمع اور حُبِ جاہ نے، رستم نے اہل سواد سے مراسلت کی اور ان کے پاس سرداروں کو بھیجا، ان سرداروں نے لوگوں کو مسلمانوں کے خلاف خوب بھڑکایا رستم نے ان لوگوں سے وعدہ کیا تھا کہ اس جنگ کے لئے جو سردار پہلے مستعد ہوگا وہی سپہ سالار فوج ہوگا، چنانچہ جابان پہلا سردار تھا جو جنگ کیلئے آمادہ ہوا دوسرے لوگ اس کے بعد تیار ہوئے۔

مسلمانوں کی جماعتیں حیرہ میں مثنیٰ سے جا ملیں اور مثنیٰ وہاں سے چلکر ابو عبید کی آمد تک خفان میں قیام پذیر رہے ابو عبید مثنیٰ کے بالا دست افسر تھے، جابان نمارق میں فروکش ہوا، ابو عبید جابان سے لڑنے کے لئے نمارق پہنچے وہاں طرفین کا مقابلہ ہوا، اہل فارس کو خدا نے شکست دی اور کثیر مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا اُبی نے اور مطر بن فضہ نے جو اپنی ماں کی طرف منسوب ہوتے تھے ایک شخص کو زیورات زیب تن کئے ہوئے دیکھا، دونوں اس پر حملہ آور ہوئے اور اس کو زندہ گرفتار کر لیا گر دیکھا تو وہ بالکل بوڑھا آدمی تھا اُبی کو تو اس کی طرف کچھ رغبت نہ رہی مگر مطر اس کے فدیے کے خواہاں تھے بالآخر یہ طے ہوا کہ اس کے اسلحہ اُبی کے ہیں اور قید کا فدیہ مطر کا ہے، جب جابان نے دیکھا کہ اب معاملہ تنہا مطر سے متعلق رہ گیا ہے تو اس نے مطر سے کہا کہ تم عرب لوگ بڑے وفا شعار ہوتے ہو کیا تم کو یہ بات پسند ہے کہ تم مجھے امن دیدو اور میں تم کو اس کے عوض میں دو نوعمر اور چست و چالاک اور ایسے ایسے لڑکے دیدوں، مطر نے کہا مجھے منظور ہے، جابان نے کہا کہ تم مجھے اپنے بادشاہ کے پاس لے چلو تاکہ اس کے سامنے یہ بات طے پا جائے چنانچہ مطر جابان کو ابو عبید کے سامنے لے گئے اور اُن کے سامنے ان دونوں کا معاملہ طے ہوگیا اور ابو عبید نے اس کو جائز رکھا یہ دیکھ کر اُبیؓ اور قبیلۂ ربیعہ کے چند لوگ اُٹھے اُبیؓ نے کہا کہ اس کو میں نے گرفتار کیا تھا اور اس کو ابھی امان نہیں دی گئی ہے، دوسرے لوگوں نے اس کو پہچان لیا اور کہا کہ یہ شاہ جابان ہے اس معرکے میں یہی ہمارا حریف تھا، ابو عبید نے کہا کہ اے گروہ ربیعہ تم لوگ

مجھ سے کیا کرانا چاہتے ہو، کیا یہ مناسب ہے کہ تم میں سے ایک شخص اُس کو امن دے اور میں اس کو قتل کر دوں میں ایسا ہرگز نہیں کر سکتا اس کے بعد ابوعبید نے مال غنیمت تقسیم کر دیا، اس غنیمت میں عطر بہت بڑی مقدار میں ہاتھ آیا تھا اور خمس غنیمت قاسم کے ذریعے سے مدینے روانہ کر دیا۔

سقاطیہ واقع کسکر کا بیان

نمارق میں شکست کھانے کے بعد ایرانی کسکر کی طرف گئے تاکہ نرسی کے پاس پناہ لیں نرسی کسریٰ کا خالہ زاد بھائی تھا اور کسکر نرسی کی جاگیر تھی اور نرسیان اس کا خاص باغ تھا اس باغ کے پھل وغیرہ نرسی کے خاندان کے سوا اور کسی کو میسر نہ آتے تھے اور نہ کسی کو وہاں کچھ بونے کی اجازت تھی شاہ فارس بھی ان کی مہربانی کی بدولت کبھی اس کا پھل کھا سکتا تھا اور اس بات کی عوام میں کافی شہرت تھی کہ اس باغ کا پھل بالکل محفوظ ہے۔

رستم اور بوران نے نرسی سے کہا کہ جاؤ اپنی جاگیر کو اپنے اور ہمارے دشمن سے بچاؤ اور مرد بنو، جب نمارق میں ایرانیوں کو شکست ہو گئی تو وہاں کے بھاگے ہوئے لوگ نرسی کی طرف روانہ ہوئے نرسی اس وقت اپنے لشکر میں مقیم تھا، ابوعبید نے اپنی فوج کو کوچ کرنے کا حکم دیا اور سواروں سے کہا کہ تم لوگ دشمنوں کا تعاقب کر دیا تو اُن کو نرسی کے لشکر میں گھسا دو یا نمارق سے لے کر بارق اور دُرتا تک اُن کو ہلاک کرتے چلے جاؤ۔

ابوعبید نمارق سے نرسی سے مقابلہ کرنے کے لئے کسکر کو روانہ ہوئے اس وقت نرسی کسکر کے زیریں حصے میں مقیم تھا، ابوعبید کی فوج کی ترتیب وہی تھی جو جابان سے مقابلہ کرنے کے وقت تھی، نرسی کے میمنے اور میسرے پر اس کے دو ماموں زاد بھائی بندویہ اور تیرویہ بسطام کے بیٹے تھے یہ دونوں کسریٰ کے بھی ماموں زاد بھائی ہوتے تھے، باشندگان باروسما، نہر جوبر اور الزّوابی بھی نرسی کی فوج میں موجود تھے۔ بوران اور رستم کو جابان کی ہزیمت کی اطلاع ہوئی تو انھوں نے جالنوس کو نرسی کی امداد کے لئے

جانے کا حکم دیا، نرسی اور باشندگان کسکر اور باروسما اور نہر جوبر اور الزاب کو اس کی خبر ہوئی تو ان کو یہ امید ہوئی کہ جنگ سے پہلے جالنوس ان تک پہنچ جائیگا مگر ابوعبید نے اس کا موقع نہ آنے دیا اور تیزی سے بڑھ کر کسکر کے زیرین علاقے میں جو سقاطیہ کے نام سے مشہور تھا دشمن پر حملہ کر دیا، ایک چٹیل میدان میں بڑی شدت کا معرکہ ہوا خدا نے اہل فارس کو شکست دی، نرسی بھاگ گیا اور اس کی فوج اور ملک پر مسلمانوں کو تسلط حاصل ہوگیا، ابوعبید نے دشمن کے پڑاؤ کے اطراف کسکر کا تمام علاقہ برباد کر دیا اور مال غنیمت جمع کر لیا، کھانے کے بیشمار ذخیرے ہاتھ آئے ابوعبید نے اپنے قریب کے عربوں کو بلا لیا اور انھوں نے جتنا چاہا لے گئے نرسی کے تمام خزانوں پر مسلمانوں نے قبضہ کر لیا۔ مگر مسلمانوں کو سب سے خوشی باغ نرسیان کو حاصل کر کے ہوئی کیونکہ نرسی اس کی بڑی حفاظت کرتا تھا اور اس کے ذریعے سے سلاطین فارس کو اپنا دوست بناتا رہتا تھا، مسلمانوں نے اس باغ کو آپس میں تقسیم کر لیا اور اس کے پھل کاشتکاروں تک کو کھلائے اور اس کا خمس عمرؓ کی خدمت میں ارسال کیا اور آپ کو لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو وہ چیزیں کھانے کیلئے عطا فرمائی ہیں جن کی سلاطین فارس حفاظت کرتے تھے، ہم چاہتے ہیں کہ آپ بھی ان چیزوں کو ملاحظہ فرمائیں اور ہم پر خدا کے فضل وانعام کو دیکھیں،

ابوعبید نے وہیں قیام کیا اور مثنیٰ کو باروسما کی طرف، والق کو الزوابی کی طرف اور عاصم کو نہر جوبر کی طرف بھیجا ان سرداروں نے ان مقامات کی جمعیتوں کو شکست دی اور ان علاقوں کو برباد کیا اور بکثرت لونڈی غلام بنائے، چنانچہ مثنیٰ نے زندورد اور بسریسی کے باشندوں کو گرفتار اور بے خانماں کیا ابوزعبل زندورد کے اسیروں میں سے تھے، عاصم نے نہر جوبر میں اہل بتیق کو گرفتار کیا تھا اور والق نے جن لوگوں کو گرفتار کیا تھا ان میں سے ایک ابوالصلت تھے۔

فروخ اور فرندا ذ مثنیٰ کی خدمت میں حاضر ہوکے ان کی یہ خواہش تھی کہ جزیہ ادا کر کے ذمی بنجائیں اور اراضی پر انکا قبضہ باقی رہے مثنیٰ نے ان دونوں کو ابوعبید کی خدمت میں بھیج دیا ان دونوں میں سے ایک شخص باروسما کی طرف سے

اور دوسرا نہر جوبر کی طرف سے آیا تھا، چنانچہ ان دونوں نے فی کس سالانہ چار ادا کرنا منظور کیا فروخ نے باروسما کی طرف سے اور فروندا ذ نے نہر جوبر کی طرف سے معاہدہ کیا لزوابی اور کسکر کے لئے بھی یہی شرح قرار پائی اور یہ دونوں شخص تو لوں کی طرف سے فی الفور ادائے رقم کے ضامن ہو گئے چنانچہ سب نے جلد جلد رقمیں ادا کر کے صلح کو مکمل کر لیا۔

فروخ اور فروندا ذ ابو عبید کی خدمت میں بہت سے برتن لائے جن میں فارس کے قسم قسم کے لذیذ کھانے اور حلوے تھے اور عرض کیا کہ یہ دعوت ہم نے آپ کے اعزاز میں ترتیب دی ہے ابو عبید نے پوچھا کہ کیا تم نے اسی طرح ہماری فوج کی دعوت بھی کی ہے تو انھوں نے کہا ابھی ہم اس کا انتظام نہیں کر سکے مگر عنقریب ہم فوج کی دعوت بھی کریں گے، مگر واقعہ یہ تھا کہ وہ لوگ جالنوس کی کمک پہنچنے کی توقع کر رہے تھے۔ ابو عبید نے کہا کہ جو دعوت فوج کے لئے کافی نہیں ہے ہم کو اس کی ضرورت نہیں ہے یہ کہہ کر ابو عبید نے وہ کھانے واپس کر دیے، اور وہاں سے باروسما کے ارادے سے روانہ ہو گئے، اس کے بعد ابو عبید کو جالنوس کی روانگی کی اطلاع مل گئی۔

نضر بن السری الضبیؔ کی روایت یہ ہے کہ فروخ اور فروندا ذ کی طرح اندر زغر بن الخوکبذ بھی ابو عبید کی خدمت میں کھانے اور حلوے تیار کر کے لایا تھا، ابو عبید نے اس سے دریافت کیا کہ کیا تم نے ہماری فوج کے اعزاز میں بھی ایسی ہی دعوت کی ہے تو اس نے جواب دیا کہ نہیں، ابو عبید نے وہ دعوت مسترد کر دی اور کہا کہ ہم کو اس کی ضرورت نہیں ابو عبید بہت برا شخص ہو گا اگر وہ ان لوگوں کو چھوڑ کر جو خون بہانے میں اس کے ساتھ ہیں کوئی چیز اپنی ذات خاص کے لئے حاصل کرے واللہ ابو عبید ان چیزوں میں سے جو خدا نے مسلمانوں کو عطا کی ہیں وہی چیز کھا سکتا ہے جو سب مسلمان کھائیں گے۔

ابن اسحاق کی روایت میں بھی عمرؓ کا مثنیٰؓ اور ابو عبید بن مسعود کو عراق بھیجنا اور ان کا کفار سے جنگ کرنا مذکور ہے مگر اس روایت میں یہ ہے کہ جب جالنوس کو شکست ہو گئی اور ابو عبید باروسما کے علاقے میں داخل ہو کر وہاں کی ایک بستی میں قیام پذیر ہو گئے اور وہاں کے سب لوگ اُن کے مطیع ہو گئے تو انھوں نے

ابو عبید کے لئے کھانے تیار کئے اور ابو عبید کے پاس لیکر آئے ابو عبید نے کہا کہ میں دوسرے مسلمانوں کو چھوڑ کر کوئی چیز نہ کھاؤں گا ان لوگوں نے عرض کیا کہ آپ کھائیے کیونکہ آپ کی فوج کے ہر شخص کو اس کی جائے قیام میں ایسا بلکہ اس سے بہتر کھانا پہنچا دیا جائے گا چنانچہ ابو عبید نے وہ کھانا تناول کیا اور جب فوج کے لوگ ابو عبید کے پاس واپس آئے تو ابو عبید نے ان سے کھانے کے متعلق دریافت کیا چنانچہ انھوں نے اپنی دعوت کا ذکر کیا۔

جابان اور نرسی نے بوران کو اپنی کمک کے لئے لکھا تو بوران نے ان کی امداد کے لئے جالنوس کو حکم دیا کہ تم جابان کی فوج میں شریک ہو جاؤ اور پہلے نرسی کے پاس پہنچو اس کے بعد ابو عبید سے لڑو مگر قبل اس کے کہ جالنوس ایرانیوں کی مدد کے لئے پہنچے ابو عبید نے جلدی سے بڑھ کر اس کا راستہ روک لیا اس لئے جالنوس مقام باقسیاثا میں جو باروسما کے علاقے میں تھا ٹھیر گیا ابو عبید مسلمانوں کی فوج کو سابقہ ترتیب کے ساتھ لیکر اسکے مقابلے کیلئے بڑھے باقسیاثا میں طرفین کا مقابلہ ہوا مسلمانوں نے دشمنوں کو شکست دی جالنوس بھاگ گیا اور وہاں کا تمام علاقہ ابو عبید کے قبضے میں آگیا۔

کہتے ہیں کہ اسی علاقے کے دہقانی لوگ جو جالنوس کی آمد کی آس لگائے بیٹھے تھے جب انھوں نے اپنی جان و مال کو خطرے میں دیکھا تو ابو عبید اور ان کی ساری فوج کے لئے کھانے تیار کر کے لائے تھے۔

نضر اور مجالد کا بیان ہے کہ ابو عبید نے ان لوگوں سے کہا تھا کیا میں تم سے نہیں کہہ چکا ہوں کہ میں وہی چیز کھا سکتا ہوں جو میری تمام فوج کے لئے کافی ہوگی، دہقانوں نے کہا کہ آپ کی فوج کے ہر شخص کو یہ کھانا اس کی قیام گاہ میں اتنی مقدار میں بھیج دیا گیا جس سے وہ سیر ہو جائے بلکہ اس سے بھی زیادہ جب دہقانی ابو عبید کے پاس سے چلے گئے تو ابو عبید نے اپنی فوج کے لوگوں سے اہل ملک کی دعوت کے متعلق دریافت کیا انھوں نے ابو عبید کو اپنی دعوت کی اطلاع دی، ان دہقانیوں نے شروع میں اس لئے ناکافی انتظام کیا تھا کہ ایک تو ان کو اہل فارس کے کامیاب ہونے کی امید تھی دوسرے وہ

اُن سے ڈرتے تھے۔

محمد اور دوسرے راویوں کا بیان ہے کہ جب ابو عبید کو معلوم ہوا کہ ان لوگوں نے فوج کی بھی دعوت کی ہے تو ان کی دعوت کو قبول کر لیا اور ان لوگوں کو کھانا کھانے کے لئے بلایا جو اکثر ابو عبید کے ساتھ ہم طعام ہوتے تھے مگر چونکہ اُن کے پاس اہل فارس کی دعوت کے لذیذ کھانے آچکے تھے اور اُن کو معلوم نہیں تھا کہ یہ چیزیں ابو عبید کے پاس بھی بھیجی گئی ہیں اس لئے انھوں نے یہ سمجھا کہ ہم کو ابو عبید ہر روز کی طرح آج بھی اپنے موٹے جھوٹے کھانے پر بلا رہے ہیں ان کو گوارا نہ ہوا کہ ان لذیذ کھانوں کو چھوڑ کر ابو عبید کے دسترخوان پر جائیں اس لئے انھوں نے قاصد سے کہا کہ تم ہماری طرف سے امیر سے کہہ دو کہ دہقانوں کی لائی ہوئی مزیدار چیزوں کے ہوتے ہوئے اور کسی کھانے کی ہم کو رغبت نہیں ہے ابو عبید نے پھر کہلا بھیجا کہ یہاں اہل عجم کے بہت سے کھانے موجود ہیں میں تم لوگوں کو اس لئے بلاتا ہوں تاکہ تم مقابلہ کر سکو کہ اِن کھانوں میں اور تمھارے کھانوں میں کیا فرق ہے ہمارے پاس بھُنا گوشت، ترکاری اور پرندے ہیں۔

ابو عبید نے یہاں سے فارغ ہو کر کوچ کر دیا، مثنیٰ کو آگے روانہ کیا، اور اپنے لشکر کو باقاعدہ ترتیب کے ساتھ لے کر حیرہ پہنچ گئے۔

جس وقت عمرؓ نے ابو عبید کو رخصت کیا تھا تو اُن سے یہ کہا تھا کہ تم مکر فریب خیانت اور ظلم کی سرزمین میں جا رہے ہو اور تم ایسی قوم کے پاس جا رہے ہو جس میں بدی کرنے کی جسارت پیدا ہو گئی ہے اور وہ اس کو سیکھ گئی ہے اور بھلائی کو بھول بیٹھی اور اس سے قطعاً ناواقف ہو گئی ہے اس لئے تم بہت چوکنے رہنا اور اپنی زبان کو محفوظ رکھنا، اپنا راز ہرگز آشکارا نہ کرنا کیونکہ رازداری برتنے والا شخص جب تک راز کو محفوظ رکھتا ہے گویا وہ قلعے میں محفوظ ہے اس کو کوئی ناگوار صورت پیش نہیں آسکتی اور جب اس کو ضائع کر دیتا ہے تو وہ خطرے میں گرفتار ہو جاتا ہے۔

القرقس کا واقعہ

اس کو واقعہ قُس یعنی قُس الناطف اور جسر اور المروحہ بھی کہتے ہیں جب جالنوس

اور اس کی بھاگی ہوئی فوجیں رستم کے پاس پہنچیں تو رستم نے لوگوں سے دریافت کیا کہ عربوں کے لئے زیادہ سخت آدمی کون ہے، انھوں نے کہا بہمن جاذویہ چنانچہ رستم نے بہمن اور اسکی فوج کو عربوں سے لڑنے کے لئے روانہ کیا اس کے ساتھ بہت سے دیو پیکر ہاتھی بھی تھے اور جالنوس کو بھی بہمن کے ساتھ واپس روانہ کیا اور کہا کہ جالنوس کو اپنے آگے رکھو اگر اس سے پھر پہلے جیسی حرکت سرزد ہو تو اس کی گردن مار دینا۔

بہمن جاذویہ اپنے لشکر کو لیکر روانہ ہوا درفش کاویانی جو ایرانیوں کے نزدیک فتح کا نشان اور کسریٰ کا علم تھا اس کے ہمراہ تھا یہ علم چیتے کی کھال کا بنا ہوا آٹھ ہاتھ چوڑا اور بارہ ہاتھ لانبا تھا۔

ابو عبید آگے بڑھ کر مقام المروحہ میں جو البرج اور العاقول کی جگہ پر واقع تھا فروکش ہوئے، بہمن جاذویہ نے ابو عبید کے پاس یہ پیام بھیجا کہ یا تو دریائے فرات کو عبور کر کے تم لوگ اس پار آجاؤ یا ہم کو اپنی طرف عبور کر کے آنے کی اجازت دو، سرداران فوج نے ابو عبید سے کہا کہ ہم اس پار جانے کے خلاف ہیں لہذا تم ایرانیوں سے کہہ دو کہ وہ خود عبور کر کے اس طرف آجائیں اس رائے پر سلیط کو سب سے زیادہ اصرار تھا، مگر ابو عبید جوش میں آگئے اور کسی کا مشورہ نہیں مانا اور کہا کہ وہ لوگ ہم سے زیادہ موت کے لئے جری نہیں ہو سکتے، ہم خود عبور کر کے اُدھر جائیں گے، چنانچہ مسلمان ایرانیوں کی طرف پہنچ گئے مگر وہ لوگ جس جگہ مقیم تھے وہ بہت تنگ اور چاروں طرف سے گھری ہوئی تھی تا سلم دل طرفین میں شدت کی جنگ ہوتی رہی اس وقت ابو عبید کے ساتھ صرف دس پانچ آدمی تھے جب شام ہو گئی اور بنی ثقیف کے ایک شخص کو فتح میں دیر ہوتی نظر آنے لگی تو اس نے چند لوگوں کو جمع کیا انھوں نے تلواروں سے مصافحے کئے اور دشمن پر ٹوٹ پڑے، ابو عبید نے ہاتھی پر حملہ کیا مگر ہاتھی نے ابو عبید کو اپنے پاؤں سے روند ڈالا، مسلمانوں کی تلواریں بڑی پھرتی سے اہل فارس پر چل رہی تھیں تقریباً چھ ہزار ایرانی موت کے گھاٹ اتر چکے تھے اور توقع تھی کہ اب ایرانی شکست یاب ہوتے ہیں، مگر جب ابو عبید ہاتھی کے پاؤں سے روندے گئے

تو مسلمانوں کے قدم اُکھڑ گئے اُنھوں نے مُنہ پھیرا اور بغیر پیچھے دیکھے بھاگتے چلے گئے اور ایرانی ان کو دباتے ہوئے بڑھنے لگے، مسلمانوں کی پسپائی کو دیکھ کر بنی ثقیف سے ایک شخص نے پُل کی طرف دوڑ کر اس کی رسیاں کاٹ ڈالیں مسلمان جن پر پیچھے سے دشمن کی تلواریں برس رہی تھیں پسپا ہوتے ہوئے جب فرات کے پاس پہنچے تو وہاں پل ہی نہ تھا اکثر لوگ دریا میں گر گر ڈوبنے لگے، اس روز مسلمانوں کو بہت نقصان اٹھانا پڑا کوئی چار ہزار آدمی مقتول اور غرق ہوئے، اس موقع پر مثنیٰ عاصم الکلج الضبی اور مذعور دیوار آہن کی طرح ایرانیوں کے مقابلے میں جم کر کھڑے ہو گئے اور ان کو روکے رکھا یہاں تک کہ جب پُل بندھ گیا اور باقی ماندہ فوج پار ہو گئی تب مثنیٰ اور اُن کے رفیق عبور کر کے اِس طرف آ گئے۔ اور مالرجہ میں قیام کیا مثنیٰ زخمی ہو گئے تھے مثنیٰ کے ساتھ الکلج، مذعور اور عاصم نے بھی لوگوں کی مدافعت کی تھی، اکثر لوگوں کا یہ حال ہوا کہ جدھر انکا منہ اٹھا بھاگ گئے وہ اپنی ناکامی اور رسوائی کی وجہ سے بعید شرمندہ تھے۔

اس فوج کے بعض لوگ مدینے میں آ کر روپوش ہو گئے عمرؓ کو اسکا علم ہوا تو آپ نے فرمایا اے خدا کے بندو میری طرف سے ہر مسلمان آزاد ہے میں ہر مسلمان کا رفیق ہوں خدا ابو عبید پر رحم فرمائے کاش وہ خیف میں پناہ گزیں ہو جاتے یا جنگ نہ کرتے اور ہمارے پاس آ جاتے تو ہم لوگ اُن کے لئے رفیق ہوتے۔

جس وقت اہل فارس مسلمانوں کے تعاقب میں دریا سے پار ہونے کا ارادہ کر رہے تھے اُن کو یہ اطلاع ملی کہ مدائن میں لوگ رستم کے خلاف ہو گئے ہیں اور اس سے جو عہد و پیمان کئے تھے وہ توڑ دیے ہیں ان میں دو فریق ہو گئے تھے ایک فہلوج جو رستم کے موافق تھے اور دوسرے اہل فارس وہ فیروزان کے طرف دار تھے۔

واقعۂ یرموک اور جسر کے درمیان چالیس دن کا فصل تھا مدینے میں یرموک کی اطلاع جریر بن عبد اللہ الحمیری لائے تھے اور جسر کی اطلاع عبد اللہ بن زید الانصاری لائے تھے یہ وہ عبد اللہ نہیں ہیں جنھوں نے خواب دیکھا تھا، جب عبد اللہ حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت حضرت عمرؓ منبر پر کھڑے ہوئے تھے آپ نے پکار کر پوچھا عبد اللہ کیا خبر ہے، عبد اللہ نے کہا آپ کے پاس یقینی خبر آئی ہے،

پھر عبداللہ منبر پر چڑھ گئے اور حضرت عمرؓ کے کان میں چپکے سے شکست کی خبر سنائی یرموک کا واقعہ جمادی الآخرہ کی کسی تاریخ میں پیش آیا تھا اور جسر کا واقعہ شعبان کی کسی تاریخ میں پیش آیا تھا۔

سیف کی روایت ہے کہ رستم نے ابو عبید کے مقابلے کے لئے بہمن جاذویہ کو مامور کیا تھا، یہ شخص دربار ایران کا ایک حاجب تھا، رستم نے جالنوس کو اسکے ہمراہ جنگ پر واپس بھیج دیا تھا بہمن کے ساتھ دیو پیکر ہاتھی تھے ان میں ایک سفید ہاتھی تھا اس پر ایک کھجور کا درخت بندھا ہوا تھا، بہمن جاذویہ اپنی ٹڈی دل فوج کو لیکر آگے بڑھا، ابو عبید بابل تک اس کے سامنے بڑھے مگر بابل پہنچ کر مڑ گئے اور فرات کو اپنے اور دشمن کے درمیان کر لیا اور مروحہ میں پڑاؤ ڈالا۔

ایرانیوں نے مسلمانوں کے پاس کہلا بھیجا کہ یا تو تم لوگ دریا کو عبور کر کے ہمارے پاس آجاؤ یا ہم عبور کر کے آتے ہیں، ابو عبید نے قسم کھا کر کہا کہ میں ہی فرات کو پار کر کے اس طرف جاؤں گا اور بہمن کی کرتوت کا پول کھولوں گا، مگر سلیط بن قیس اور دوسرے سرداروں نے ابو عبید کو قسم دیکر کہا کہ اس سے پہلے عربوں کا ایرانیوں کے اتنے بڑے لشکر سے کبھی مقابلہ نہیں ہوا ہے اس دفعہ ایرانیوں کا بچہ بچہ جمع ہوکر ہمارے مقابلے پر آگیا ہے، تم جس مقام میں اب فروکش ہو اس میں ہمارے سلئے نقل وحرکت اور جولانی کرنے اور دشمن پر حملہ آور ہونے اور پلٹنے کی کافی گنجائش ہے، ابو عبید نے کہا کہ میں ایسا ہرگز نہیں کروں گا سلیط بخدا تم لوگ بزدل ہو گئے ہو۔

ذوالحاجب یعنی بہمن اور ابو عبید کے درمیان پیام رسانی کرنے والا قاصد مردان شاہ الخصبی تھا اس نے مسلمانوں سے کہا کہ اہل فارس کہتے ہیں کہ مسلمان بڑے ڈرپوک ہیں اس بات کو سُن کر ابو عبید جوش میں آگئے اور اہل رائے کی بات ماننے سے انکار کر دیا اور سلیط کو بُزدل قرار دیا، سلیط نے کہا کہ میں واللہ تم سے زیادہ جری ہوں مگر ہم نے تم کو ایک عقل کی بات بتائی ہے تم نہیں مانتے ہو تو نتیجہ عنقریب معلوم ہو جائے گا۔

اغر العجلی کا بیان ہے کہ ذوالحاجب فرات کے کنارے قس الناطف میں مقیم ہوا تھا اور ابو عبید فرات کے دوسرے کنارے پر مروحہ میں ٹھیرے تھے

ذوالحاجب نے یہ پیام بھیجا کہ تم دریا پار ہو کر ہماری طرف آجاؤ یا ہم تمہاری طرف آجائیں، ابو عبید نے کہا ہم عبور کر کے تمہاری طرف آتے ہیں، ابن صلوبا نے فریقین کے لئے ایک پُل بنا دیا تھا۔

جنگ سے قبل ابو عبید کی زوجہ دومہ نے جو اس وقت مروحہ میں موجود تھیں ایک خواب دیکھا تھا کہ ایک شخص آسمان سے ایک برتن میں شراب لیکر اترا ہے، جس کو ابو عبید اور جبر نے اور ان کے خاندان کے اور چند لوگوں نے پیا ہے، دومہ نے یہ خواب اپنے شوہر ابو عبید سے بیان کیا ابو عبید نے کہا کہ اس کی تعبیر شہادت ہے، اس کے بعد ابو عبید نے لوگوں کو وصیت کی کہ اگر میں قتل ہو جاؤں تو جبر سپہ سالار ہوں گے اور جبر قتل ہو جائیں تو فلاں شخص سپہ سالار ہونگے یہاں تک کہ جس جس شخص نے خواب میں اس برتن سے شراب پی تھی اُن کو ابو عبید نے ترتیب وار امیر مقرر کر دیا اور پھر کہا کہ اگر ابو القاسم بھی شہید ہو جائیں تو مثنیٰ تمہارے امیر ہونگے۔

ابو عبید اپنی فوجوں کو لیکر دریا کے اُس پار چلے گئے مگر وہاں جگہ بہت تنگ تھی طرفین میں جنگ کی آگ بھڑک گئی، ایرانیوں کی فوج میں ہاتھیوں پر کھجور کے درخت بندھے ہوئے تھے گھوڑوں پر لانبی لانبی آہنی جھولیں پڑی ہوئی تھیں، اور ان کے شہ سواروں کے جسموں پر بالوں کے کپڑے تھے یہ نامانوس کیفیت دیکھ کر عربی گھوڑے گھبرا گئے مسلمان دشمنوں پر حملہ آور ہوتے تھے مگر اُن کے گھوڑے اُدھر رُخ نہیں کرتے تھے جب ایرانی ہاتھیوں اور اُن کے گھنٹوں کی جھنکار کے ساتھ مسلمانوں پر حملہ آور ہوتے تو ان کی صفیں برہم ہو جاتی تھیں، گھوڑے بھاگنے لگتے اور سواروں پر ایرانیوں کے تیر برسنے لگتے تھے، مسلمان بہت تکلیف محسوس کرنے لگے وہ بڑھ کر دشمنوں پر وار ہی نہ کرتے تھے، یہ دیکھ کر کہ ابو عبید اور دوسرے لوگ گھوڑوں پر سے کود کر پاپیادہ ہوگئے اور آگے بڑھ کر دشمنوں پر تلواریں برسانے لگے مگر ہاتھیوں کی یہ کیفیت تھی کہ وہ جس جماعت پر حملہ کرتے اُس کو پسپا ہونا پڑتا، ابو عبید نے چلا کر اپنے آدمیوں سے کہا کہ تم ہاتھیوں کو گھیر لو اور ان کے پیٹ چاک کر ڈالو اور سواروں کو الٹ دو، خود ابو عبید سفید ہاتھی پر جھپٹے اور اس کے پیٹ کی رسّی کو پکڑ کر لٹک گئے اور اس کو کاٹ ڈالا جو لوگ ہاتھی پر سوار تھے وہ سب

اوندھے ہو کر نیچے آ رہے، ابو عبید کے اور رفیقوں نے دوسرے تمام ہاتھیوں کی رسیاں کاٹ کر ہودے الٹ دیئے اور ان کے سواروں کو تہ تیغ کر دیا، سفید ہاتھی نے ابو عبید پر حملہ کیا ابو عبید نے اس کی سونڈ پر اُچٹتا ہوا وار کیا مگر ہاتھی نے اس کو اپنے ہاتھ پر روک لیا ابو عبید اس پر حملہ کرتے رہے مگر ہاتھی نے ان کا ہاتھ پکڑ کر ان کو گرا دیا اور اپنے پاؤں میں روند ڈالا۔

لوگوں نے ابو عبید کو ہاتھی کے نیچے دیکھا تو ان کے دلوں میں دہشت پیدا ہو گئی، علم کو اس شخص نے اپنے ہاتھ میں لے لیا جس کو ابو عبید نے اپنے بعد نامزد کیا تھا اور اس نے ہاتھی پر حملہ کر کے اس کو ہٹا دیا اور ابو عبید کو کھینچ کر مسلمانوں کے پاس کر دیا مسلمانوں نے ابو عبید کی لاش اٹھا لی اور امیر نے پھر ہاتھی پر حملہ کیا مگر ابو عبید کی طرح ان کے وار کو بھی ہاتھی نے اپنے ہاتھ پر لے لیا اور اُن کو گرا کر اپنے پاؤں میں روند ڈالا، اس طرح ثقیف کے سات آدمی یکے بعد دیگرے علم لیتے رہے لڑتے رہے اور شہید ہوتے رہے۔

آخر میں علم مثنیٰ نے اپنے ہاتھ میں لیا مگر اس وقت لوگوں میں بھگدڑ پڑ گئی تھی یہ دیکھکر عبد اللہ بن مرثد ثقفی نے دوڑ کر پل کی رسّیاں کاٹ ڈالیں اور کہا کہ اے لوگو تم بھی اپنے امیروں کی طرح لڑ کر جان دیدو یا فتح حاصل کرو۔ مشرکوں نے مسلمانوں کا پُل تک تعاقب کیا مسلمان خوفزدہ ہو کر فرات میں کود نے گئے جو لوگ جم نہ سکے وہ ڈوبے اور جو ہمت کر کے ٹھیر گئے اُن پر دشمنوں نے تیزی سے حملہ کیا۔

مثنیٰ اور چند شہ سوار مسلمانوں کو بچانے کے لئے سینہ سپر بن کر دشمن کی مدافعت کرنے لگے مثنیٰ نے لوگوں کو پکار کر کہا اے لوگو ہم تمہاری حفاظت کر رہے ہیں گھبراؤ مت اطمینان سے دریا کو عبور کرو جب تک تم پار نہ ہو جاؤ گے ہم یہاں سے نہیں ہٹیں گے، تم ڈوب ڈوب کر اپنی جانیں ضائع نہ کرو لوگوں نے دریا کے پاس آ کر دیکھا تو پل ٹوٹا ہوا تھا اور عبد اللہ بن مرثد کھڑے ہوئے لوگوں کو پار ہونے سے منع کر رہے تھے لوگ عبد اللہ کو پکڑ کر مثنیٰ کے پاس لے گئے مثنیٰ نے ان کو مارا اور پوچھا کہ تم نے ایسا بے موقع کام کیوں کیا، عبد اللہ نے کہا تاکہ لوگ لڑیں۔

جو لوگ پار ہو چکے تھے مثنیٰ نے ان کو پکار کر کہا کسی کو پل باندھنے کے لئے

لائے وہ لوگ چند دیہاتیوں کو لائے انھوں نے کشتیوں کو باندھ کر پل کو درست کیا، اس کے بعد مسلمان دریا سے پار ہوئے سلیط بن قیس آخری شخص تھے جو پل کے پاس شہید ہوئے سب کے بعد مثنیٰ جو مدافعت کر رہے تھے دریا سے پار ہوئے، مگر مثنیٰ کا لشکر تتر بتر ہو رہا تھا، ذوالحاجب اُن کے ارادے سے آگے بڑھا لیکن وہ اس ارادے میں کامیاب نہ ہوسکا، جب مثنیٰ بھی عبور کر کے اس پار آگئے تو اہل مدینہ مثنیٰ کا ساتھ چھوڑ کر مدینے کو چلے گئے اور بعض لوگ مدینے بھی نہیں گئے بلکہ صحرائی علاقوں میں چلے گئے اور مثنیٰ کے ساتھ گنتی کے چند آدمی رہ گئے۔

ابوعثمان النہدی کا بیان ہے کہ جسر کی لڑائی میں تقریباً چار ہزار مسلمان قتل اور غرق ہوئے تھے اور دو ہزار بھاگ گئے تھے صرف تین ہزار باقی بچے تھے اسی اثنا میں ذوالحاجب کو اطلاع ملی کہ دارالسلطنت ایران میں اختلاف رونما ہوگیا ہے یہ سنتے ہی وہ اپنی فوج کو لیکر واپس ہوگیا ایرانیوں کی واپسی کا باعث یہی واقعہ ہوا تھا، اس جنگ میں مثنیٰ بہت زخمی ہو گئے تھے نیزے کے حملے سے زرہ کی کڑیاں ان کے جسم میں گھس گئی تھیں۔

جب اہل مدینہ مدینے پہنچ گئے اور انھوں نے وہاں جا کر اطلاع دی کہ اس شکست کے بعد بہت سے لوگ مارے شرم کے دوسرے حصوں میں چلے گئے ہیں تو اس بات سے حضرت عمرؓ کو بیحد ملال ہوا اور آپ ان لوگوں پر ترس کھانے لگے، اور خدا سے دعا کی کہ الٰہی ہر مسلمان میری طرف سے آزاد ہے میں ہر مسلمان کا رفیق ہوں جو شخص دشمن کے مقابلے پر جائے اور وہاں اس کو کوئی ناگوار صورت پیش آئے تو میں اس کا رفیق ہوں، مثنیٰ نے اس لڑائی کے حالات عبداللہ بن زید کے ذریعے سے حضرت عمرؓ کی خدمت میں روانہ کر دیے تھے اور وہ سب سے پہلے عمرؓ کی خدمت میں پہنچے تھے۔

محمد بن اسحاق نے بھی ابوعبید اور ذوالحاجب کی جنگ کے واقعات کو اسی طرح بیان کیا ہے جس طرح سیف کی مذکورۂ بالا روایت میں ہے مگر انھوں نے کہا کہ مختار بن ابی عبید کی ماں دومہ نے خواب دیکھا تھا کہ آسمان سے ایک شخص اترا ہے اور اس کے ساتھ ایک برتن میں جنّت کی شراب ہے اس شراب میں سے ابوعبید اور جبر بن ابی عبید اور

ان کے گھر کے اور چند لوگوں نے شراب پی ہے۔

نیز اس روایت میں یہ بھی ہے کہ جب ابوعبید نے ہاتھیوں کے حملوں کو دیکھا تو پوچھا کیا اس جانور کے قتل کرنے کی کوئی تدبیر ہے؟ بعض لوگوں نے کہا ہاں جب اسکی سونڈ کو کاٹ دیا جاتا ہے تو یہ جانور مر جاتا ہے، یہ سنکر ابوعبید نے ہاتھی پر حملہ کیا اور اسکی سونڈ کو کاٹ دیا مگر ہاتھی ابوعبید کے اوپر بیٹھ گیا اور ان کو مار ڈالا، اس روایت میں یہ بھی مذکور ہے کہ ایرانی واپس ہوگئے اور مثنیٰ نے الیس میں قیام کیا لوگ اُن کے پاس سے منتشر ہوکر مدینے چلے گئے، چنانچہ عبداللہ بن زید بن الحصین پہلے شخص تھے جنہوں نے مدینے پہنچکر وہاں اس لڑائی کے واقعات کی لوگوں کو اطلاع دی،

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جس وقت عبداللہ بن زید مدینے میں آئے اور وہ مسجد میں داخل ہوتے ہوئے میرے حجرے کے سامنے سے گزرے تو میں نے عمرؓ کو پکار کر یہ کہتے ہوئے سنا کہ "اے عبداللہ بن زید تمہارے پاس کیا ہے" عبداللہ نے کہا امیر المومنین آپ کے پاس خبر لایا ہوں، چنانچہ عبداللہ بن زید نے عمرؓ کے پاس پہنچ کر لڑائی کی خبر سنائی" آپ فرماتی ہیں کہ میں نے کسی شخص کو جس نے کسی جنگ کا مشاہدہ کیا ہو عبداللہ سے زیادہ بہتر طور پر واقعات کی تفصیل بیان کرتے ہوئے نہیں سنا ہے۔

جب لڑائی سے بھاگے ہوئے لوگ مدینے میں آئے اور حضرت عمرؓ نے اُن میں سے مہاجرین و انصار کو اپنے بھاگنے پر گریہ وزاری کرتے ہوئے دیکھا تو آپ نے کہا اے مسلمانو تم گریہ وزاری مت کرو میں تمہارا رفیق ہوں، تم تو میری طرف واپس آئے ہو۔

نیز معاذ بھی جو بنی نجار میں سے تھے اس جنگ میں شریک ہوکر فرار ہوئے تھے معاذ جب کبھی اس آیت کو پڑھتے تھے تو رو دیا کرتے تھے۔ وَمَنْ یُّوَلِّهِمْ یَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗۤ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَیِّزًا اِلٰی فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ (ترجمہ) جو شخص اس روز دشمن کے مقابلے سے پیٹھ پھیرے گا بجز اس صورت کے کہ وہ لڑنے کے لئے پلٹنا چاہتا ہو یا اپنی جماعت کی طرف واپس ہونا چاہتا ہو، تو وہ غضب الٰہی میں گرفتار ہوگا اور اس کا ٹھکانا جہنم ہوگا اور وہ برا ٹھکانا ہے۔

حضرت عمرؓ ان سے فرمایا کرتے اے معاذ تم مت روؤ میں تمہاری جماعت ہوں تم میری طرف واپس آئے ہو۔

اُلّیس صغریٰ کے واقعات

جابان اور مردان شاہ ملکر مسلمانوں کا راستہ روکنے کیلئے نکلے ان کا خیال تھا کہ مسلمان عنقریب منتشر ہوجائیں گے ان کو اہل فارس کے اس اختلاف کا حال معلوم نہ تھا جس کی ذوالحاجب کو اطلاع ملی تھی، چنانچہ اہل فارس منتشر ہوگئے اور ذوالحاجب بھی ان کے بعد چلا گیا، مگر مثنیٰ کو جابان اور مردان شاہ کی کارستانیوں کا حال معلوم ہوگیا تھا اس لئے مثنیٰ نے عاصم بن عمرو کو فوج پر اپنا نائب مقرر کیا اور اپنے ہمراہ سواروں کا ایک دستہ لیکر اُن دونوں کی خبر لینے کے لئے روانہ ہوئے جابان اور مردان شاہ نے یہ خیال کیا کہ مثنیٰ بھاگ رہے ہیں اس لئے دونوں مثنیٰ کے مقابلے پر آگئے مثنیٰ نے ان دونوں کو گرفتار کرلیا اور اُلّیس کے باشندوں نے ان دونوں کے ساتھیوں کو گرفتار کرکے مثنیٰ کے حوالے کردیا مثنیٰ نے اس کے صلے میں اُن سے معاہدۂ صلح کرکے ان کو ذمی بنالیا، اور جابان اور مردان شاہ کو سامنے طلب کرکے کہا کہ تم ہی نے ہمارے امیر کو دھوکا دیا تھا اور ان سے جھوٹ بولا تھا اور ان کو بھڑکایا تھا، یہ کہہ کر مثنیٰ نے ان دونوں کی اور تمام قیدیوں کی گردنیں ماردیں، اور اس کے بعد اپنے لشکر میں واپس آگئے، ابومحجن اُلّیس سے بھاگ گئے تھے اس لئے وہ مثنیٰ کے ہمراہ واپس نہیں آئے۔

مقام سویٰ سے جریر بن عبداللہ، حنظلہ بن الربیع اور چند اور لوگوں نے خالدؓ سے مدینے جانے کی اجازت طلب کی تھی خالدؓ نے ان کو اجازت دے دی تھی، یہ لوگ ابوبکرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے جریر نے آپ سے اپنا مقصد بیان کیا تھا، ابوبکرؓ نے فرمایا تھا کہ کیا اب جبکہ ہم اس پریشانی میں گرفتار ہیں؟ آپ نے جریر کی درخواست کو آئندہ پر اٹھا رکھا تھا، اس لئے جب عمرؓ خلیفہ مقرر ہوئے تو انھوں نے جریر سے ثبوت طلب کیا جریر نے ثبوت پیش کردیا اس پر عمرؓ نے تمام ملک عرب میں اپنے

عمال خراج کو لکھ بھیجا کہ جو شخص زمانۂ جاہلیت میں بجیلہ کی طرف منسوب رہ چکا ہو اور عہد اسلام میں اسی نسبت پر قائم ہو اور عام لوگ اس بات کو جانتے ہوں تو ہر ایسے شخص کو جریر کے پاس بھیجدو، جریر نے ان لوگوں کو یمن اور عراق کے درمیان ایک مقام پر جمع ہو جانے کا حکم دیا تھا۔

جب جریر کا مقصد پورا ہو گیا اور بجیلہ کے لوگ ان کے تحت کر دیے گئے اور وہ سب لوگ جریر کے حکم کے مطابق یمن، مدینے اور عراق کے وسط میں ایک مقام پر جمع ہو گئے تو حضرت عمرؓ نے جریر کو حکم دیا کہ تم مثنیٰ کی امداد کے لئے عراق چلے جاؤ مگر جریر نے کہا کہ ہم شام جانا چاہتے ہیں حضرت عمرؓ نے فرمایا تم عراق جاؤ کیونکہ شام کی فوجیں دشمنوں پر قابو پا چکی ہیں، مگر جریر نے پھر بھی انکار کیا بالآخر حضرت عمرؓ نے ان کو مجبور کیا اور جب اہل بجیلہ جریر کی قیادت میں مقام معین کو روانہ کر دیے گئے تو حضرت عمرؓ نے تلافی جبر اور جریر کی خیر خواہی کے لئے یہ حکم دیا کہ اس جہاد میں جو مال غنیمت تم لوگوں کو حاصل ہو اس کے خمس کا چوتھائی جریر اور انکی فوج اور ان قبائل کا ہے جو بعد میں جریر کی طرف روانہ کئے جائیں گے،

حضرت عمرؓ نے جریر کو حکم دیا تھا کہ تم لوگ مدینے کو ہوتے ہوئے جانا چنانچہ وہ لوگ پہلے مدینے آئے اس کے بعد مثنیٰ کی امداد کے لئے عراق کو روانہ ہوئے، اُن کے علاوہ حضرت عمرؓ نے عصمہ بن عبداللہ کو جو بنی عبد بن الحارث الضبی سے تھے قبیلہ ضبہ کے لوگوں کا امیر بنا کر مثنیٰ کی کمک کے لئے روانہ فرمایا نیز آپ نے اہل ارتداد کو بھی فوجی خدمت کے لئے طلب فرمایا تھا چنانچہ شعبان تک جو جماعتیں آپ کی خدمت میں حاضر ہوتی گئیں آپ اُن کو فوراً مثنیٰ کی طرف روانہ کرتے رہے۔

جنگ بویب کے واقعات

واقعۂ جسر کے بعد مثنیٰ نے عراق میں اپنے قرب وجوار کے بہت سے لوگوں کو اپنی فوج میں بھرتی کرنے کے لئے طلب کر لیا اس کی وجہ سے مثنیٰ کے پاس ایک عظیم الشان لشکر تیار ہو گیا، جاسوسوں کے ذریعے سے رستم اور فیرزان کو مثنیٰ کی

تیاری اور مزید امداد کے انتظار کی خبر ہو گئی، ان دونوں نے اسی وقت باتفاق رائے مہران ہمدانی کو مثنیٰ کے مقابلے کے لئے جانے کا حکم دیا اور خود آیندہ کے واقعات پر غور کرنے لگے، مہران اپنے سواروں کو لیکر روانہ ہوا، رستم اور فیرزان نے اس کو حیرہ جانے کا حکم دیا تھا، اس وقت مثنیٰ اپنے تمام مددگار عرب قبائل کے ساتھ قادسیہ اور خفان کے درمیان مرج السباخ میں پڑاؤ ڈالے ہوئے پڑے تھے اُن کو مہران کی آمد اور بشیر اور کنانہ کے متعلق اطلاعات ملیں، بشیر ان دنوں حیرہ میں تھا اس لئے مثنیٰ فرات بادقلی میں گھس گئے اور جریر اور ان کے رفیقوں کو جو اُن کی کمک کے لئے آرہے تھے یہ پیام بھیجا کہ اس وقت ہم کو ایسی مشکل کا سامنا ہے کہ ہم تمہارے بغیر اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے اس لئے جس قدر جلد ممکن ہو پہنچو، اور بویب میں آکر ہم سے ملو۔

عصمہ اور دوسرے قائد بھی جریر کی طرح مثنیٰ کی کمک کو آرہے تھے جریر نے اُن سب کو اسی قسم کا پیام بھیجا، اور یہ کہا کہ جوف کے راستے سے آؤ، اس لئے وہ لوگ قادسیہ اور جوف کے راستے سے روانہ ہوئے اور مثنیٰ وسط سواد کے راستے سے جلکر النہرین پر اور پھر خورنق پر نمودار ہوئے، عصمہ اور اُن کی راہ سے آنے والے لوگ نجف پر نمودار ہوئے، اور جریر اور ان کی راہ سے آنے والے جوف پر نمودار ہوئے اس طرح یہ سب لوگ مثنیٰ کے پاس بویب میں پہنچ گئے، اور مہران ان کے بالمقابل فرات کے دوسری طرف فروکش ہوا، مسلمانوں کا لشکر بویب میں اس مقام پر ٹھیرا تھا جہاں آج کل کوفہ ہے مسلمانوں کے سپہ سالار مثنیٰ تھے اور ان کا مقابلہ مہران اور اس کے لشکر سے تھا۔

مثنیٰ نے باشندگان سواد میں سے ایک شخص سے دریافت کیا کہ اس قطعۂ زمین کو جس میں مہران اور اس کی فوج مقیم ہے کیا کہتے ہیں؟ اس نے کہا بُسوسیا، مثنیٰ نے کہا کہ ناکام ہوا مہران اور ہلاک ہوا کیونکہ وہ ایسے مقام میں ٹھیرا ہے جس کا نام بسوس ہے۔

مہران نے مثنیٰ کو لکھا کہ تم عبور کر کے اس طرف آؤ یا ہم عبور کر کے تمہاری طرف آتے ہیں، مثنیٰ نے کہلا بھیجا کہ تم لوگ ہی عبور کر کے ادھر آجاؤ، اس لئے مہران فرات

کے کنارے مقام بلطاط میں آکر فروکش ہوگیا مثنیٰ نے پھر اُس سوادی شخص سے پوچھا کہ جہاں مہران اور اس کی فوج اُتری ہے اس کا کیا نام ہے اس نے کہا کہ اس جگہ کو شوبیا کہتے ہیں۔

یہ زمانہ رمضان شریف کا تھا مثنیٰ نے فوج کو تیاری کا حکم دیا سب لوگ تیار ہو گئے مثنیٰ نے اپنی فوج کی صف آرائی اس طرح کی کہ میمنے اور میسرے پر مذعور اور النسیر کو مامور کیا اور سواروں پر عاصم کو اور پیشرو دستوں پر عصمہ کو مامور کیا، دونوں فریق نے اپنی صفیں درست کرلیں مثنیٰ نے اپنی فوج میں کھڑے ہوکر ایک تقریر کی اور لوگوں سے کہا کہ تم لوگ روزے سے ہو چونکہ روزہ آدمی کو کمزور اور نڈھال کرتا ہے اس لئے میری رائے میں مناسب یہ ہے کہ تم لوگ روزہ افطار کرلو اور کھانا کھا کر دشمن سے لڑنے کے لئے مضبوط ہو جاؤ، سب نے کہا مناسب ہے، چنانچہ سب نے روزے افطار کر لئے۔

مثنیٰ نے ایک شخص کو دیکھا جو صف میں سے آگے نکلکر جنگ کے لئے کودنا چاہتا تھا مثنیٰ نے دریافت کیا کہ اس شخص کو کیا ہوگیا ہے لوگوں نے کہا کہ یہ ان لوگوں سے ہے جو جسر کی لڑائی میں بھاگ گئے تھے یہ شخص اپنی جان دینا چاہتا ہے، مثنیٰ نے اس کو نیزے سے دبایا اور کہا کہ تم اپنی جگہ جمے رہو جب تمہارے پاس کوئی حریف آئے اس وقت اپنے رفیق کو اس کے حملے سے بچانا، بیکار اپنی جان نہ دو، اس شخص نے کہا کہ میں اسی قابل ہوں، اس کے بعد وہ صف میں اپنی جگہ جم گیا۔

شعبی کی روایت ہے کہ جب بجیلہ کے تمام لوگ جمع ہو گئے تو حضرت عمرؓ نے اُن سے فرمایا کہ تم لوگ ہماری طرف سے ہوکر گزرنا، چنانچہ بجیلہ کے سرداروں کا ایک وفد حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عوام کو اپنے پیچھے چھوڑ آئے، آپ نے ان لوگوں سے دریافت فرمایا کہ تم لوگ کس سمت کو زیادہ پسند کرتے ہو انھوں نے عرض کیا شام کو، کیونکہ وہ ہمارے خاندانی بزرگوں کا ملک ہے، آپ نے فرمایا نہیں، عراق کیونکہ شام میں تمہاری ضرورت نہیں ہے وہاں کام چل رہا ہے حضرت عمرؓ اُن کو عراق جانے کے لئے فرماتے رہے اور وہ وہاں جانے سے انکار کرتے رہے یہانتک کہ آپ نے اُن کو مجبور کیا اور مال غنیمت میں سے علاوہ اُن کے حصے کے خُمس کا چوتھائی

ان کے لئے مزید مقرر فرمایا۔

قبیلۂ بجیلہ کے جو لوگ جدیلہ میں مقیم تھے اُن پر حضرت عمرؓ نے عرفجہ کو امیر مقرر کیا اور جریر بنی عامر وغیرہ کے امیر تھے اس سے قبل حضرت ابوبکرؓ نے عرفجہ کو اہل عمان سے لڑنے والی فوجوں کا امیر مقرر کیا تھا مگر انھوں نے سمندر میں جہاد کیا اس لئے آپ نے اُن کو واپس طلب کر لیا، حضرت عمرؓ نے ان کو بجیلہ کے بڑے حصے کا افسر مقرر کیا اور اُن سے فرمایا کہ تم لوگ ان کی اطاعت کرو اور دوسرے لوگوں سے فرمایا کہ تم جریر کی اطاعت کرو۔

جریر نے بجیلہ سے کہا کیا تم لوگ اس بات کے لئے تیار رہو؟ حالانکہ ہم لوگ اس شخص کی وجہ سے نشانۂ ملامت بن چکے ہیں۔ بجیلہ کے لوگ ایک عورت کے معاملے کی وجہ سے عرفجہ سے ناراض تھے۔

بجیلہ کے لوگ جمع ہو کر حضرت عمرؓ کی خدمت میں آئے اور آپ سے عرض کیا کہ عرفجہ کی قیادت سے ہم کو معاف رکھئے، آپ نے فرمایا کہ جو شخص ہجرت کرنے اور اسلام لانے میں تم سے مقدم ہے اور آزمائش اور خلوص میں تم سے بالاتر ہے میں اس کی قیادت سے تم کو معاف نہیں کر سکتا، انھوں نے کہا کہ آپ ہم میں سے کسی شخص کو ہمارا امیر بنا دیجئے، مگر جو شخص ہماری برادری سے خارج ہو گیا ہے اس کو ہم پر امیر نہ بنائیے۔ حضرت عمرؓ نے خیال کیا کہ یہ لوگ عرفجہ کے نسب سے انکار کر رہے ہیں اس لئے آپ نے فرمایا دیکھو تم کیا بات کہہ رہے ہو، انھوں نے کہا کہ ہم وہی بات کہہ رہے ہیں جو آپ سُن رہے ہیں۔

حضرت عمرؓ نے عرفجہ کو بلایا اور ان سے کہا کہ یہ لوگ درخواست کر رہے ہیں کہ میں ان کو تمھاری قیادت سے معاف رکھوں اور کہتے ہیں کہ تم ان کی برادری سے نہیں ہو بتاؤ تم اسکے جواب میں کیا کہتے ہو، عرفجہ نے کہا کہ یہ لوگ سچ کہتے ہیں مجھ کو اس بات سے کوئی خوشی نہیں ہوتی ہے کہ میں اُنکی برادری سے ہوں، میں تو قبیلہ ازد کی شاخ بارق سے ہوں جو تعداد میں بیشمار ہے، اور جن کا نسب بے داغ ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ازد بہت عمدہ قبیلہ ہے جو ہر اچھے اور بُرے کام میں حصہ دار ہے عرفجہ نے کہا کہ میرا واقعہ یہ ہے کہ ہم لوگوں میں بُرائی زور پکڑ گئی ہمارا ایک ہی گھر تھا ہم میں خون خرابے ہو گئے اور بعض لوگوں نے بعض کو قتل کر دیا میں نے خوف کی وجہ سے اپنے قبیلے

کے لوگوں سے علیحدگی اختیار کرلی اور ان لوگوں میں رہ کر قیادت اور سرداری کرنے لگا، مگر ایک واقعہ کی وجہ سے جو میرے اور ان کے دہقانوں کے درمیان پیش آیا تھا یہ لوگ مجھ سے ناراض ہوگئے مجھ سے حسد کرنے لگے اور انھوں نے میرے احسانات کو یک لخت فراموش کردیا، حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ جب یہ لوگ تم کو ناپسند کرتے ہیں تو کوئی مضائقہ نہیں بہتر ہے کہ تم ان سے جدا ہو جاؤ، حضرت عمرؓ نے ان کے بجائے جریر کو ان کا امیر بنا دیا اور آپ نے جریر اور بجیلہ کو یہ یقین دلایا کہ آپ عرفجہ کو شام بھیج رہے ہیں، اس کا یہ اثر ہوا کہ جریر نے عراق کو جانا پسند کیا۔

جریر اپنی قوم کے لوگوں کو لیکر مثنیٰ کی کمک کے لئے روانہ ہوئے اور ذواقار میں قیام کیا اور وہاں سے جلکر الجل پہنچے، مثنیٰ اس وقت مرج السباخ میں مقیم تھے ان کو بشیر نے جو حیرہ میں تھے یہ اطلاع دی کہ عجمیوں نے مہران کو آپ کے مقابلے کے لئے روانہ کیا ہے، اور مہران حیرہ کے ارادے سے مدائن سے چل چکا ہے، یہ معلوم ہوتے ہی مثنیٰ نے جریر اور عصمہ کو جلد آنے کے لئے لکھا، حضرت عمرؓ نے ان لوگوں کو یہ ہدایت کی تھی کہ کسی دریا اور پل کو اس وقت تک عبور نہ کرنا جبتک کہ تم فتحمند نہ ہو جاؤ بالآخر مسلمان بویب میں جمع ہوگئے اور دونوں لشکر بویب کے شرقی ساحل پر اکھٹے ہوئے بویب ایرانیوں کے عہد میں جبکہ سیلاب آتے تھے ذات کی ترائی تھا اور اس کا پانی الجوف میں گرتا تھا، مسلمان موضع دارالرزق میں اور مشرکین موضع السکون میں ٹھیرے تھے۔

مجالد اور عطیہ کی روایت ہے کہ کنانہ اور ازد کے تقریبًا سات مجاہدین عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے ان سے پوچھا کہ تم لوگوں کو کونسی سمت پسند ہے انھوں نے کہا شام کیونکہ شام ہمارے آبا و اجداد کا مسکن ہے عمرؓ نے فرمایا کہ وہاں تمھاری ضرورت نہیں ہے عراق جاؤ عراق، اس ملک کو چھوڑو جس کی تعداد اور شان و شوکت خدا نے کم کردی ہے، اس قوم سے جہاد کرنے کے لئے بڑھو جس نے معیشت کے تمام دروازوں پر قبضہ کر رکھا ہے، خدا کی ذات سے امید ہے کہ وہ اس میں سے تم کو بھی حصہ دیگا اور تم بھی دوسروں کی طرح وسائل معاشش سے بہرہ مند ہوگے۔

غالب بن فلان اللیثی اور عرفجہ البارقی نے اپنی اپنی قوموں کو مخاطب کیا اور کھڑے ہو کر کہا کہ اے لوگو! امیر المومنین کی رائے مناسب ہے تم ان کے منشا اور حکم پر چلو، اس بات پر حضرت عمرؓ نے ان کو دعا دی اور غالب بن عبداللہ کو کنانہ پر امیر مقرر کیا اور ان کو روانہ کردیا اور ازدیر عرفجہ بن ہرثمہ کو امیر بنایا چونکہ ان میں کے اکثر لوگ قبیلۂ بارق کے تھے ان لوگوں کو اس کی بڑی مسرت ہوئی کہ عرفجہ ان کے پاس واپس آگئے، یہ دونوں سردار اپنی اپنی قوم کو لیکر مثنیٰ کے پاس پہنچ گئے۔

ہلال بن علقمۃ التیمی قبیلۂ رباب کے ان لوگوں کو لیکر جو ان کے پاس جمع ہوگئے تھے حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے ہلال کو ان کا امیر مقرر کر کے عراق کو روانہ کردیا وہ مثنیٰ کے پاس پہنچ گئے، اسی طرح ابن المثنیٰ الجشمی یعنی جشم سعد، حضرت عمر کی خدمت میں حاضر ہوئے آپنے ان کو بنی سعد کا امیر مقرر کر کے مثنیٰ کے پاس بھیجدیا۔ عبداللہ بن ذی السہمین قبیلۂ خثعم کے لوگوں کو لیکر حضرت عمرؓ کی خدمت میں آئے آپ نے اُن کو خثعم کا امیر مقرر کر کے مثنیٰ کی طرف روانہ کردیا، ربعی بھی حنظلہ کے چند لوگوں کو لیکر حاضر خدمت ہوئے آپ نے ان کو بھی ان لوگوں کا سردار بنا کر مثنیٰ کے پاس بھیجدیا، ربعی کے بعد ان کے بیٹے شبث بن ربعی سردار بنائے گئے بنی عمرو کے کچھ لوگ حضرت عمرؓ کی خدمت میں آئے آپ نے ان پر ربعی بن عامر بن خالد العنود کو سردار بنایا اور مثنیٰ کے پاس بھیجدیا، بنی ضبہ کے بھی بہت سے لوگ حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے ان کے دو دستے کئے ایک پر ابن الہوبر کو اور دوسرے پر المنذر بن حسان کو امیر مقرر فرمایا اور قرط بن جماح عبدالقیس کے لوگوں کو لیکر آئے آپ نے ان کو بھی اسی طرح امیر بنا کر روانہ کردیا۔

فیرزان اور رستم کی متفقہ رائے یہ ہوئی کہ مثنیٰ سے لڑنے کے لئے مہران کو روانہ کیا جائے انھوں نے بوران سے اس کی اجازت طلب کی، جب ان دونوں کو کوئی کام درپیش ہوتا تو بوران کے پردے کے پاس چلے جاتے تھے اور اس سے گفتگو کیا کرتے تھے، چنانچہ انھوں نے بوران کو مثنیٰ کے لشکر کی تعداد سے باخبر کیا اور اپنی رائے پیش کی، عربوں کی قوت کے بڑھنے سے پہلے اہل فارس ان کے مقابلے پر بڑی فوجیں نہیں بھیجتے تھے، بوران نے ان دونوں سے پوچھا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ

اہل فارس پہلے کی طرح عربوں کے مقابلے پر کیوں نہیں جاتے؟ اور تم پہلے بادشاہوں کی طرح اب فوجیں کیوں نہیں بھیجتے؟ فیروزان اور رستم نے جواب دیا کہ پہلے ہمارے دشمن ہم سے مرعوب تھے اور اب ہم ان سے مرعوب ہیں، بوران ان دونوں کے بیان کئے ہوئے حالات سے باخبر ہوئی اور اس لئے اس معاملے میں ان سے اتفاق رائے کیا۔

مہران اپنی فوجوں کو لیکر روانہ ہوا اور فرات سے ذرا ہٹ کر فروکش ہوا، مثنیٰ اور اُن کی فوجیں فرات کے کنارے پر مقیم تھیں، دونوں فوجوں کے درمیان دریائے فرات حائل تھا، انس بن ہلال النمری قبیلہ نمر کے کچھ نصرانی لوگوں اور سواروں کو اپنے ہمراہ لیکر مثنیٰ کی مدد کے لئے آیا اسی طرح ابن مردی الفہر التغلبی بنی تغلب کے نصرانیوں کو لیکر اور عبداللہ بن کلیب ابن خالد کچھ سواروں کو لیکر مثنیٰ کے پاس آیا جب ان لوگوں نے عربوں کو عجمیوں پر حملہ آور ہوتے ہوئے دیکھا تو کہا کہ ہم اپنی قوم کی طرف سے لڑیں گے، مہران نے مسلمانوں کے پاس یہ کہلا بھیجا کہ یا تو تم عبور کر کے اس طرف آؤ یا ہم تمھاری طرف آتے ہیں مسلمانوں نے کہا کہ تم ہی ہماری طرف آجاؤ۔ اس لئے وہ لوگ بسوسیا سے روانہ ہو کر شومیا میں آگئے یہ وہ مقام تھا جہاں اب دارالرزق ہے۔

مُحفِّز کا بیان ہے کہ جب عجمیوں کو عبور کرنے کی اجازت دے دی گئی تو وہ لوگ شومیا میں جہاں اب دارالرزق واقع ہے فروکش ہوئے اور انھوں نے وہاں اپنے لشکر کی صف آرائی کی اور تین صفیں بنا کر مسلمانوں کے مقابلے پر آئے، ہر صف کے ساتھ دیو پیکر ہاتھی تھے، ہاتھیوں کے آگے پیدل فوج تھی اس وقت ان کی فوج میں بہت شور و شغب مچا ہوا تھا، مثنیٰ نے مسلمانوں سے کہا کہ یہ آوازیں جو تم سن رہے ہو بزدلی ظاہر کر رہی ہیں تم لوگ بالکل چپ چاپ رہو اور شور سے بھی خفیف آواز میں کرو، ایرانی مسلمانوں کے قریب آگئے وہ لوگ بنی سلیم کی طرف سے جہاں آج کل موضع نہر بنی سلیم ہے آئے اور آتے ہی مسلمانوں سے بھڑ گئے، مسلمانوں کی صفیں اس مقام سے لیکر جہاں اب نہر بنی سُلیم ہے اس کے پیچھے تک پھیلی ہوئی تھیں۔

مثنیٰ کے میمنے اور میسرے پر بشیر اور بسر بن ابی رہم تھے اور سواروں پر معنّیٰ اور امدادی دستوں پر مذعور تھے اور مہران کے میمنے اور میسرے پر حیرہ کا رئیس ابن آزادبہ اور مردان شاہ تھے مثنیٰ نے اپنی فوج کی صفوں میں گھوم کر لوگوں کو مناسب ہدایات دیں وہ اس وقت اپنے گھوڑے شموس پر سوار تھے چونکہ وہ گھوڑا بہت عمدہ اور شریف نسل کا تھا اس لئے اس کو شموس کہتے تھے، مثنیٰ اس پر سوار ہوکر لڑا کرتے تھے اور صرف لڑنے کے لئے اس پر سوار ہوتے تھے اس کے سوا کبھی اس کو کام میں نہ لاتے تھے مثنیٰ ایک ایک دستے کے علم کے سامنے جاتے اور اس دستے کو لڑائی کے لئے برانگیختہ کرتے اور احکام دیتے اور بہترین اسلوب سے اُن کے دلوں میں جوش پیدا کرتے تھے، اور ہر ایک سے کہتے تھے کہ مجھ کو امید ہے کہ تمھاری طرف سے آج عربوں پر کوئی مصیبت نہ آئے گی، بخدا جو بات مجھ کو اپنے لئے محبوب ہے وہی تم سب کے لیے محبوب ہے، اور واقعہ یہ ہے کہ مثنیٰ نے اپنے قول اور فعل سے اس دعوے کو سچ کر دکھایا تھا، وہ ہر خوشگوار یا ناگوار امر میں سب کے ساتھ شریک رہتے تھے مثنیٰ نے کبھی ایسا موقع نہیں آنے دیا کہ کوئی شخص ان کے قول اور فعل پر نکتہ چینی کر سکتا۔

اس کے بعد مثنیٰ نے کہا کہ میں تین تکبیریں کہوں گا تم اُن پر تیار ہوجانا اور چوتھی تکبیر سنتے ہی دشمن پر حملہ کر دینا، جب مثنیٰ نے پہلی تکبیر کہی تو اہل فارس نے جلدی سے مسلمانوں پر حملہ کر دیا اس لیے مسلمانوں نے بھی جلدی کی اور پہلی تکبیر پر طرفین کے لوگ آپس میں بھڑ گئے مثنیٰ نے دیکھا کہ اس کی وجہ سے بعض صفوں میں خلل پیدا ہوگیا ہے اس لئے ان کے پاس ایک شخص کو بھیجا کہ اُن سے کہو کہ امیر تم لوگوں کو سلام کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم لوگ آج مسلمانوں کو رسوا نہ کرو، انھوں نے کہا بہت اچھا، اور سنبھل گئے، اس سے قبل ان لوگوں نے دیکھا تھا کہ مثنیٰ ان کی حرکتوں کی وجہ سے اُن کی طرف بار بار دیکھتے تھے مگر اب وہ اتنے مستعد اور باضابطہ بن گئے تھے کہ جو کارہائے نمایاں وہ انجام دے رہے تھے اور لوگوں سے انجام نہیں پاتے تھے، اور اب وہ مثنیٰ کو نگاہیں پھیر پھیر کر دیکھتے کہ مثنیٰ خوشی سے ہنس رہے ہیں، یہ لوگ قبیلہ بنو عجل کے تھے۔

جب لڑائی طول پکڑ گئی اور بہت سخت ہوگئی تو مثنیٰ نے انس بن ہلال کے پاس جاکر کہا کہ اے انس اگرچہ تم ہمارے دین پر نہیں ہو مگر بہادر عرب ہو، جب تم مجھ کو مہران پر حملہ کرتے ہوئے دیکھو تو تم بھی میرے ساتھ حملہ کرنا، اور یہی بات مثنیٰ نے ابن مردی الفہر سے کہی ان دونوں نے اس بات کو منظور کیا، مثنیٰ نے مہران پر حملہ کر کے اس کو سامنے سے ہٹادیا اور اس کے میمنے میں گھس گئے اور اُن کے ساتھی مشرکین کو لپٹ پڑے اور دونوں طرف کی قلب کی فوجیں ایک جگہ جمع ہوگئیں آسمان پر غبار کا بادل چھاگیا بازوؤں کی فوجیں خونریزی میں مصروف تھیں نہ مشرکین اپنے امیر کی امداد کے لئے جاسکتے تھے نہ مسلمان، اُس روز مسعود اور مسلمانوں کے دوسرے کئی قائد شہید ہوگئے مسعود نے اپنے ساتھیوں سے کہا تھا کہ اگر تم ہم کو شہید ہوتے ہوئے دیکھو تو تم اپنے کام سے دست کش نہ ہونا کیونکہ لشکر ہٹتا ہے اور پھر واپس ہوتا ہے، اپنی صفوں میں ثابت قدم رہنا اور اپنے قریب والوں کے کام آتے رہنا، مسلمانوں کے قلب نے مشرکین کے قلب کے چھکے چھڑادیے ایک تغلبی نصرانی لڑکے نے مہران کو قتل کردیا اور اس کے گھوڑے پر چڑھ بیٹھا، مثنیٰ نے مہران کے اسلحہ اس لڑکے کے رسالے کے افسر کو دیدیے، اس وقت یہی طریقہ تھا کہ جب کوئی مشرک اسلامی فوج میں شریک ہوکر کسی کو قتل کرتا تو اس کے مقتول کے اسلحہ قاتل کے دستے کے قائد کو دیے جاتے تھے، اور لڑکے کے دو قائد تھے ایک جریر دوسرے ابن الہوبر چنانچہ مہران کے اسلحہ ان دونوں نے تقسیم کر لئے۔

محفر بن ثعلبہ کا بیان ہے کہ بنی تغلب کے چند نوجوان گھوڑوں پر سوار ہوکر آئے اور جب مسلمانوں اور ایرانیوں میں جنگ شروع ہوئی تو انھوں نے کہا کہ ہم عربوں کے ساتھ ہوکر عجمیوں سے لڑیں گے ان میں سے ایک نوجوان نے مہران کو قتل کردیا، مہران اس روز ایک کمیت گھوڑے پر سوار تھا جس کے جسم پر زرہ نما جھول پڑی ہوئی تھی اور اس کی پیشانی اور دُم پر پیتل کے زرد چاند لگے ہوئے تھے وہ نوجوان اس کے گھوڑے پر سوار ہوگیا اور ان الفاظ میں اپنے نسبی فخر کا اظہار کرنے لگا انا الغلامُ التغلبی انا قتلتُ المرزبان، ترجمہ میں تغلبی جوان ہوں میں نے ایرانی رئیس کو قتل کیا ہے، اس کے بعد جریر اور ابن الہوبر اپنی قوم کے لوگوں کو

بڑھکر آئے اور بطور تعظیم اس نوجوان کا پاؤں پکڑا اور اس کو گھوڑے سے اتار لیا۔

سعید بن المرزبان کی روایت ہے کہ جریر اور منذر مہران کے سامان میں شریک تھے اس کے اسلحہ کے بارے میں ان دونوں میں اختلاف ہوا دونوں نے اپنے قضیے کو مثنیٰ کے پاس پیش کیا مثنیٰ نے اس کے اسلحہ اُن دونوں میں بانٹ دیے پھر اس کا پٹکا اور کنگن بھی دونوں میں تقسیم کر دیا اس لڑائی میں مسلمانوں نے مشرکین کے قلب کو بالکل برباد کر دیا تھا۔

ابو روق کہتے ہیں کہ بخدا ہم بویب میں جاتے تھے تو موضع سکون اور بنی سلیم کے درمیان سفید ہڈیوں کے ڈھیر دیکھتے تھے جن میں لوگوں کی کھوپریاں اور جوڑ چمکتے ہوئے نظر آتے تھے ان کو دیکھنے سے ہم کو عبرت ہوتی تھی، اُن کھوپریوں کا اندازہ ایک لاکھ تک کیا جاتا تھا اور وہ عرصے تک نمایاں رہیں بالآخر ان کو گھروں کے دفن کرنے والے حادثات زمانہ نے دفن کر دیا۔

کہتے ہیں کہ جب غبار بلند ہوا تو مثنیٰ ٹھہر گئے مگر جب غبار دور ہوا تو لوگوں نے یہ دیکھا کہ مشرکین کا قلب فنا ہو گیا ہے۔ اور بازووں کے دستوں نے ایک دوسرے کو ہلا ڈالا ہے، مگر یہ دیکھ کر مثنیٰ نے دشمن کے قلب کو پسپا کر کے اس کا خاتمہ کر دیا ہے۔ مسلمانوں کے میمنے اور میسرے کے دستے دشمنوں پر اور شیر دل ہو گئے اور انھوں نے عجمیوں کے منہ پھیر دیے مثنیٰ اور قلب کے لوگ ان کے لئے نصرت کی دعائیں کرنے لگے، مثنیٰ نے اُن کے پاس ایک جوش دلانے والے کو بھیجا اور یہ کہلا بھیجا کہ مثنیٰ کہتے ہیں کہ ایسے کارہائے نمایاں تمھیں جیسے بہادروں سے انجام پذیر ہوتے ہیں تم اللہ کی مدد کرو اللہ تمھاری مدد کرے گا، آخر کار ان لوگوں نے دشمنوں کو شکست دی، مثنیٰ خوراً پل کی طرف گئے اور ان کا راستہ روک لیا اس کی وجہ سے عجمی فرات کے بالائی اور زیریں کنارے پر پراگندہ ہو گئے اور مسلمانوں نے ان کو اپنی تلواروں سے کاٹ کاٹ کر کشتوں کے پشتے لگا دیے، عرب و عجم کی کسی لڑائی کی بوسیدہ ہڈیاں اتنے عرصے تک باقی نہیں رہی تھیں جیسی کہ اس جنگ کی باقی رہی ہیں۔

مسعود بن حارثہ کی لاش میدان جنگ میں سے اٹھا کر لائی گئی وہ شکست سے

پہلے ہی بچھڑ گئے تھے اس وجہ سے اُن کے لوگوں میں کمزوری پیدا ہونے لگی یہ دیکھ کر مسعود نے جو اس وقت زخموں سے چور تھے کہا اے بکر بن وائل کے بہادرو! اپنے جھنڈے کو بلند کرو اللہ تم کو بلندی عطا کرے گا، میرے گر جانے سے تم کو ہراساں نہ ہونا چاہیے، اس روز انس بن ہلال النمری نے بھی بڑے زور سے جنگ کی تھی یہاں تک کہ اپنی جان دے دی مثنیٰ نے انس اور مسعود کی لاشیں ایک ساتھ رکھائی تھیں، قرط بن جماح العبدی بھی بڑے زور شور سے لڑے تھے متعدد نیزے اور تلواریں اُن کے ہاتھ میں ٹوٹیں انھوں نے شہر براز کو جو ایران کا بڑا دہقان تھا اور مہران کے سواروں کا افسر تھا قتل کیا۔

جنگ ختم ہونے کے بعد مثنیٰ سب لوگوں کے ساتھ مل کر بیٹھے مثنیٰ لوگوں سے اور لوگ مثنیٰ سے اپنے اپنے واقعات بیان کرنے لگے جو شخص آتا مثنیٰ اس سے دریافت کرتے کہو تم کو کیا واقعات پیش آئے، قرط بن جماح نے بیان کیا کہ میں نے ایک شخص کو قتل کیا تو مجھے اس میں سے مشک کی خوشبو آئی میں نے خیال کیا کہ وہ مہران ہے اور میں چاہتا تھا کہ وہی ہو مگر بعد میں معلوم ہوا کہ وہ سواروں کا افسر اعلیٰ شہر براز ہے یہ معلوم ہوتے ہی میرے دل میں اس کی کچھ حقیقت نہ رہی

مثنیٰ نے کہا کہ میں زمانۂ جاہلیت اور زمانۂ اسلام میں عربوں اور عجمیوں سے لڑا ہوں بخدا زمانۂ جاہلیت میں میرے نزدیک سو عجمی ہزار عربوں پر بھاری تھے، اور اب یہ حالت ہے کہ سو عرب ہزار عجمیوں پر بھاری ہیں، خدا نے عجمیوں کی شجاعت ختم کر دی اور ان کی مکاریوں کے تار و پود بکھیر دیے تم کو ان کی شان و شوکت، کثرت تعداد، بڑی کمانوں اور لانبے تیروں سے مرعوب نہ ہونا چاہیے، جب اُن پر یک لخت حملہ ہوتا ہے تو ان کو مویشیوں کی طرح ہر طرف ہانکا جا سکتا ہے۔

ربعی نے اپنا واقعہ مثنیٰ سے یوں بیان کیا کہ جنگ اور اس کی شدت کو ایک حالت پر قائم دیکھ کر میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ دشمن تم پر بشدت حملہ آور ہو رہے ہیں تم اپنی ڈھالوں پر اُن کے وار روکو اگر اُن کے ایسے دو حملوں پر تم ثابت قدم رہے تو میرا ذمہ ہے کہ تیسرے میں تم کو فتح ہو جائے گی، ان لوگوں نے میرے مشورے پر عمل کیا

اور خدا کی قسم اللہ نے مجھ کو میری ذمہ داری سے عہدہ برا کر دیا۔

ابن ذی السہمین نے اپنا واقعہ اس طرح سنایا کہ میں نے اپنے رفیقوں سے کہا کہ میں نے اپنے سپہ سالار کو رعب کا ذکر کرتے ہوئے اور اس کی آیات پڑھتے ہوئے سنا ہے یہ ان کے نزدیک بہت بہتر چیز ہے تم اپنے جھنڈوں کو لیکر ان کی اقتدا کرو تم میں جو پیدل ہیں سواروں کو اُن کی حمایت کرنی چاہئے اس کے بعد تم حملہ کرو خدا کا وعدہ غلط نہیں ہو سکتا، چنانچہ اللہ نے اپنا وعدہ پورا کیا اور وہی ہوا جس کی مجھے توقع تھی۔

عرفجہ نے اپنا واقعہ اس طرح بیان کیا کہ ہم لوگ دشمنوں کے لشکر میں فرات تک گھستے چلے گئے اس وقت میرے دل میں یہ آرزو پیدا ہوئی کہ خدا کرے یہ لوگ غرق ہو جائیں تاکہ جسر کی مصیبت کا بدلا اتر جائے مگر جب وہ لوگ دبتے دبتے بہت تنگ ہو گئے تو ہم پر پلٹ پڑے، ہم بہت زور شور سے لڑے یہاں تک کہ میرے بعض ساتھیوں نے مجھ سے کہا کہ خدارا تم اپنے جھنڈے کو ذرا پیچھے کر لو میں نے کہا کہ میں تو اس کو آگے ہی بڑھاؤں گا، میں نے دشمن کے حامیوں پر حملہ کیا وہ فرات کی طرف واپس پلٹے مگر ایک بھی فرات تک زندہ نہ پہنچ سکا۔

ربعی بن عامر کہتے ہیں کہ بویب کی جنگ میں میں اپنے والد کے ساتھ تھا، بویب کو یوم الاعشار (دہائیوں کا دن) بھی کہتے ہیں، کیونکہ شمار کرنے سے سو آدمی ایسے نکلے جنھوں نے اس معرکے میں دس دس آدمی قتل کئے تھے، عروہ بن زید سواروں والے تھے بنی کنانہ کے غالب نو والے تھے اور عرفجہ ازدی بھی نو والے تھے، اس مقام سے لیکر جہاں آج کل السکون ہے دریائے فرات کے کنارے بویب شرقیہ کے سرے تک مشرکین تہ تیغ ہوئے تھے، کیونکہ عین شکست کے وقت مثنیٰ جلدی سے پل کے پاس پہنچ گئے اور اُن کے لئے پل کا راستہ روک دیا اس وجہ سے وہ لوگ دائیں بائیں بھاگنے لگے مسلمان رات تک اور پھر اگلے دن رات تک دشمنوں کا تعاقب کرتے رہے۔

مثنیٰ نے بعد میں پل کا راستہ رد کنے پر اظہار ندامت کیا اور کہا کہ میں نے پل کی طرف بڑھ کر اور اس کو توڑ کر بے بس دشمنوں کو تنگ کر دیا تھا خدا نے ہم کو

اس کے شر سے محفوظ رکھا، میں آیندہ ایسی حرکت کبھی نہیں کروں گا لوگو تم بھی ایسا کبھی نہ کرنا اور میری تقلید نہ کرنا، جس جماعت میں مدافعت کی قوت موجود ہو اس کو کبھی تنگ نہیں کرنا چاہئے۔

جو مسلمان اس جنگ میں زخمی ہوئے تھے ان میں سے بعض ذی رتبہ لوگ انتقال کر گئے ان میں سے ایک خالد بن ہلال اور دوسرے مسعود بن حارثہ تھے، مثنیٰ نے ان دونوں کی نماز جنازہ پڑھائی اور ان کے جنازوں کو تیروں اور تلواروں پر اٹھایا، مثنیٰ کو اُن کی جدائی کا بیحد قلق ہوا انھوں نے کہا کہ واللہ میرا غم اس خیال سے کم ہوتا ہے کہ یہ لوگ بویب کے معرکے میں شریک ہوئے اور انھوں نے بڑے صبر و استقلال سے پیشقدمی کی، نہ گھبرائے نہ منہ موڑا اور شہادت نے اُن کے گناہوں کا کفارہ کر دیا۔

بویب کی فتح کے بعد مثنیٰ، عصمہ اور جریر کو مہران کی ضیافت کی بکریاں آٹا اور گائیں کافی مقدار میں ہاتھ آئیں، چنانچہ اس میں سے کچھ تو قوادس کو جہاں مدینے کے مجاہد اپنے اہل و عیال کو چھوڑ آئے تھے بھیجدیا گیا اور کچھ حیرہ کو جہاں اس سے قبل کی لڑائیوں کے مجاہدین کے خاندان قیام پذیر تھے بھیجدیا گیا، قوادس کو لیجانے والوں کا رہبر عمرو بن عبدالمسیح بن بُقیلہ تھا جب یہ لوگ قریب پہنچے تو وہاں کی عورتیں ان سواروں کو دیکھ کر چلانے لگیں اور ان کو لٹیرے سمجھیں اور اپنے بچوں کو بچانے کے لئے پتھر اور ڈنڈے لیکر کھڑی ہو گئیں، یہ دیکھ کر عمرو نے کہا کہ اس لشکر کی عورتوں کو ایسا ہی ہونا چاہئے ان کو فتح کی خوشخبری سناؤ، وہ سامان دینے کے بعد لوگوں نے اُن سے کہا کہ یہ فتح کے ابتدائی ثمرات ہیں، سامان لانے والی فوج کے افسر نُسیر تھے قوادس پہنچکر نسیر وہاں والوں کی حفاظت کے لئے وہیں ٹھیر گئے اور عمرو بن عبدالمسیح حیرہ واپس آگیا۔

مثنیٰ نے فتح کے روز دریافت کیا کہ سیب تک دشمنوں کا تعاقب کون کرتا ہے جریر بن عبداللہ نے اپنی قوم میں کھڑے ہو کر کہا کہ اے بجیلہ کے لوگو تم اور اس معرکے کے تمام مجاہدین سبقت فضیلت اور آزمائش میں برابر ہیں مگر مال غنیمت کے خمس میں جو مزید حصہ تم کو ملنے والا ہے کسی اور کو نہیں ملیگا، امیر المومنین کے حکم سے خمس کا چوتھائی

حصہ تمھارا ہے، لہذا اس کے جواب میں دشمن کا تعاقب کرنے میں کوئی اور تم پر سبقت نہ لیجائے اور نہ کوئی دشمن کے حق میں تم سے زیادہ سخت ثابت ہو، کیونکہ تم کو دو بھلائیوں میں سے ایک کے حاصل ہونے کی توقع ہے شہادت اور جنت یا غنیمت اور جنت۔
مثنیٰ نے جبر کے شکست خوردہ لوگوں کی طرف متوجہ ہوکر جو جان دینے پر تلے ہوئے تھے کہا کہاں ہے وہ شخص اور اس کے ساتھی جو کل صفوں سے نکلے جا رہے تھے بڑھو اور ان دشمنوں کا سیب تک تعاقب کرو اور اُن سے اپنے غصے کی بھڑاس نکال لو فھو خیر لکم واعظم اجراً واستغفروا اللہ ان اللہ غفور رحیم (ترجمہ) تمھارے لئے یہی بہتر اور باعث اجر ہے، خدا سے مغفرت کی درخواست کرو اللہ مغفرت کرنے والا اور مہربان ہے۔
مثنیٰ کے اعلان پر سب سے پہلے لبیک کہنے والا شخص وہ اور اس کے ساتھی تھے جو کل مسلمانوں کی صف سے نکلکر اور دشمنوں میں جاکر جان دینا چاہتا تھا، وہ سنقدی سے کودا اور جھپٹا، مثنیٰ نے ان لوگوں کے لئے پل بندھوا دیا اور اُن کو دشمنوں کا پیچھا کرنے کے لئے روانہ کر دیا اور ان کے پیچھے بجیلہ اور دوسرے شہ سوار بھی جھپٹے، یہ لوگ دشمنوں کا تعاقب کرتے کرتے سیب تک پہنچ گئے مثنیٰ کے لشکر میں جتنے جسری تھے وہ سب گھوڑوں پر سوار ہوکر اس خدمت کے لئے نکل پڑے تھے اس مہم میں انکو ہر طرح کا بہت سا مال غنیمت، لونڈی غلام اور گائیں ہاتھ آئیں مثنیٰ نے اس کو اُن لوگوں میں تقسیم کر دیا اور ہر قبیلے کے ان بہادروں کو جنھوں نے کارہائے نمایاں انجام دیے تھے مزید انعامات دیے اسی طرح خمس کا چوتھائی قبیلہ بجیلہ کو برابر برابر تقسیم کر دیا اور باقی تین چوتھائی عکرمہ کے ساتھ خلیفہ کی خدمت میں روانہ کر دیا۔
اہل فارس کے دلوں میں خدا نے مسلمانوں کا رعب ڈال دیا تھا چنانچہ تعاقب میں جانے والی فوج کے قائدین اور عاصم، عکرمہ اور جریر نے مثنیٰ کو یہ لکھا کہ اللہ نے ہم کو سلامتی عطا فرمائی ہمارے کام کو ہلکا کر دیا اور جس مقصد کے لئے آپ نے ہم کو یہاں بھیجا تھا اس کو پورا کر دیا ہے، اگر آپ ہم کو پیشقدمی کی اجازت دیتے ہیں تو دشمنوں کو زیر کرنا کچھ مشکل نہیں ہے، مثنیٰ نے اُن کو پیشقدمی کی اجازت دے دی، اس لئے وہ لوگ غارت گری کرتے ہوئے ساباط تک پہنچ گئے، اہل ساباط قلعہ بند ہوگئے اس کے قرب وجوار کے دیہات مجاہدین نے لوٹ لئے، ساباط کے قلعہ بند لوگوں نے مسلمانوں پر

تیر اندازی کی، قلعے میں سب سے پہلے تین قائد عصمہ، عاصم اور جریر داخل ہوئے ان کے پیچھے اور سب لوگ گھس گئے، ساباط کو فتح کر کے یہ مجاہدین مثنیٰ کے پاس واپس آ گئے۔

عطیہ ابن الحارث کی روایت ہے کہ جب مہران ہلاک ہو گیا تو مسلمانوں کو سواد کے تمام علاقے پر اُن کی فرودگاہ سے لیکر دجلہ تک دست برد کرنے کا پورا موقع مل گیا، اور انھوں نے بے خوف ہو کر لوٹ مچا دی کیونکہ عجمیوں کی فوجیں بالکل ٹوٹ گئی تھیں اور اُن کی فوجیں بھاگ کر ساباط میں پناہ گزین ہو گئی تھیں انھوں نے یہی بہتر سمجھا کہ دجلہ کے اس پار تک کا علاقہ چھوڑ دیں۔

بویب کی لڑائی رمضان سنہ ۱۳ھ میں واقع ہوئی تھی اس میں مہران اور اس کی فوج قتل ہوئی بویب۔ کے اس سرے سے لیکر اُس سرے تک تمام میدان ہڈیوں سے پٹ گیا تھا یہ ہڈیاں مدتوں سامان عبرت بنی رہیں یہاں تک کہ فتنوں کے دنوں میں مٹی میں ڈھک گئیں جہاں کہیں کسی نے ذرا سی مٹی ہٹائی کوئی نہ کوئی ہڈی نظر آئی، سکون، مُرہبہ اور بنی سلیم کے درمیان سب جگہ یہی کیفیت تھی یہ علاقہ شاہان فارس کے زمانے میں دریائے فرات کی ترائی کا جنگل تھا، اور اس کا پانی جوف میں گرتا تھا۔

مگر ابن اسحاق کی روایت میں جریر اور عرفجہ کا قصہ اور مثنیٰ کی جنگ کا حال سیف کی روایت سے مختلف ہے، ابن اسحاق کا بیان یہ ہے کہ جب حضرت عمرؓ کو جسر کی شکست کا حال معلوم ہوا اور وہاں سے بھاگے ہوئے لوگ آپ کے پاس واپس آئے تو اس وقت جریر بن عبداللہ البجلی اور عرفجہ بن ہرثمہ یمن سے سواروں کو لیکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے عرفجہ جو قبیلۂ ازد سے تھے ان دونوں بجیلہ کے حلیف اور ان کے سردار تھے، ان لوگوں سے حضرت عمرؓ نے گفتگو کی اور فرمایا کہ عراق میں جسر پر جو تمہارے بھائیوں کو مصیبت پیش آئی ہے اس کا حال تم کو معلوم ہے اس لئے تم لوگ اُن کے پاس چلے آؤ، میں تمہارے قبیلے کے ان سب لوگوں کو جو قبائل عرب میں منتشر ہیں جمع کر کے تمہارے پاس بھیجدوں گا، انھوں نے کہا اے امیر المومنین ہم تعمیل حکم کے لئے حاضر ہیں، چنانچہ حضرت عمرؓ نے قیس اکثر، شحمہ اور عرینہ کو جو قبائل بنی عامر ابن صعصعہ میں تھے نکال کر جمع کیا اور ان پر عرفجہ بن ہرثمہ کو

امیر مقرر کیا، یہ بات جریر بن عبداللہ البجلی کو ناگوار گزری انھوں نے بجیلہ کے لوگوں سے کہا کہ تم لوگ اس کے متعلق امیر المومنین سے عرض کرو، انھوں نے حضرت عمرؓ سے عرض کیا کہ کیا آپ ہم پر ایسے شخص کو امیر مقرر فرماتے ہیں جو ہمارے قبیلے کا نہیں ہے، آپ نے عرفجہ کو بلاکر پوچھا کہ یہ لوگ کیا کہتے ہیں، عرفجہ نے کہا کہ امیر المومنین یہ لوگ درست کہتے ہیں میں ان کے قبیلے کا نہیں ہوں میں قبیلہ ازد کا ہوں زمانہ جاہلیت میں ہم سے اپنی قوم میں ایک خون سرزد ہوگیا تھا اس لئے ہم بجیلہ میں مل گئے اور آپ کو معلوم ہے کہ ہم ان لوگوں میں سربرآوردہ ہوگئے، حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اگر واقعہ یہ ہے تو تم اپنی جگہ پر رہو اور جس طرح یہ لوگ تم سے گریز کرتے ہیں تم بھی اُن سے گریز کرو عرفجہ نے کہا کہ مجھ سے تو یہ نہ ہوگا البتہ ان کے ساتھ نہیں جاؤں گا۔

حضرت عمرؓ نے بجیلہ پر جریر بن عبداللہ کو امیر مقرر کردیا عرفجہ کے بجائے جریر اُن کو لیکر کوفے کی طرف گئے بجیلہ کے سب لوگوں کو جو جریر کے ہم قوم تھے۔ جریر کی ماتحتی میں دے دیا گیا، جب جریر مثنیٰ کے قریب سے گزرے تو مثنیٰ نے ان کو لکھا کہ تم میرے پاس آؤ کیونکہ تم میری کمک کے لئے بھیجے گئے ہو، جریر نے جواب دیا کہ جبتک امیر المومنین کا حکم نہ ہو میں ایسا نہیں کرسکتا تم بھی امیر ہو اور میں بھی امیر ہوں اسکے بعد جریر جسر کی طرف گئے وہاں مہران بن باذان سے ان کا مقابلہ ہوا، مہران جو ایک بڑا ایرانی سردار تھا، پل نخیلہ کے قریب پل پر سے گزر کر جریر کی طرف آیا، طرفین میں بڑی شدت کی جنگ ہوئی، منذر بن حسان بن ضرار الضبی نے مہران پر شدید حملہ کیا اور اس کو نیزے سے زخمی کرکے گھوڑے سے گرادیا اور جریر نے ایک دم بڑھ کر اس کا سر قلم کردیا، اس کے اسلحہ کے متعلق ان دونوں میں اختلاف ہوا مگر بعد میں اس طرح صلح ہوگئی کہ جریر نے ہتھیار لے لئے اور منذر بن حسان نے کمر پٹکا لیا۔

ایک روایت سے پتا چلتا ہے کہ جب مہران کا جریر سے مقابلہ ہوا تو مہران نے ازراہ فخریہ شعر پڑھا۔

ان تسئلوا عنی فانی مھران   اَنَا لِمَنْ انکرنی ابن باذان

(ترجمہ: اگر تم میرے متعلق دریافت کرتے ہو تو تم کو معلوم ہونا چاہئے کہ میں مہران ہوں اور جو شخص میرا منکر ہے میں اس کو باخبر کرتا ہوں کہ میں باذان کا بیٹا ہوں۔

میں مہران کے اس دعوے کو غلط سمجھتا تھا مگر بعد میں ایک معتبر ذی علم شخص نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ عربی نژاد تھا اس نے یمن میں اپنے باپ کے ساتھ رہ کر جبکہ وہ کسریٰ کا عامل تھا تربیت پائی تھی اس روایت کے معلوم ہونے کے بعد میں نے اس کے قول کو غلط نہیں سمجھا۔

مثنیٰ نے حضرت عمرؓ کی خدمت میں جریر کی شکایت لکھی تھی آپ نے اس کے جواب میں مثنیٰ کو لکھا کہ میں تم کو ایک ایسے شخص پر جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی ہے کیسے امیر مقرر کر سکتا ہوں،

عمرؓ نے سعد بن ابی وقاص کی سرکردگی میں چھ ہزار کا لشکر عراق کو روانہ کیا اور مثنیٰ اور جریر بن عبداللہ کو لکھا کہ تم دونوں سعد کے ساتھ مل جاؤ، آپ نے سعد کو ان دونوں پر امیر بنا دیا تھا، سعد مدینے سے روانہ ہو کر شراف میں فروکش ہوئے اور مثنیٰ اور جریر بھی ان کے پاس پہنچ گئے سعد نے سردی کا زمانہ اسی جگہ بسر کیا اس عرصے میں اُن کے پاس بہت لوگ جمع ہو گئے، اور مثنیٰ بن حارثہ کا انتقال ہو گیا ان پر خدا کی رحمت نازل ہو۔

خُنافس کے واقعات

مثنیٰ نے سواد کے علاقے میں لوٹ مچا دی اور حیرہ میں بشیر بن الخصاصیہ کو اپنا نائب مقرر کیا، جریر کو میسان کی طرف اور ہلال بن علفۃ التیمی کو دشت میسان کی طرف روانہ کیا اور فوجی چوکیوں کو عصمہ بن فلان الضبی، الکلج الضبی، عرفجہ البارقی وغیرہ جیسے مسلمان قائدین کے ذریعے سے مضبوط کیا، اور اپنی مہم کو شروع کیا اور انبار کی بستیوں میں سے ایک بستی اُلّیس میں اترے یہ غزوات انبار آخرہ اور غزوات اُلّیس آخرہ کے ناموں سے موسوم کئے جاتے ہیں۔

دو آدمیوں نے جن میں سے ایک حیری اور دوسرا انباری تھا مثنیٰ پر بہت زور دیا کہ وہ منڈیوں پر حملہ کریں حیری کی رائے بغداد پر اور انباری کی رائے خنافس پر حملہ کرنے کی تھی مثنیٰ نے پوچھا کہ ان میں سے کونسی جگہ پہلے آتی ہے، انھوں نے

کہا کہ دونوں مقامات میں کئی روز کی مسافت ہے مثنیٰ نے کہا کہ کونسی جگہ جلدی آتی ہے، انھوں نے کہا خنافس کی منڈی اس منڈی میں بکثرت لوگ آتے ہیں اور ربیعہ اور قضاعہ کے لوگ اُن کی حفاظت کے لئے پہرے دیتے ہیں، مثنیٰ نے اسی منڈی کی تیاری کردی اور جب انھوں نے اندازہ کیا کہ اب ٹھیک بازار کے دن وہاں پہنچ جائیں گے تو سوار ہوکر خنافس پہنچے اور اس کو لوٹ لیا، وہاں سواروں کے دو دستے تھے ایک ربیعہ کا دوسرا قضاعہ کا، قضاعہ کا سردار رومانس بن وبرہ تھا اور ربیعہ کا سردار السلیل بن قیس تھا یہ لوگ وہاں کے محافظ تھے مثنیٰ نے بازار کو لوٹ لیا اور محافظوں کو زیر کرلیا اور اسی روز صبح سویرے انبار کے دہقانوں کے پاس پہنچے وہ لوگ قلعہ گیر ہو گئے مگر جب انھوں نے مثنیٰ کو پہچانا تو اُن کے پاس آئے اور اُن کے لئے توشہ اور اُن کے گھوڑوں کیلئے چارہ وغیرہ مہیا کیا اور بغداد جانے کے لئے رہنما بھی ساتھ کئے، مثنیٰ نے بغداد کا رُخ کیا اور ٹھیک صبح کے وقت وہاں پہنچکر چھاپہ مارا۔

جب مثنیٰ انبار میں تھے اس وقت مسلمان مجاہدین سواد کے کل علاقے میں فوج کشی اور غارتگری کر رہے تھے ان کی ترکتازیاں زیرین کسکر سے لیکر زیرین فرات تک اور جسور مثقب سے لیکر عین التمر تک اور اس کے قریب کی زمینوں الفلالیج اور العال تک جاری تھیں۔

مذکور بالا واقعے کے متعلق دوسری روایت یہ ہے کہ حیرہ کے ایک شخص نے مثنیٰ سے کہا کہ آپ کو ایک ایسی بستی کا پتا دیتے ہیں جہاں مدائن کسریٰ اور سواد کے تاجر جمع ہوتے ہیں وہ لوگ وہاں سال میں ایک مرتبہ جمع ہوتے ہیں اُنکے پاس اس قدر مال ہوتا ہے کہ گویا وہ جگہ بیت المال ہے، انھی دنوں میں ان کا بازار لگتا ہے، اگر آپ بے خبری کے عالم میں اُن پر چھاپہ مار سکتے ہیں تو اس قدر مال ہاتھ آئے گا کہ مسلمان دولتمند ہوجائیں گے اور آپ ہمیشہ کے لئے دشمنوں سے زیادہ قوی ہوجائیں گے۔

مثنیٰ نے دریافت کیا کہ اُس مقام اور مدائن کسریٰ کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ انھوں نے کہا کہ پورا ایک دن یا اس سے کم، مثنیٰ نے کہا کہ میں وہاں کس طرح جاؤں، انھوں نے کہا کہ اگر آپ وہاں جانا چاہتے ہیں تو ہم آپ کو یہ مشورہ دیتے ہیں

کہ آپ صحرا کے راستے سے خنافس پہنچ جائیں کیونکہ انبار کے لوگ وہاں جانے والے ہیں اگر انھوں نے خنافس کے لوگوں کو آپ کی اطلاع کردی تو وہ اپنے بچاؤ کا انتظام کرینگے، وہاں سے آپ انبار کی طرف مڑ جائیں اور وہاں کے دہقانوں کو رہنما بنا کر راتوں رات یلغار کرتے ہوئے وہاں پہنچ جائیے اور صبح کے وقت غارتگری کیجئے۔

مثنیٰ الیس سے روانہ ہوئے اور خنافس پہنچے وہاں سے مڑ کر انبار کی طرف لوٹے وہاں کے رئیس کو خطرہ محسوس ہوا تو وہ قلعہ بند ہوگیا رات کا وقت ہونے کی وجہ سے اس کو یہ معلوم نہ ہو سکا کہ یہ کون شخص ہے مگر جب اس نے مثنیٰ کو پہچانا تو آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، مثنیٰ نے اس کو کچھ طمع دلائی اور کچھ ڈرایا تاکہ وہ راز داری برتے اور اس سے کہا کہ میں غارتگری کرنا چاہتا ہوں تم میرے ساتھ ایسے رہبر کر دو جو مجھ کو بغداد کی طرف لے چلیں وہاں سے میں مدائن پر حملہ کروں گا، اس نے کہا میں آپ کے ساتھ آتا ہوں، مثنیٰ نے کہا کہ تمھاری ضرورت نہیں ہے تم میرے ساتھ ایسے آدمی کر دو جو تم سے بہتر طور پر رہبری کر سکیں، انبار کے رئیس نے مثنیٰ کے لئے کھانوں کا توشہ اور گھوڑوں کے لئے چارہ مہیا کر دیا اور چند رہنما ساتھ کر دیے۔

مثنیٰ روانہ ہوئے اور جب آدھا راستہ طے کر چکے تو مثنیٰ نے پوچھا کہ اب وہ بستی کتنی دور ہے رہنماؤں نے کہا کہ چار پانچ فرسخ دور ہے، مثنیٰ نے اپنے لوگوں سے کہا تم میں سے حفاظت کے لئے کون آمادہ ہے بعض لوگوں نے اپنے آپ کو حفاظت کے لئے پیش کیا مثنیٰ نے اُن سے کہا کہ تم لوگ بہت ہوشیاری سے پہرا دو اور وہیں قیام کیا، اور لوگوں سے کہا کہ تم لوگ ٹھیرو کھانا کھاؤ وضو کرو اور تیار رہو اور طلایہ گرد جماعتوں کو اطراف میں بھیجدیا انھوں نے ہر طرف سے لوگوں کو روک دیا تاکہ کسی قسم کی خبریں نہ جانے پائیں جب سب کاموں سے فراغت ہوگئی تو آخر شب میں مثنیٰ روانہ ہو گئے اور صبح ہوتے ہی اُن کی منڈی میں پہنچ گئے اور تیغ زنی شروع کردی بہت لوگ قتل ہوئے اور جس قدر مال لے سکے لیا، مثنیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا تھا کہ صرف سونا اور چاندی لو، اور ہر شخص اتنا سامان لے جتنا کہ وہ اپنی سواری پر لاد سکتا ہو، بازار کے سب لوگ بھاگ گئے، بکثرت سونا چاندی اور نفیس ترین سامان مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔

اس کے بعد مثنیٰ نہر السلحین کی طرف جو انبار میں واقع ہے چلے، وہاں پہنچ کر انھوں نے قیام کیا اور لوگوں میں ایک تقریر کی جس میں انھوں نے یہ کہا لوگو! یہاں ٹھہر او اور اپنی ضروریات پوری کر لو اور سفر کے لئے تیار ہو جاؤ اللہ کی حمد و ثنا کرو اس سے عافیت کی درخواست کرو اور اس کے بعد یہاں سے تیزی سے نکل چلو!

سب نے اس حکم کی تعمیل کی، مثنیٰ نے بعض لوگوں کو یہ کانا پھوسی کرتے ہوئے سنا کہ ایسی کیا جلدی ہے ابھی تو دشمن ہمارے تعاقب میں نہیں نکلا ہے یہ سُن کر مثنیٰ نے اُن سے کہا تَنَاجَوا بِالبِرِّ وَالتَّقوىٰ وَلَا تَتَنَاجَوا بِالاِثمِ وَالعُدوَانِ (ترجمہ) نیکی اور پرہیزگاری کی باتوں کی سرگوشیاں کرو گناہ اور زیادتی کی سرگوشیاں مت کرو، پہلے معاملات کو غور سے دیکھو ان کا اندازہ کرو اور پھر لب کشائی کرو، تم کو معلوم ہونا چاہئے کہ ابھی کوئی مخبر دشمنوں کے شہر میں نہیں پہنچا ہے اور اگر کوئی پہنچ گیا ہے تو ان پر ہمارا ایسا رعب طاری ہوا ہوگا کہ وہ ہمارے تعاقب کی جرأت نہیں کر سکتے، غارتگری کی دہشتیں صبح سے شام تک پھیل جاتی ہیں، اگر ان کے حمایتیوں نے تمھارا تعاقب کیا بھی تو وہ ہم تک نہیں پہنچ سکتے کیونکہ ہم نفیس ترین گھوڑوں پر سوار ہیں کہ دم کے دم میں اپنے لشکر اور اپنی جماعت میں پہنچ سکتے ہیں، اور اگر انھوں نے ہم کو آلیا تو میں ان سے دو چیزوں کے لئے لڑوں گا، طلب اجر اور امید کامیابی، تم اللہ پر بھروسا رکھو اور اس سے حسن ظن رکھو اُس نے تم کو اکثر موقعوں پر نصرت عطا کی ہے حالانکہ تمھارے دشمن تم سے زیادہ تیار رہتے، میں اپنے طرز عمل، اور واپسی کے متعلق اصل وجہ سے تم کو مطلع کرتا ہوں خلیفۂ رسولؐ ابوبکرؓ نے ہم کو وصیت کی ہے کہ ہم لوگ آگے زیادہ نہ بڑھیں مگر غارتگریوں میں جلد پلٹ کر حملہ کریں اور دوسری جنگوں سے جلد فارغ ہو کر جلد واپس ہوں۔

مثنیٰ اپنی فوجوں کو لیکر رہبروں کی معیت میں صحرا اور نہروں کو قطع کرتے ہوئے انبار پہنچے انبار کے دہقانوں نے مثنیٰ کا بڑے اعزاز سے استقبال کیا اور سلامت واپسی پر مبارکباد دی، مثنیٰ نے اُن سے وعدہ کیا تھا کہ اگر ہم کو خاطر خواہ کامیابی ہوئی تو ہم تمھارے ساتھ تمھاری خواہش کے مطابق حسن سلوک کریں گے،

مثنیٰ نے بغداد سے انبار واپس آکر المضارب العجلی اور زید کو الکباث روانہ کیا الکباث کا رئیس فارس العناب التغلبی تھا ان کے پیچھے خود مثنیٰ نکلے، دونوں

سردار الکباث پہنچ گئے الکباث کے باشندے آبادی چھوڑ کر بھاگ گئے، وہاں کے تمام باشندے بنی تغلب سے تھے مسلمانوں نے اُن کا تعاقب کیا اور پچھلے لوگوں کو جا پکڑا، فارس العناب ان کی حمایت کر رہا تھا کچھ دیر تو اس نے اُن کی حفاظت و حمایت کی مگر پھر بھاگ گیا اُن میں سے بکثرت لوگ تہ تیغ ہوئے، وہاں سے مثنیٰ اپنے لشکر میں انبار واپس آ گئے مثنیٰ کی عدم موجودگی میں ان کے نائب فرات بن حیان تھے، مثنیٰ نے انبار واپس آکر فرات بن حیان اور عتیبہ ابن انہاس کو روانہ کیا اور ان کو صفین میں بنی تغلب اور النمر پر غارتگری کرنیکا حکم دیا اور اپنے لشکر پر عمرو بن ابی سُلمیٰ الہجیمی کو اپنا نائب بنا کر ان دونوں کے پیچھے گئے، صفین کے قریب پہنچکر مثنیٰ، فرات اور عتیبہ الگ الگ ہو گئے، صفین کے لوگ بھاگ کھڑے ہوئے اور فرات کو پار کر کے جزیرے کی طرف چلے گئے اور وہاں جا کر قلعہ بند ہو گئے۔

اس مہم میں مثنیٰ اور اُن کے رفیقوں کے پاس سامان رسد ختم ہو گیا اور یہاں تک نوبت پہنچی کہ چند ضروری جانوروں کو چھوڑ کر باقی تمام سواری کے جانور کاٹ کاٹ کر کھا گئے اور اُن کے سم ہڈیاں اور کھالیں تک کھا گئے، پھر اُن کو اہل دبا اور حوران کا ایک قافلہ مل گیا دیہاتیوں کو مسلمانوں نے قتل کر دیا اور اُن کے سواری کے جانور جو فاضل تھے لے لئے اس لوٹ میں بنی تغلب کے تین چوکیدار بھی ہاتھ آئے تھے مثنیٰ نے ان سے کہا کہ تم ہمری رہبری کرو، اُن میں سے ایک نے کہا کہ اگر تم مجھ کو جان و مال کی امان دیتے ہو تو میں تم کو بنی تغلب کے ایک خاندان تک پہنچا دیتا ہوں جن کے پاس سے میں آج ہی صبح کو آرہا ہوں، مثنیٰ نے اس کو امان دے دی اور اس کے ساتھ روانہ ہوئے دن بھر چلنے کے بعد جب رات ہو گئی تو اچانک ان لوگوں کے سروں پر پہنچ گئے، چوپائے پانی پی پی کر واپس ہو رہے تھے لوگ اپنے گھروں کے صحنوں میں بے فکر بیٹھے تھے کہ مثنیٰ نے غارتگری کر دی جنگجو لوگوں کو قتل کیا اور عورتوں اور بچوں کو لونڈی غلام بنایا۔ اور جو کچھ سامان ہاتھ آیا لاد کر لے آئے،

بعد میں پتا چلا کہ یہ لوگ ذی الروحیلہ تھے فوج میں جتنے مسلمان قبیلۂ ربیعہ کے تھے انھوں نے اپنے مال غنیمت سے لونڈی غلاموں کو خرید کر آزاد کر دیا، زمانۂ جاہلیت

میں بھی جبکہ عربوں میں لونڈی غلام بنانے کا رواج تھا ربیعہ کے لوگ کسی کو لونڈی غلام نہیں بناتے تھے۔

مثنیٰ کو خبر ملی کہ دشمنوں کے بیشتر لوگ بیارے کی خاطر دجلہ کے کنارے پر موجود ہیں اس لئے مثنیٰ اُن کی طرف روانہ ہوئے بویب کے بعد کی ان تمام جنگوں میں مثنیٰ کے مقدمہ کے افسر حذیفہ بن محصن الغلفانی تھے اور میمنے اور میسرے پر نعمان بن عوف بن نعمان الشیبانی اور مطر الشیبانی تھے، مثنیٰ نے دشمنوں کے پیچھے حذیفہ کو بھیجا اور اُنکے پیچھے خود چلے تکریت کے قریب دشمنوں کو جالیا اور پانی میں گھس گھس کر ان کو پکڑا مسلمانوں کو بہت سا مال غنیمت ملا ایک ایک آدمی کے حصے میں پانچ پانچ چوپائے اور لونڈی غلام آئے مال غنیمت کے پانچ حصے کرنے کے بعد مثنیٰ انبار کی طرف آئے اور فرات اور عُتیبہ دشمنوں کے مقابلے میں آگے تک نکل گئے اور صفین پر چھاپہ مارا صفین میں النمر اور تغلب کے لوگ تھے جو ایک دوسرے کے معاون تھے، مسلمانوں نے ان پر حملہ کیا اور اُن میں سے کچھ لوگوں کو پانی کی طرف ڈھکیل دیا، انھوں نے بہت کچھ قسمیں دیں مگر کسی نے ایک نہ سُنی بلکہ ان کو پکار پکار کر کہا کہ ڈوبو، ڈوبو، فرات اور عُتیبہ نے لوگوں کو اُکسایا اور ڈوبنے والوں کو پکار کر کہا تغریقٌ بتحریقٍ (ترجمہ) جلانے کا بدلا ڈوبانا ہے، اس فقرے سے زمانۂ جاہلیت کے اس واقعے کی طرف اشارہ تھا جبکہ اُن لوگوں نے بکر بن وائل کے کچھ لوگوں کو ایک جنگل میں پھونک ڈالا تھا، دشمنوں کو غرق کرنے کے بعد مسلمان مثنیٰ کے پاس واپس آگئے جب تمام فوجیں اور دستے مثنیٰ کے پاس انبار میں واپس آگئے تو مثنیٰ اپنے تمام لشکر کو لے کر جریرے میں جا ٹھیرے،

حضرت عمرؓ کا طریقہ تھا کہ تمام فوجوں میں خفیہ خبر رساں متعین رکھتے تھے، چنانچہ ان لڑائیوں کے حالات ان کی خدمت میں پہنچ گئے اور ان کو فرات اور عُتیبہ کی زبان سے نکلے ہوئے ان الفاظ کی بھی اطلاع ہوگئی جو انھوں نے بنی تغلب کی لڑائی کے دن جبکہ وہ پانی میں ڈوب رہے تھے کہے تھے، آپ نے اُن دونوں سرداروں کو اپنے پاس طلب کیا اور ان سے پوچھا کہ ان الفاظ سے تمھاری کیا مراد تھی، انھوں نے یہ جواب دیا کہ ہم نے یہ کلمات بطور کہاوت کے کہے تھے دور جاہلیت کا انتقام مقصود نہیں تھا، حضرت عمرؓ نے کو ان کو قسم دی انھوں نے قسم کھا کر کہا کہ اس سے ہماری مراد صرف

کہاوت اور اعزاز اسلام تھا آپ نے ان کے بیان کو سچ قرار دیا اور ان کو مثنیٰ کے پاس واپس بھیجدیا۔

قادسیہ کی جنگ کے اسباب

اہل فارس نے رستم اور فیرزان سے جو اس وقت برسر حکومت تھے یہ کہا کہ تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے تمہارے اختلافات ختم نہیں ہوتے تم نے ہم کو کمزور کردیا ہے اور تم دشمنوں کے کہنے میں آگئے ہو تمہاری وجہ سے ہم کو جن خطرات کا سامنا ہو رہا ہے اب وہ ناقابل برداشت ہوگئے ہیں ہلاکت اور تباہی سر پر منڈلا رہی ہے، بغداد، ساباط اور تکریت کے بعد صرف مدائن رہ گیا ہے خدا کی قسم یا تو تم دونوں متفق ہوکر کام کرو ورنہ قبل اس کے کہ دشمن ہماری تباہی پر خوشیاں منائیں ہم تمہارا کام تمام کردیں گے۔

محفز کا بیان ہے کہ جب سلمان سواد کے علاقوں میں ترک تازی کر رہے تھے اس وقت اہل فارس نے رستم سے کہا کہ خدا کی قسم تم اس بات کا انتظار کر رہے ہو کہ ہم پر مصیبت نازل ہو اور ہم سب ہلاک ہوجائیں خدا کی قسم صرف تمہاری وجہ سے ہم میں یہ کمزوری پیدا ہوئی ہے، اسے قائدو! تم نے اہل فارس میں اختلاف کا بیج بویا ہے، اور دشمنوں پر حملہ کرنے سے اُن کو روکا ہے، بخدا اگر تمہارے قتل سے ہم کو اپنی ہلاکت کا اندیشہ نہ ہوتا تو ہم ابھی تم کو قتل کر دیتے، اگر اب بھی تم باز نہ آئے تو پہلے ہم تمہارا خاتمہ کر کے جی ٹھنڈا کریں گے پھر خود برباد ہوجائیں گے،

رستم اور فیرزان نے کسریٰ کی بیٹی بوران سے کہا کہ تم ہم کو کسریٰ کی بیویوں اور لونڈیوں کی اور آل کسریٰ کی عورتوں اور اُن کی لونڈیوں کی فہرست لکھ کر دو بوران نے ایک فہرست تیار کر کے ان کو دیدی انھوں نے اس فہرست کے مطابق تمام عورتوں کو طلب کیا اور اُن کو سخت تکلیفیں دیکر یہ مطالبہ کیا کہ کسریٰ کی اولاد میں سے کسی فرزند کا پتا دو، مگر کوئی پتا نہ چلا، آخر میں اُن عورتوں نے یا ان میں سے کسی ایک عورت نے کہا کہ اور تو کوئی نہیں صرف ایک لڑکا یزدجرد بن شہریار بن کسریٰ باقی ہے، اسکی ماں بادوریا والوں میں کی ہے، چنانچہ اس عورت کو بلوایا گیا اور اُس کے لڑکے کا

مطالبہ کیا گیا، اس عورت نے شیرویٰ کے زمانے میں جبکہ شیرویٰ نے ان سب عورتوں کو قصر ابیض میں جمع کیا تھا اور کسریٰ کی تمام اولاد ذکور کو قتل کر دیا تھا، اس لڑکے کو وہاں سے نکال کر ایک جھولی میں ڈالا اور اس کے ماموؤں کے (جن سے وعدہ لے چکی تھی) حوالے کر دیا تھا، رستم اور فیرزان نے اس عورت کو پکڑ کے اس سے اس لڑکے کا پتا دریافت کیا اس نے ان کو لڑکے کا پتا بتلا دیا، انھوں نے فوراً آدمی بھیجکر اس لڑکے یعنی یزدجرد کو بلا لیا اور اس کو بادشاہ ایران بنا دیا وہ اس وقت اکیس سال کا تھا اس کی بادشاہت پر تمام ایرانی سردار متفق اور مطمئن ہو گئے اور سب اس کے مطیع ہو گئے بلکہ اظہار اطاعت اور اعانت میں ایک دوسرے پر سبقت لیجانے لگے، یزدجرد نے کسریٰ کے زمانے کی تمام چوکیوں اور چھاؤنیوں پر فوجیں متعین کیں اور حیرہ، انبار، اُبلہ اور ان کے علاوہ اور چوکیوں کے لئے فوجیں نامزد کیں۔

مثنیٰ اور مسلمانوں کو اہل فارس کی حالت اور اُن کے متفق الرائے ہو کر یزدجرد کو بادشاہ بنانے کی کیفیت معلوم ہوئی مسلمانوں نے ان واقعات کی اور اندیشۂ بغاوت کی اطلاع حضرت عمرؓ کو لکھ بھیجی، ابھی حضرت عمرؓ کے پاس خط نہ پہنچا تھا کہ سواد کے اکثر لوگ جن سے مسلمانوں کی مصالحت ہو چکی تھی اور جن سے مصالحت نہیں ہوئی تھی مسلمانوں سے برگشتہ ہو گئے۔

مثنیٰ اپنی محافظ فوج کو لیکر ذی قار میں آگئے اور لوگوں کا پورا لشکر الطف میں مقیم رہا اتنے میں حضرت عمرؓ کا حکم پہنچا کہ تم عجمیوں کے حلقوں میں سے نکل آؤ اور اپنے حدود سلطنت میں جہاں جہاں تمہاری اور دشمن کی سرحدات ملتی ہوں پانی کے چشموں پر پھیل جاؤ اور قبائل ربیعہ اور مضر اور ان کے حلیفوں میں جس قدر صاحب شجاعت اور شہسوار لوگ موجود ہوں اُن کو اپنی فوج میں بھرتی کر لو اگر ان میں سے کوئی شخص بخوشی اس خدمت کے لئے آمادہ نہو تو اس کا خاتمہ کر دو، اور عجمیوں کی طرح تم بھی عربوں کو جہاد کے لئے ابھارو اور اپنے مجاہدین کو ان کے مجاہدین سے بھڑا دو۔

یہ حکم پا کر مثنیٰ ذی قار میں ٹھیرے اور فوج کے باقی دستے الجل، شراف اور غُضَیّ میں ٹھیرے، غضی بصرے کے مقابل تھا، جریر بن عبداللہ غضی میں اور سبرا ابن عمرو العنبری اور ان کی طرف کے اور لوگ سلمان تک ٹھیرے اس طرح عراق کے تمام چشموں تک

شروع سے آخر تک فوجی چوکیاں قائم ہوگئیں جو بوقت ضرورت ایک دوسرے کی امداد کے لئے ہر وقت منتظر اور تیار رہتیں، یہ واقعہ ذی قعدہ ۱۳ھ کا ہے۔

ایک روایت یہ ہے کہ جب حضرت عمرؓ کو معلوم ہوا کہ ایرانیوں نے یزدجرد کو بادشاہ بنایا ہے تو آپ نے سب سے پہلے یہ کام کیا کہ عرب عمال کو جو قبائل اور بستیوں پر مامور تھے یہ حکم بھیجا (یہ ذی الحجہ ۱۳ھ کا اس وقت کا واقعہ ہے جبکہ حضرت عمرؓ حج کے لئے جا رہے تھے، آپ ہر سال حج کو جایا کرتے تھے) کہ ہر اس شخص کو جو بہادر، شہسوار، ذی رائے اور ہتھیار بند ہو چن لو اور میرے پاس بھیجدو اس حکم کی تعمیل جلد تر ہونی چاہئے۔

حج کو روانگی کے وقت قاصد آپ کا حکم لیکر عمال کے پاس روانہ ہو گئے جو قبائل مکے اور مدینے کے راستوں پر آباد تھے ان کے لوگ تو خلیفہ کے پاس اسیوقت پہنچ گئے اور جو مدینے کے لوگ مدینے اور عراق کے وسط میں تھے وہ آپ کے پاس حج سے واپس آنے کے بعد پہنچے، اور اس سے زیریں علاقے کے لوگ راست مثنیٰ سے جا ملے، حضرت عمرؓ کے پاس آنے والوں نے آپ کو مطلع کیا کہ ہماری بستیوں کے اور لوگوں میں بھی شرکت جہاد کا جوش پیدا ہو گیا ہے۔

ایک روایت یہ ہے کہ ۱۳ھ کے امیر حج عبدالرحمٰن بن عوف تھے۔

ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ جس سال حضرت عمرؓ خلیفہ مقرر ہوئے اس سال آپ نے عبدالرحمٰن بن عوف کو امیر حج مقرر کیا تھا اور اس کے بعد ہر سال خود امیر حج رہے۔

اس سال حضرت عمرؓ کے عمال حسب ذیل تھے مکے پر عتاب بن اسید، طائف پر عثمان بن ابی العاصی یمن پر یعلیٰ بن منیہ، عمان اور یمامہ پر حذیفہ بن محصن بحرین پر العلاء الحضرمی، شام پر ابو عبیدہ بن الجراح اور کوفے کی چھاؤنی اور اس سے ملحقہ علاقے پر مثنیٰ بن حارثہ تھے اور عہدۂ قضا پر ایک روایت یہ ہے کہ حضرت علیؓ بن ابی طالب تھے اور دوسری روایت یہ ہے کہ حضرت عمرؓ کے زمانۂ خلافت میں عہدۂ قضا پر کوئی شخص نہیں تھا۔

سنہ ۱۴ ہجری کا آغاز

یکم محرم سنہ ۱۴ھ کو حضرت عمرؓ مدینے سے روانہ ہوئے اور ایک چشمے پر جو صرار کے نام سے مشہور تھا ٹھیرے اور وہاں اپنے لشکر کو جمع کیا لوگ ان کے ارادے سے ناواقف تھے کہ آیا چلنا چاہتے ہیں یا ٹھیرنا چاہتے ہیں، جب لوگوں کو آپ سے کوئی بات پوچھنا ہوتی تو براہ راست نہیں پوچھتے تھے بلکہ حضرت عثمانؓ یا عبدالرحمٰن بن عوف کے توسط سے دریافت کرتے تھے، حضرت عمرؓ کے زمانۂ خلافت میں حضرت عثمانؓ ردیف کہلاتے تھے، عربی زبان میں ردیف سے وہ شخص مراد ہوتا تھا جس کے متعلق توقع ہوتی تھی کہ امیر کے بعد وہ امیر ہوگا، اور جب اُن دونوں کے توسط سے کام نہ چلتا تو ان کے ساتھ حضرت عباسؓ کو بھی ملا دیتے تھے۔

حضرت عثمانؓ نے حضرت عمرؓ سے دریافت کیا کہ آپ کا کیا ارادہ ہے، حضرت عمرؓ نے لوگوں کو نماز کے لئے جمع ہونے کا حکم دیا جب سب لوگ جمع ہو گئے تو آپ نے اُن کو واقعات سے مطلع کیا، اور اس کے بعد دیکھنے لگے کہ لوگ کیا کہتے ہیں عام لوگوں نے کہا کہ ضرور چلئے، مگر اپنے ساتھ ہم کو لے چلئے، حضرت عمرؓ نے ان کی رائے مان لی اور تاوقتیکہ مشکلات دور نہ ہوں اُن کو چھوڑ دینا آپ نے مناسب نہ سمجھا، حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تم لوگ مستعد اور تیار ہو جاؤ میں تمھارے ساتھ چلوں گا، مگر یہ کہ کوئی اس سے بہتر مشورہ پیش ہو۔

حضرت عمرؓ نے صحابۂ رسول صلعم اور معززین اہل رائے حضرات کو جمع کیا اور اُن سے کہا کہ میں جہاد کے لئے جا رہا ہوں آپ لوگوں کی کیا رائے ہے سب نے متفق ہو کر یہ رائے دی کہ آپ فوج کی قیادت کے لئے کسی صحابی رسول صلعم کو بھیجدیں اور آپ خود یہاں ٹھیریں اور فوجیں بھیجکر اُن کو کمک دیتے رہیں اگر فتح نصیب ہو تو یہ ہمارا اور آپ کا عین مقصد ہے ورنہ اُن کو واپس بلا کر کسی دوسرے کی سرکردگی میں فوج روانہ فرمائیے اس طریقے سے دشمن کے دل میں جلن پیدا ہوگی اور مسلمانوں کی

واقفیت جنگ میں اضافہ ہوگا اور خدا کا وعدہ پورا ہوگا یعنی مسلمانوں کو فتح اور کامیابی نصیب ہوگی۔

حضرت عمرؓ نے لوگوں کو جمع ہونے کا حکم دیا اور حضرت علیؓ کو جن کو مدینے میں اپنا نائب مقرر کر آئے تھے بلالیا اور طلحہ کو بھی جن کو مقدمۂ فوج پر مامور کر کے آگے روانہ کر دیا تھا واپس بلالیا، اس فوج کے میمنے اور میسرے پر زبیر اور عبدالرحمٰن بن عوف تھے، حضرت عمرؓ نے مجمع میں کھڑے ہو کر یہ تقریر کی کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو مذہب اسلام پر جمع کیا ہے، اُن کے دلوں میں الفت پیدا کی ہے اور ایک دوسرے کو بھائی بھائی بنا دیا ہے مسلمان آپس میں گویا ایک جسم ہیں اگر اس جسم کے ایک حصے کو کوئی تکلیف ہوتی ہے تو اس کا دوسرا حصہ بھی اس تکلیف کو محسوس کرتا ہے۔ اسی طرح مسلمانوں پر واجب ہے کہ ان کے کام ذی رائے اصحاب کے مشوروں سے انجام پذیر ہوں، عام لوگ اس شخص کے تابع ہیں جس کو انھوں نے والی حکومت قرار دیا ہے اور اس کو پسند کرتے ہیں، اور جو والی حکومت ہے وہ ذی رائے اصحاب کے تابع ہے، معاملات جنگ میں جو چال اُن کی رائے میں موزوں ہوگی سب کو اس کی پیروی کرنی ہوگی، اے لوگو! میں بھی تم میں کا ایک فرد ہوں میں تمھارا ہم خیال تھا مگر تم میں سے جو لوگ عقل و رائے کے مالک ہیں انھوں نے مجھ کو نکلنے کے ارادے سے روک دیا ہے، اس لئے میں بھی قیام کو مناسب سمجھتا ہوں اور اپنے بجائے کسی اور شخص کو روانہ کرتا ہوں، اس معاملے میں مشورہ حاصل کرنے کیلئے میں نے آگے اور پیچھے کے لوگوں کو جمع کر لیا ہے، حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ کو جن کو آپ مدینے میں اپنا قائم مقام بنا آئے تھے اور طلحہ کو جو مقدمے پر متعین تھے اور اعوص میں مقیم تھے مشورہ لینے کے لئے بلالیا تھا۔

عمر بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ جب حضرت عمرؓ کو ابو عبید بن مسعود کی شہادت کی اطلاع ملی اور معلوم ہوا کہ اہل فارس نے آل کسریٰ میں کے ایک شخص کو تلاش کر کے اپنا بادشاہ بنایا ہے تو آپ نے مہاجرین اور انصار کو دعوت جہاد دی اور مدینے سے روانہ ہو کر مقام صرار میں قیام کیا اور طلحہ ابن عبید اللہ کو آگے روانہ کیا تاکہ وہ اعوص میں پہنچ جائیں آپ نے میمنے پر عبدالرحمٰن ابن عوف کو اور میسرے پر زبیر بن العوام کو مقرر

فرمایا تھا اور حضرت علیؓ کو مدینے میں اپنا قائم مقام مقرر کر آئے تھے، آپ نے لوگوں سے مشورہ کیا سب نے آپ کو فارس جانے کا مشورہ دیا صرار آنے تک حضرت عمرؓ نے کسی سے مشورہ نہیں کیا تھا، طلحہ واپس آئے وہ بھی اور لوگوں کے تابع اور ہم خیال تھے مگر عبدالرحمٰن ان لوگوں میں سے تھے جنھوں نے آپ کو جانے سے روکا تھا عبدالرحمٰن نے یہ کہا کہ آج سے پہلے میں نے نبی کریم صلعم کے سوا کسی پر اپنے ماں باپ کو قربان نہیں کیا ہے اور نہ اس کے بعد کبھی ایسا کروں گا مگر آج میں کہتا ہوں کہ اے وہ خلیفہ جس پر میرے ماں باپ فدا ہوں اس معاملے کا آخری تصفیہ آپ مجھ پر چھوڑ دیں، آپ یہاں ٹھہریں اور ایک لشکر جرار کو روانہ فرمادیں شروع سے لیکر ابتک آپ دیکھ چکے ہیں کہ آپ کے لشکروں کے متعلق اللہ تعالیٰ کا کیا فیصلہ رہا ہے، اگر آپ کی فوج نے شکست کھائی تو وہ آپ کی شکست کے مانند نہ ہوگی، اگر آغاز کار میں آپ قتل ہو گئے یا شکست کھا گئے تو مجھے اندیشہ ہے کہ پھر کبھی مسلمان نہ تکبیر پڑھ سکیں گے اور نہ لا الٰہ الا اللہ کی شہادت دے سکیں گے۔

اس وقت حضرت عمرؓ کسی شخص کی تلاش میں تھے اسی اثنا میں ان کی خدمت میں حضرت سعد کا خط آیا سعد اس وقت نجد کے صدقات پر مامور تھے، حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ مجھے کوئی آدمی بتلاؤ عبدالرحمٰن نے کہا کہ آدمی تو آپ کو مل گیا ہے آپ نے پوچھا وہ کون ہے عبدالرحمٰن نے کہا کہ کچھار کا شیر سعد بن مالک، سعد کا نام سنکر دوسرے ذی رائے حضرات نے بھی عبدالرحمٰن کی تائید کی۔

زفرؒ کا بیان ہے کہ مثنیٰ نے حضرت عمرؓ کو اس بات کی اطلاع دی کہ اہل فارس نے بالاتفاق یزدجرد کو اپنا بادشاہ بنایا ہے اور اہل ذمہ کی یہ حالت مشتبہ ہے، حضرت عمرؓ نے ان کو لکھا کہ تم خشک علاقے کی طرف ہٹ جاؤ، اپنے قریب کے لوگوں کو دعوت جہاد دو اور اپنے اور دشمنوں کے حدود سلطنت پر قیام کرو اور میرے احکام کا انتظار کرو۔

عجمیوں نے بہت عجلت سے کام لیا اُن کی فوجیں مسلسل جمع ہوتی رہیں اور ذمی بھی ان کے ساتھ مل گئے مثنیٰ اپنی فوجوں کو لیکر عراق میں اترے اور تمام سرحدی خطے پر اول سے آخر تک اپنے دستے متعین کر دیئے غضی سے لیکر قطقطانہ تک تمام

فوجی چوکیوں پر اسلامی فوجیں مقیم ہوگئیں، کسریٰ کی چوکیاں اور چھاؤنیاں ایرانیوں کے قبضے میں آگئیں اور اُن کو پورا تسلط حاصل ہوگیا، مگر اُن کے دلوں پر ہیبت طاری تھی مسلمان دشمنوں پر لپک لپک کر بڑھنا چاہتے تھے گویا شیر اپنے شکار پر جھپٹ رہا ہے اور پلٹ کر حملہ آور ہونا چاہتا ہے، مگر ان کے سردار حضرت عمرؓ کے خط اور کمک کے انتظار کی وجہ سے ان کو روک رہے تھے۔

قاسم بن محمد کا بیان ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے سعد کو نجد میں ہوازن کے صدقات پر عامل مقرر کیا تھا حضرت عمرؓ نے ان کو اس عہدے پر برقرار رکھا، اور جب جنگ کیلئے لوگوں کو آپ نے دعوت دی تو دوسرے عمال کی طرح سعد کو بھی لکھا کہ ہر اس شخص کو جو بہادر شہسوار، صاحب عقل ورائے ہو ہمارے پاس بھیجدو۔

اسی اثنا میں عمرؓ کے پاس سعد کا خط ان لوگوں کے ہاتھ جو سعد کے علاقے سے جہاد کی غرض سے آگئے تھے پہنچا جو اس سے قبل وہ اس مہم کی قیادت کے لئے مشورہ کرچکے تھے سعد کا ذکر آتے ہی سب نے سعدؓ کے متعلق حضرت عمرؓ کو مشورہ دیا۔

ایک روایت یہ ہے کہ سعد بن ابی وقاص ہوازن کے صدقات پر متعین تھے، حضرت عمرؓ نے اُن کو لکھا کہ ایسے لوگوں کو انتخاب کرکے بھیجو جو شریف دانشمند، بہادر اور شہسوار ہوں، سعد نے اس کے جواب میں لکھا کہ میں نے آپ کے لیے ایک ہزار آدمی ایسے انتخاب کئے ہیں جن میں سے ہر ایک نہایت شریف عقلمند عزت قومی کا محافظ ہے ان کا حسب ونسب اور ان کی دانشمندی بدرجۂ کمال پہنچی ہوئی ہے آپ ان لوگوں سے کام لیجئے۔

سعد کا یہ خط اس وقت پہنچا جب کہ عمرؓ لوگوں سے مشورہ کر رہے تھے، سب نے کہا کہ آپ کو وہ شخص مل گیا ہے آپ نے پوچھا وہ کون ہے انھوں نے کہا عادی اسد آپ نے پوچھا کون انھوں نے کہا سعد۔

یہ بات حضرت عمرؓ کی سمجھ میں آگئی آپ نے سعد کو بلا بھیجا سعد آپ کی خدمت میں آئے عمرؓ نے اُن کو عراق کی جنگ کا سپہ سالار مقرر کیا اور ان کو یہ نصیحت فرمائی اے سعد، سعد بنی وہیب تم کو خدا کے معاملے میں اس کا گھمنڈ نہ ہونا چاہئے کہ تم کو رسول اللہ کا ماموں اور رسول اللہ کا صحابی کہا جاتا ہے، کیونکہ خدائے عزوجل برائی کو

برائی سے نہیں مٹاتا بلکہ برائی کو نیکی سے مٹاتا ہے، خدا اور بندے کے درمیان اطاعت کے سوا اور کوئی رشتہ نہیں ہے، تمام انسان خواہ شریف ہوں خواہ کمینے خدا کے نزدیک برابر ہیں، خدا اُن کا پالنے والا ہے وہ اس کے بندے ہیں عبادت کے ذریعے سے کم وبیش درجات حاصل کرتے ہیں اور اطاعت کے ذریعے سے اس کی بارگاہ سے سب کچھ پاتے ہیں پس تم وہی طریق کار اختیار کرو جو تم نے رسول اللہ صلعم کو ابتدائے بعثت سے لیکر وقت وصال تک کرتے ہوئے دیکھا ہے، اسی طریقے کو مضبوطی سے پکڑو وہی طریقہ سب سے بہتر ہے، میں تم کو یہی نصیحت کرتا ہوں اگر تم نے اس کو ترک کیا اور اس سے روگردانی کی تو تمھارے اعمال ضائع ہو جائیں گے، اور تم خسارہ اٹھاؤ گے،

جب عمرؓ نے سعدؓ کو روانہ کرنے کا ارادہ کیا تو ان کو اپنے پاس بلایا اور یہ کہا کہ میں تم کو عراق کی جنگ کا امیر مقرر کرتا ہوں، میری نصیحت کو یاد رکھنا، کیونکہ تم کو ایک نہایت شدید اور ناگوار صورت حال سے مقابلہ کرنا ہے، جس سے بجز حق پرستی کے چھٹکارا ناممکن ہے، تم خود کو اور اپنے ساتھ والوں کو نیکی کا خوگر کرو، اور اسی سے آغاز کرو، یاد رکھو ہر عادت کی ایک بنیاد ہے نیکی کی بنیاد صبر ہے، تم کو جب کوئی مصیبت یا دقت پیش آئے اس پر صبر کرنا صبر، اس سے تم کو خشیت الٰہی حاصل ہوگی؛ یاد رکھو خشیت الٰہی دو چیزوں سے حاصل ہوتی ہے ایک تو خدا کی اطاعت سے اور دوسرے اجتناب معصیت سے، جو شخص اس کی اطاعت کرتا ہے وہ بغض دنیا اور حُب آخرت سے اُس کی اطاعت کرتا ہے، اور جو شخص اس کی نافرمانی کرتا ہے وہ حُب دنیا اور بغض آخرت سے اس کی نافرمانی کرتا ہے قلوب حقائق کے مخزن ہیں حقائق کو اللہ پیدا کرتا ہے ان میں سے بعض پوشیدہ ہیں اور بعض آشکارا جب آشکارا ہوتے ہیں تو حق کے بارے میں انسان کی مدح اور ذم کرنے والے مساوی ہوتے ہیں اور جب پوشیدہ ہوتے ہیں تو اس کے دل سے حکمت کی باتیں زبان کے ذریعے سے ظاہر ہوتی ہیں اور لوگ اس سے محبت کرنے لگتے ہیں، محبوب خلائق بننے سے روگردانی نہ کرو، کیونکہ انبیائے کرام نے بھی اس کی تمنا کی ہے، جب خدا کسی بندے کو محبوب بناتا ہے تو لوگوں کے دلوں میں اس کی محبت پیدا کر دیتا ہے اور جب کسی سے

بغض کرتا ہے تو لوگوں کے دلوں میں اس کا بغض پیدا کرتا ہے تم خدا کے نزدیک اپنا وہی مرتبہ سمجھو جو تم کو ان لوگوں میں حاصل ہے جو تمھارے شریک کار ہیں،

اس کے بعد عمرؓ نے سعدؓ کو اُن مسلمان مجاہدین کے ساتھ روانہ کر دیا جو مدینے میں جمع ہو گئے تھے، اور سعد بن ابی وقاص مدینے سے چار ہزار کا لشکر لیکر عراق کو روانہ ہوئے اُن میں سے تین ہزار وہ تھے جو یمن اور سرات سے آئے تھے، اہل سروات کے افسر حُمیضہ بن نعمان بن حُمیضہ البارقی تھے یہ لوگ بارق، المع غامد اور اُن کے تمام رشتہ دار ملکر سات سو تھے یہ سرات کے باشندے تھے اور اہل یمن دو ہزار تین سو تھے انھی میں سے نخع بن عمرو تھے، یہ تمام جنگجو اور ان کے بیوی بچے ملکر چار ہزار کی تعداد میں تھے، حضرت عمرؓ ان کے لشکر میں تشریف لے گئے اور اُن کو عراق بھیجنا چاہا مگر انھوں نے عراق کے بجائے شام جانے کی خواہش کی، حضرت عمرؓ نے کہا نہیں، عراق ہی جانا ہوگا اس پر نصف جماعت عراق جانے کے لئے آمادہ ہوگئی آپ نے اُن کو عراق بھیجدیا اور اور دوسری نصف جماعت کو شام بھیجدیا۔

ایک روایت یہ ہے کہ حضرت عمرؓ ان کے لشکر میں تشریف لے گئے اور اُن سے فرمایا کہ اے جماعت نخع تم عزت و شرف کے مالک ہو، تم سعد کے ساتھ چلے جاؤ، مگر انھوں نے شام جانا چاہا آپ نے کہا نہیں عراق جاؤ، انھوں نے عراق جانے سے انکار کیا اور شام ہی جانے کی خواہش کی، حضرت عمرؓ نے اُن میں سے نصف کو شام بھیجدیا اور نصف کو عراق بھیجدیا۔

محمد اور دوسرے راویوں کا بیان ہے کہ ان لوگوں میں حضرموت اور صدف کے چھ سو آدمی تھے ان کے افسر شداد بن ضمیع تھے، اور مذحج کے ایکہزار تین سو آدمی تھے جن پر تین افسر تھے، عمرو بن معدی کرب بنی منبہ کے افسر تھے، ابو سبرہ بن ذویب قبیلہ جعفی اور اس کے حلیفوں جزء، زبید، انس اللہ وغیرہ پر افسر تھے اور یزید بن الحارث الصدائی قبیلۂ صداء، جنب اور مسلیہ کے تین سو افراد کے افسر تھے یہ لوگ قبیلۂ مذحج کے تھے اور یہ بھی سعدؓ کی روانگی کے وقت مدینے سے روانہ ہوئے تھے اور ان کے ساتھ قیس عیلان کے ایکہزار آدمی نکلے تھے ان کے افسر بشر بن عبداللہ الہلالی تھے ابراہیم کا بیان ہے کہ قادسیہ کے معرکے کے لئے مدینے سے چار ہزار کا لشکر روانہ

ہوا تھا اُن میں سے تین ہزار یمن کے لوگ تھے اور ایکہزار دوسرے لوگ تھے۔

حضرت عمرؓ نے صرار سے لیکر اعوص تک اس لشکر کی مشایعت فرمائی تھی پھر اُن میں کھڑے ہو کر تقریر فرمائی، آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو ضرب المثل بنایا ہے اور تمھاری باتیں بیان کی ہیں تاکہ ان کے ذریعے سے دلوں کو زندہ کرے دل سینوں میں مردہ ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو زندہ کرتا ہے، جو شخص کچھ جانتا ہے اُس سے اس کو منتفع ہونا چاہئیے، عدل کی چند نشانیاں اور بشارتیں ہیں اُسکی نشانیاں یہ ہیں حیا، سخاوت، وقار، اور نرمی اور اس کی بشارت رحمت ہے، اللہ نے ہر شے کا دروازہ بنایا ہے اور ہر دروازے کی ایک کنجی قرار دی ہے، عدل کا دروازہ عبرت ہے اور اس کی کنجی زہد ہے، عبرت یہ ہے کہ دوسروں کی موت کو یاد کرکے اپنی موت کا خیال کرنا، اور اچھے اعمال پیش کرکے اس کی تیاری کرنا، اور زہد یہ ہے کہ دوسروں سے اپنا حق لینا اور ہر صاحب حق کا حق اس کو پہنچا دینا، اور اس کے لئے کوئی لین دین نہ کرنا، جو کچھ بقدر کفایت میسر ہو اُس پر قناعت کرو جو شخص بقدر کفایت پر قناعت نہیں کرتا وہ کسی چیز سے سیر نہیں ہوتا میں خدا کے اور تمھارے بیچ میں واسطہ ہوں، میرے اور اس کے بیچ میں کوئی واسطہ نہیں ہے، خدا نے تمھارے معاملات کو میرے حوالے کیا ہے، تم اپنی شکایات میرے سامنے پیش کردیا اُن لوگوں کے سامنے پیش کرو جو مجھے پہنچا دیں میں بلاتردد حقدار کو اس کا حق دلاؤں گا۔

اسکے بعد عمرؓ نے سعدؓ کو روانہ ہونیکا حکم دیا اور اُن سے کہا کہ جب تم زرود پہنچ جاؤ تو وہاں قیام کرو اور اس کے مضافات میں پھیل جاؤ اور وہاں کے لوگوں کو شرکت جہاد کی دعوت دو اور ایسے لوگونکو منتخب کرو جو بہادر شہسوار، قوی، عقل و رائے کے مالک اور بڑے خاندان والے ہوں۔

محمد بن سوقہ کی روایت ہے کہ سکونؓ اور اول کندہ کے چار سو آدمی حصین بن نمیر السکونی اور معاویہ بن حدیج کی معیت میں مدینے سے گزرے عمرؓ ان کے پاس تشریف لائے ان میں سے کچھ لوگ معاویہ بن حدیج کے ساتھ دلم سباط کے تھے آپ نے ان لوگوں سے بے رخی کا اظہار فرمایا اور کئی بار یہی کیا یہاں تک کہ بعض لوگوں نے کہا کیا بات ہے آپ ان لوگوں سے بے رخی کیوں اختیار کر رہے ہیں، حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ مجھے

ان کے بارے میں تردد ہے، میرے دل میں کسی عرب جماعت سے ایسی ناگواری پیدا نہیں ہوئی جیسی کہ ان لوگوں سے پیدا ہوئی ہے، اس کے بعد آپ نے ان کو روانہ کر دیا مگر پھر بھی آپ ان کو اکثر نفرت سے یاد فرماتے رہے، حضرت عمرؓ کی اس رائے پر لوگوں کو بہت تعجب ہوتا تھا، ان میں سے ایک شخص سودان بن حمران نامی تھا جس نے بعد میں حضرت عثمانؓ بن عفانؓ کو قتل کیا، اور ایک شخص اُن کا حلیف تھا جس کو خالد بن ملجم کہتے تھے اس نے حضرت علیؓ بن ابی طالب کو قتل کیا تھا اور ان ہی میں سے ایک معاویہ بن حُدیج تھے جنھوں نے قاتلان عثمانؓ کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر قتل کیا تھا اور انھی میں کچھ وہ لوگ تھے جو قاتلان عثمانؓ کی مہانداری کرتے تھے۔

سعدؓ کی روانگی کے بعد ان کی کمک کے لئے حضرت عمرؓ نے دو ہزار یمنی اور دو ہزار نجدی جو غطفان اور قیس کے قبیلے سے تھے روانہ کئے، سعد سردی کے شروع میں زرود پہنچے اور وہاں مقیم ہو گئے، اور ان کی فوجیں زرود کے اطراف بنی تمیم اور بنی اسد کے چشموں پر ٹھیر گئیں، اس اثنا میں سعد لوگوں کے جمع ہونے اور عمرؓ کے حکم آنے کا انتظار کرنے لگے انھوں نے بنی تمیم اور رباب میں سے چار ہزار آدمی انتخاب کئے اُن میں سے تین ہزار تمیمی تھے اور ایک ہزار ربی تھے، اور بنی اسد میں سے تین ہزار منتخب کئے اور اُن کو حکم دیا کہ اپنے علاقے کی سرحد پر حزن اور بسیطہ کے درمیان ٹھیریں چنانچہ وہ لوگ اسی مقام پر سعد بن ابی وقاص اور مثنیٰ بن حارثہ کے درمیان ٹھیر گئے۔

مثنیٰ کے پاس آٹھ ہزار فوج قبیلۂ ربیعہ کی تھی چھ ہزار فوج بکر بن وائل کی تھی اور دو ہزار ربیعہ کے اور لوگ تھے ان میں سے چار ہزار کو تو خالدؓ کے جانے کے بعد منتخب کیا تھا اور چار ہزار وہ تھے جو جسر کے بعد مثنیٰ کے ساتھ باقی رہ گئے تھے اور یمن کے لوگوں میں سے دو ہزار بجیلہ کے لوگ اور دو ہزار قضاعہ اور طے کے لوگ تھے جو پہلے سے منتخب ہو چکے تھے، طے کے افسر عدی بن حاتم تھے اور قضاعہ کے افسر عمرو بن وَبَرہ تھے اور بجیلہ کے افسر جریر بن عبداللہ تھے۔ یہ فوجوں کی تفصیل تھی۔

سعد کو یہ توقع تھی کہ مثنیٰ اُن کے پاس آئیں گے اور مثنیٰ کو یہ خیال تھا کہ سعد اُن کے پاس آئیں گے، مگر مثنیٰ ایک زخم کی وجہ سے جو اُن کو جسر کی جنگ میں آیا تھا انتقال کر گئے مثنیٰ نے اپنی فوج پر بشیر بن الخصاصیہ کو اپنا جانشین بنایا، اس روز سعد

زرود میں مقیم تھے اس روز بشیر کے پاس عراق کے سربرآوردہ لوگ موجود تھے اور سعد کے پاس عراق کے وہ وفود موجود تھے جو عمرؓ کے پاس حاضر ہوئے تھے انھیں میں سے فرات ابن حیان العجلی اور عتیبہ بھی تھے حضرت عمرؓ نے ان لوگوں کو سعد کے ہمراہ واپس کر دیا تھا؛

ان روایات سے معلوم ہوا کہ قادسیہ کی فوج کے متعلق راویوں کا بیان مختلف ہے، جس کا بیان یہ ہے کہ چار ہزار فوج تھی اس کی وجہ یہ ہے کہ سعد کے ساتھ مدینے سے اتنی فوج روانہ ہوئی تھی، اور جس کا بیان یہ ہے کہ آٹھ ہزار فوج تھی وہ اس وجہ سے کہتا ہے کہ زرود میں اتنے لوگ جمع ہو گئے تھے اور جو نو ہزار کہتا ہے وہ قیسین کے ملجانے کی وجہ سے کہتا ہے اور جو بارہ ہزار کہتا ہے وہ اس وجہ سے کہتا ہے کہ بنی اسد کے تین ہزار لوگ فروع حزن سے آکر مل گئے تھے۔

حضرت عمرؓ نے سعد کو پیش قدمی کا حکم دیا سعد بڑھ کر عراق کی سمت چلے عام لشکر شراف میں تھا جب سعد شراف پہنچے تو ان کے ساتھ اشعث بن قیس بھی ایکہزار سات سو اہل یمن کو لیکر آ گئے، اس طرح قادسیہ کی کل فوج تیس ہزار سے کچھ زیادہ تھی اور وہ کل لوگ جن کو جنگ قادسیہ کا مال غنیمت تقسیم ہوا تقریباً تیس ہزار تھے۔

جریر کا بیان ہے کہ اہل یمن شام کی طرف جانا چاہتے تھے اور مضر عراق کی طرف، حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تمھارا رحمی تعلق ہمارے رحمی تعلق کی بہ نسبت زیادہ قوی ہے، مضر کو کیا ہوا کہ اپنے اسلاف یعنی اہل شام کو یاد نہیں کرتے؛

محمد بن حذیفہ بن الیمان کا بیان ہے کہ اہل فارس پر عربوں میں سب سے زیادہ ربیعہ کے لوگ جری تھے، مسلمان اُن کو ربیعۃ الاسد الی ربیعۃ الفرس کہتے تھے، اور جاہلیت کے زمانے میں عرب فارس کو اسد اور روم کو اسد کہا کرتے تھے؛

حضرت عمرؓ نے فرمایا تھا کہ میں عجم کے بادشاہوں کو عرب کے بادشاہوں سے ٹکراؤں گا، چنانچہ آپ نے عرب کے کسی رئیس اور کسی عقلمند کسی معزز کسی صاحب شوکت کسی خطیب اور کسی شاعر کو نہ چھوڑا اور سب کو محاذ جنگ پر بھیجدیا؛

حضرت عمرؓ نے سعد کو جبکہ وہ زرود سے کوچ کر رہے تھے لکھا کہ فرج الہند کے سامنے کسی ایسے شخص کو بھیجدو جس کو تم پسند کرتے ہو، تاکہ وہ آڑ بن جائے اور اس طرف

سے کوئی حملہ ہو تو اس کو روک سکے سعد نے مغیرہ بن شعبہ کو پانچ سو کی جمعیت کے ساتھ روانہ کردیا، مغیرہ اُبلّہ کے سامنے جو عرب میں واقع تھا متعین تھے اس حکم کے بعد وہ غضی میں آئے، اور جریر کے پاس جو اس وقت وہاں موجود تھے ٹھیر گئے۔

جب سعد شراف پہنچے تو انھوں نے عمرؓ کی خدمت میں اپنی قیام گاہ اور دوسرے امرا کو قیام گاہ کے متعلق جو غضی سے لیکر الجبانہ تک مقیم تھے اطلاع بھیجی۔

حضرت عمرؓ نے جواب میں لکھا کہ میرا یہ خط جب تمھارے پاس پہنچے تو لوگوں کو دہائیوں میں تقسیم کردینا اور ان پر عریف اور امیر مقرر کردینا اور لشکر کی صف بندی کرنا، اور مسلمانوں کے سرداروں کو حاضر ہونے کا حکم دینا اور اُن کی موجودگی میں انکی تعداد معلوم کرنا اس کے بعد ان کو اُن کی فوجوں کے پاس بھیجدینا اور مقام قادسیہ پر ایک ساتھ پہنچنے کا وقت معین کردینا، اور مغیرہ بن شعبہ کو مع ان کے سواروں کے اپنے ساتھ ملالینا، اور ان تمام انتظامات کی تکمیل کے بعد مجھ کو اطلاع دینا۔ سعد نے مغیرہ کے پاس قاصد بھیجکر ان کو اپنے پاس بلالیا اور روسائے قبائل کو بھی طلب کیا وہ لوگ سعد کے پاس آگئے، اس کے بعد سعد نے لوگوں کو شمار کیا اور شراف میں اُن کی صف بندی کی فوج کے امیر اور عریف مقرر کئے، رسول اللہ صلعم کے زمانے کے مطابق ہر دس پر ایک آدمی کو عریف مقرر کیا عمرؓ کے زمانے میں بھی یہ دستور جاری رہا، مگر بعد میں انھوں نے تنخواہیں مقرر کردیں، سعدؓ نے علمبرداری کے لئے ان لوگوں کو منتخب کیا جو اسلام میں سبقت رکھتے تھے لوگوں کو دہائیوں پر تقسیم کیا اور دہائیوں پر ایسے لوگوں کو مامور کیا جن کو اسلام میں خاص مراتب حاصل تھے جنگ کے لئے عہدہ دار مقرر کئے ہر فوج کے مقدمے، میمنے، میسرے، پیدل، سوار اور طلیعے مقرر کئے، سعد ہر نقل و حرکت پوری صف بندی کے ساتھ اور حضرت عمرؓ کی تحریر اور اجازت کے مطابق کرتے تھے۔

سعد نے فوج کی صف بندی میں حسب ذیل امرا کو معین کیا تھا، زہرہ بن عبداللہ بن قتادہ بن الحویہ بن مرثد بن معاویہ بن معن بن مالک بن ارثم بن جشم بن الحارث الاعرج کو مقدمے پر متعین کیا تھا شاہ ہجر نے زمانۂ جاہلیت میں ان کو سردار مقرر کیا تھا اور وفد بنا کر رسول اللہ صلعم کی خدمت میں بھیجا تھا، سعد نے انکو مقدمے

متعین کیا تھا اور وہ اجازت ملنے پر شراف سے عذیب پہنچ گئے تھے، اور میمنے پر عبداللہ بن المعتم کو متعین کیا تھا یہ رسول اللہ صلعم کے صحابہ میں سے اور اُن نو افراد میں سے ایک تھے جو رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اور ان کو طلحہ بن عبید اللہ نے آکر پورے دس کر دیا تھا اور وہ سب عریف تھے، میسرے پر شرجبیل بن السمط بن شرجبیل الکندی کو مقرر کیا یہ نوجوان آدمی تھے انھوں نے مرتدین سے جنگ کی تھی اور اس میں نمایاں کامیابی اور شہرت حاصل کی تھی مدینے سے لیکر کوفے کی جائے وقوع تک کے علاقے میں ان کو اشعث سے زیادہ معزز و ممتاز مانا جاتا تھا ان کے والدان لوگوں میں سے تھے جو ابو عبیدہ بن الجراح کے ساتھ شام کی طرف سب سے پہلے پہنچے تھے، سعد نے خالد بن عُرفطہ کو اپنا نائب مقرر کیا تھا اور عاصم بن عمرو التیمی ثم الیمری کو ساقہ پر مامور کیا تھا، سواد بن مالک التیمی کو طلایہ (گرانی کے دستوں) پر متعین کیا تھا سلمان بن ربیعۃ الباہلی کو سوار دستوں پر اور حمال بن مالک الاسدی کو پیدلوں پر مقرر کیا اور شتر سواروں پر عبداللہ بن ذی السہمین الخثعمی کو مقرر کیا۔

امرائے فوج براہ راست سپہ سالار کے ماتحت تھے اور دہائیوں کے افسر امرا کے ماتحت تھے اور علمبردار لوگ دہائیوں کے افسروں کے ماتحت تھے اور سرداران قبائل علمبرداروں اور قائدوں کے ماتحت تھے۔

تمام راویوں کا اس پر اتفاق ہے کہ ابوبکرؓ مرتدین اور عجمیوں کی جنگ میں فتنۂ ارتداد کے کسی شخص سے مدد نہیں لیتے تھے مگر عمرؓ نے اُن کو فوج میں بھرتی کیا اور جنھوں نے اپنی خدمات پیش کیں اُن کو قبول کر لیا۔

عمرؓ نے فوج میں اطبا کا تقرر فرمایا تھا اور لوگوں کے قضیوں کے تصفیے کے لئے عبدالرحمن بن ربیعۃ الباہلی ذوالنور کو مقرر کیا تھا اور مال غنیمت کی جمع اور تقسیم کی خدمت بھی انھیں کے تفویض کی تھی سلمان الفارسی کو داعی اور فوج کے قیام کا منتظم بنایا تھا ہلال الہجری کو ترجمان اور زیاد بن ابی سفیان کو کاتب مقرر کیا تھا۔

جب سعد فوج کی صف آرائی اور تمام ضروری انتظامات سے فارغ ہو گئے تو عمرؓ کو اس کی اطلاع دی اسی دوران میں مثنیٰ کے بھائی معنیٰ بن حارثہ سلمیٰ بنت خصفۃ التیمیہ تیم اللات کو اور مثنیٰ کی وصیت کو لیکر سعد کے پاس آئے مثنیٰ نے سلمیٰ کے

متعلق سعد کو وصیت کی تھی اور لوگوں کو حکم دیا تھا کہ ان کو بہت جلد سعد کے پاس زرود میں پہنچادیں مگرانکو اس کی فرصت نہ ہوئی کیونکہ قابوس بن قابوس بن المنذر نے اُن کو مصروف کرلیا تھا آزادمرد بن آزادبہ نے قابوس کو قادسیہ کی طرف روانہ کر کے حکم دیا تھا کہ تم عربوں کو اپنی طرف دعوت دو جو لوگ تمھاری دعوت قبول کرینگے تم ان کے سردار قرار دیے جاتے ہو اس طرح تم کو وہی اعزاز حاصل ہو جائے گا جو تمھارے آباواجداد کو حاصل تھا اس لئے قابوس قادسیہ میں آیا اور یہاں اس نے اسی طرح جس طرح نعمان کیا کرتا تھا بکربن وائل کو تہدیدی اور ترغیبی فرمان بھیجے۔ جب معنیٰ کو اس کی اطلاع ہوئی تو وہ راتوں رات ذی قار سے نکلکر قادسیہ پہنچے اور اس پر اچانک شب خون مارکر اس کو اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کردیا اور پھر ذی قار واپس آگئے، اس کے بعد معنیٰ اور سلمیٰ مثنیٰ کی وصیت اور مشورہ لیکر سعد کے پاس آئے سعد اس وقت شراف میں مقیم تھے، مثنیٰ نے سعد کو یہ مشورہ دیا تھا کہ اگر دشمنان اسلام کی فوجیں پوری تیاری سے آمادۂ پیکار ہوں تو آپ ان کے ملک میں گھس کر اُن سے جنگ نہ کریں بلکہ ایسے مقام پر جنگ کریں جو ان کی حدود پر ہو۔ اور ملک عرب سے قریب تر ہو تاکہ اگر مسلمان فتحیاب ہوں تو اُس سے آگے کا علاقہ بھی ان کے قبضہ وتصرف میں آجائے ورنہ بصورت دیگر مسلمان اپنی جمعیت کی طرف واپس آجائیں اور اپنی سرزمین میں رہ کر بحال جرأت جو کچھ متقضائے مصلحت ہوگا اس پر کاربند ہوں خدا کی ذات سے قوی امید ہے کہ مسلمانوں کا دوسرا حملہ ضرور کامیاب ہوگا سعد نے مثنیٰ کی رائے اور وصیت سنکر ان کے حق میں دعائے خیر کی اور معنیٰ کو ان کی جگہ پر مقرر کیا اور مثنیٰ کے اہل وعیال کے راحت وآرام کا انتظام کیا اور سلمیٰ کو پیغام نکاح دیکر اُن کو اپنی زوجیت میں داخل کیا،

ارباب اعشار (دہائیوں) میں ستر سے زیادہ بدری اور تین سو سے زیادہ وہ لوگ تھے جن کو آغاز اسلام سے لیکر بیعت رضوان تک شرف صحبت حاصل ہوچکا تھا اور سات سو فرزند ان صحابہ شریک تھے،

شراف میں قیام کے زمانے میں سعد کے پاس عمرؓ کا فرمان پہنچا جس میں یہ ہی

ہدایت دی گئی تھی جس کا مثنیٰ نے اُن کو مشورہ دیا تھا، عمرؓ نے ایک ساتھ دو خط لکھے تھے ایک ابوعبیدہ کو لکھا تھا اس میں ان کو حکم دیا تھا کہ اہل عراق کو جو تعداد میں چھ ہزار تھے اور ان کے ساتھ والوں کو واپس کردو اور سعد کے خط میں لکھا تھا کہ تم شراف سے روانہ ہوجاؤ اور مسلمانوں کو لیکر فارس کی طرف بڑھو، اللہ پر بھروسا رکھو تمام امور میں اسی سے مدد چاہو، تم کو معلوم ہونا چاہئے کہ تم ایسی قوم سے رودررو ہورہے ہو جو تعداد میں کثیر ہے جس کے پاس سازوسامان وافر ہے دنیا پر اس کا رعب داب چھایا ہوا ہے اور تم ایسی مملکت پر حملہ کررہے ہو جو نہایت مستحکم ہے ظاہر میں یہ ملک وسیع میدانوں، ترائیوں اور نہروں کی وجہ سے سہل گزار معلوم ہوتا ہے بعض مقامات پر تمھیں ترائیوں کے جنگل بھی ملیں گے، جب تم دشمن قوم یا اس کے کسی فرد سے ملو تو سختی اور قتل سے پیش آؤ ایسا نہو کہ تم ان کی فوجوں کا تماشا دیکھنے میں لگ جاؤ تم اُن کے فریب میں مبتلا نہ ہونا وہ لوگ بیحد فریبی اور مکار ہیں اُن کو اپنے اوپر قیاس نہ کرنا ان کی چال بازیوں کا توڑ ضرور کرنا قادسیہ زمانۂ جاہلیت سے فارس کا دروازہ ہے ان لوگوں کی تمام مادی ضروریات اسی دروازے سے فراہم ہوتی ہیں، قادسیہ نہایت دلچسپ شاداب اور مستحکم مقام ہے اس تک پہنچنے کے لئے پلوں اور نہروں کو عبور کرنا پڑتا ہے جب تم قادسیہ پہنچ جاؤ تو اپنی فوجی چوکیاں اس کی گھاٹیوں میں قائم کرنا تمھاری فوجوں کا قیام پہاڑوں اور نرم زمینوں کے درمیان پانی کے چشموں پر ہونا چاہئے، ٹھیرنے کے بعد اپنی جگہ سے مت ہٹو جیسے ہی دشمنوں کو تمھاری آمد کا علم ہوگا اُن میں ہلچل مچ جائے گی اور وہ اپنی پوری قوت سے تم پر حملہ آور ہونگے اگر تم استقلال اور پامردی سے جمے رہے تو مجھے امید ہے کہ تم اُن پر فتحیاب ہوگے اور پھر کبھی وہ لوگ تمھارے مقابلے کے لئے جمع نہ ہوسکیں گے اگر جمع ہوئے بھی تو ان کے دل ٹھکانے نہ ہوں گے بالفرض اگر تم کو ناکامی ہوئی تو پہاڑ تمھارے عقب میں ہوگا تم دشمن کی سرزمین سے ہٹ کر اور پہاڑ کی طرف پلٹ کر اپنے ملک میں پناہ لے سکوگے وہاں پہنچ کر تم جسارت اور واقفیت کے ساتھ لڑوگے اور دشمن بزدلی اور ناواقفیت کے ساتھ لڑے گا، اس کے بعد خدا تعالیٰ فتح و کامرانی کو بھیجے گا اور تمھارے دشمن کو مغلوب کریگا۔

نیز جس روز سعد شراف سے روانہ ہو رہے تھے اس روز عمرؓ نے ان کو اس مضمون کا خط لکھا کہ جب فلاں دن آجائے تم اپنی فوجوں کو لیکر روانہ ہو جانا اور عذیب الہجانات اور عذیب القوادس کے درمیان پہنچ جانا وہاں سے مشرق اور مغرب کی طرف حملے کرنا۔

ایک اور خط اس مضمون کا آیا تھا کہ تم اپنے دل کو مضبوط رکھو اپنے لشکر کو پند و نصیحت کرتے رہو اور حسنِ نیت اور خلوص کی تلقین کرتے رہو جو شخص اس سے غافل ہو جائے اس کو پھر متنبہ کرو صبر و استقلال سے کام لو، خدا کی طرف سے اعانت بقدر نیت آتی ہے اور ثواب بقدر خلوص عطا ہوتا ہے، اپنے ماتحتین اور مفوضہ کام کے متعلق با احتیاط رہو اللہ تعالیٰ سے عافیت کے طلبگار رہو اور لاحول ولا قوۃ کا اکثر ورد کرتے رہو، مجھے اس کی اطلاع دو کہ دشمن کی فوجیں تم سے کتنی دور آگئی ہیں اور اُن کا سپہ سالار کون ہے، کیونکہ موقع و محل اور دشمن کے حالات سے لاعلمی کے باعث میں بہت سی باتیں جو لکھنا چاہتا ہوں نہیں لکھ سکتا اس لئے تم اسلامی فوجوں کے مورچوں اور اپنے اور مدائن کے درمیان کے شہروں کے حالات اس تفصیل اور وضاحت سے لکھو کہ گویا میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں، تم اللہ سے ڈرتے رہو اسی سے امیدیں وابستہ رکھو، کسی چیز پر نازاں نہو، یاد رکھو کہ تم سے اللہ نے وعدہ کیا ہے اس پر بھروسا کرو وہ وعدہ خلافی نہیں کرتا ایسا نہو کہ تم اس کو ناراض کرلو اور وہ تمھارے بجائے کسی اور قوم سے اپنا کام لے۔

سعد نے اس کے جواب میں لکھا کہ قادسیہ خندق اور نہر عتیق کے درمیان ایک شہر ہے اس کی بائیں جانب بحر اخضر ہے جس کا پھیلاؤ حیرہ تک دو راستوں کے درمیان سے نمودار ہے اُن میں سے ایک راستہ بلندی کی طرف جاتا ہے اور دوسرا ایک نہر کے کنارے کنارے جاتا ہے جس کو الحضوض کہتے ہیں، اس راستے سے گزرنے والا آدمی خورنق اور حیرہ کے درمیان میں پہنچتا ہے، اور قادسیہ کے دائیں جانب وہاں کے دریاؤں کی ایک ترائی ہے، سواد کے جن باشندوں نے مجھ سے قبل مسلمانوں سے مصالحت کی تھی اگرچہ بظاہر وہ لوگ اہل فارس کے طرفدار بن گئے ہیں مگر ہماری امداد کے لئے تیار ہیں ایرانیوں نے ہمارے مقابلے پر رستم کو جوان میں خاص

امتیازی درجہ رکھتا ہے بھیجا ہے دشمن ہم پر حملہ آور ہو کر ہم کو زیر کرنا چاہتا ہے اور ہم دشمن پر حملہ آور ہو کر اس کو زیر کرنے پر تلے ہوئے ہیں نتیجہ خدا کے ہاتھ ہے ہماری یہ دعا ہے کہ تقدیر کا فیصلہ ہمارے موافق ہو اور ہماری عافیت کا باعث ہو۔

عمرؓ نے اس کے جواب میں سعد کو لکھا کہ تمھارا خط موصول ہوا۔ جب تک دشمنوں میں کوئی حرکت نہ ہو تم اپنی جگہ پر جمے رہو، یاد رکھو کہ اس موقع پر آیندہ کی کامیابیاں موقوف ہیں اگر خدا نے تمھارے ہاتھوں دشمن کو مغلوب کر دیا تو تم ان کو دباتے دباتے مدائن میں گھس جانا انشاء اللہ مدائن برباد ہوگا، عمرؓ سعد کی کامیابی کے لئے بطور خاص دعا کیا کرتے تھے اُن کے ساتھ اور لوگ بھی سعد کے لئے اور عام مسلمانوں کے لئے دعا کیا کرتے تھے۔

سعد نے زہرہ کو آگے روانہ کیا تاکہ عذیب الہجانات میں پڑاؤ کریں اور ان کے پیچھے سعد خود عذیب الہجانات پہنچے، سعد نے زہرہ کو پھر آگے روانہ کیا تاکہ وہ قادسیہ میں نہر عتیق اور خندق کے درمیان پل کے سامنے مقیم ہوں قدیس اس زمانے میں قادسیہ سے ایک میل نیچے تھا۔

عمرؓ نے سعد کو ایک خط میں یہ لکھا کہ مجھے القا ہوا ہے کہ جب تم دشمن سے لڑو گے تو اس کو شکست دیدو گے، لہذا تم اپنے دل سے شک وشبہے کو دور کر دو خدا پر بھروسا رکھو، اگر تم میں سے کوئی شخص بطور کھیل کے بھی کسی عجمی کو امان دے یا ایسا اشارہ کرے یا ایسے الفاظ کہے جن کو عجمی سمجھتے نہوں مگر وہ اس کو امان جانیں تو تم اس امان کو برقرار رکھو، ہنسی مذاق سے احتراز کرو، وعدوں کا ایفا کرو کیونکہ ایفا اگر غلطی سے بھی ہو جائے تو اس کا نتیجہ اچھا ہے مگر غداری غلطی سے بھی ہو گی تو اس کا انجام ہلاکت ہے اس سے تمھاری کمزوری اور دشمن کی قوت ظاہر ہوتی ہے نیز تمہاری ہوا خیزی ہوتی ہے اور دشمن کی ہوا بندھتی ہے، یاد رکھو کہ میں تم کو اس سے ڈراتا ہوں کہ تم مسلمانوں کی توہین اور ذلت کا باعث ہو۔

کرب بن ابی کرب قادسیہ کی لڑائیوں میں مقدمے کے دستوں میں شریک تھے ان کا بیان ہے کہ سعد نے ہم کو شراف سے آگے روانہ کیا ہم عذیب الہجانات میں جاکر ٹھیرے پھر سعد خود روانہ ہوئے اور جب عذیب الہجانات میں ہمارے پاس پہنچے اور

یہ صبح سویرے کا وقت تھا تو اس وقت زہرہ بن الحویہ مقدمے کے دستوں کو لیکر آگے بڑھے جب عذیب الہجانات ہمارے سامنے نمودار ہوا اور یہ مقام ان کی فوجی چوکی تھا تو ہم نے اس کے برجوں پر کچھ آدمیوں کو دیکھا ہم جس برج یا کنگرے پر نظر ڈالتے تھے اس پر ہم کو ایک آدمی نظر آتا تھا ہمارا دستہ تیز اور سب سے آگے نکلا ہوا تھا اس لئے ہم ذرا ٹھیر گئے یہاں تک کہ ہماری فوج ہمارے ساتھ آملی، ہم یہ سمجھتے تھے کہ عذیب الہجانات میں کوئی رسالہ موجود ہے ہم آگے بڑھے جب ہم عذیب کے قریب پہنچے تو وہاں سے ایک آدمی گھوڑا دوڑاتا ہوا قادسیہ کی طرف کو نکلا، ہم عذیب میں داخل ہو گئے مگر وہاں دیکھا تو کوئی بھی موجود نہ تھا اور وہ وہی آدمی تھا جو ہم کو برجوں اور کنگروں پر دھوکا دے دے کر نظر آرہا تھا اور اب ہماری آمد کی خبر دینے کے لئے جارہا تھا، ہم نے اس کا تعاقب کیا مگر اس نے ہمیں کامیاب نہونے دیا، زہرہ کو اس بات کی خبر ہوئی تو وہ ہمارے پیچھے آئے اور ہم تک پہنچکر ہم سے آگے نکل گئے اور اس شخص کا پیچھا کیا زہرہ نے کہا کہ اگر یہ ربی بھاگ نکلا تو دشمنوں کو خبر کر دیگا، زہرہ نے اس کو خندق میں جالیا اور نیزے سے زخمی کر کے پچھاڑ دیا۔

قادسیہ کے لوگ اس شخص کی بہادری اور حربی معلومات پر عش عش کرتے تھے اس سے زیادہ دلیر اور جوشیلا ایرانی جاسوس کبھی دیکھنے میں نہیں آیا، اگر اس کو دور جانا نہ ہوتا تو ممکن نہ تھا کہ زہرہ اس کو پکڑ سکتے،

عذیب میں بہت سے تیر اور نیزے اور مچھلی کی کھال کے برتن مسلمانوں کے ہاتھ آئے، مسلمانوں نے اُن سے کام لیا، اس کے بعد شب خون مارنے والے دستے مقرر کئے گئے اور اُن کو حکم دیا گیا کہ حیرہ پر چھاپے ماریں بکیر بن عبداللہ اللیثی کو ان کا امیر مقرر کیا گیا ان میں شماخ القیسی شاعر کے علاوہ تیس اور مشہور و معزز اور بہادر افراد تھے یہ لوگ چلکر سلیمین کے پاس پہنچے اور اس کے پل کو توڑ دیا اُن کا ارادہ حیرہ جانے کا تھا مگر وہاں انھوں نے کچھ شور شغب کی آوازیں سنیں اسلئے آگے جانے سے رک گئے اور چھپ کر گھات میں بیٹھ گئے اور اُن کے سامنے آنے کا انتظار کرنے لگے، جب وہ لوگ اُن کے سامنے سے گزرے تو معلوم ہوا کہ اس شور و غل سے آگے آگے ایک رسالہ ہے مسلمانوں نے اس رسالے کو گزرنے دیا

رسالہ جنین کی طرف بڑھ گیا، ان لوگوں کو مسلمانوں کی مطلق خبر نہ ہوئی، وہ اپنے جاسوس کے منتظر تھے اس وقت نہ تو وہ مسلمانوں کے ارادے سے آگاہ تھے اور نہ انھوں نے اس کی تیاری کی تھی بلکہ وہ جنین کا قصد رکھتے تھے۔

یہ جلوس برات کا تھا آزاد مرد بن آزاذ بہ رئیس حیرہ کی بہن دلہن بنا کر رئیس جنین کے پاس بھیجی جارہی تھی، جنین کا رئیس عجم کے شرفا میں سے تھا، خطرات کے اندیشے کی وجہ سے دلہن کو پہنچانے کے لئے ایک فوجی رسالہ ساتھ کر دیا گیا تھا، فوجی رسالہ براتیوں سے آگے نکل گیا مسلمان نخلستان میں گھات لگائے بیٹھے تھے، جب سازو سامان سامنے سے گزرا تو بکیر نے شیرزاذ بن آزاذ بہ پر جو رسالے اور برات کے درمیان تھا حملہ کر دیا اور اس کی پیٹھ توڑ دی گھوڑے سوار جس کا جدھر منہ اٹھا بھاگ گئے مسلمانوں نے تمام سامان پر قبضہ کر لیا اور آزاذ بہ کی لڑکی اور اس کے علاوہ تیس دہقانی بیگمات گرفتار کیں اور سو کے قریب خدمتگار اور خواصیں وغیرہ ہاتھ آئیں اور اس قدر زر و جواہر حاصل ہوئے کہ اُن کی قیمت کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔

بکیر تمام سازو سامان اور لونڈی غلاموں کو لیکر واپس ہوئے اور صبح کے وقت عذیب الہجانات میں سعد کے پاس پہنچے مسلمانوں نے فلک شگاف نعرہائے تکبیر بلند کئے سعد نے کہا بخدا تم نے ان لوگوں کی طرح تکبیر کی آواز بلند کی ہے جن کو میں معزز سمجھتا ہوں سعد نے مال غنیمت مسلمانوں میں تقسیم کر دیا اور خمس نمایاں کارگزاروں کو انعام کے طور پر دیدیا اور باقی جو بچا وہ مجاہدوں کو عطا کر دیا یہ مال مسلمانوں کے لئے بہت کارآمد ثابت ہوا۔

سعد نے عذیب میں ایک محافظ فوجی دستہ متعین کر دیا اور دوسرے محافظ دستوں کو بھی اس کے ساتھ ضم کر دیا اور غالب بن عبداللہ اللیثی کو ان کا امیر مقرر کیا۔

سعد قادسیہ میں اترے اس کے بعد قُدَیس میں اترے اور زہرہ قنطرۃ العتیق کے سامنے اس مقام پر ٹھیرے جہاں اب قادسیہ واقع ہے، سعد نے بکیر کی فوجی مہم اور اپنے قُدَیس میں ٹھیرنے کی اطلاع دربار خلافت کو بھیجی اور ایک مہینے تک قدیس میں مقیم رہے پھر حضرت عُمرؓ کو لکھا کہ اب تک دشمنوں نے ہماری طرف رُخ نہیں کیا ہے اور جہاں تک ہم کو معلوم ہے جنگ کی جہات کسی کے تفویض نہیں کی ہیں، جب ہم کو

اس کی اطلاع ملے گی فوراً آپ کی خدمت میں لکھ بھیجیں گے آپ خدا سے مدد و نصرت کی دعا فرمائیے کیونکہ ہم اس وقت وسیع دنیا کے کنارے پر کھڑے ہیں مگر اس سے پہلے نہایت مشکلات موجود ہیں، جن کا خدا تعالیٰ نے ان الفاظ میں ذکر فرمایا ہے سَتُدعون الیٰ قومٍ اُولی بأسٍ شدید (ترجمہ) عنقریب تم کو ایک نہایت سخت اور شدید قوم کی طرف بلایا جائے گا۔

اسی مقام سے سعد نے عاصم بن عمرو کو زیرین فرات کی طرف روانہ کیا تھا عاصم روانہ ہو کر میسان پہنچے ان کو کچھ بکریوں اور گایوں کی ضرورت ہوئی مگر کہیں دستیاب نہ ہوئیں وہاں کے باشندے اطراف کی گڑھیوں اور قلعوں میں گھس گئے عاصم بھی ان کے پیچھے جھپٹے ایک شخص گڑھی کی دیوار پر چڑھتا ہوا ہاتھ آگیا عاصم نے اس سے پوچھا کہ بتاؤ بکریاں اور گائیں کہاں ہیں اس نے قسم کھائی اور کہا کہ مجھے معلوم نہیں ہے مگر حقیقت میں وہ اس جگہ کے مویشیوں کا چرواہا تھا ایک بیل چلا کر بولا خدا کی قسم یہ چرواہا جھوٹا ہے دیکھو ہم یہاں موجود ہیں، عاصم اندر گھس گئے اور بیلوں کو ہانک لائے اور اپنے لشکر میں لے گئے سعد نے ان کو لوگوں میں تقسیم کر دیا جسکی وجہ سے چند روز کھانے پینے کی افراط رہی۔

اس واقعے کو حجاج نے اپنے زمانے میں سنا تو اُس نے ان لوگوں کو بلایا جو اس واقعے کے وقت وہاں موجود تھے، ان میں سے ایک نذیر بن عمرو تھے دوسرے ولید بن عبد شمس اور تیسرے زاہر تھے حجاج نے ان لوگوں سے دریافت کیا انھوں نے کہا ہاں یہ واقعہ صحیح ہے ہم نے سنا ہے اور دیکھا ہے اور ہم بیلوں کو ہانک لائے ہیں، حجاج نے کہا تم لوگ جھوٹے ہو، انھوں نے کہا کہ اگر تم اس واقعے کے وقت موجود ہوتے اور ہم نہ ہوتے تو ہم تم کو جھوٹا سمجھتے حجاج نے کہا ہاں تم ٹھیک کہتے ہو، یہ بتاؤ کہ تمھارے دشمن اس کے متعلق کیا کہتے تھے انھوں کہا کہ دشمن یہ کہتے تھے کہ یہ اس بات کی علامت ہے کہ خدا ہمارے دشمنوں سے خوش ہے اور ان کو ہم پر فتح ہوگی، حجاج نے کہا کہ یہ بات جب ہی ہوتی ہے جبکہ جماعت کے لوگ متقی اور نیک ہوں، انھوں نے کہا کہ یہ تو خدا کو معلوم ہے کہ ان لوگوں کے دلوں کی کیفیت کیا تھی مگر ہم تو اتنا جانتے ہیں کہ ان سے زیادہ زاہد

تارک دنیا بلکہ دنیا سے نفرت کرنے والا ہم نے کسی کو نہیں دیکھا ہے وہ لوگ کبھی ان تین باتوں سے متہم نہیں کئے گئے بزدلی، غداری اور خیانت سے، جس روز یہ واقعہ پیش آیا وہ یوم الاباقر کے نام سے مشہور ہوگیا،

کسکر اور انبار کے درمیان بہت سے شب خون مارے گئے جن میں کافی مال غنیمت اور کھانے کی چیزیں ہاتھ آئیں اور مدتوں کام دیتی رہیں۔

سعد نے اہل حیرہ اور صلوبا کی طرف اپنے جاسوس بھیجے تاکہ ان سے اہل فارس کی خبریں معلوم ہوں، وہ لوگ یہ خبر لائے کہ شاہ فارس نے رستم بن فرخ زاد ارمنی کو امیر حرب مقرر کیا ہے اور اس کو لشکر آراستہ کرنے کا حکم دیا ہے، سعد نے اس کی اطلاع حضرت عمرؓ کی خدمت میں لکھ بھیجی، حضرت عمرؓ نے اس کے جواب میں لکھا کہ ایرانیوں کی طرف سے جو کچھ تم سنو یا تم کو پیش آئے تم اس کو بُرا نہ سمجھنا، اللہ سے مدد چاہو اسی پر بھروسا رکھو، رستم کے پاس دعوت اسلام دینے کے لئے تم ایسے لوگوں کو بھیجو جو وجیہ عقلمند اور بہادر ہوں خدا اس دعوت کو ان کی توہین اور ہماری کامیابی کا ذریعہ بنائے گا، تم روزانہ مجھے خط لکھتے رہو، چنانچہ جب رستم نے ساباط میں پڑاؤ ڈالا تو حضرت عمرؓ کو اسکی اطلاع دی گئی۔

ایک روایت میں یہ ہے کہ جب سعد کو معلوم ہوا کہ رستم ساباط کی طرف روانہ ہوا ہے تو انھوں نے لوگوں کے جمع ہونے کے لئے اپنے لشکر میں قیام کیا،

اسمٰعیل کی یہ روایت ہے کہ سعد نے عمرؓ کو لکھا کہ رستم نے مدائن کے قریب ساباط میں اپنا لشکر مرتب کیا ہے اور ہم سے لڑنے کے لئے بڑھ رہا ہے۔

ابوضمرہ کی یہ روایت ہے کہ سعد نے عمرؓ کو لکھا کہ رستم نے ساباط میں لشکر آراستہ کیا ہے اور ایران کے گھوڑوں، ہاتھیوں اور اس کی شان و شوکت کو ساتھ لیکر ہم پر حملہ کرنا چاہتا ہے مگر میرے نزدیک یہ سب بے حقیقت چیزیں ہیں اور نہ میں جیسا کہ آپ کی خواہش ہے اس کا تذکرہ کرتا ہوں، ہم اللہ سے مدد چاہتے ہیں اور اسی پر ہمارا بھروسا ہے، میں نے فلاں فلاں اشخاص کو جو آپ کی لکھی ہوئی صفات سے متصف ہیں رستم کے پاس بھیجا ہے،

سعد نے حضرت عمرؓ کا حکم ملتے ہی ایسے لوگ منتخب کئے جو بڑے ذی حسب و نسب

عقلمند بہادر اور وجیہ تھے نعمان بن مقرن، بسر بن ابی رُہم، حملہ بن جویۃ الکنانی، حنظلہ ابن الربیع التیمی، فرات بن حیان العجلی، عدی بن سہیل اور مغیرہ بن زرارہ ابن النباش ابن حبیب عقل وتدبیر اور سیاست دانی میں لاجواب تھے اور عطارد بن حاجب، اشعث بن قیس، الحارث ابن حسان، عاصم بن عمرو، عمرو بن معدی کرب، مغیرہ بن شعبہ اور معنی بن حارثہ ایسے لوگ تھے جو قد و قامت اور ظاہری رعب داب میں نمایاں درجہ رکھتے تھے ان سب کو شاہ ایران کے پاس سفیر بنا کر بھیجا گیا تھا۔

ابو وائل کا بیان ہے کہ جب سعد اپنی فوجوں کو لیکر قادسیہ پہنچے تو اس وقت شاید ہم لوگ سات ہزار سے زیادہ نہونگے اور مشرک تیس ہزار کے لگ بھگ ہونگے مشرکوں نے ہم سے کہا کہ تم لوگ نہایت کمزور ہو تمہارے پاس آلات جنگ ٹھیک نہیں ہیں تم ہمارے مقابلے پر کیوں آئے جاؤ واپس چلے جاؤ ہم لوگوں نے جواب دیا کہ ہم واپس نہیں جاتے اور نہ ہم واپس ہونے کے لئے آئے ہیں وہ لوگ ہمارے تیروں کو دیکھ دیکھ ہنستے تھے اور کہتے تھے تکلے ہیں تکلے؛

جب ہم نے واپس جانے سے انکار کیا تو انھوں نے کہا کہ تم ہمارے پاس اپنے میں سے کسی عقلمند آدمی کو بھیجو تا کہ وہ تمھاری آمد کے مقصد کو ہم پر واضح کرے، مغیرہ بن شعبہ نے کہا کہ اس کام کے لئے میں جاتا ہوں چنانچہ مغیرہ ندی پار ہوکر ان کی طرف گئے اور مسند پر رستم کے پاس جا بیٹھے ایرانی سرداروں کو یہ جسارت ناگوار گزری اور اس پر چلائے مغیرہ نے کہا کہ اس سے میرا مرتبہ بڑھ نہیں گیا اور تمھارے سپہ سالار کے مرتبے میں کمی نہیں آگئی، رستم نے کہا تم ٹھیک کہتے ہو تم یہ بتلاؤ کہ تم لوگ یہاں کیوں آئے ہو، مغیرہ نے کہا کہ ہماری قوم گمراہی میں گرفتار تھی خدا نے ہم میں ایک پیغمبر مبعوث کیا خدا نے ہم کو اس کے ذریعے سے ہدایت کی اور اس کے ہاتھوں سے ہم کو رزق عطا فرمایا، جو رزق اس نے ہم کو عطا کیا ہے یہ سمجھا جاتا ہے کہ اس کا دانہ اس سرزمین میں پیدا ہوتا ہے، جب ہم نے اور ہمارے اہل وعیال نے اس ملک کا غلہ کھایا تو انھوں نے کہا کہ ہم اس کے بغیر نہیں رہ سکتے تم ہم کو اس ملک میں ٹھیرا دو تا کہ یہاں کا غلہ کھائیں، رستم نے کہا کہ

ہم تم کو قتل کریں گے مغیرہ نے کہا کہ اگر تم نے ہم کو قتل کیا تو ہم جنت میں داخل ہونگے اور اگر ہم نے تم کو قتل کیا تو تم لوگ دوزخ میں جاؤ گے ایک یہ صورت ہے کہ تم جزیہ قبول کر لو۔ جب مغیرہ نے جزیہ دینے کا نام لیا تو وہ لوگ برہم ہو گئے اور چلا کر بولے کہ ہم میں اور تم میں صلح ناممکن ہے مغیرہ نے کہا کہ تم پار ہو کر ہماری طرف آؤ یا چاہتے ہو تو ہم تمھاری طرف آئیں، رستم نے کہا کہ ہم تمھاری طرف آئیں گے، مسلمانوں نے کچھ دیر توقف کیا جب پار ہونے والے ایرانی اس طرف آگئے تو مسلمانوں نے اُن پر حملہ کیا اور ان کو شکست دیدی،

عبید بن جحش السلمی کا بیان ہے کہ اس جنگ میں میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ ہم لوگ آدمیوں کی پیٹھوں کو روندتے ہوئے عجمیوں کی طرف بڑھ رہے تھے ہمارے ہتیار اُن کو چھوئے تک نہ گئے تھے بلکہ انھوں نے آپس ہی میں ایک دوسرے کو قتل کر دیا تھا ہم کو کافور کی ایک تھیلی ملی جس کو ہم نے نمک خیال کیا ہم نے گوشت پکایا اور اس کو ہانڈی میں ڈالا مگر اس میں کوئی ذائقہ پیدا نہوا، ایک عبادی شخص ہمارے پاس سے گزرا اُس کے پاس ایک قمیص تھی اس نے ہم سے کہا کہ اے عربو، تم اپنا کھانا خراب نہ کرو کیونکہ یہاں کا نمک کسی کام کا نہیں ہے، اگر تم چاہتے ہو تو اس کے عوض میں یہ قمیص لے سکتے ہو، ہم نے اس سے قمیص لے لی اور اس کو کافور کی تھیلی دے دی، اور قمیص اپنے میں سے ایک شخص کو پہنا دی ہم اس کو ساتھ لیکر گھومتے اور اس پر اکڑتے تھے مگر جب ہم کو کپڑوں کی قدر قیمت کا پتا چلا تو معلوم ہوا کہ وہ قمیص صرف دو درہم کی تھی۔

عبید کہتے ہیں کہ میں ایک ایسے شخص کے پاس پہنچا جس کے جسم پر ہتھیار تھے اور اس کے ہاتھوں میں سونے کے کنگن تھے میں نے اس سے بات نہیں کی بلکہ اسکی گردن مار دی، ایرانی شکست کھا کر صرات پہنچے ہم نے اُن کا تعاقب کیا انھوں نے وہاں بھی شکست کھائی اور مدائن تک پسپا ہو گئے، مسلمان کوفے تک پہنچ گئے، مشرکوں کی ایک فوج جو کی ورسلاخ میں تھی مسلمان وہاں پہنچے اور لڑکر اُن کو شکست دی مشرکین شکست کھا کر دجلہ کے کنارے جا ٹھیرے ان میں سے بعض لوگ کلواذی کے پاس سے

پار ہوئے اور بعض مدائن سے نیچے جاکر پار ہوئے مسلمانوں نے مشرکین کو محصور کرلیا انکے پاس کھانے کو کچھ نہ رہا اور کتے بلیاں کھانے لگے، رات کو موقع پاکر باہر نکلے اور جلولا میں داخل ہو گئے مسلمانوں نے وہاں بھی ان کو جالیا، سعد کے مقدمے کے افسر ہاشم بن عتبہ تھے اور وہ مقام جہاں مسلمان دشمنوں کے پاس پہنچ گئے تھے فرید تھا۔

ابو وائل کا بیان ہے کہ عمرؓ نے اہل کوفہ پر حذیفہ بن الیمان کو امیر مقرر کیا تھا اور اہل بصرہ پر مجاشع بن مسعود کو امیر مقرر کیا تھا۔

مغیرہ کا بیان ہے کہ مسلمانوں کا وفد رستم کو چھوڑ کر سیدھا یزدجرد کے ایوان پر پہنچا تاکہ یزدجرد کو دعوت اسلام دی جائے اور اس پر حجت قائم کردی جائے، مسلمانوں کے گھوڑوں کی پیٹھیں ننگی تھیں اور تیزی اور چستی کا یہ عالم تھا کہ سب گھوڑے ہنہنا تے اور ٹاپیں مارتے تھے، مسلمانوں نے یزدجرد کے پاس پہنچنے کی اجازت چاہی مگر ان کو روک دیا گیا یزدجرد نے اپنے وزرا اور اعیان مملکت کو طلب کیا تاکہ ان سے طریقۂ کار اور مسلمانوں سے گفتگو کرنے کے متعلق مشورہ کرے۔

جب لوگوں کو مسلمانوں کی آمد کی اطلاع ہوئی تو اُن کے دیکھنے کے لئے جوق درجوق آنے لگے مسلمانوں کی ظاہری ہئیت یہ تھی کہ اُن کے جُبے پھٹے ہوئے کاندھوں پر چادریں پڑی ہوئیں ہاتھوں میں باریک باریک کوڑے اور پاؤں پر موزے چڑھائے ہوئے تھے۔

مشورہ ہونے کے بعد مسلمانوں کو دربار میں داخل ہونے کی اجازت دی گئی چنانچہ مسلمان اندر داخل ہوئے قادسیہ کے ایک فیدی جو بعد میں بہت پکے مسلمان ہو گئے تھے وہ مسلمانوں کے وفد کی آمد کے وقت وہاں موجود تھے بیان کرتے ہیں کہ لوگوں کو جب مسلمانوں کی آمد کی خبر ہوئی تو بکثرت آ آکر ان کو دیکھنے لگے میں نے ایسے رعب داب کے دس آدمی کبھی نہیں دیکھے تھے کہ ان کی ہیبت ہزاروں پر چھاجائے ان کے گھوڑے ٹاپیں مار رہے تھے اور ایک دوسرے کو دھمکار ہے تھے، اور اہل فارس ان کی ہئیت کذائی اور ان کے گھوڑوں کی حالت کو دیکھ کر ان سے نفرت کر رہے تھے۔

جب عربوں کا وفد یزدجرد کے دربار میں داخل ہوا تو یزدجرد نے انکو بیٹھنے کا

حکم دیا وہ بہت بد تہذیب تھا چنانچہ ترجمان کے ذریعے سے پہلی بات چیت جو اس کے اور عربوں کے درمیان ہوئی وہ یہ تھی اس نے ترجمان سے کہا کہ ان سے پوچھو تم ان چادروں کو کیا کہتے ہو، اس نے نعمان سے پوچھا کہ تم اپنی چادر کو کیا کہتے ہو نعمان امیر وفد تھے نعمان نے کہا کہ ہم اس کو بُرد کہتے ہیں اس سے یزدجرد نے فال لی اور فارسی محاورے کے مطابق کہا جہاں بُرد، ایرانیوں کے چہروں کی رنگت بدل گئی اور اُن کو یزدجرد کی یہ حرکت نہایت ناگوار گزری، پھر اس نے عربوں کے جوتوں کو پوچھا کہ تم ان کو کیا کہتے ہو انھوں نے کہا ہم ان کو نعال کہتے ہیں یزدجرد نے کہا ہمارے ملک میں نالہ نالہ، پھر پوچھا کہ تمھارے ہاتھ میں کیا ہے نعمان نے کہا کہ اس کو سوط کہتے ہیں اس نے سمجھا سوخت اور کہا سوخت فارسی میں جلنے کو کہتے ہیں ان لوگوں نے فارس کو جلا دیا خدا ان کو جلائے، یزدجرد کا اشارہ اہل فارس کی طرف تھا اہل فارس اس کی باتوں پر بہت خفا ہو رہے تھے۔

اس کے بعد یزدجرد نے پوچھا کہ تم لوگ یہاں کیوں آئے ہو اور ہم سے جنگ کرنے اور ہمارے ملک میں گھسنے کا کیا باعث ہے، کیا اس لئے کہ ہم نے تم کو شتر بے مہار کی طرح چھوڑ رکھا ہے اور تمھاری طرف توجہ نہیں کی ہے تم کو ہمارے مقابلے پر آنیکی جرأت ہوئی ہے نعمان بن مقرن نے اپنے ارکان کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ اگر آپ لوگوں کی رائے ہو تو اس کا جواب میں دوں اور اگر کوئی اور صاحب بولنا چاہتے ہیں تو میں اُن کو اجازت دیتا ہوں، سب نے کہا آپ ہی بولیں اور بادشاہ سے کہا کہ اس شخص کا کہنا ہمارا کہنا ہے۔

نعمان نے اپنی گفتگو اس طرح شروع کی، اللہ نے ہم پر اپنا فضل کیا ہے ہمارے پاس ایک رسول کو بھیجا ہے انھوں نے ہم کو نیکی کا راستہ دکھایا اور اس پر چلنے کا حکم دیا انھوں نے ہم کو شر سے آگاہ کیا اور اس سے باز رہنے کا حکم دیا ہے انھوں نے ہم سے وعدہ کیا کہ اگر تم میرا کہنا مانو گے تو تم کو اچھی دنیا اور اچھی آخرت نصیب ہوگی عرب قبائل میں سے جس کسی کو ہمارے رسول نے دعوت دی اُن میں دو جماعتیں ہوگئیں ایک جماعت نے اُن کا ساتھ دیا اور دوسری اُن سے الگ ہوگئی، اُن کے دین میں گنتی کے چند ہی لوگ داخل ہوئے، کچھ عرصے تک یہی حالت رہی پھر ان کو خدا نے حکم دیا کہ

تم مخالفت کرنے والے عربوں سے لڑو چنانچہ آپ نے ان سے جنگ کی نتیجہ یہ ہوا سب لوگ اُن کے دین میں داخل ہو گئے بعض تو با دل ناخواستہ اور بعض بطیب خاطر اس کے بعد ہم سب کو معلوم ہوا کہ ان کا لایا ہوا مذہب ہماری عداوت اور تنگ خیالی کی زندگی سے کہیں بہتر ہے، ہمارے رسول نے ہم کو حکم دیا ہے، کہ اپنے قریب کی قوموں کو دعوت اسلام دیں چنانچہ ہم سب کو انصاف کی طرف مدعو کرتے ہیں اور تم کو اپنے دین کی طرف بلاتے ہیں ہمارا دین ایسا دین ہے جس نے نیکی اور بدی میں امتیاز کامل کر دیا ہے اگر تم انکار کرتے ہو تو اس کا نتیجہ تمہارے حق میں برا ہو گا مگر ایک صورت یہ بھی ہے کہ تم جزیہ دینا منظور کرو ورنہ تلوار سے مقابلہ ہے، اگر تم نے ہمارا مذہب قبول کر لیا تو ہم تمکو کتاب اللہ دے جائیں گے، اور تم کو اس شرط پر برقرار رکھیں گے کہ تم اس کے احکام کے مطابق حکومت کرو اس صورت میں ہم تم سے اور تمہاری حکومت سے کوئی تعرض نہ کریں گے، اور اگر تم نے جزیہ دیکر جان بچائی تو ہم اس کو قبول کریں گے اور تمہاری حفاظت کریں گے ورنہ ہم تم سے لڑیں گے یہ تقریر سن کر یزدجرد نے کہا کہ میں بخوبی جانتا ہوں کہ دنیا میں تم سے زیادہ بدبخت قلیل التعداد اور خستہ حال کوئی قوم نہیں تھی ہم تمہاری خبر لینے کے لئے سرحد کے زمینداروں کو مقرر کر دیتے تھے ہماری بجائے وہ تم سے نبٹ لیتے تھے فارس نے تم پر کبھی چڑھائی نہیں کی ہے تم کو یہ خیال نہیں کرنا چاہئے کہ تم اُن کے سامنے ٹھہر سکو گے، اگر تمہاری تعداد میں اضافہ ہو گیا ہے تو اس بات پر تم کو اکڑنا نہیں چاہئے، اگر قحط سالی اور افلاس نے تم کو یہاں آنے پر مجبور کیا ہے تو ہم تمہاری غذا کا اس وقت تک کے لئے انتظام کئے دیتے ہیں جبتک کہ تمہارے یہاں کچھ پیدا ہو، ہم تمہارے سرداروں کی عزت کریں گے تم کو کپڑے پہنائیں گے اور تم پر ایسے شخص کو بادشاہ مقرر کریں گے جو تمہارے ساتھ نرمی سے پیش آئے؛

یزدجرد کی یہ باتیں سن کر مسلمان امرا نے سکوت اختیار کیا مگر مغیرہ بن زرارہ سے ضبط نہ ہو سکا انھوں نے کھڑے ہو کر کہا اے بادشاہ یہ لوگ سرداران عرب اور وہاں کے معززین ہیں اشراف ہیں اور اشراف سے شرماتے ہیں اور اشراف کی عزت اشراف کیا کرتے ہیں اشراف کے حقوق کی پاسداری اشراف کرتے ہیں، اور اشراف کی عظمت کا لحاظ

اشراف کرتے ہیں، انھوں نے تم سے سب باتیں نہیں کہی ہیں اور نہ تمھاری سب باتوں کا جواب دیا ہے انھوں نے ٹھیک کیا اُن کے شایان شان ایسا ہی تھا، تم مجھ سے گفتگو کرو تاکہ میں صاف صاف جواب دوں اور یہ لوگ اس کی شہادت دیں۔

تم نے ہمارے متعلق جو کچھ بیان کیا ہے اس سے تم پورے طور پر واقف نہیں ہو تم نے ہماری خستہ حالی کا ذکر کیا ہے بیشک ہم سے زیادہ خستہ حال کون ہوگا تم نے ہماری فاقہ مستی کا ذکر کیا ہے بیشک اس کی مثال ملنا مشکل ہے ہم کیڑے مکوڑے سانپ بچھو تک کھا جاتے تھے اور ان کو اپنی غذا سمجھتے تھے، ہمارے مکانات بس زمین کی سطح تھی، ہم اونٹوں اور بکریوں کے بالوں کو بُن بُن کر جو پہن لیتے تھے وہ ہمارا لباس تھا، ہمارا مذہب یہ تھا کہ ایک دوسرے کی گردن مارتے تھے اور ایک دوسرے کو لوٹتے تھے مگر یہ سب باتیں اب پرانی ہوچکی ہیں خدا نے ہم میں ایک بہترین شخص کو پیدا کیا ہے ہم اس کے حسب ونسب سے بخوبی واقف ہیں اس کا وطن بہترین وطن ہے اس کا حسب ہم سب سے اچھا ہے اس کا گھرانا ہم سب کے گھرانوں سے بالاتر ہے اس کا قبیلہ ہم سب کے قبیلوں سے معزز ہے وہ بذات خود بہترین خصائل سے متصف تھا سب سے زیادہ صادق القول سب سے زیادہ بردبار اس نے ہمکو ایک چیز کی طرف مدعو کیا مگر بجز اس کے یار غار کے جو اس کے بعد خلیفہ ہوئے ہم میں سے اور کسی نے اس کی بات نہیں مانی، وہ بولتا ہم بھی بولتے وہ سچ کہتا ہم جھوٹ کہتے، وہ جس کام کو زیادہ کرتا ہم اس کو کم کرتے مگر وہ کچھ نہ کہتا بالآخر خدا نے ہمارے قلوب میں اس کی تصدیق اور اس کی پیروی کرنے کا خیال پیدا کردیا وہ ہمارے اور رب العالمین کے درمیان واسطہ بن گیا وہ ہم سے جو کچھ کہتا وہ خدا کا کہنا ہوتا تھا اور جس کام کا حکم دیتا وہ خدا کا حکم ہوتا تھا، اس نے ہم سے کہا کہ تمھارا رب کہتا ہے کہ میں ہی تنہا اللہ ہوں، میرا کوئی شریک نہیں ہے میں تھا جبکہ کوئی چیز نہ تھی، ہر چیز فنا ہوجائے گی بجز میری ذات کے، میں نے تمام چیزوں کو پیدا کیا ہے اور ہر چیز میری طرف واپس ہوگی، میری رحمت نے تم کو آلیا ہے میں نے اس شخص کو تمھاری طرف بھیجا ہے تاکہ تم کو راہ راست پر چلاؤں تاکہ تم کو مرنے کے بعد

عذاب سے نجات ملے اور اپنے گھر دار السلام کو تم پر حلال کر دوں۔
لہذا ہم شہادت دیتے ہیں کہ وہ پیغمبر جو کچھ لایا ہے حق ہے حق کے پاس سے لایا ہے اس نے ہم سے کہا ہے کہ اِس چیز میں جو کوئی تمہاری اتباع کرے گا اس کو وہی فائدے حاصل ہو نگے جو تم کو حاصل ہیں اور اس پر وہی امور واجب ہوں گے جو تم پر واجب ہیں، جو شخص اس کے قبول کرنے سے انکار کرے اس کے سامنے جزیہ پیش کرو اگر قبول کرے تو جس طرح تم اپنی حفاظت کرتے ہو اس کی بھی حفاظت کرو اور جو اس سے بھی انکار کرے اس سے جنگ کرو میں تمہارے درمیان حکم ہوں تم میں سے جو لوگ قتل ہو گئے ہیں ان کو اپنی جنت میں داخل کروں گا اور جو باقی رہیں گے ان کو حریفوں پر نصرت عطا کروں گا۔
اے بادشاہ یا تو تو ذلت کے ساتھ جزیہ دینا قبول کرلے ورنہ تلوار ہے یا اسلام لے آتا کہ تجھ کو نجات نصیب ہو یزدجرد نے کہا کہ تم مجھ سے ایسی باتیں کہتے ہو مغیرہ نے کہا کہ میرا روئے سخن تو اس کی طرف ہے جو مجھ سے گفتگو کرتا ہے اگر تمہارے سوا کوئی اور شخص مجھ سے گفتگو کرتا تو میری بات کا رخ تمہاری طرف نہ ہوتا، یزدجرد نے کہا اگر قاصدوں کا قتل کرنا خلاف اصول نہ ہوتا تو میں تم کو قتل کر دیتا، میرے پاس تمہارے لئے کچھ نہیں ہے، اس کے بعد حکم دیا کہ ایک ٹوکرا بھر مٹی لاؤ اور ان میں کے سب سے معزز شخص کے سر پر لاد دو اور اس کو ہانکتے ہانکتے مدائن سے خارج کر دو۔
جاؤ تم اپنے سردار کے پاس واپس چلے جاؤ یاد رکھو کہ میں تمہاری سرکوبی کے لئے رستم کو بھیج رہا ہوں تاکہ وہ تم کو اور تمہارے سردار کو قادسیہ کی خندق میں مبتلائے عذاب کر کے موت کے گھاٹ اتار دے، پھر میں اس کو تمہارے ملک میں بھیجکر اس سے زیادہ مزا چکھاؤں گا جتنا کہ سابور نے تم کو چکھایا تھا، اس کے بعد اس نے پوچھا تم میں سب سے زیادہ باعزت کون ہے، سب لوگ خاموش رہے، عاصم مٹی لینے کے لئے جھپٹے اور کہا کہ میں ان سب کا سردار ہوں یہ مٹی میرے سر پر لادو، یزدجرد نے کہا کیا ایسا ہی ہے عرب سرداروں نے کہا ہاں درست ہے چنانچہ مٹی عاصم کے سر پر لاد دی گئی، عاصم اس کو لئے لئے دربار اور شاہی محل

سے باہر اپنے گھوڑے کے پاس پہنچے اور اس کے اوپر لاد دی اور تیزی سے روانہ ہوئے اور سعد کے پاس لے گئے عاصم سب سے آگے نکل گئے قدیس کے پاس پہنچکر اندر قصر میں داخل ہو گئے اور کہا کہ اپنے امیر کو فتح کی بشارت دو ہم انشاء اللہ ضرور فتحیاب ہونگے عاصم نے مٹی کو اپنی گود میں لیا اور سعد کے پاس گئے، ان کو واقعات کی اطلاع دی اور کہا مبارک ہو خدا نے ہم کو ان کے ملک کی کنجیاں عطا کی ہیں۔

عاصم کے ساتھی بھی آگئے اور سب ملکر اپنی قوت میں اضافہ کرنے لگے اور ادھر دشمنوں کے دل پر مسلمانوں کی ہیبت بڑھتی گئی۔

یزدجرد کے درباریوں کو اس کا یہ فعل اور مسلمانوں کی حرکت نہایت ناگوار گزری، رستم ساباط سے بادشاہ کے پاس آیا تاکہ اس سے واقعات معلوم کرے اور یہ کہ اس نے مسلمانوں کو کیسا پایا بادشاہ نے کہا کہ میں نہیں جانتا تھا کہ عربوں میں ایسے لوگ موجود ہیں جیسے کہ میں نے اب دیکھے ہیں وہ میرے پاس آئے، میں خیال کرتا ہوں کہ تم لوگ اُن سے زیادہ عقلمند اور حاضر جواب نہیں ہو یزدجرد نے رستم کو عربوں کے نمایندوں کی گفتگو سنائی یزدجرد نے کہا کہ ان لوگوں نے مجھ سے سچ کہا ہے یا تو وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہونگے یا اس کے لئے جان دیدیں گے مگر میں سمجھتا ہوں کہ ان کا سردار نہایت احمق آدمی تھا کیونکہ جب اس نے جزیے کا ذکر کیا تو میں نے اس کو مٹی دیدی جس کو اس نے اپنے سر پر اٹھالیا اس کو لیکر چلا گیا اگر وہ چاہتا تو کسی اور پر ٹال دیتا معلوم نہیں اس میں کیا راز تھا، رستم نے کہا اے بادشاہ وہ شخص سب سے زیادہ دانشمند تھا اس نے اس چیز سے فال لی ہے اس بات کو اس کے سوا اس کا کوئی اور ساتھی نہیں سمجھ سکا ہے۔

رستم بادشاہ کے پاس سے غم و غصے سے بھرا ہوا واپس آیا وہ نجوم اور کہانت سے واقف تھا، اس لئے فوراً وفد کو گرفتار کرنے کے لئے آدمی دوڑائے اور اپنے ایک معتمد علیہ سے کہا کہ اگر ہمارے قاصدوں نے ان لوگوں کو پکڑلیا تو اس کا یہ مطلب ہوگا کہ ہم نے اپنے ملک کو پالیا ہے اور اگر قاصد ناکام رہے تو گویا خدا نے تمہارا ملک اور تمہاری اولاد تم سے چھین لی ہے اور اس میں کسی

شک و شبہے کی گنجائش نہ رہے گی، حجام کا بیٹا حکومت کے قابل نہیں ہوتا، وہ لوگ ہمارے ملک کی کنجیاں لے گئے ہیں، ان باتوں کو سنکر ایرانیوں کا غیظ و غضب اور بہت بڑھ گیا۔

اس وفد کے مسلمان یزدجرد کے پاس روانہ ہونے سے لیکر صیاد بن واپس آنے تک غارتگریاں کرتے اور مچھلیوں کا شکار کرتے رہے، سواد بن مالک التمیمی نجاف کی طرف گئے فراض بھی اس کے نزدیک تھا، تین سو مویشی یعنی خچر گدھے اور بیل وغیرہ پکڑ لائے اور ان پر مچھلیاں لادیں اور ہانکتے ہانکتے صبح تک اپنے لشکر میں آگئے، سعد نے مویشی اور مچھلیاں لوگوں میں تقسیم کردیں اور مجاہدین کو دینے کے بعد خمس میں سے جو کچھ بچا وہ انعامات میں تقسیم کردیا اور لونڈی غلاموں کو بھی حصوں میں لگادیا، اس معرکے کا نام یوم الحیتان ہے، آزاذمرد بن آزادبہ ان لوگوں کی تلاش میں نکلا تھا مگر سواد اور اُن کے سوار اس پر پلٹ پڑے سیلحین کے پل پر لڑائی ہوئی یہاں تک کہ جب ان کو معلوم ہوگیا کہ مال غنیمت دشمن کی زد سے نکل گیا ہے تو خود بھی اس کے پیچھے پیچھے چلے آئے اور غنیمت کو مسلمانوں کے پاس پہنچا دیا۔

اس زمانے میں مسلمان گوشت کے لئے بہت بےچین تھے گیہوں، جو کھجور اور دوسرے غلے تو ان کے پاس بہت دنوں کے قیام کے لئے کافی مقدار میں موجود تھے مگر گوشت نہ تھا اس لئے ان کی ٹکڑیاں صرف گوشت کی طلب میں نکلا کرتی تھیں اسی لئے وہ ان معرکوں کو ایام اللحم یوم الاباقر اور یوم الحیتان سے موسوم کرتے تھے۔

ایک اور سریہ مالک بن ربیعہ بن خالد التیمی کی سرکردگی میں بھیجا گیا ان کے ساتھ مساور بن نعمان التیمی بھی تھے ان دونوں نے قوم پر چھاپہ مارا اور بنی تغلب اور بنی نمر کے اونٹ پکڑ لئے، اور ان کو ہانکتے ہوئے اگلے روز سعد کے پاس آگئے، اونٹ لوگوں کے لئے ذبح کردیے گئے جس کی وجہ سے گوشت کی افراط ہوگئی عمرو بن الحارث نے نہرین پر چھاپہ مارا وہاں اُن کو باب ثور اور بکثرت مویشی ملے وہاں سے ارض شیلی کی طرف جو آج کل نہر زیاد کہلاتی ہے آئے اور وہاں سے لشکر میں

آ گئے، عمرو کا بیان ہے کہ اس وقت وہاں صرف دو نہریں تھیں۔

خالدؓ کے عراق جانے اور سعد کے قادسیہ آنے میں دو سال اور چند دن کا وقفہ ہے، سعد وہاں دو ماہ سے کچھ زیادہ مقیم رہے تھے بالآخر فتحمند ہوئے۔

واقعۂ بویب کے بعد عربوں اور ایرانیوں کے درمیان ایک یہ واقعہ بھی پیش آیا تھا کہ انوشجان ابن الہربذ سواد بصرہ سے نکلکر باشندگان غضی پر حملہ کرنے کے ارادے سے چلا مگر قبیلۂ تمیم کے خاندانوں کے چار سرداروں نے جو ان کے سامنے ہی آباد تھے اس کو روک لیا، ان میں سے ایک المستورد رباب کے سردار تھے اور عبداللہ بن زید اُن کے دست راست تھے، دوسرے جزء بن معاویہ سعد کے سردار تھے اور ابن النابغہ ان کے معاون تھے تیسرے الحسن بن نیار عمرو کے سردار تھے اور اعور بن بشامہ اُن کے معاون تھے چوتھے حصین بن معبد حنظلہ کے سردار تھے اور الشبہ ان کی اعانت کرتے تھے قبل اس کے کہ انوشجان اہل غضی تک پہنچے ان سرداروں نے ملکر اس کو قتل کر دیا، جب سعد سپہ سالار ہو کر آئے تو یہ سردار، اہل غضی اور وہاں کی تمام جماعتیں سعد کے ساتھ آ کر مل گئیں۔
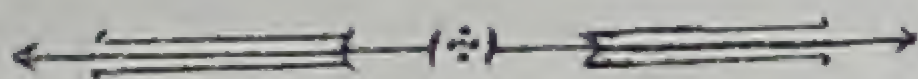
صحت نامہ

تاریخ طبری جلد اوّل حصۂ چہارم

(عہد خلافت راشدہ)

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۲	۷	نبی ساحدہ	بنی ساعدہ
۲۱	۷	چوگنا	چوکنّا
۵۸	۱۵و۱۸	زیرقان	زبرقان
۷۰	۹	پلے ہوپجھے تھے	چھپے ہوئے تھے
۷۳	۳	تہار	تہار
۷۴	۱۹	″	″
۷۶	۲	پیروں پر	پیرودں پر
۹۸	۸	گگنے	گگئے
۱۴۶	۲۰	حنظلہ	حنظلہ
۱۴۹	۲۲	افسر	افسر
۱۵۲	۲۵	کھاتا	کھانا
۱۵۵	۱۲	مغرہ	مغیرہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۲۱۶	پیشانی کتاب	عہدہ خلافت راشدہ	عہد خلافت راشدہ
۲۱۹	۲۴	ناپشند	ناپسند
۲۲۵	پیشانی کتاب	تاریح	تاریخ
۲۷۳	۱۸	چنانچہ	چنانچہ
۲۹۲	۶	سقین	صفین
۲۹۴	پیشانی کتاب	تاریخ طبری جلد اول چہارم	تاریخ طبری جلد اول حصۂ چہارم
۳۰۶	″	عہد حلافت	عہد خلافت
۳۱۲	″	″ ″	″ ″